تذکرۃ الخواص

علامہ ابن جوزی

DATA ENTERED

عرضِ ناشر

تذکرۃ الخواص کا اُردو ترجمہ آپ کے پیش نظر ہے۔ اس کتاب کے مؤلف جناب یوسف بن فرغلی بن عبداللہ البغدادی سبط الحافظ ابی الفرج عبدالرحمٰن ابن الجوزی الحنفی کو سواد اعظم میں امام کا درجہ حاصل ہے آپ ۵۸۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۵۴ھ میں رحلت فرما گئے۔ اصل کتاب کو العلامہ الکبیر السیّد محمّد صادق بحر العلوم نے نجف اشرف (عراق) میں شائع کیا ہم اُن کی اجازت سے اس کتاب کا اُردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

فاضل مؤلف علامہ سبط ابن جوزی نے اپنی اس لافانی کتاب میں چہاردہ معصومین علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔ بالخصوص حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کی حیاتِ طیّبہ پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔ بلاشبہہ اس کتاب میں فضائل معصومین علیہم السلام کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام کے لیے اس کا مطالعہ یقیناً ایمان افروز ہوگا

ہم جناب عماد الاعلام ثقۃ الاسلام جناب مولانا سیّد صفدر حسین صاحب قبلہ نجفی مدظلہ العالی کے سپاس گزار ہیں کہ انھوں نے ہماری استدعا کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس کتاب کا ترجمہ فرمایا جزاکم اللہ خَیْرُ الْجَزَاء

امید ہے کہ ہماری یہ پیشکش بھی شرفِ قبولیت حاصل کرے گی!

(ناشر)

عمادی
ملاق آئمہ طاہرینؑ، ۴۴۱

سپاس بے قیاس

ہم یہ مبارک کتاب میسرز محمدی ویلفیئر سوسائٹی رجسٹرڈ
کراچی کے پر خلوص تعاون سے شائع کرنے کی سعادت حاصل
کر رہے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ؛

(ناشر)

Marfat.com

ترتیب

عرض مترجم، ۸
سوانح سبط ابن جوزی، ۹
پیش لفظ، ۱۹
حضرت امیرالمومنینؑ، ۲۳
فضائل امیرالمومنینؑ، ۳۶
فضائل امیرالمومنینؑ، ۴۵
حدیثِ علمؑ، ۵۰
بیت شکنی، ۵۴
حبِ علیؑ، ۵۴
من کنت مولا، ۵۵
حدیث شب ہجرت، ۶۱
حدیثِ قربانی، ۶۳
حدیث علی منی، ۶۴
میرے پیغام کو علیؑ ہی پہنچائیگا، ۶۵
حدیث طیر، ۶۷
حدیث سدالابواب، ۶۹
حدیث سرگوشی اور وصیت، ۶۹
حدیث اذیت، ۷۵
قضایائے امیرالمومنینؑ، ۷۱
حدیث ناقہ، ۷۱
حدیث باغ، ۷۲
حدیث ملائکہ، ۷۲
حدیث خلقت امیرالمومنین، ۷۲
حدیث شاخ سُرخ، ۷۳
حدیث مدینۃ العلم، ۷۳
حدیث سیادت، ۷۳
علیؑ اہلِ جنّت سے ہیں، ۷۴
حدیث قتل عمالقہ، ۷۴
حدیث ردّ شمس، ۷۴
حدیث شیعیانِ امیرالمومنینؑ، ۷۵
تذکرہ اولادِ اطہار، ۷۶
خلافتِ ظاہرہ، ۷۸
روانگی بصرہ، ۸۵
واپسی حضرت عائشہ، ۹۸
جنگِ صفین، ۹۹
حضرت عمار یاسرؓ
ائمہؑ، ۱۳۷
واخلاق آئمہ طاہرینؑ، ۴۴۱

Marfat.com

واقعۂ تحکیم ، ۱۲۲
خوارج ، ۱۲۵
دومۃ الجندل ، ۱۲۹
زہد وورع ، ۱۳۸
کلام الامام ، ۱۴۷
خطبۂ منبر ، ۱۴۸
خطبۂ بالغہ ، ۱۴۹
خطبۂ شقشقیہ ، ۱۵۲
خطبہ مدح رسولؐ ، ۱۵۵
خطبہ سالخہ وفاتِ رسولؐ ، ۱۵۶
خطبہ مدح نبی کریمؐ ، ۱۵۷
خطباتِ پند ونصائح ، ۱۵۹
خطبہ در توصیف صحابہ کرام ، ۱۶۹
توصیف فقیہ ، ۱۷۳
وصایا ، ۱۷۴
وصیت بنام کمیل بن زیاد ، ۱۷۵
وصیت اپنی اولاد کے نام ، ۱۷۶
احادیث رسولؐ اور کلام امیر المومنینؑ ، ۱۷۷
حضرت عمر کا اعتراف فضیلت ، ۱۷۹
واقعہ قاضی شریح ، ۱۸۷
کلام بجز سے ایضاً ، ۱۸۹
قرآن مجید کے متعلق آپ کا کلام ، ۱۹۰
اہل شام ، ۱۹۱
خوفِ ظلم ، ۱۹۱
حضرت ابوذر ، ۱۹۲
قدر وقضا ، ۱۹۳
توحید ، ۱۹۴
خطوط برائے امرائے لشکر ، ۱۹۴
علم نجوم ، ۱۹۵
قضائے حوائج کا تذکرہ ، ۱۹۷
والدین سے حسن سلوک ، ۱۹۷
مناظرہ ، ۲۰۱
علوم مختلفہ ، ۲۰۱
وفات حسرت آیات ، ۲۱۶
سببِ شہادت ، ۲۲۰
تذکرہ جعفر بن ابیطالبؓ ، ۲۲۹
ہجرت حبشہ ، ۲۲۹
شہادت حضرت جعفر طیارؓ ۲۳۵
اولاد جعفر طیارؓ ، ۲۳۶
عبداللہ ابن جعفر ، ۲۳۹
اولاد عبداللہ بن جعفر ، ۲۳۹
امام حسنؑ ، ۲۴۱

Marfat.com

فضائل ، ۲۴۱
پیش آمدہ واقعات ، ۲۴۴
تقسیر عجیب ، ۲۵۲
وفات امام حسنؑ ، ۲۶۱
سبب شہادت ، ۲۶۱
اولاد امام حسنؑ ، ۲۶۴
عبداللہ ابن حسن کی اسیری ، ۲۶۷
خروج محمد و ابراہیم ، ۲۷۱
شہادت محمد بن عبداللہ بن حسن ، ۲۷۲
شہادت ابراہیم بن عبداللہ ، ۲۷۷
سید الشہدا امام حسینؑ ، ۲۸۴
سیرت مبارکہ ، ۲۸۷
مسلم بن عقیلؓ ، ۲۹۲
عراق میں امام کا ورود ، ۲۹۹
شہادت ، ۳۰۱
شہادت بنی ہاشم ، ۳۰۸
سرہائے شہدا اور اسیران کربلا ، ۳۱۰
سر مظلومؑ جانب دمشق ، ۳۱۵
سر مظلومؑ کہاں دفن ہوا ؟ ۳۲۰
ابن عباس کا خواب ، ۳۲۴
نوحۂ جنات ، ۳۲۵
وجہ شفق ، ۳۲۷
عبداللہ ابن عمر ، ۳۲۹
اولاد امام حسینؑ ، ۳۳۳
انتقام ، ۳۳۴
ابن زیاد ، ۳۳۷
سلیمان بن صرد ، ۳۳۹
یزید بن معاویہ ، ۳۴۳
محمد بن حنفیہ ، ۳۵۲
جناب خدیجہ اور فاطمہ زہراؑ ، ۳۶۰
وفات جناب سیدہؑ ، ۳۷۷
آئمہ علیہم السلام ، ۳۸۱
حضرت علی بن الحسینؑ ، ۳۸۳
شہادت زید ، ۳۹۴
حضرت امام محمد باقرؑ ، ۳۹۸
" " جعفرؑ ، ۴۰۴
" " موسیٰ بن جعفرؑ ، ۴۱۳
" علی ابن موسی الرضاؑ ، ۴۱۹
" محمد تقی جواد ، ۴۲۶
" علی نقی الہادی ، ۴۲۷
" حسن عسکری ، ۴۳۲
" حضرت حجتؑ ، ۴۳۲
مدح آئمہؑ ، ۲۳۷
صفات و اخلاق آئمہ طاہرینؑ ، ۴۴۱

Marfat.com

عرضِ مترجم

تذکرۃ الخواص اور اس کے مصنف کو علمی دُنیا میں ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ اراکینِ مکتبہ تعمیرِ ادب اور اکثر مومنینِ کرام نے مجھے متوجہ کیا کہ افادہ اہلِ اسلام کے لیے اس کتاب کا ترجمہ کیا جانا چاہیے۔ چنانچہ میں نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود اس ذمہ داری کو قبول کیا اور نہایت قلیل مدّت میں اس کا ترجمہ کر ڈالا۔ اس سلسلے میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱: مؤلف تذکرۃ الخواص حنفی المذہب ہیں اس لیے مترجم کا ہر واقعہ کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

۲: اگر کوئی واقعہ یا روایت شیعی عقائد کے خلاف ہو تو اس سے چشم پوشی کی جائے۔

۳: سلسلۂ اسناد کو حذف کر دیا گیا ہے کیونکہ ان کا ذکر عوام بلکہ خواص کے لیے بھی مفید نہیں ہے۔

۴: کسی حدیث یا روایت پر مؤلف کی تنقیدی بحث کو اس لیے چھوڑ دیا گیا ہے کہ اکثر مواقع پر جواب واحد ہے۔

۵: غیر مناسب روایات اور واقعات کو حذف کر دیا گیا ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ میری یہ حقیر خدمت بارگاہِ اہلبیت عصمت و طہارت میں شرفِ قبولیت حاصل کرے۔

احقر

سیّد صفدر حسین نجفی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانح ـــــ علامہ سبط ابن جوزیؒ

شمس الدین ابو المظفر یوسف بن قزغلی ابن عبداللہ بغدادی سبط حافظ ابو الفرج عبدالرحمٰن ابن جوزی حنفی ۵۸۱ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ محمد عبدالحی لکھنوی نے اپنی کتاب الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ کے صفحہ ۲۳۰ پر ان کے مفصل حالات درج کیے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یوسف نے علم فقہ میں کمال حاصل کیا اور اپنے نانا ابن جوزی سے احادیث کی سماعت کی اور اپنے نانا ہی کی تربیت کی وجہ سے بچپن میں مذہب حنبلی کے پیرو ہوئے پھر موصل اور دمشق کی طرف چلے گئے۔ اور جمال الدین محمود حصیری سے علم فقہ کی تعلیم لی اور حنفی مذہب اختیار کیا۔ سبط ابن جوزی عالم، فقیہ اور واعظ تھے۔ لوگ ان کے پاس بیٹھنا پسند کرتے۔ زبان میں انتہائی مٹھاس تھی۔ بحث و مباحثہ کے مرد میدان اور انتہائی ذہین تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے شرح الجامع الکبیر۔ کتاب ایثار الانصاف بتفسیر قرآن منتہی السؤل فی سیرۃ الرسول۔ اللوامع فی احادیث المختصر والجامع اور مرآۃ الزمان ہیں۔ اکیسویں ذی الحجہ ۶۵۴ھ میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے عبدالعزیز نے اپنے باپ سے تعلیم فقہ حاصل کی اور درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ماہ شوال ۶۶۶ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد لکھنوی کہتے ہیں کہ ابن خلکان نے عون الدین یحییٰ ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ کے حالات میں لکھا ہے کہ "قزغلی عون الدین ابن ہبیرہ کا غلام تھا اور اس نے شیخ جمال الدین جوزی کی بیٹی سے شادی کی تو اس کے ہاں شمس الدین ابو المظفر یوسف ابن قزغلی

سبط ابن جوزی پیدا ہوئے۔ جنھوں نے تاریخ کی ایک کتاب لکھی جس کا نام مراۃ الجناں ہے میں نے دمشق میں اسے بیس جلدوں میں دیکھا ہے۔ اور وہ کتاب مولف کے اپنے خط کی لکھی ہوئی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اسی کتاب مراۃ الجناں میں ہے کہ علامہ واعظ مورخ شمس الدین ترکی ثم بغدادی سبط شیخ جمال الدین ابن جوزی کو ان کے نانا نے خود بھی تعلیم دی اور ایک اور جماعت علماء سے تعلیم دلوائی۔ اور ۶۰۰ھ سے کئی سال بعد دمشق کو انھوں نے اپنا وطن بنالیا۔ وہاں اسے انتہائی معتبریت حاصل ہوئی۔ اور ان کی ایک تفسیر کی کتاب انتیس جلدوں میں ہے اور شرح الجامع الکبیر اور ایک جلد مناقب ابوحنیفہ میں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ مجدالدین شیرازی نے کتب طبقات میں لکھا ہے کہ سبط ابن جوزی کا والد وزیر عون الدین ابوہبیرہ کا غلام تھا۔ لیکن بمنزلہ بیٹے کے رکھتا تھا اس لیے اسے آزاد کر دیا۔ اور اس کے لیے شیخ جمال الدین کی بیٹی کی خواستگاری کی۔ شیخ سے انکار نہ ہو سکا۔ پس اس عورت کے بطن سے یوسف مذکور پیدا ہوئے۔ انھیں نانا نے تعلیم دلائی اور مسلک حنفیہ کا پیرو بنایا۔ وہ وعظ و نصیحت میں اپنے زمانہ کے منفرد سمجھے گئے۔ ان کے وعظ و پند سے دل رقیق ہو جاتے، ان کا کلام سن کر آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے وہ اپنے معاصرین سے بڑھ گئے بلکہ بہت سے گزشتہ واعظین سے بھی سبقت لے گئے۔ ان کی مجالسِ وعظ دلوں اور آنکھوں کے لیے پاکیزگی کا باعث ہوتی۔ ان کے وعظ میں صلحاء، حاکم وقت اور وزراء حاضری دیتے، ان کی کوئی مجلس ایسی نہ ہوتی جس میں لوگوں کی ایک خاصی تعداد ان کے وعظ و پند سے متاثر ہو کر توبہ نہ کرتی۔ بہت سی مجالس میں ذمی کفار مشرف بہ اسلام ہوتے مسجد دمشق میں جس صبح کے لیے ان کے وعظ کا اعلان ہوتا رات ہی سے لوگ جگہ حاصل کرنے کے لیے مسجد میں آنا شروع ہو جاتے۔ موصوف حنبلی مذہب کے پیرو تھے لیکن ملک معظم عیسیٰ کی ہمنشینی کی وجہ سے بادشاہ نے انھیں اپنی طرف مائل کر لیا۔ اور مذہب ابوحنیفہ کا پیرو بنا دیا۔ ملک معظم مذہب حنفی میں غلو کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔

نیز محی الدین ابو محمد عبدالقادر ابن ابوالوفا قرشی حنفی مصری نے اپنی کتاب الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیہ کی جلد ۲ ص ۲۳۵ پر مؤلف کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موصوف نے اپنے نانا سے بغداد میں حدیث روایت کی اور ابوالفرج ابن کلیب اور ابوحفص ابن طبرزد سے علم حاصل کیا۔ موصل اور دمشق میں تعلیم حاصل کی اور دمشق و مصر میں سلسلۂ بیان حدیث شروع کیا۔ ملوک، امراء، علماء اور عوام سے وعظ وغیرہ میں قبولیت کی سند حاصل کی۔ وہ اپنی کتاب مراۃ الزماں میں لکھتے ہیں کہ شیخ موفق الدین ابن قدامہ حنبلی ان کے وعظ میں حاضر ہوتے تھے۔ موصوف کی تصنیف شرح جامع الکبیر اور ایثار الانصاف ہیں۔ جبل قاسیون میں، اکیسویں ذی الحجہ ۶۵۴ھ بروز منگل بوقت شب وفات پائی۔ جبل قاسیون شمالی کی جامع مسجد کے سامنے ان کی نماز جنازہ سلطان ملک الناصر صلاح الدین یوسف ابن محمد ابن ملک طاہر غازی ابن یوسف ابن ایوب نے پڑھائی۔

ابن عماد حنبلی نے کتاب شذرات الذہب جلد ۵ ص ۲۶۶ حوادث ۶۵۴ھ میں لکھا ہے کہ اسی سال سبط ابن جوزی علامہ واعظ مورخ شمس الدین ابوالمظفر یوسف ابن فرغلی ترکی ثم بغدادی، ہبیری حنفی سبط شیخ ابوالفرج ابن جوزی نے وفات پائی، سے اس کے نانا نے خود بھی تعلیم دی اور ابن کلیب اور دیگر لوگوں سے تعلیم دلوائی۔ ۶۰۰ھ کے چند سال بعد دمشق میں پہنچا اور وہاں وعظ شروع کیا۔ ان کے لطیف خصائل اور عمدہ وعظ کی وجہ سے انھیں بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان کی تفسیر انتیس جلدوں میں ہے جو الجامع الکبیر کے نام سے موسوم ہے۔ اور ان کی کتاب مراۃ الزمان اسم بامسمیٰ ہے اور ایک جلد مناقب ابوحنیفہ میں ہے۔ تدریس اور فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بادشاہوں کی نظر میں قابل احترام تھے۔ ملک معظم نے انھیں مذہب ابوحنیفہ کی طرف پھیر لیا۔ اس بارے میں بہت سے لوگوں نے ان پر تنقید کی یہاں تک کہ ایک دفعہ جب وہ منبر پر بیٹھے تو ایک صاحب حال فقیر نے ان سے کہا کہ کسی بڑی شخصیت سے انسان اس وقت تک اعتراض نہیں کرتا جب تک

Marfat.com

اس میں کوئی عیب نہ دیکھے بلکہ امام احمد میں کونسا عیب نظر آیا کہ تم اس سے روگردان ہوئے
تو سبط ابن جوزی نے اس سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ، وہ فقیر کہنے لگا۔ میں تو خاموش ہو جاتا
ہوں لیکن آپ کوئی کلام فرمائیے۔ موصوف نے جواب دینا چاہا لیکن نہ دے سکے اور منبر
سے اتر آئے۔ اگر ان کی کتاب مرآۃ الزماں کے علاوہ کوئی اور کتاب نہ بھی ہو تو ان کی عظمت
کے لیے کافی ہے۔ اپنی تالیفات میں انھوں نے عجیب و غریب طریقہ اختیار کیا ہے۔ اول
زمانہ سے لے کر ۶۵۴ھ کے اوائل تک کے حالات لکھے ہیں اور اسی سال ان کی وفات
ہوئی ہے۔ بیس ذی الحجہ منگل کی رات اپنے مکان واقع جبل الصالحیہ میں وفات پائی
اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کے دفن کے وقت ملک ناصر بادشاہ شام موجود تھا۔

نیز اسمٰعیل پاشا بغدادی نے ہدیۃ العارفین واسماء المؤلفین وآثار المصنفین کی جلد ۲
ص ۵۵۴ پر ان کے حالات زندگی درج کیے ہیں اور ان کی تصانیف میں کتاب انتصار الامام
آئمۃ الامصار (یعنی ابوحنیفہ) ایثار الانصاف، الیضاح القوانین، الاصطلاح اور
تذکرۃ الخواص من الامۃ فی ذکر مناقب الائمہ (زیر نظر کتاب) تفسیر القرآن ۲۹ جلد تلخیص
الجامع الکبیر الشیبانی فی الفرع۔ مصرۃ الزمان۔ شرح صحیح مسلم۔ کنز الملوک فی کیفیۃ الملوک
مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان ۴۰ جلد۔ معادن الابریز ۱۹ جلد۔ مختصر الامع فی احادیث المختصر
والجامع۔ منتہی السئول فی سیرۃ الرسول۔ نہایۃ الصنائع فی شرح المختصر والجامع کی دوسری
شرح کو شمار کیا ہے جیسا کہ مقدم الذکر بغدادی نے اپنی کتاب الیضاح المکنون ذیل کشف
الظنون جلد ۱ ص ۲۷۴ پر ان کی کتاب تذکرۃ الخواص الامۃ بذکری مناقب الائمہ کا ذکر کیا ہے۔

نیز یوسف الیان سرکیس نے معجم المطبوعات جلد ۱ ص ۶۸ اور ص ۶۹ پر اس کے حالات
نقل کیے ہیں۔ اور اس کی کتب مطبوعہ میں تذکرۃ خواص الامۃ بذکر خصائص الائمہ کو ذکر کیا ہے

نیز جرجی زیدان نے اپنی کتاب تاریخ آداب اللغۃ العربیہ میں اس کی کتب میں سے
تذکرۃ خواص الامۃ کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت علیؑ اور آئمہ اثنا عشر کے

حالات میں ہے اور ایران میں ۱۲۸۸ھ میں طبع ہوئی ہے۔

اور بہت سی کتب رجال میں مؤلف کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے بعض مؤلفین اور ان کی کتب حسب ذیل ہیں۔ ابن تغری بردی نے النجوم الزاہرہ میں، ذہبی نے میزان الاعتدال میں، ابوالفدا نے مختصر فی اخبار البشر میں، مقریزی نے الملوک میں، ابن حجر نے لسان المیزان میں، ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں، یافعی نے مرآۃ الجنان میں، نعیمی نے الدارس میں، ابن عماد نے شذرات الذہب میں، قرشی نے الجواہر المضیۃ میں، ابن تغلوبغا نے تاج التراجم میں، طاش کبریٰ نے مفتاح السعادۃ میں حاج خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھنوی ہندی نے، فوائد بہیہ میں بغدادی نے، ہدیۃ العارفین نیز ایضاح المکنون میں حلبی نے، فہرس مخطوطات الموصل میں کورکیسی عواد نے، المخطوطات التارعنیہ میں عباس عزاوی نے، التعریف بالمورخین میں کوپرلی زادہ محمد بادشاہ نے، کتبخانہ سندھ میں لطفی عبدالبدیع نے، فہرس المخطوطات المصورہ میں کتانی نے، فہرس الفہارس میں، سیدنے المخطوطات المصورہ میں اور المکتبہ البلدیہ فی فہرس الطب میں اور اصحاب فہرس الخدیویہ میں اور جعفر حسنی نے مجلد المجمع العلمی والعربی میں صلاح الدین المنجد نے مجلہ معہد المخطوطات میں، صاحب تاریخ علماء بغداد ابن خلکان نے وفیات الاعوان میں۔ صاحب فہرس المہتدی جرجی زیدان نے آداب اللغۃ العربیہ اور دائرۃ المعارف الاسلامیہ میں زرکلی نے اعلام میں، کحالہ نے معجم المومنین میں۔ یعقوب الیان سرکیسی نے معجم المطبوعات میں خوانساری نے روضات الجنات میں اور ہمارے شیخ بزرگ طہرانی نے کتاب ذریعہ میں اور محدث شیخ عباس قمی نے الکنی والالقاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مؤلف نے اس کتاب میں جن علماء سے اجازۃً قراءۃً سماعۃً روایت لی ہے ان کے نام اس ترتیب سے درج ذیل ہیں جس طرح کتاب میں ہیں:

۱: عبداللہ بن ابی مجد حربی سے بغداد میں سماعاً ۵۹۲ھ (ص ۴)

Marfat.com

۲ : ابوالفرج ابن جوزی حنبلی مادری مولف (ص ۸)
" " " " (ص ۱۱)
۳ : علامہ زید ابن الحسن بن زید کندی (ص ۱۱)
۴ : ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بزاز (ص ۲۳)
۵ : عمر ابن صابی موصلی استاد مؤلف (ص ۳۳)
۶ : ابوالفرج ابن جوزی حنبلی مادری مولف سے بغداد میں سماعاً ۵۹۶ھ (ص ۴۹)
۷ : ابوالقاسم عبدالمحسن بن عبداللہ بن احمد طوسی (ص ۴۹)
۸ : عبدالوہاب (ابن عبداللہ) مقرئی (ص ۹۲)
۹ : ابو محمد بزاز (ص ۱۰۴)
۱۰ : ابوطاہر خشبی (ص ۱۱۰)
۱۱ : عبدالملک بن مظفر بن غالب جنزی (ص ۱۱۲)
۱۲ : احمد بن جعفر (ص ۱۱۳)
۱۳ : عبدالوہاب بن علی حنفی (ص ۱۱۶)
۱۴ : عبدالرحمٰن بن ابی حامد حربی (ص ۱۱۷)
۱۵ : ابوالفرج ابن جوزی حنبلی مادری مولف (ص ۱۱۸)
۱۶ : سید شریف ابوالحسن علی ابن محمد حسینی (ص ۱۲۰)
۱۷ : ابوحفص عمر ابن معمر دارقطنی قراۃ علیہ (ص ۱۲۰)
۱۸ : علی ابن الحسین (ص ۱۲۲)
۱۹ : ابوالقاسم نقیس ابناری استاد مؤلف (ص ۱۲۴)
۲۰ : عبداللہ بن ابومجد حربی (ص ۱۲۷)
۲۱ : ابوطاہر خشبی (ص ۱۲۸)

۲۲ : عبدالوہاب بن عبداللہ مقری (ص ۱۴۰)

۲۳ : عبداللہ بن علی حوضی (۱۴۱)

۲۴ : ابوالحسن بن نجار مقری (ص ۱۵۰)

۲۵ : ابوالفرج بن جوزی جعد ادری مولف (ص ۱۷۳)

۲۶ : " " " " (ص ۲۱۳)

۲۷ : ابو محمد جوہری (ص ۲۳۳)

۲۸ : قاضی اسعد ابوالبرکات عبدالقوی بن ابوالمعالی بن جبار سعدی ۔ سے دیار مصر میں ماہ جمادی الاولیٰ ۶۰۹ھ میں سماعاً (ص ۲۲۳)

۲۹ : زید ابن حسن نعری (ص ۲۶۸)

۳۰ : ابوعبداللہ محمد بن سنیجی بغدادی (ص ۳۰۸)

۳۱ : ابوالفرج ابن جوزی جعد ادری مؤلف (ص ۳۰۸)

۳۲ : ابوالمجد محمد ابن ابوالمکارم قزوینی سے دمشق میں ۶۲۲ھ (ص ۳۱۳)

۳۳ : ابوالفرج ابن جوزی سے سماعاً بغداد میں ۵۹۶ھ (۳۱۷)

۳۴ : عمر بن معمر کاتب (ص ۲۳۶)

۳۵ : عبدالوہاب ابن علی حوضی (ص ۳۴۴)

۳۶ : ابومحمد بناز (ص ۳۴۸)

۳۷ : ابوالفرج ابن جوزی (ص ۳۶۲)

۳۸ : عبدالملک بن مظفر بن غالب جزری (۳۶۷)

۳۹ : ابومحمد عبدالوہاب مقری (۳۶۸)

۴۰ : ابوالفرج ابن جوزی (۳۶۹)

۴۱ : عبداللہ بن احمد مقدسی قراۃ علیہ ۶۰۴ھ (ص ۳۷۰)

" " " " " (۳۷۱)

۴۲ : عبداللہ بن احمد مقدسی قراۃ علیہ (ص ۳۷۱)

۴۳ : ابوالفرج ابن جوزی (۳۷۱)

۴۴ : " " " (۳۷۳)

اور مؤلف اپنی دیگر کتب میں اپنے اساتذہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔ ان کتب کی طرف رجوع کریں۔ محدث ابو محمد عبدالقادر بن ابوالوفا قرشی حنفی مصری نے اپنی کتاب الجواہر المضیہ کی جلد ۲ ص ۲۳۱ پر مؤلف کے اشعار نقل کیے ہیں لکھتے ہیں کہ مجھے امام شرف الدین ابو یوسف یعقوب ابن احمد حلبی نے خبر دی کہ میں نے اپنے استاد امام حافظ کمال الدین ابی حامد محمد بن علی بن محمود محمودی صابونی کے سامنے یہ اشعار پڑھے اور کہا کہ یہ اشعار امام بقیۃ السلف ابو مظفر یوسف بن قزغلی بن عبداللہ بغدادی نے اپنے متعلق بروز جمعرات ۲۰ شعبان ۶۳۲ھ اپنے مکان مرج الرجاج جو دمشق کی پشت پر واقع ہے سنائے۔ ترجمہ اشعار درج ذیل ہے :

۱ : میری مصیبت کو دور کرنیوالے مجھ پر میرا بھروسہ ہے۔ اور اے وہ جو میری سختی کے وقت تنہائی میں میرا مونس و مددگار ہے۔

۲ : اور اے وہ کہ میں نے جس کے عہد کو کئی بار توڑا جو میرے اور اس کے درمیان ہے باوجود اسکے میری رسوائی ظاہر نہ ہوئی۔

۳ : میری فریاد رسی کر کیونکہ میں نے جہالت کی وجہ سے تیری نافرمانی کی تھی میری فریاد کو پہنچ کیونکہ میرے گناہوں کے سبب میری مصیبت طویل ہو گئی ہے۔

۴ : اگر میری آنکھ آنسو کی سخاوت کرتی تو میں اپنے اوپر نوحہ کرتا اور میرا نوحہ اور زاری طویل ہوتے۔

۵ : لیکن میرے گناہوں کے زخموں نے مجھے گھیر رکھا ہے پس میری بدبختی اور قساوت قلبی کی وجہ سے آنسو کم ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

۲: میں اپنے گناہوں کا قیدی ہوگیا ہوں پس کتنا برا حال ہے میرا اپنی معصیت اور غفلت کی وجہ سے۔

مؤلف کا بیٹا عبدالعزیز بن یوسف بن فرغلی اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کی جگہ (مدرسہ عربیہ میں جو میدان الکبیر کے نام سے مشہور تھا) درس دیا کرتا تھا اور ماہ شوال کے آخر میں ۶۶۲ھ میں اس نے وفات پائی اور باپ کے پہلو میں دفن ہوا۔ اس کے حالات محی الدین قرشی نے اپنی کتاب الجواہر المضیہ جلد ۱ ص ۳۲۲ پر درج کیے ہیں۔

محمد صادق بحرالعلوم

Marfat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدایا رحمت اور سلامتی نازل فرما ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

یہ شیخ امام عالم علامہ فاضل فہامہ وحید عصر فرید دہر جمال دنیا و دین بقیہ علما عاملین برکت ملوک سلاطین یوسف نواسہ شیخ امام عالم زاہد و کامل لسان عرب ترجمان ادب سید المتکلمین ابو الفرج عبد الرحمن بن جوزی خدا اس کی روح کو مقدس اور قبر کو منور فرمائے کہتے ہیں :

حمد ہے اس خدا کیلئے جو چھوٹی بڑی نعمتوں کا بخشنے والا ہے اور ہر مصیبت کا دور کرنے والا ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور بہترین اعتدال میں رکھا۔ اور اسے تمام ذی روح چیزوں پر تکریم و شرف کے لحاظ سے فضیلت دی فصاحت لسانی اسے عطا فرمائی اور بہترین کتب اس پر نازل کیں۔ اس کو کلمات ظاہرہ کی معرفت اور مشکل عقدوں کی پوشیدگیوں اور لطیف تاویلات سے مخصوص فرمایا اور رحمت خدا ہو ہمارے سردار حبیب اور شفیع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر جو عدل طریق سے ہادی بہترین راستے اور واضح ترین سبیل کے داعی ہیں جو کہ کلمہ حق کی طرف ارشاد کرنے والے عظیم ترین برہان اور روشن ترین دلیل سے تمام مخلوق کے ناصح ہیں۔ قدیم زمانہ سے جن کی نعمت توراۃ میں اور اوصاف انجیل میں موجود ہیں۔ توقیر و تعظیم اور

اور بزرگی کے ساتھ کریم بنا کر تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں اور رحمتِ خدا ہو آپ کی آل اصحاب عترت اور آپ کی ملت میں سے مخصوص اصحاب پر جو روشن پیشانیوں والے ہیں جنہوں نے آپ کے دین کے قیام پر ہر زمانہ میں نصرت کی۔

(مؤلف)

Marfat.com

تذكرة الخواص

Marfat.com

Marfat.com

١٥٢٠١

تذکرۃ الجواہر

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام

بعد حمد و ثنا پس یہ کتاب امام علیم، پیکر حلیم، سید کریم برادر رسول زوجِ بتول، سیف اللہ المسلول سید حنفار ابن عم مصطفٰے، امام و عالم دین، قاضی و حاکم شرع متین، متصف ہر مظلوم از ظالم، متصدق در حلبوۃ بخاتم مفرق کمانب مظہر العجائب اسد اللہ الغالب ابوالحسنین علی ابن ابیطالب خداوند عالم آپ سے اور آپکی زوجہ محترمہ سے راضی رہے اور سیدہ عالم کے پدر بزرگوار پر رحمت نازل کرے اور ہمیں حضورؐ کے گروہ میں محشور فرمائے اور خداوند عالم باقی صحابہ اور اہلبیتؑ سے راضی رہے کے تذکرہ میں ہے۔

نسب مبارک علی ابن ابیطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن نزار بن معد بن عدنان ہیں آپ کا سلسلہ عدنان تک متفق علیہ ہے۔ اور عدنان سے لے کر حضرت آدمؑ تک چونکہ اختلاف ہے لہٰذا ہم نے عدنان تک ہی اختصار کیا ہے۔ جناب ابوطالب کا نام عبد مناف تھا۔ اور جناب عبداللہ والد سرکار رسالتؐ کے سگے بھائی تھے۔ دونوں کی والدہ فاطمہ بنت

Marfat.com

عمرو بن عائذ ہیں۔ عبدالمطلب کا لقب شیبۃ الحمد ہے کیونکہ ان کے سر پر سفید بالوں کا ایک گچھا تھا۔ آپ کی کنیت ابوالبطحا ہے کیونکہ اہل مکہ ان کی وجہ سے پانی سے سیراب ہوتے تھے لہٰذا وہ اس کنیت سے آپ کو پکارنے لگے۔ آپ کو عبدالمطلب اس لیے کہا گیا کہ مکہ میں حاجیوں کے لئے پانی کا انتظام اور مہمانداری آپ کے چچا عبدالمطلب کے ذمے تھی اور یہ مطلب ہاشم کے بھائی تھے اور ہاشم نے مدینہ میں بنی نجار کے گھرانے کی ایک خاتون سے شادی کر لی تھی جس کا نام سلمیٰ بنت عمر تھا۔ اس کے شکم سے شیبۃ الحمد مدینہ میں پیدا ہوئے اور مکہ میں جناب ہاشم وفات پا گئے۔ شیبہ کی نشوونما مدینہ میں ہوئی۔ اہل مکہ میں سے ایک شخص وہاں سے گزرا جہاں شیبہ بچوں کے ساتھ تیر اندازی میں مصروف تھے اور کہتے تھے میں سردار قریش اور ابوالبطحا کا بیٹا ہوں۔ اس شخص نے ان کے متعلق لوگوں سے سوال کیا تو بتایا گیا کہ یہ ہاشم کے فرزند ہیں۔ جب وہ مکہ میں پہنچا تو مطلب کو اس واقعے سے باخبر کیا وہ فوراً روانہ ہو گئے۔ اور مدینے میں پہنچ کر انھیں بچوں میں کھیلتا دیکھا تو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ جب مکہ میں پہنچے تو لوگ کہنے لگے کہ یہ مطلب کا غلام ہے۔ مطلب کہنے لگے تمھارا برا ہو یہ تو میرے بھائی ہاشم کا فرزند ہے لیکن یہ نام مشہور ہو گیا۔ جب مطلب فوت ہوئے تو ان کے قائم مقام عبد مناف (ظاہراً عبدالمطلب) ہوئے اور جناب ہاشم کا نام عمرو اور ہاشم لقب ہے۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ مکہ میں قحط سالی ہو گئی اور تمام اہل مکہ سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے تو جناب ہاشم ان کے لیے روٹی کے ٹکڑوں کا چورا بناتے اور انھیں کھلاتے تھے۔ اس سلسلے میں شاعر کہتا ہے:

عمرو العلی هشم الثرید لقومه
ورجال مکة مسنتون عجاف

(اور بلند ترین عمرو نے اپنی قوم کے لیے ثرید بنایا اور آنکہ مکہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا تھے۔)

Marfat.com

اور عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ اور قصی کا نام زید تھا قصی انھیں اس لیے کہا گیا چونکہ ان کی ماں انھیں مکہ سے دور شام لے گئی تھیں۔ ان کا نام مجمع اور اس کے علاوہ اور نام بھی تھے۔

قصی کی والدہ فاطمہ بنت سعد تھیں، کلاب بن مرۃ نے ان سے شادی کی، وہ فوت ہوئے تو قصی ابھی بچہ تھے تو فاطمہ سے ربیعہ بن حرام بن ضبہ نے شادی کر لی اور اسے شام لے گیا قصی بھی ساتھ تھے جب قصی بڑے ہو گئے تو واپس مکہ لوٹ آئے اور مکہ پر ان کا تسلط ہو گیا اور انھوں نے قبائل قریش کو مکہ میں جمع کر لیا۔

کلاب کی والدہ ہند بنت سوید بن ثعلبہ تھی اور مرۃ کی ماں کا نام مغنیہ بنت شیبان تھا۔ اور کعب کی والدہ مادیہ بنت کعب تھیں۔ لوی کی والدہ کا نام عاتکہ بنت خالد بن نضر بن کنانہ تھا۔ غالب کی ماں کا نام لیلیٰ بنت حرث اور فہر کی والدہ جندلہ بنت عامر جرہمیہ تھی قصی کے بعد فہر ہی تھے جنھوں نے قریش کو دوبارہ مجتمع کیا بعض کہتے ہیں کہ نضر بن کنانہ کا لقب قریش ہے اور جو اولاد نضر میں سے نہیں اسے قریشی نہیں کہا جا سکتا۔ اور پہلے قول کی بنا پر جو قصی کی اولاد سے نہیں وہ قریشی نہیں ہو سکتا اور قرش کے معنی جمع کرنا اور لبیک کہنا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قریش ایک سمندری جانور کا نام ہے جو دیگر سمندری جانوروں کو کھا جاتا ہے اسی کے نام پر قریش کا یہ نام پڑا۔

مالک کی ماں عرابہ بنت سعد بن قیس عیلان تھیں اور خزیمہ کی سلمہ بنت اسلم خضاعیہ اور مدرکہ کا نام عمرو تھا۔ ان کی والدہ خندف اور بعض کے نزدیک لیلیٰ بنت حلوان قضاعیہ تھیں اور الیاس کی والدہ رباب بنت جیدت بن معد ہیں۔ اور مضر کی والدہ کا نام سودہ بنت عک اور نزار کی معانہ بنت جوشم اور معد کی ہوزہ سلمیہ۔

اسمِ گرامی

علماء میں اختلاف ہے کہ آپ کا نام علی کیسے رکھا گیا۔ مجاہد کا قول ہے کہ ولادت کے وقت آپ کی والدہ نے یہ نام رکھا اور عطا کہتا

Marfat.com

ہے کہ والدہ نے نام تو حیدر رکھا تھا۔ اور اس کی دلیل آپ کا خیبر کے دن کا یہ قول ہے کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ پس جب آپ نے رسول اکرمؐ کے دوش مبارک پر سوار ہو کر بُت توڑے تو بہ سبب علو رفعت و شرف کے نام علی ہوا۔ مجاہد کا قول زیادہ واضح ہے کیونکہ روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی والدہ نے ولادت کے وقت ہی یہ نام رکھا تھا۔ اور والدہ علی کا علی نام رکھنا حیدر کے ساتھ بھی منافات نہیں رکھتا۔ کیونکہ حیدر شیر کا ایک نام ہے۔ اس کی گردن اور بازوؤں کی درشتی اور سختی کی وجہ سے۔ اور اسی طرح امیر المومنینؑ کا اصلی نام تو علی ہے اور حیدر آپ کی صفت ہے رسول اللہ نے آپ کا نام ذوالقرنین بھی رکھا۔ (حرف سند کے ساتھ) سلمہ ابن طہیل نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ آپ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہؐ نے فرمایا یقیناً تیرے لیے جنّت میں ایک قصر ہے اور تو اس امّت کا ذوالقرنین ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں ذکر کیا ہے۔ نیز اس کتاب میں بھی ذکر کیا ہے کہ جس میں فضائل امیر المومنینؑ جمع کیے ہیں۔ نسائی نے بھی مسند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

آپ کو بطین بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ میں علم لبریز تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے اگر میرے لیے مسند علم بچھا دی جائے تو میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر اتنی بیان کروں کہ جس سے ایک اونٹ کا بار ہو جائے۔

آپ کو انزع بھی کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کو کبھی شرک نے مس نہیں کیا۔ بعض کہتے ہیں چونکہ آپ کے سر کے اگلے حصّے میں خود پہننے کی وجہ سے بال نہیں تھے اسلئے انزع کہا گیا۔

آپ کو اسد اللہ اور اسد الرسول بھی کہا جاتا ہے۔ یعسوب المومنین بھی آپ کو کہتے ہیں۔ یعسوب شہد کی مکھیوں کے سردار کو کہتے ہیں۔ وہ سب مکھیوں میں زیادہ سمجھدار ہوتا ہے چھتے کے دروازہ پر کھڑا ہو جاتا ہے جب کوئی مکھی وہاں سے گزرتی ہے تو وہ اس کے منہ کو سونگھتا ہے اگر اس سے بوئے بد آئے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ کسی

بدبودار پودے سے رس لیکر آئی ہے۔ پس اس مکھی کو دو ٹکڑے کر دیتا ہے اور چھتے کے دروازہ پر پھینک دیتا ہے تاکہ دوسروں کے لیے عبرت کا باعث ہو اسی طرح حضرت علیؑ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو جائینگے اور لوگوں کو سونگھیں گے جس سے اپنے بغض کی بو آئیگی اسے جہنم کی آگ میں ڈال دیں گے۔

کتاب صحاح میں ہے کہ یعسوب شہد کی مکھیوں کا بادشاہ ہے اور اسی لیے سردار کو یعسوب کہا جاتا ہے۔ اور مومنین شہد کی مکھیوں کے مشابہ ہیں۔ کیونکہ شہد کی مکھی پاک وطیب چیز کھاتی ہے۔ اور پاک و پاکیزہ چیز اس سے نکلتی ہے۔ علیؑ مومنین کے امیر ہیں اور آپ کو ولی، وصی، تقی، قاتل الناکثین والقاسطین، مثل ہارون، صاحب لواء خاصف النعل، کاشف الکرب، ابوالریحانتین، بضعۃ النبیؐ اور ربیت سے القاب سے آپ کو یاد کیا جاتا ہے۔

کنیت آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوالحسنین، ابوالقاسم، ابوتراب اور ابومحمدؐ ہے اور نبی کریمؐ نے آپ کی کنیت ابوتراب رکھی۔ اور یہ حدیث مسند، بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ اور امام احمد نے ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص سہل ابن سعد کے پاس آیا اور کہنے لگا فلاں شخص منبر پر علیؑ کا ذکر کرتا ہے سہل نے کہا وہ کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا وہ آپ کو ابوتراب کہتا ہے اور ابوتراب پر (معاذ اللہ) لعنت کرتا ہے۔ سہل غضبناک ہو گئے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ کنیت تو آپ کی رسولؐ اللہ نے ہی رکھی تھی۔ کوئی نام بھی علیؑ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔

زہری کا بیان ہے کہ اس وقت علیؑ کو سب کرنیوالا مروان بن الحکم تھا کیونکہ یہ (خبیث) معاویہ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔

حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری کا کہنا ہے کہ بنی امیہ اس نام کے ساتھ علیؑ کی تنقیص کیا کرتے تھے حالانکہ یہ نام تو رسول اللہؐ نے رکھا تھا۔ اور امیرالمومنینؑ پر خطبہ کے بعد یہ

Marfat.com

(ملاعین) اپنی حکومت کے زمانہ میں لعنت کرتے تھے اور اس نام سے آپ کا مذاق اڑاتے تھے لیکن درحقیقت یہ تو اس کا مذاق اڑاتے تھے جس نے آپ کا نام رکھا تھا۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے کہہ دو اے رسولؐ کیا تم لوگ، اللہ اسکی آیات اور اس کے رسول سے مذاق کرتے ہو۔ تم عذر تراشی نہ کرو بیشک تم لوگ ایمان لانیکے بعد کافر ہو گئے ہو اور جو کچھ حاکم نے ذکر کیا ہے یہ درست ہے کیونکہ یہ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جو مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے کی ہے کہ وہ معاویہ بن ابی سفیان کے دربار میں حاضر ہوئے تو معاویہ کہنے لگا تمھیں ابوتراب کو سب وشتم کرنے سے کیا چیز روکتی ہے الخ۔ اس روایت کو ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔ یہ کیفیت (سب علی) عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک بدستور رہی۔ پس اس نے سب کی جگہ یہ آیت مقرر کی۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان (اللہ عدل ونیکی کا حکم دیتا ہے) جب عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک بادشاہ ہوا تو وہ بھی سب وشتم سے احتراز کرتا رہا۔ جب لوگوں نے اس کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا کہ ہمیں اس سے کیا سروکار ہے! اور پھر یہ کیفیت یونہی رہی اور بعض کہتے ہیں کہ ولید بن یزید نے دوبارہ سب وشتم علیؑ پر شروع کرا دیا تھا۔

شکل وشباہت

آپ متوازن جسم، کشادہ آنکھیں، مضبوط بازو، میانہ قد اور عریض اللحیہ تھے۔ آپ خضاب نہیں لگاتے تھے اور ایک روایت ہے کہ آپ ڈاڑھی پر پہلے مہندی لگایا کرتے تھے پھر اسے ترک کر دیا

والدگرامی

ہم آپ (ابوطالب) کا نسب بیان کر آئے ہیں۔ اور یہ کہ آپ عبدالمطلب کے فرزند تھے۔ اور جب عبدالمطلب کا وقت وفات قریب آیا تو انھوں نے ابوطالب کو اپنا وصی مقرر کیا اور رسولؐ اللہ کے معاملہ میں ان سے

عہد و وصیت کی اور محمد بن سعد نے کتاب الطبقات میں علماء کی ایک جماعت سے جن میں ابن عباس مجاہد عطاء زہری ہیں اس سلسلے کے کچھ واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے ان علماء کا بیان ہے کہ عبدالمطلب نے اس وقت وفات پائی جبکہ رسول اللہؐ کی عمر آٹھ سال تھی۔ اور عبدالمطلب کی عمر اس وقت ایک سو بیس سال تھی اور وہ مقام حجون میں دفن ہوئے۔ ام ایمن فرماتی ہیں۔ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ عبدالمطلب کے تابوت کے نیچے روتے ہوئے جا رہے تھے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالمطلب کی عمر وقت وفات اسی سال تھی لیکن پہلا قول اظہر ہے۔

مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنی مدلج کے قیافہ شناس لوگوں کی ایک جماعت نے عبدالمطلب سے کہا جب کہ انھوں نے رسول اللہؐ کے قدموں کے نشان دیکھے کہ اے ابوالبطحا اس کی حفاظت کیجیے کیونکہ ہم نے اس کے قدم سے زیادہ مشابہ کوئی قدم نہیں دیکھے اس قدم کے ساتھ جو مقام ابراہیم میں موجود ہے تو عبدالمطلب نے ابوطالب سے کہا کہ سنتے ہو یہ لوگ کیا کہتے ہیں یقیناً میرے اس بیٹے کے لیے ایک خاص ملک ہے۔ پھر (یعنی عبدالمطلب کی وفات کے بعد) ابوطالب نے رسول اللہؐ کی مدد اور کفالت کے لیے بہترین قیام کیا۔ آپ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتے اور جدا نہیں ہوتے تھے۔ اور حد سے زیادہ محبت کرتے تھے اور اپنی اولاد سے انھیں مقدم رکھتے اور آپ کو اپنے پہلو ہی میں سلاتے اور رسول اللہؐ سے فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا تمھارا چہرہ بابرکت ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابوطالب مقام ذی المجاز میں تشریف لے گئے اور آپ کے ساتھ رسول اکرمؐ بھی تھے۔ جناب ابوطالبؑ کو پیاس لگی تو کہنے لگے اے میرے بھتیجے مجھے پیاس لگی ہے اور پانی موجود نہیں۔ جناب رسالت مآبؐ سواری سے اترے اور زمین پر ایڑی ماری تو پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ ابوطالبؑ نے پانی پیا۔

Marfat.com

مؤرخین کا بیان ہے کہ جب ابوطالبؑ نصرتِ رسولؐ میں کھڑے ہوئے اور بہترین طریقے سے آپ کی حفاظت و مدافعت کرنے لگے۔ تو قریش ابوطالبؑ کے پاس جمع ہو کر آئے اور کہنے لگے آپ کا بھتیجا ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہتا، ہمیں بیوقوف بناتا اور ہمارے آباواجداد کو گمراہ کہتا ہے۔ پس اسے یا تو ہمارے سپرد کر دیجیے ورنہ تمھارے اور ہمارے درمیان جنگ ہو جائے گی تو ابوطالبؑ نے کہا تمھارے منہ میں خاک ہو خدا کی قسم میں اسے کبھی بھی تمھارے سپرد نہیں کروں گا۔ تو وہ کہنے لگے یہ عمارہ ابن ولید ابن مغیرہ سب سے جمیل اور خوبصورت نوجوان ہے اس کو لے لیجیے اور ان کے عوض اپنا بیٹا بنا لیجیے اور محمدؐ ہمارے سپرد کر دیجیے کہ ہم اسے قتل کر دیں تو ابوطالبؑ نے کہا خدا تمھارے چہروں کو تباہ کرے اور تم پر ہلاکت نازل ہو۔ خدا کی قسم تم نے بہت بری بات کہی تم مجھے اپنا بیٹا دیتے ہو کہ میں تمھارے لیے اس کی تربیت کروں اور اپنا بیٹا تمھیں دوں کہ تم اسے قتل کر دو (ایسا کروں؟) تو خدا کی قسم میں برا شخص ہوں۔ پھر فرمایا کہ اونٹوں اور ان کے بچوں کو الگ کر لو۔ اگر کوئی اونٹنی اپنے بچے کے علاوہ کسی کی طرف مائل ہو تو میں بھی محمدؐ کو تمھارے سپرد کر دوں گا۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم ۔ حتی اوسد فی التراب دفینا
فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ ۔ وابشر وقر بذاک عیونا
وعرضت دینا لا محالۃ انہ ۔ من خیر ادیان البریۃ دینا

ترجمہ: خدا کی قسم یہ لوگ اپنی پوری جمعیت کے ساتھ تم تک نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ میں مٹی کے نیچے نہیں دفن ہو جاتا۔
آپ اپنا امر واضح کر کے بیان کیجیے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور آپ خوش رہیے اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیے۔
اور آپ نے ایسا دین پیش کیا ہے جو تمام لوگوں کے ادیان سے بہتر دین ہے۔

Marfat.com

ابوطالب نے رسول اللہؐ کی مدد کے لیے آپ کی ولادت کے آٹھویں سال سے لے کر اعلانِ نبوت کے دسویں سال تک قیام کیا۔ اور یہ بیالیس سال بنتے ہیں۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ مجھ سے واقدی نے بیان کیا، حضرت علیؑ نے کہا جب ابوطالبؑ نے وفات پائی تو میں نے جناب رسول خدا کو جا کر اطلاع دی۔ آپ بہت شدت سے روئے پھر مجھ سے فرمایا کہ جاؤ انھیں غسل و کفن پہناؤ اور دفن کرو خدا ان پر اپنی مغفرت نازل فرمائے۔ عباس نے کہا اے رسولؐ خدا کیا آپ ان کے لیے بخشش کی امید رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں خدا کی قسم میں یقیناً ان کی بخشش کی امید رکھتا ہوں۔ اور رسول خداؐ ابوطالبؑ کے لیے کئی دن تک دعا و استغفار کرتے رہے۔ اور گھر سے باہر نہیں نکلے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے سامنے سے ابوطالبؑ کا جنازہ گزرا تو آپ نے فرمایا اے چچا آپ نے صلۂ رحمی کی خدا آپ کو بہترین جزا دے۔

نیز ابن سعد نے ہشام بن عروہ سے نقل کیا ہے کہ قریش اس وقت تک رسول اللہؐ کو اذیت دینے سے رکے رہے جب تک ابوطالبؑ کی وفات نہیں ہوئی۔

سدی کہتا ہے کہ وقتِ وفات ابوطالبؑ کی عمر اسّی سے چند سال اوپر تھی حضرت علیؑ نے ان کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

اباطالب عصمة المستجير
وغيث المحول و نور الظلم
لقد هد فقدك اهل الحفاظ
فصلى عليك ولى النعم
ولقاك ربك رضوانه
فقد كنت للطهر من خير عم

Marfat.com

ترجمہ: اے ابوطالب آپ پناہ ڈھونڈھنے والے کی پناہ محطرزدہ کے لیے ابر باراں تاریکیوں کے لیے روشنی تھے۔ آپ کے مفقود ہونے سے محافظین رسول کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ پر نعمتوں کا مالک رحمت کرے۔ اور آپ کا رب اپنی رضا آپ کو دے کیونکہ آپ طاہر و مطہر رسول کے بہترین چچا تھے۔

(اس کے علاوہ امیرالمومنین کے اور اشعار بھی ابوطالب کے مرثیہ میں موجود تھے لیکن اختصار کے پیش نظر ان کا ذکر نہیں کیا جاسکا)

والدۂ ماجدہ

آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ وہ اسلام لائیں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مدینہ میں ۴ھ میں وفات پائی، ان کے جنازہ پر سرکار رسالتؐ حاضر ہوئے۔ نماز جنازہ پڑھی، ان کے لیے دعائے خیر کی، اپنی قمیص عنایت فرمائی۔ اور وہ قمیص بطور کفن انھیں پہنائی گئی۔

زہری کہتا ہے کہ رسول اکرمؐ فاطمہ کی زیارت کے لیے جایا کرتے اور ان کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔ وہ نیک و صالحہ خاتون تھیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیت یاایہا النبی اذا جاءک المومنات یبا یعنک الخ (اے نبی جب مومن عورتیں آپ کے پاس آکر بیعت کریں) فاطمہ بنت اسد کی شان میں نازل ہوئی۔ ابن عباس کہتے ہیں یہ پہلی خاتون ہیں جنھوں نے مکہ سے پاپیادہ چل کر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور یہ پہلی مخدرہ ہیں جنھوں نے خدیجہ کے بعد محمد رسول اللہؐ کی مکہ میں بیعت کی۔

زہری کا بیان ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا کہ لوگ قیامت کے دن ننگے محشور ہوں گے تو فاطمہ نے کہا ہائے رسوائی! تو جناب رسالتمآبؐ نے

Marfat.com

فرمایا کہ میں خدا سے سوال کروں گا کہ آپ کو لباس کے ساتھ محشور کرے۔

زہری کہتا ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے ایک مرتبہ رسول اللہؐ کو عذاب قبر کے متعلق بیان کرتے سنا تو کہا کہ ہائے کمزوری۔ تو آپ نے فرمایا میں خدا سے سفارش کروں گا کہ وہ اس سے بھی آپ کو محفوظ رکھے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں جبکہ علیؑ ان کے شکم میں تھے۔ انھیں دردِ زہ شروع ہوا تو ان کے لیے دیوار کعبہ شق ہوئی پس وہ اندر داخل ہوئیں اور وہیں علیؑ پیدا ہوئے۔

تذکرۂ اولاد

آپ کی تمام اولاد ابوطالبؑ سے ہے وہ چھ افراد پر مشتمل ہے چار بیٹے اور دو بیٹیاں۔ بیٹے یہ ہیں طالبؑ عقیلؑ جعفرؑ اور علیؑ اور ہر ایک کے درمیان دس سال کا وقفہ ہے۔ ابوطالبؑ کی اولاد میں طالب سب سے بڑے ہیں اور انھیں سے آپ کی کنیت ابوطالب ہے۔ طالب اور عقیل کے درمیان دس سال، عقیل اور جعفر کے درمیان دس سال اور جعفر اور علیؑ کے درمیان دس سال کا وقفہ ہے پس علی اولاد ابوطالب میں سب سے چھوٹے اور طالب سب سے بڑے ہیں۔

طالب کی کنیت ابویزید تھی وہ انساب قریش کے عالم تھے۔ جنگ بدر کے دن مشرکین انھیں جبراً رسول اللہ سے جنگ کے لیے لائے تھے۔ جب جنگ بدر میں مشرکین کو شکست ہوئی تو طالب کا کوئی پتہ نہ چلا نہ وہ مقتولین میں ملے اور نہ قیدیوں میں۔ ان کے کوئی حالات معلوم نہ ہو سکے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

عقیل کو بھی جنگ بدر میں مشرکین جبراً لائے تھے وہ مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہو گئے۔ کوئی مال ان کے پاس نہ تھا۔ ان کے چچا عباس نے ان کا فدیہ پیش کیا۔ پھر عقیلؑ

مکہ میں واپس چلے گئے تھے۔ اور ۵۰ھ تک وہیں رہے۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جنگ موتہ میں حاضر ہوئے۔ اور رسول اللہؐ نے خیبر کے خراج میں سے ہر سال کے لیے ایک سو چالیس وسق انھیں بطور اخراجات کے عطا کیے۔

واقدی کہتا ہے کہ عقیل ۵۰ھ تک زندہ رہے اور اسی سال وفات پائی ان کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ابن اسحٰق راوی ہے کہ رسول اللہؐ نے عقیل سے کہا اے ابو یزید! مجھے تم سے دو قسم کی محبت ہے۔ ایک تو قرابت کی وجہ سے اور دوسری اس لیے کہ مجھے علم ہے کہ میرے چچا تم سے محبت کرتے تھے۔

عقیل کی اولاد میں سے ایک بیٹا یزید ہے کہ جس سے آپ کی کنیت ہے اور دوسرا سعید ہے۔ ان دونوں کی والدہ ام سعید بنت عمرو ہیں۔ جو بنی صعصعہ میں سے تھیں۔ اور دو بیٹے جعفر اکبر اور ابو سعید ہیں ان دونوں کی ماں ام البنین کلابیہ ہیں اور مسلم ہیں کہ جن کو حسینؓ نے کوفہ کی طرف بھیجا تھا اور ابن زیاد نے انھیں شہید کیا تھا اور عبداللہ عبدالرحمٰن علی جعفر۔ حمزہ۔ محمد ہیں۔ رملہ۔ ام سعانی۔ فاطمہ۔ ام القاسم۔ زینب۔ ام النعمان جعفر اصغر یہ سب مختلف کنیزوں سے پیدا ہوئے۔

باقی رہی ابوطالب کی دو بیٹیاں تو ایک ام ہانی ہے ان کا نام جعدہ تھا اور بعض کے نزدیک فاختہ اور بعض نے ہند کہا اور یہ وہی ہیں کہ فتح مکہ کے دن جن کے گھر میں رسول اللہؐ نے آٹھ رکعت نماز عید قرباں کی پڑھی تھی۔ بخاری اور مسلم نے صحیحین میں انہیں ام ہانی سے روایت کی ہے کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہؐ کی خدمت میں گئی۔ آپ غسل فرما رہے تھے اور جناب فاطمہؑ کی چادر سے پردہ کیے ہوئے تھے۔ میں نے آپ پر سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں ام ہانی بنت ابوطالبؑ ہوں۔ فرمایا مرحبا! جب آپ غسل سے فارغ ہوئے تو آٹھ رکعت نماز پڑھی اور آپ نے ایک ہی کپڑا لپیٹا ہوا تھا الخ۔

ام ہانی کے شوہر کا نام ابو وہب ہبیرہ بن عمرو بن عائذ مخزومی تھا۔ ام ہانی نے مدینہ کی طرف

Marfat.com

ہجرت کی اور جب (ظاہری) خلافت حضرت علیؓ کی طرف منتقل ہوئی تو آپ نے جعدہ بن ہبیرہ کو ایک جگہ کا گورنر بنایا۔ ابوطالب کی دوسری بیٹی کا نام جمانہ ہے اس کے ساتھ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب نے شادی کی، جمانہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور رسول اللہؐ کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ اور جعفر بن ابی طالب کی سیرت بعد میں انشاء اللہ ذکر کریں گے۔

Marfat.com

فضائل امیر المومنینؑ

(قرآن مجید کی روشنی میں)

آپ کے فضائل آفتاب و ماہتاب سے زیادہ مشہور اور بہت زیادہ ہیں۔ میں نے آپ کے صرف وہ فضائل بیان کئے ہیں جو ثابت اور مشہور ہیں۔ وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک قسم کے فضائل تو کتاب خدا سے مستنبط ہیں اور دوسری قسم کے فضائل ان احادیث مشہورہ میں سے ہیں جن میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔

مجاہد نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے سوال کیا کہ علی ابن ابیطالب کے فضائل اس قدر زیادہ ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ تین ہزار ہیں تو ابن عباس نے کہا کہ علیؑ کے فضائل تین ہزار کی بہ نسبت تیس ہزار سے زیادہ قریب ہیں۔ پھر ابن عباس نے کہا اگر درخت قلمیں بن جائیں اور دریا سیاہی ہو جائیں انسان اور جنات لکھنے اور حساب کرنے میں مشغول ہو جائیں تو بھی امیر المومنین حضرت علیؑ کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے انھوں نے کہا کہ خدا نے قرآن میں کوئی آیہ فضیلت نازل نہیں فرمائی مگر یہ کہ علیؑ اس کے راس و رئیس ہیں۔

قرآن مجید کی وہ آیات جو آپ کی شان میں نص ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

۱: ان میں سے سورۂ بقر میں خدا کا یہ ارشاد ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین یعنی نماز کو قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرو۔

مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہؐ کے ساتھ رکوع کیا وہ علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں۔ پس یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی۔

۲ : اور ان آیات میں سے نیز سورۂ بقر میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے : الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرًا وعلانیۃ یعنی وہ لوگ جو اپنا مال رات اور دن میں چھپ کر اور علانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے ابن عباس نے کہا کہ حضرت علیؑ کے پاس چار درہم تھے۔ ایک درہم آپ نے رات کے وقت ایک دن کو ایک پوشیدہ طریقے سے اور ایک علانیہ طور پر صدقہ دیا تو یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی۔

۳ : ان آیات میں سے سورۂ آل عمران میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونسائنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم الخ کہ دے اے رسول آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔ ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ۔ جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں جیسا کہ مؤرخین نے ان سے روایت کی ہے کہ اہل نجران کا ایک وفد سرکار رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں عبدالمسیح۔ عاقب اور پادریوں کی ایک جماعت تھی۔ وہ لوگ آپ سے کہنے لگے موسیٰ کا باپ کون تھا آپ نے فرمایا عمران انھوں نے پوچھا آپ کا باپ فرمایا میرا باپ عبداللہ بن مطلب ہے۔ وہ کہنے لگے پھر حضرت عیسیٰؑ کا باپ کون ہے؟ آپ انتظار وحی کیلئے خاموش ہو گئے۔ تو خداوند عالم کا یہ ارشاد نازل ہوا ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب الخ یعنی بیشک عیسیٰؑ کی مثال تو آدمؑ ایسی ہے کہ اس کو مٹی سے پیدا کیا۔ وہ کہنے لگے۔ ہمارے انبیاء کی طرف خدا نے جو وحی کی ہے اس میں تو یہ موجود نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو پس یہ آیت نازل ہوئی۔ فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابنائنا وابناءکم یعنی جو شخص تیرے ساتھ کج بحثی کرے تیرے پاس علم آجانے کے بعد تو اسے کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ الخ وہ کہنے لگے آپ نے

Marfat.com

انصاف کیا ہم کب مباہلہ کریں۔ آپؐ نے فرمایا انشاء اللہ کل ہوگا۔ وہ لوگ واپس چلے گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اگر یہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر آئے تو ان سے مباہلہ کر لیجیے کیونکہ (اس سے معلوم ہوگا کہ یہ نبی نہیں ہے۔ اور اگر اپنے اہلبیت لے کر نکلے تو پھر مباہلہ نہ کرنا کیونکہ یہ سچا نبیؐ ہے۔ اور اگر پھر اس سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے۔

اور رسول اللہ اس شان سے نکلے کہ علیؑ آگے آگے تھے حسنؑ رسولؐ کی دائیں طرف حسینؑ بائیں طرف اور فاطمہؑ پیچھے پیچھے۔ پھر آپ نے ان سے کہا آؤ جب انھوں نے یہ کیفیت دیکھی تو ڈر گئے۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے ہمیں معاف کیجیے خدا آپ کو معاف رکھے تو نبی اکرمؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر یہ لوگ مقابلے کے لئے نکلتے تو ساری وادی میں آگ لگ جاتی۔

ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہؐ صبح کے وقت اس شان سے روانہ ہوئے کہ حسینؑ کو اٹھائے ہوئے تھے اور حسنؑ کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور فاطمہؑ آپ کے عقب میں چل رہی تھیں اور حضرت علیؑ سب کے پیچھے تھے۔ اور رسول اللہؐ نے فرمایا جب میں دعا مانگوں تو تم آمین کہنا۔ تو اسقف نجران کہنے لگا اے نصاریٰ تحقیق میں ایسا چہرہ دیکھ رہا ہوں کہ اگر اللہ سے سوال کریں کہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دے تو ہٹا دے گا۔ ان سے مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر مسلمانوں کے علاوہ کوئی باقی نہیں رہے گا۔ تو وہ رسول اللہؐ سے دو ہزار حلوں پر مصالحت کر کے اپنے ملک کی طرف واپس چلے گئے۔

۴: ان آیات میں سے سورۂ مائدہ میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا وھم راکعون تک۔ یعنی بس تمھارا ولی و حاکم اللہ اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے نماز ادا کرتے اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ ثعلبی نے

Marfat.com

اپنی تفسیر میں سدی عتبہ ابن ابی حکیم عالب ابن عبداللہ سے ذکر کیا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ کے قریب سے ایک سائل گزرا آپ مسجد میں حالت رکوع میں تھے تو آپ نے اسے اپنی انگوٹھی عطا فرمائی

اور ثعلبی نے یہ واقعہ سند کے ساتھ ابوذر غفاری سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے نماز ظہر مسجد میں ادا کی، رسول اللہؐ بھی موجود تھے۔ ایک سائل کھڑا ہو گیا اس نے سوال کیا لیکن کسی نے اسے کچھ نہ دیا۔ علیؑ حالت رکوع میں تھے آپ نے اپنی انگلی کا اشارہ کیا اس نے آپ کی اس انگلی سے انگوٹھی آتار لی۔ جناب رسالتمآبؐ یہ کیفیت دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا اے میرے اللہ تحقیق میرے بھائی موسیٰؑ نے تجھ سے سوال کیا تھا اور کہا تھا کہ پالنے والے میرے سینے کو کھول دے اور میرے کام کو مجھ پر آسان کر دے موسیٰؑ کے اوپر تو نازل کیا کہ ہارونؑ کو میرے امر میں میرا شریک قرار دے۔ پس اس پر قرآن نے گواہی دی کہ عنقریب ہم تیرے بازوؤں کو مضبوط کریں گے تیرے بھائی سے اور تم دونوں کیلئے سلطنت قرار دیں گے پس تم دونوں تک وہ (تمھارے دشمن) نہیں پہنچ سکیں گے۔ خدایا میں (محمدؐ) تیرا منتخب نبی ہوں پس میرے لیے میرا شرح صدر کر دے میرے امر کو مجھ پر آسان کر دے اور میرے اہل میں سے میرے بھائی کو میرا وزیر قرار دے اور اس سے میری کمر کو مضبوط کر دے۔ ابوذر کہتے ہیں خدا کی قسم آپ کی دعا ابھی تمام نہیں ہوئی تھی کہ جبرئیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے نازل ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ پڑھیے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ

دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نکلے اور علیؑ نماز پڑھ رہے تھے مسجد میں ایک سائل تھا جس کے پاس انگوٹھی تھی۔ آپ نے اس سے پوچھا کیا کسی نے تجھے کچھ دیا اس نے کہا اس نمازی نے یہ انگوٹھی حالت رکوع میں مجھے دی پس رسول اللہؐ نے آواز تکبیر بلند کی، اور جبرئیل یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے نازل ہوئے۔

Marfat.com

اس پر حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے:

ابا حسن تعدیک روحی ومھتجی — وکل بطیئ فی الھدیٰ ومسارع
فانت الذی اعطیت اذ کنت راکعاً — ندتک نفوس الخلق یا خیر راکع
بخاتمک ایممون یا خیر سید — ویا خیر شار ثم یا خیر بائع
فانزل فیک اللہ خیر ولایتہ — وبینھا فی محکمات الشرائع

(اے ابو الحسن تجھ پر میری روح اور جان قربان ہو جائے اور راہ ہدایت میں ہر سستی اور جلدی کرنے والا فدا ہو جائے۔ یہی تو وہ ہے کہ تو نے عطا کی جب کہ تو رکوع میں تھا تجھ پر تمام مخلوق کی جانیں فدا ہوں۔ اے بہترین رکوع کرنے والے اپنی مبارک انگوٹھی دینے والے اور اے بہترین بیچنے اور خریدنے والے پس اللہ نے تیری شان میں بہترین ولایت نازل کی اور اسے آیات محکمات میں بیان کیا۔

نیز حسان نے یہ اشعار بھی کہے:

من ذا بخاتمہ تصدق راکعاً — واسرھا فی نفسہ اسراراً
من کان بات علی فراش محمد — ومحمد اسری یوم النھارا
من کان فی القرآن سمی مومناً — فی تسع آیات تلین غزاراً

(کون ہے وہ جس نے حالت رکوع میں انگوٹھی صدقہ کے طور پر دی اور یہ راز اپنے دل میں رکھا۔ کون ہے وہ جو محمدؐ کے بستر پر سویا جبکہ محمدؐ رات کے وقت غار کی طرف جا رہے تھے۔ کون ہے جس کو قرآن کی نو آیات میں مومن کہا گیا ہے جو آیات کثرت سے پڑھی جاتی ہیں۔)

۵: ان آیات میں سے سورۂ برأت میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین (یعنی اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور صادقین

Marfat.com

کے ساتھ ہو جاؤ۔ علماء تاریخ کا بیان یہ ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ علیؑ اور ان کے اہلبیتؑ کے ساتھ ہو جاؤ۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ علیؑ سید الصادقین ہیں۔

۶ : ان آیات میں سے سورۂ ھود میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے : افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ یعنی کیا وہ جو اپنے رب کی طرف سے بینہ پر ہے اور اس کے پیچھے ہے اس کا گواہ جو اسی میں سے ہے ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے ذکر کیا ہے کہ وہ علیؑ ہیں۔ اور یتلوہ شاھد منہ کا معنی یہ ہے کہ وہ رسول اللہ سے تمام لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہیں۔

اور نیز ثعلبی نے اپنی اسناد سے زاذان کی روایت سے حضرت علیؑ کا ذکر کیا ہے۔ زاذان کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور نفسِ انسانی کو پیدا کیا اگر میرے لیے مسند بچھا دی جائے تو میں اہل توراۃ کے درمیان ان کی توراۃ سے فیصلہ کروں، اہل انجیل کے درمیان ان کی انجیل سے، اہل زبور کے درمیان ان کی زبور سے اور اہل فرقان کے درمیان ان کے فرقان سے اور قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص نہیں مگر میں جانتا ہوں اس کے لئے آیت قرآنی جو اسے لیے جنت کی طرف سے جاتی ہے یا جہنم کی طرف تو ایک شخص نے عرض کی اے امیر المومنین آپ کی شان میں کونسی آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا افمن کان علیٰ بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ۔ پس رسول اللہؐ علیٰ بینۃ ہیں اور میں شاہد منہ ہوں۔

۷ : اور ان میں سے سورہ مریم کے آخر میں خدا کا یہ ارشاد ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودًا یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے عمل صالح کئے تو بیشک خدائے رحمٰن انکے لیے مودت قرار دیگا۔ ابن عباس نے

Marfat.com

نے کہا یہ مودت و محبت علیؑ کی ہے جو خدا نے مومنوں کے دل میں قرار دی ہے۔

ابو اسحٰق ثعلبی نے اسی چیز کو اپنی تفسیر میں سند کے ساتھ براء بن عازب سے روایت کیا ہے۔ براء کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے یہ کہا کہ دعا کرو خدایا میرے لئے اپنے پاس ایک عہد قرار دے اور مومنین کے سینے میں میری مودت قرار دے۔ تو خداوند عالم نے یہ آیت نازل فرمائی۔

۸ : اور ان میں سے سورۂ احزاب میں خدا کا یہ ارشاد ہے فمنھم من قضیٰ نحبہ ومنھم من ینتظر یعنی بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنے وعدہ کو پورا کر چکے اور بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔

عکرمہ کہتا ہے جو انتظار کر رہے ہیں وہ امیر المومنینؑ ہیں آیت تطہیر کا تذکرہ انشاء اللہ بعد میں کیا جائیگا۔

۹ : ان میں سے سورہ صٰفٰت میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے وقفوھم انھم مسئولون یعنی ان کو روک لو بیشک ان سے سوال کیا جائیگا۔ مجاہد کہتا ہے یعنی محبت علیؑ کا سوال کیا جائیگا۔

۱۰ : ان میں سے سورہ جاثیہ میں خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت سواء یعنی کیا وہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ جنھوں نے برے اعمال کیے ہیں ہم انھیں ان لوگوں کے برابر قرار دیں گے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے۔ ابن عباس سے ہے کہ یہ آیت جنگ بدر کے دن حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی اور الذین اجترحوا السیات سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید بن مغیرہ ہیں۔ اور الذین امنوا وعملوا الصالحات سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

۱۱ : سورہ واقعہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے والسابقون السابقون یعنی اور جنھوں نے سبقت کی اور سبقت کی۔ سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے

Marfat.com

جس نے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے وہ حضرت علیؑ ہیں۔ اور انھیں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۲ : سورۂ مجادلہ میں خداوند عالم کا ارشاد ہے یاایہا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰیکم صدقۃً یعنی اے ایمان والو جب رسول سے سرگوشی کرنے لگو تو سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ علماء تاویل نے کہا یہ آیت حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ نے ایک دینار صدقہ دیا پھر رسولؐ سے سرگوشی کی۔ ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابن عباس سے ہے کہ لوگ رسول اللہؐ سے سوال کرتے تھے اور بہت پریشان کرتے تھے۔ تو خداوند عالم نے اس آیت کے ذریعے ان کی تادیب کی۔

ثعلبی نے مجاہد سے حکایت کی ہے کہ لوگوں کو سرگوشی کرنے سے منع کر دیا گیا جب تک کہ صدقہ نہ دے لیں۔ تو سوائے علیؑ کے کسی نے سرگوشی نہ کی۔ آپ نے ایک دینار پہلے صدقہ دیا اور پھر سرگوشی کی۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک ایسی آیت ہے کہ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا ہے اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کریگا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت کی۔

ابن عمر کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؑ کے لیے تین فضائل ہیں اگر ان میں سے مجھے ایک بھی میسر آجاتا تو مجھے سرخ بالوں والے اونٹوں سے زیادہ محبوب تھا۔ ۱ : فاطمہؑ کے ساتھ شادی۔ ۲۔ جنگ خیبر کے دن علم کا عطیہ۔ ۳ : آیہ نجویٰ۔

۱۳ : اور ان میں سے سورہ لم یکن (یعنی سورہ بینہ) میں خداوند عالم کا یہ ارشاد اولئک ھم خیر البریۃ یعنی وہ ہی بہترین مخلوق ہیں۔ مجاہد کہتا ہے اس سے مراد حضرت علیؑ ان کے اہلبیت اور ان کے محب ہیں اور قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات ہیں ہم نے

Marfat.com

مختصراً یہی پیش کی ہیں ۔ بعض آیات کا تذکرہ مختلف ابواب میں بھی کریں گے کہ جس سے مقصدِ کتاب خارج نہ ہونے پائے ۔ مثلاً سورہ سجدہ میں ارشاد ہے افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون یعنی کیا جو مومن ہے وہ مثل فاسق کے ہے (نہیں) یہ برابر نہیں ہو سکتے ۔ اما الذین امنوا وعملوا الصالحات فلھم جنات المأوی نزلا بما کانوا یعملون یعنی بہرحال وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے جناتِ مأوی ہیں ۔ یہ عطیہ بہ سبب ان کے عمل کرنے کے ہے ۔ باقی رہیں احادیث تو ہم ان روایات سے شروع کرتے ہیں جو صحاح اور کتب مشہورہ میں نقل ہوئی ہیں ۔

Marfat.com

فضائل امیر المومنینؑ

احادیث کی روشنی میں

۱ : امام احمد نے مسند میں سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ حضرت علیؑ کو جنگ تبوک کے موقع پر اپنے گھر والوں پر خلیفہ بنا کر چلے تو علیؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ بنا چلے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمھاری قدر و منزلت مجھ سے وہ ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس حدیث کو مسلم و بخاری نے صحیحین میں درج کیا ہے۔ اور اس پر دونوں کا اتفاق ہے۔

۲ : مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے سعد سے کہا کہ تجھے ابو تراب پر سب و شتم کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟ تو سعد نے کہا جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جو میں نے رسولؐ کو کہتے سنی تھیں میں ہرگز علیؑ پر پرسب نہیں کروں گا۔ اگر میرے لیے ان میں سے ایک بھی ہوتی تو وہ مجھے سرخ رنگ والے اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ ان میں سے ایک تو سعد نے حدیث رایۃ بیان کی جسے ہم بعد میں انشاء اللہ بیان کریں گے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ جب خداوند عالم کا یہ کلام نازل ہوا کہ ندع ابنائنا وابنائکم الخ تو رسول اللہ نے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو بلایا اور عرض کی خدایا یہ میرے اہلبیت ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا جب آپ ایک جنگ میں جاتے ہوئے علیؑ کو خلیفہ بنا کر گئے تو حضرت علیؑ نے کہا اے اللہ کے رسولؐ مجھے آپ عورتوں اور بچوں کے پاس چھوڑے جا رہے ہیں

Marfat.com

تو آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمھاری نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۳ : مسعودی نے کتاب مروج الذہب اور معادن الجواہر میں ذکر کیا ہے کہ سعد نے جب معاویہ سے یہ بات کہی تو معاویہ کہنے لگا تو میرے نزدیک اس وقت سے پہلے زیادہ قابلِ ملامت نہ تھا پس تو نے علیؑ کی پیروی کیوں نہ کی اور ان کی بیعت ترک کر کے کیوں بیٹھ گیا؟ پھر معاویہ نے کہا اگر میں نے رسول اللہؐ سے یہ باتیں سنی ہوتیں جو تو نے علی ابن ابیطالبؑ کی شان میں سنی ہیں تو مرتے دم تک ان کی چاکری کرتا۔

۴ : امام احمد نے یہ حدیث کتاب فضائل میں جسے امیر المومنینؑ کے فضائل میں تصنیف کی ہے ذکر کی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابی بردہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نبی اکرمؐ کے ساتھ شنیۃ الوداع تک نکلے اور وہ رو رہے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آپ مجھے اپنی معیت سے رہ جانے والوں کے ساتھ چھوڑے جا رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کسی طرف جائیں اور میں آپؐ کے ساتھ نہ ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ تمھیں نبوت کے علاوہ وہی قدر و منزلت ہو جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی اور تم میرے خلیفہ ہو۔

۵ : اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ جب جنگِ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علیؑ کو اپنے اہلبیت اور ازواج پر خلیفہ بنا کے چلے کیونکہ مدینہ مردوں سے خالی ہو چکا تھا۔ اور منافقین نے یہ بات بنائی کہ رسول اللہؐ حضرت علیؑ کے ساتھ جانے کو پسند نہیں کرتے۔ جب یہ خبر حضرت علیؑ کو ملی تو آپ مقام شنیہ پر رسول اللہؐ سے جا ملے اور علیؑ رو رہے تھے اس کے بعد حدیث منزلت کا ذکر ہے۔

۶ : محمد بن شہاب زہری نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ حضرت علیؑ کو اپنے گھر والوں پر اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح موسیٰؑ نے اپنے بھائی کو بنایا تھا۔ جب کہ حضرت موسیٰؑ میقات کی طرف گئے تھے۔ باقی رسول اکرمؐ کا یہ فرمان کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں تو یہ

اس لئے کہ تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔ علماء تاریخ کا اتفاق ہے کہ تبوک کے علاوہ کوئی ایسا غزوہ نہیں جس میں حضرت علیؑ جناب رسالتمآبؐ کے ساتھ شریک نہ ہوئے ہوں اور یہ بھی اتفاق ہے کہ تبوک میں جنگ ہی نہیں ہوئی جب اس کے متعلق عدی سے سوال کیا گیا تو وہ کہنے لگا جنگ شجاع اور بہادروں کو مفقود کر چکی تھی۔ کون جنگ کرتا۔ میں کہتا ہوں (مؤلف)

۷ : احمد بن حنبل نے کتاب فضائل میں حدیث مواخات نقل کی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) مجروح بن زید باہلی سے روایت ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے مہاجرین و انصار میں مواخات (بھائی چارہ) قائم کی تو حضرت علیؑ رونے لگے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم کیوں روتے ہو؟ عرض کی کہ آپ نے میرا کسی کے ساتھ بھائی چارہ معین نہیں فرمایا۔ آپ نے فرمایا تھیں تو میں نے اپنی ذات کے لیے محفوظ رکھا ہے۔ پھر حضرت علیؑ سے فرمایا تمھیں مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ اس کے بعد فرمایا یا علیؑ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے جسے بلایا جائیگا وہ میں ہوں گا پس میں عرش کی دائیں جانب عرش کے سایہ میں کھڑا ہو جاؤں گا اور مجھے جنت کے لباسوں میں سے سبز رنگ کا لباس پہنایا جائیگا پھر انبیاء کو یکے بعد دیگرے بلایا جائیگا پس وہ عرش کے دائیں بائیں قطار میں کھڑے ہو جائیں گے۔ اور انھیں بھی جنت کے سبز لباس پہنائے جائیں گے۔ اور میری امت قیامت کے دن سب سے پہلے حساب و کتاب کے لیے بلائی جائیگی۔ پھر تجھے میری قرابت اور میرے نزدیک جو تیری قدر و منزلت ہے اس کی وجہ سے سب سے پہلے پکارا جائیگا۔ اور میرا علم تمھارے سپرد کیا جائیگا۔ اور وہ لواء الحمد ہے۔ پس تم آدمؑ اور ان کے بعد کے انبیاء اور تمام مخلوق کے درمیان اس علم کو لیکر چلو گے۔ اور یہ سب لوگ قیامت کے دن اس علم کے سائے میں ہوں گے۔ علم کا طول ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس علم کا پھریرا سرخ یاقوت اور اس کی لکڑی سبز موتی سے ہوگی۔ اور اس کے تین لوزانی پھریرے ہوں گے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا وسط دنیا میں ہوگا۔ ہر پھریرے پر ایک سطر لکھی

Marfat.com

ہوگی۔ ایک پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دوسرے پر الحمد للہ رب العالمین تیسرے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ تم اس جھنڈے کو لیکر چلو گے حسنؑ تمھاری دائیں طرف اور حسینؑ تمھاری بائیں طرف ہوں گے۔ یہاں تک کہ تم میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے درمیان عرش کے سایہ میں آکے کھڑے ہو جاؤ گے۔ اور تمھیں جنت کے لباسوں میں سے سبز رنگ کا لباس پہنایا جائیگا۔ اور مجھے عرش کے نیچے سے منادی کی آواز آئیگی کہ بہترین باپ تمھارا باپ ابراہیمؑ ہے اور بہترین بھائی تمھارا بھائی علیؑ ہے۔ پس تمھیں بشارت ہو اے علیؑ کہ بیشک عنقریب تمھیں لباس پہنایا جائیگا جب مجھے پہنایا جائیگا اور تمھیں بھی بلایا جائیگا جب مجھے بلایا جائیگا۔ اور تجھے تحیہ و سلام کیا جائیگا اور تو میرے حوض کے پانی پلانے کی جگہ پر کھڑا ہوگا اور اسے سیراب کریگا جسے تو پہچانے گا۔ پس حضرت علیؑ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں رسول اللہؐ کے حوض سے کچھ جماعتوں کو دور کر دوں گا جو منافق ہوں گے جس طرح اجنبی اونٹوں کو حوض سے دور کیا جاتا ہے۔

۸ : امام احمد نے کتاب فضائل میں جابر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا یا علیؑ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت کے دروازہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابیطالبؑ اخو رسول اللہ آسمان و زمین کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے سے لکھا ہوا ہے۔

۹ : امام احمد نے فضائل میں لکھا ہے (حذف اسناد سے) راوی کہتا ہے میں نے اسما بنت عمیس سے سنا وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپ فرما رہے تھے خدایا میں وہی بات کہتا ہوں جو میرے بھائی موسیٰؑ نے کہی تھی۔ اور میرے اہلبیت میں سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا دے اس سے میری کمر کو مضبوط کر دے میرے امر میں شریک قرار دے تاکہ ہم تیری زیادہ تسبیح کریں اور تجھے زیادہ یاد کریں۔ الخ

۱۰ : امام احمد نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) سعید بن مسیب سے روایت ہے

Marfat.com

جب جناب رسالت مآبؐ نے اصحاب کے درمیان صیغۂ مواخات (بھائی چارہ) جاری کیا تو فرمایا علی ابن ابیطالبؑ کہاں ہیں پس حضرت علیؑ آئے تو فرمایا اے علیؑ تو میرا بھائی اور میں تیرا بھائی ہوں پس جب کوئی تیرے مقابلے میں آئے تو کہنا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں تیرے علاوہ جو بھی یہ دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

۱۱ : اور امام احمد نے کتاب فضائل میں ذکر کیا ہے (حذف اسناد سے) عبداللہ بن علیؓ کہتا ہے۔ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں مسجد میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟ آپ صحابہ کی طرف دیکھتے اور ہر ایک سے پوچھتے اور اُسے بلا بھیجتے یہاں تک کہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ پس آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور صحابہ کے درمیان مواخات جاری کی۔ یوں حضرت علیؑ نے عرض کی کہ میں نے ۔۔۔ کا ۔۔۔ کہ آپ نے صحابہ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ پس رسول اللہؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے تجھے اپنے ہی لیے مؤخر کیا ہے اور تجھ سے مجھے وہی نسبت ہے جو موسیٰؑ کو ہارون سے تھی۔ اور تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے حضرت علیؑ نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں آپ کا کس چیز میں وارث ہوں آپؐ نے فرمایا جس چیز کے وارث مجھ سے پہلے انبیاءؑ ہوئے۔ تو عرض کیا کس چیز کے وارث ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا خدا کی کتاب اور احادیث انبیاء اور جنت میں تم میرے قصر میں میری بیٹی فاطمہؑ زہرا اور میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ ہو گے اور تم میرے رفیق ہو گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اخواناً علیٰ سرر متقابلین یعنی بھائی ایک دوسرے کے مدمقابل تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

۱۲ : (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا پس حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ آئے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور کہا اے رسول اللہ خدا آپ پر رحمت نازل فرمائے آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ کسی کو بھائی نہیں بنایا۔ تو رسول اللہؐ

Marfat.com

نے ان سے کہا تم دُنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔ بعض کہتے ہیں گزشتہ حدیث احمد نے کتاب فضائل میں زید بن ابی رونق سے نقل کی ہے۔

حدیث رایۃ (عَلَم)

۱۳ : امام احمد نے مسند میں اور مسلم و بخاری نے صحیحین میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور دونوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث سہل بن سعد سے ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جنگِ خیبر کے دن فرمایا۔ البتہ ضرور علم دوں گا یا یہ علم کل دوں گا اس مرد کو جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ و رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ خدا اس کے ہاتھ پر فتح دیگا پس لوگوں نے پشت پر لیٹ کر رات گزار دی (یہ سوچ سوچ کر) کس کو علم دیا جائیگا جب صبح ہوئی تو سب رسولؐ کی خدمت میں گئے۔ ہر ایک یہ آرزو رکھتا تھا کہ علم اسے ملے تو آپ نے فرمایا کہ علی ابن ابیطالبؑ کہاں ہیں عرض کیا گیا کہ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں یا یہ کہ انکی آنکھیں دُکھتی ہیں آپ نے فرمایا کسی کو بھیجو انھیں لے آئے۔ جب علیؑ آئے تو آپ نے انکی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا۔ اور دعا کی پس وہ صحیح و سالم ہو گئے گویا انھیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ تو آپ نے انھیں علم عنایت فرمایا۔ حضرت علیؑ نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ کس طریقے سے ان سے جنگ کروں؟ آپ نے فرمایا جیسے جنگ میں جایا کرتے ہو اسی طرح جاؤ اور ان کے میدان میں داخل ہو جاؤ پھر انھیں اسلام کی طرف دعوت دو اور انھیں بتاؤ کہ اسلام کی رو سے کونسے اللہ کے حقوق ان پر واجب ہیں۔ پس قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تیرے ہدایت کرنے سے ایک آدمی ہدایت حاصل کرلے یا فرمایا خدا تیرے ہدایت کرنے سے اگر کسی کو ہدایت دے تو وہ تیرے لیے سُرخ بالوں والے اونٹوں سے بہتر ہے اور مسلم میں ہے کہ عمر بن خطاب اس دن کہتے تھے کہ مجھے امارت کا شوق کبھی دامنگیر نہیں ہوا سوائے اس

دن کے میں اونچا اونچا ہوتا تھا اس امید پر کہ مجھے بلایا جائے۔ پس رسول اللہؐ نے علیؓ کو بلایا اور وہ علم انھیں دیا۔ اور فرمایا جاؤ یہاں تک کہ خدا تمہیں فتح دے۔ اور پیچھے کی طرف مڑ کر نہ دیکھنا۔ پس علیؓ تھوڑی دور چلے پھر رُک گئے اور پیچھے کی طرف ملتفت ہوئے بغیر کہنے لگے، اے اللہ کے رسول کب تک ان سے جہاد کروں۔ فرمایا جب تک کہ وہ لا الٰہ الا اللہ اور ان محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں۔ اور جب یہ گواہی دیدیں تو انھوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیے مگر کسی حق کی وجہ سے اور ان کا حساب اللہ پر ہے۔

۱۴: امام احمد نے یہ حدیث کتاب فضائل میں ذکر کی ہے اور مزید لکھا ہے کہ پس رسول اللہ نے علم کو اٹھایا اور اسے حرکت دی پھر فرمایا کون اس کو اٹھائیگا جو حق ہے اس کے اٹھانے کا۔ پس فلاں شخص نے کہا میں، فرمایا دور ہو۔ پھر دوسرا آیا اور کہنے لگا میں، فرمایا دور ہو۔ آپ نے کئی مرتبہ اس گروہ سے ایسا کیا پھر فرمایا قسم ہے اس کی جس نے محمدؐ کے چہرے کو مکرم بنایا البتہ میں یہ علم اسے دوں گا جو بھاگے گا نہیں۔ پس علیؓ علم لیکر گئے اور خدا نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

علیؓ کہتے ہیں کہ اس روز سے میری آنکھیں کبھی نہیں دُکھیں، نہ کبھی سردی کی تکلیف محسوس ہوئی اور نہ گرمی کی شدت جب سے کہ رسول اللہؐ نے میرے لیے دعا فرمائی۔ آپ گرمیوں کا لباس سردیوں میں اور سردیوں کا گرمیوں میں پہنا کرتے تھے۔

۱۵: امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن بریدہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا۔ پس ابوبکر نے علم کو اٹھایا لیکن فتح نہ ہو سکی۔ دوسرے دن عمر نے اٹھایا وہ پلٹ آئے اور فتح نصیب نہ ہوئی۔ لوگ بہت سختی اور شدت محسوس کر رہے تھے تو رسول اکرمؐ نے فرمایا کل میں علم ایسے مرد کو دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتے ہیں وہ فتح کیے بغیر نہیں لوٹے گا۔ یا فرمایا اللہ اس کے ہاتھ پر فتح دے گا پس ہم نے خوشی سے رات گزاری کہ کل فتح ہوگی۔ پس جب حضورؐ نے صبح کی نماز پڑھائی تو

Marfat.com

ٹھہرے ہو گئے۔ علم منگوایا لوگ صفوں میں بیٹھے تھے۔ پھر آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا۔ پھر صاحب کتاب نے گزشتہ واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ امام احمد کہتے ہیں پس علیؑ کے مقابلے میں خیبر سے مرحب نکلا اور یہ رجز پڑھ رہا تھا:

قد علمت خیبر انی مرحب　　شاکی السلاح بطل مجرب

اذا اللیوث اقبلت تلہب　　اطعن احیانا وحینا اضرب

ترجمہ: اہل خیبر جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں مکمل ہتھیاروں والا تجربہ کار بہادر ہوں۔ جب شیر شعلہ جوالہ بن کر آگے بڑھتے ہیں تو میں کبھی نیزہ اور کبھی تلوار سے مارتا ہوں

پس علیؑ نے اس کے جواب میں کہا:

انا الذی سمتنی امی حیدرۃ　　کلیث غابات کریہ المنظرۃ

عبل الذراعین شدید القصورۃ　　اجرب بالسیف وجوہ الکفرۃ

ضرب غلام ماجد ذو ورۃ　　اکیلکم بالسیف کیل السندرۃ

ترجمہ: میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔ میں بیشوں میں رہنے والا شیر ہوں میری طرف میدان جنگ میں کوئی دیکھ نہیں سکتا مضبوط بازوؤں والا ہوں سخت قسم کا شیر ہوں، کفار کے چہروں پر تلوار مارتا ہوں۔ وہ وار ایک بزرگ قسم کے نوجوان کا ہوتا ہے۔ اور تلوار سے وسیع پیمانہ پر تم سے جنگ کروں گا۔

پھر آپ نے مرحب کے سر پر تلوار سے وار کیا اور اس کے سر کو چیر ڈالا علیؑ کہتے ہیں کہ میں مرحب کا سر لیکر رسالتمآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور میرے لیے دعا فرمائی۔

نیز امام احمد نے کتاب فضائل میں ذکر کیا ہے کہ لوگوں نے اس دن آسمان سے تکبیر کی آواز سنی اور کہنے والے کو یہ کہتے سنا:

لاسیف الا ذوالفقار　　ولا فتی الا علی

ترجمہ : ذوالفقار کے علاوہ کوئی حقیقی تلوار نہیں اور علیؑ کے علاوہ کوئی جوان نہیں۔

حسان بن ثابت نے سرکارؐ سے شعر کہنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی تو اس نے یہ اشعار کہے :

جبریل نادی فی السماء ... والفتح لیس بمنجلی

والسلموت قد احدقوا ... حول النبی المرسل

لاسیف الا ذوالفقار ... ولافتیٰ الا علی

ترجمہ : جبریل نے علی الاعلان ندا کی درآنحالیکہ ابھی غبار جنگ نہیں چھٹا تھا مسلمان نبی مرسل کے ارد گرد حلقہ ڈالے ہوئے تھے۔ ذوالفقار کے علاوہ تلوار نہیں اور علیؑ کے سوا کوئی جوان نہیں۔

۱۶ : جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اکیلے خیبر کا دروازہ اٹھایا اور اسے ایک طرف پھینک دیا۔ پھر لوگوں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی تو چالیس آدمی مشکل اٹھا سکے۔

۱۷ : ابوجعفر محمد بن جریر طبری صاحب تاریخ نے اپنی تاریخ میں ابورافع غلام سرکار رسالتؐ مآبؐ سے ذکر کیا ہے۔ ابورافع کہتا ہے کہ جب ہم خیبر کے قلعہ کے قریب اترے تو وہاں کئی قلعے تھے حضرت علیؑ آگے بڑھے اور جنگ شروع کی۔ علیؑ کے مقابلے میں ایک شخص نکلا جس کی تلوار کے وار سے حضرت علیؑ کے ہاتھ سے ڈھال گر پڑی تو آپ نے قلعہ کا دروازہ اٹھالیا اور اسے ڈھال بنالیا وہ آپ کے ہاتھ میں رہا اور آپ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ خداوند عالم نے آپ کے ہاتھ پر فتح دی۔ پھر انھوں نے اس دروازہ کو پھینک دیا تو سات آدمیوں نے کہ جن کا آٹھواں میں تھا کوشش کی کہ اس دروازہ کو الٹ دیں لیکن ہم سے نہ الٹا جاسکا۔

بعض نے کہا ہے کہ اس قلعہ کا نام قموص تھا اور اس قلعہ میں سے صفیہ کو لیکر حضرت

Marfat.com

علیؑ لیکر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

بُت شکنی

۱۷ : امام احمد کہتے ہیں (حدیث اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے (روایت ہے) وہ فرماتے ہیں۔ میں اور رسول اللہؐ چلے یہاں تک کہ کعبہ کے قریب پہنچے۔ رسول اللہؐ مجھ سے کہنے لگے بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ آپ میرے شانے پر سوار ہوئے میں نے اٹھنا چاہا لیکن نہ اٹھ سکا۔ آپ نے بھی میری کمزوری کا احساس کیا آپ اتر آئے اور میرے لئے بیٹھ گئے، پھر فرمایا کہ میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ پھر میں آپ کے دونوں کندھوں پر سوار ہوا۔ آپ میرے سمیت کھڑے ہو گئے۔ اور مجھے ایسا گمان ہوتا تھا اگر چاہوں کہ آسمان کو چھو لوں تو چھو سکوں گا۔ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا، وہاں پیتل اور تانبے کی بنی ہوئی ایک مورت تھی، میں اسے دائیں بائیں آگے اور پیچھے کی طرف سے ہلانے لگا۔ جب مجھے اس پر اچھی طرح قبضہ حاصل ہو گیا تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اسے پھینک دو تو میں نے اسے اس طرح پھینکا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جسطرح شیشہ چکنا چور ہو جاتا ہے۔

۱۸ : سعید بن مسیب کہتا ہے اسی لیے تو علیؑ کہا کرتے تھے کہ مجھ سے آسمانوں کے رستے پوچھو بیشک میں آسمانوں کے راستوں کو زمین کے راستوں سے بہتر جانتا ہوں اور اگر پردے ہٹا دیے جائیں تو میرے یقین میں زیادتی نہ ہو۔ ابن مسیب کہتا ہے کہ اصحاب پیغمبر میں علیؑ کے علاوہ یہ بات کوئی نہیں کہتا تھا۔

حُبِّ علیؑ

۱۹ : امام احمد مسند میں کہتے ہیں حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے خدا کی قسم مجھ سے یہ عہد کیا تھا کہ تجھ سے نہیں محبت کریگا مگر مومن اور تجھ سے نہیں بغض رکھے گا مگر

یہ حدیث مسلم نے منفرداً نقل کی ہے اور ترمذی نے ام سلمہ سے نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ علیؑ سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور علیؑ سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق۔ ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث حسن اور صحیح ہے۔

۲۰ : نیز ترمذی نے یہ کہا ہے کہ ابو ذرؓ کہا کرتے تھے کہ ہم جماعت انصار میں منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر علی ابن ابیطالبؑ کے بغض سے۔

۲۱ : امام احمد نے کتاب فضائل میں مطلب بن عبداللہ بن حنطبہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا میں تمھیں امت کے ذوالقرنین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علی ابن ابی طالبؑ کی محبت کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس سے صرف مومن محبت اور منافق ہی بغض رکھے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس سے محبت کرے گا اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اس سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جو مجھ سے محبت کرے گا خداوند عالم اسے جنت میں اور جو مجھ سے بغض رکھے گا اسے جہنم میں داخل کرے گا۔

من کنت مولا

۲۲ : امام احمد نے مسند میں کہا ہے۔ زاذان سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے مقام رحبہ میں علی ابن ابی طالب کو یہ کہتے ہوئے سنا اور وہ لوگوں کو قسم دیکر فرماتے تھے کہ میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے رسول اللہؐ کو غدیر خم کے دن کہتے ہوئے سنا ہو کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں پس صحابہ میں سے بیس افراد کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ بیشک ہم نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا اور ترمذی نے بھی یہ حدیث کتاب سنن میں نقل کی اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس میں مزید یہ بھی ہے (کہ رسول اللہ نے فرمایا) خدایا دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو

Marfat.com

دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جدھر بھی علیؑ پھرے۔ اور نیز امام احمد نے کتاب فضائل میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ابن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا جس کا میں مولا اور ولی ہوں علیؑ اس کے ولی ہیں۔

۲۳ : ایک روایت میں ہے کہ جب علیؑ نے مقام رحبہ میں لوگوں کو قسم دے کر سوال کیا تو بہت لوگ کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ تیس آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی

۲۴ : امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ریاح بن حرث سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ ایک گروہ امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا السلام علیک یا مولانا یعنی آپ پر سلام ہو اے ہمارے آقا اور اس وقت آپ مقام رحبہ میں تھے۔ تو آپ نے فرمایا میں تمھارا کس طرح مولا ہوں حالانکہ تم لوگ تو عرب ہو وہ کہنے لگے ہم نے رسول اللہؐ کو غدیر خم میں کہتے ہوئے سنا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ ریاح کہتا ہے میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں تو مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ گروہ انصار ہیں کہ جن میں ابوایوب انصاری جیسے صحابی رسولؐ بھی ہیں۔

۲۵ : امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ ہم میں سے نصیر بن عبدالملک بن عطیہ عوفی نے بیان کیا وہ کہتا ہے میں زید بن ارقم کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ میرا ایک داماد ہے اس نے آپ سے حضرت علیؑ کی شان میں غدیر خم کے دن کی ایک حدیث بیان کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ آپ کی زبانی خود سن لوں تو وہ کہنے لگے اے اہل عراق تم میں ہے جو کچھ ہے میں نے کہا میری طرف سے آپ فکر نہ کیجیے تو زید بن ارقم کہنے لگے ہاں ہم مقام جحفہ میں تھے کہ ظہر کے وقت رسول اکرمؐ تشریف لائے اور انھوں نے علیؑ ابن ابیطالب کا بازو تھاما ہوا تھا، فرمانے لگے اے لوگو کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میں مومنین

Marfat.com

پران کے نفوس سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں تو سب نے کہا بیشک ایسا ہی ہے تو فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں اور یہ بات آپ نے چار مرتبہ دہرائی۔

۲۶ : امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ ہمیں عفان نے حماد بن سلمہ، علی بن زید نے عدی بن ثابت سے اس نے براء بن عازب سے حدیث بیان کی کہ ہم جب رسول اللہؐ کے ساتھ خم غدیر پر اترے تو ہم میں منادی کی گئی کہ نماز جماعت کے لیے جمع ہو جاؤ اور رسول اللہؐ کے لیے درختوں کے درمیان جگہ صاف کر دی گئی۔ آپ نے نماز ظہر پڑھائی اور حضرت علیؑ کا بازو پکڑ کر فرمایا خدایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ مولا ہے۔ براء کہتے ہیں اس کے بعد عمر بن خطاب حضرت علیؑ سے ملے تو کہنے لگے اے ابوطالب کے بیٹے تم میرے اور ہر مومن کے اور ہر مومنہ کے مولا ہو گئے۔

۲۷ : ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا خدایا مدد کر اس کی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ دے اسے جو علیؑ کا ساتھ چھوڑ دے۔ اور دوست رکھ اس کو جو علیؑ سے محبت کرے اور بغض رکھ اس سے جو علیؑ سے بغض رکھے۔ ان تمام روایات کو امام احمد نے اپنی کتاب فضائل میں کچھ زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اس حدیث پر گفتگو

علماء سیر و تواریخ کا اتفاق ہے کہ واقعہ غدیر خم حجۃ الوداع سے رسول اکرمؐ کے لوٹنے کے بعد اٹھارہ ذی الحجہ کو ہوا۔ آپ نے صحابہ کرام کو جمع کیا کہ جن کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی۔ اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں اس بات پر نص صریح فرمائی نہ کہ کنایہ و اشارہ سے کام لیا۔

ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے جب یہ اعلان فرمایا تو یہ خبر تمام اطراف میں پھیل گئی۔ اور بلاد و امصار

Marfat.com

میں مشہور ہو گئی اور حارث بن نعمان فہری تک پہنچ گئی۔ تو وہ اپنے ناقہ پر سوار ہو
حضورؐ کی خدمت میں آیا اس نے ناقہ کو مسجد کے دروازہ پر بٹھایا۔ اور اس کے پاؤ
باندھنے کے بعد مسجد کے اندر داخل ہوا اور رسول اکرمؐ کے سامنے گھٹنے ٹیک کے
بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے محمدؐ! آپ نے ہمیں حکم دیا کہ گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں اور آپ اس کے رسول ہیں۔ ہم نے یہ بات قبول کر لی۔ آپ نے ہمیں رات دن
میں پانچ نمازیں پڑھنے کا اور رمضان کے روزے رکھنے، بیت اللہ کے حج کرنے اور
اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینے کا حکم دیا۔ ہم نے یہ بھی آپ سے قبول کیا پھر بھی آپ
پر راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے اپنے چچا کے بیٹے کے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا اور
اس کو تمام لوگوں پر فضیلت دے دی اور کہا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے
یہ بات آپ کی اپنی طرف سے ہے یا خدا کی طرف سے؟ تو رسول اللہؐ نے فرمایا۔
کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں یہ
یہ بات اللہ کی طرف سے ہے نہ کہ میری طرف سے۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا تو حارث
کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا خدایا جو بات محمدؐ کہتا ہے اگر سچ ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر بھیج
یا دردناک عذاب نازل کر۔ راوی کہتا ہے خدا کی قسم وہ (خبیث) اپنے ناقہ تک بھی
نہ پہنچا تھا کہ خدا نے آسمان کی طرف سے ایک ایسا پتھر پھینکا جو اس کی کھوپڑی پر پڑا اور
نیچے سے نکل گیا۔ اور وہ مر گیا۔ اور خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی سأل سائل
بعذاب واقع للکافرین لیس لہ دافع یعنی ایک سوال کرنیوالے نے کافرین پر
واقع ہونیوالے عذاب کا سوال کیا کہ جسے کوئی رد کرنے والا نہیں، باقی رہا آپ کا ارشاد
من کنت مولاہ تو علماء عربی نے مولا کے متعلق کہا ہے کہ یہ کئی معنی کے لئے استعمال ہوا
ہے ۱: مالک ۲: آزاد کرنیوالا آقا ۳: آزاد ہونیوالا غلام ۴: مددگار ۵: چچا کا بیٹا ۶
حلیف ہم قسم ۷: ضامن جریرہ ۸: پڑوسی ۹: وہ سردار جس کی اطاعت کی جائے (مطلب

Marfat.com

حاکم) ۱۰: اولیٰ بالتصرف ۔ مؤلف کہتے ہیں کہ گزشتہ معانی میں سے کوئی معنی بھی مناسبت نہیں رکھتا سوائے آخری معنیٰ کے اور وہ اولیٰ بالتصرف والا ہے تو حدیث کا معنیٰ یہ ہوگا کہ میں جس پر اس کی ذات سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں پس علیؑ بھی رکھتے ہیں اور اسی معنی کی حافظ ابو الفرج یحییٰ بن سعید ثقفی اصفہانی نے اپنی کتاب مرج البحرین میں تصریح کی ہے ۔ اس نے یہ حدیث اپنے اسناد سے اپنے اساتذہ سے روایت کی ہے اور اس میں کہا ہے کہ پس رسول اللہ نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا جس کا میں ولی ہوں اور کل بھی سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں پس علیؑ اس کا ولی ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ تمام احادیث کے الفاظ کی بازگشت اسی دسویں معنی کی طرف ہے ۔

اور نیز اسی پر دلالت کرتا ہے حضورؐ کا ارشاد کہ کیا میں مومنین کے نفوس پر ان سے اولیٰ نہیں ہوں اور یہ نص صریح ہے علیؑ کی امامت کے اثبات اور آپ کی اطاعت قبول کرنے کے لیے اور اسی طرح آپ کا یہ ارشاد کہ حق کو علیؑ کے ساتھ پھیر جدھر وہ پھرے یا جیسے وہ پھرے ۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ جو اختلافات حضرت علیؑ اور دیگر صحابہ کے درمیان جاری ہوئے ان سب میں حق علیؑ کے ساتھ تھا ۔ اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے ۔ کیا دیکھتے نہیں ہو کہ باغیوں کے احکام جنگ جمل اور صفین سے ہی علماء نے استنباط کئے ہیں ۔

اور شعراء نے غدیر خم کے دن کے متعلق بہت سے اشعار کہے ہیں پس حسان بن ثابت کہتے ہیں :

بنادیهم یوم الغدیر نبیهم	بخم واسمع بالرسول منادیا
ویقول فمن مولاکم ووليکم	فقالوا ولم یبدوا هناک التعامیا
الهک مولانا وانت ولینا	ولا تجدن منا لک الیوم عاصیا
فقال له قم یا علی فانني	رضیتک من بعدی اماما وهادیا

فمن کنت مولاہ فہذا ولیہ — فکونوا لہ انصار صدق موالیا
ھناک دعا اللھم وال ولیہ — وکن للذی عادا علیا معادیا

ترجمہ: غدیر کے دن مقام خم غدیر پر مسلمانوں کے نبی انھیں پکار رہے تھے اور میں رسول کی پکار کو سُن رہا تھا۔

تو آپ نے فرمایا پس تمھارا ولی اور مولا کون ہے تو انھوں نے اقرار کیا اور وہاں کسی نے جہالت کا اظہار نہ کیا۔

تیرا اللہ ہمارا مولا ہے اور تو ہمارا ولی ہے اور اس ولایت میں ہم میں سے کوئی بھی آپ کی نافرمانی کرنے والا نہیں۔

پس رسول نے علیؑ سے کہا کھڑے ہو جاؤ اے علیؑ پس بیشک میں اپنے بعد تمہیں امام اور ہادی انتخاب کرتا ہوں۔

پس جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ ولی ہے پس اس کے سچے مددگار اور موالی بن جاؤ وہاں آپ نے دعا کی خدایا دوست رکھ اس کو جو اس کا دوست ہو اور دشمن ہو جا اس کا جو علیؑ کے ساتھ دشمنی کرے۔

روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے حسان کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سُنا تو فرمایا اے حسان اس وقت تک روح القدس کے ذریعے موئد رہو گے جب تک ہماری مدد کرتے رہو گے یا اپنی زبان سے ہمارے دشمنوں کو دفع کرتے رہو گے۔

قیس بن عبادہ انصاری نے کہا اور اس نے جنگ صفین میں علیؑ کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

قلت: لما بغی العدو علینا — حسبنا ربنا ونعم الوکیل
وعلی امامنا و امامی — لسوانا بہ الی التنزیل
یوم قال النبی من کنت مولاہ — فہذا مولاہ خطب جلیل

Marfat.com

وان ما قالہ النبی علی الامۃ : حتم ما فیہ قال وقیل

ترجمہ: میں نے کہا جبکہ دشمن نے ہمارے خلاف بغاوت کی کہ ہمارا پالنے والا ہمیں کافی اور بہترین وکیل ہے۔

علیؑ ہمارے اور ہمارے علاوہ سب کے امام ہیں اس بارے میں قرآن نازل ہوا ہے اس دن جبکہ نبی کریمؐ نے فرمایا جس کا میں مولا ہوں پس یہ اس کا مولا ہے اور یہ بہت عظیم واقعہ تھا۔

اور جو بات نبی نے کہہ دی وہ امت پر حتمی اور لازمی ہے اسمیں قیل وقال کی کوئی گنجائش نہیں۔

حدیث شب ہجرت

۲۸: امام احمد بن حنبل نے کتاب فضائل میں عمرو بن میمون سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس ایک گروہ آیا جو علیؑ کی عیب جوئی کرنے لگا تو ابن عباس نے ان کی تردید کی اور کہنے لگے جب رسول اللہؐ نے ہجرت کی تو علیؑ ان کی چادر اوڑھ کر ان کے بستر پر سو گئے اور مشرکین رسول اللہؐ کی اذیت کے درپے تھے پس ابوبکر آئے جب کہ علیؑ سوئے ہوئے تھے تو انھوں نے سمجھا کہ رسول اللہ ہیں تو وہ کہنے لگے اے اللہ کے نبی! تو علیؑ نے ان سے کہا کہ رسول اللہؐ میمون کے کنویں کی طرف تشریف لے گئے ہیں تم بھی ان سے جا ملو۔ پس ابوبکر ادھر تشریف لے گئے اور رسول اللہؐ سے جا ملے اور کفار رات بھر علیؑ کو پتھر مارتے رہے اور وہ پہلو بدلتے تھے اور صبح تک اپنے سر کو چادر سے لپیٹے رہے۔

۲۹: ابو اسحٰق ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں جب رسول اللہؐ نے ارادہ کیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت کریں تو علیؑ ابن ابیطالب کی مکہ

Marfat.com

میں اپنے قرضوں کی ادائیگی اور لوگوں کی جو امانتیں آپ کے پاس تھیں ان کی واپسی کے لئے خلیفہ بنا کر چلے اور انھیں حکم دیا کہ آج کی رات میرے بستر پر سو جاؤ اور ان سے کہا کہ سبز رنگ کی حضرمی چادر اوڑھ کر سو جاؤ تم تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکے گا اور نہ تمھیں کسی قسم کی تکلیف پہنچا سکے گا۔ حالانکہ لوگوں نے گھر کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ ابن عباس کہتے ہیں پس خداوند عالم نے جبرئیل و میکائیل کی طرف وحی نازل کی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے طویل قرار دی ہے پس تم میں سے کون ہے جو اپنی زندگی دوسرے پر نثار کرے۔ دونوں نے اپنی ہی زندگی پسند کی پس خداوند عالم نے ان کی طرف وحی کی کہ کیا تم علی ابن ابیطالب جیسے نہیں بنتے کہ میں نے اس کے اور محمدؐ کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم کیا ہے پس علیؑ محمدؐ کے بستر پر اپنی جان قربان کر کے سو گیا اور اپنی زندگی اس پر نثار کر دی۔ پس تم دونوں زمین پر جاؤ اور دشمن سے اس کی حفاظت کرو پس دونوں نازل ہوئے جبرئیل سرہانے اور میکائیل پائینتی۔ اور باقی ملائکہ پکارنے لگے۔ کیا کہنے تمھارے اور کون آپ کا مثل ہو سکتا ہے۔ اے ابوطالبؑ کے فرزند آپ کے ذریعہ تو خداوند عالم آپ پر فخر و مباہات کر رہا ہے پھر رسول اللہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی شان میں یہ آیت نازل کی ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ واللہ رؤف بالعباد یعنی۔ اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا چاہتے ہوئے فروخت کر دیتے ہیں اور خدا بندوں پر مہربان ہے

ابن عباس کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے اللہ کی رضا کی چاہت میں اپنا نفس بیچا وہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

اور ابن عباس کہتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے مجھے وہ اشعار سنائے جو آپ نے ہجرت کی رات کہے تھے۔

Marfat.com

وقیت بنفس خیر من وطی الحصا ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر
رسول الالہ خاف ان یمکروا بہ فنجاہ ذوالطول العلی من المکر
وبات رسول اللہ فی الغار آمنا ھوقا وفی حفظ الالہ وستر
وبت اراعیھم وما یثبتونتی وقد وطنت نفسی علی القتل والاسر

ترجمہ: میں نے اپنے نفس کے ساتھ بچایا اس شخص کو جو زمین پر چلنے والوں اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں میں سے بہتر تھا۔ وہ اللہ کا رسول تھا جسے یہ ڈر تھا کہ کہیں وہ اس سے مکر و فریب کریں پس اسے بلند بخشنے والے خدا نے مکر سے نجات دی۔ رسول اللہ نے غار میں امن اور محفوظ رہ کر رات گزاری۔ وہ اللہ کی حفظ و امان میں تھے۔ اور میں نے کفار کو دیکھ دیکھ کر رات گزاری جبکہ انھیں میرے ہونے کا علم نہ تھا اور میں اپنے نفس کو قتل اور قید کیلئے تیار کر چکا تھا۔

حدیث قرطاس

۳۰: امام احمد نے اپنی مسند کتاب فضائل میں کئی اسناد سے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ ہمیشہ آپ کی طرف سے قربانی دیا کروں۔ پس آپ رسول اکرمؐ کی طرف سے دو موٹے تازے مینڈھوں کی قربانی دیا کرتے تھے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

محمد بن شہاب زہری کہتا ہے کہ آپ نے علیؓ کو اس کام کیلئے اس لیے مخصوص کیا بجائے اپنے اقارب اور رشتہ داروں کے کیونکہ حضرت علیؓ رسولؐ کے زیادہ قریب تھے گویا کہ یہ کام خود رسالتمآب انجام دے رہے تھے۔

۳۱: رسول اللہؐ کا علیؓ کے حق میں سلامتی کی دعا کرنا اور یہ کہ علیؓ خدا کی مغفرت میں ہیں۔

ترمذی نے ام شراحیل سے اس نے ام سلمیہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے ایک

Marfat.com

لشکر کسی طرف بھیجا جس میں علیؓ بھی تھے تو ام عطیہ کہتی ہے کہ میں نے ہاتھ اٹھا کر آپ کو یہ کہتے سنا کہ خدایا مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک میں علیؓ کو نہ دیکھ لوں۔ امام احمد نے بھی اسی مفہوم کی روایت زید بن ارقم سے کتاب فضائل میں نقل کی ہے۔

۳۲ : امام احمد کتاب فضائل میں جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ مسجد میں موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کہ تم پر اہل جنت میں سے ایک مرد وارد ہوگا، پس علیؓ داخل ہوئے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم نے علیؓ کو بعد میں مبارکباد پیش کی

حدیث علیؓ منی

۳۳ : ترمذی کہتا ہے (حذف اسناد سے) عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ایک لشکر بھیجا جس کا سپہ سالار حضرت علی ابن ابیطالبؑ کو بنایا پس آپ اس دستۂ فوج کے ساتھ گئے تو قیدیوں میں سے ایک کنیز اپنی خدمت کے لیے رکھ لی ان میں سے چار اشخاص نے آپ کے خلاف محاذ کیا۔ جب یہ لوگ رسول اللہؐ کی خدمت میں حضرت علیؑ کو پیچھے چھوڑ کر حاضر ہوئے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے رسول خداؐ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ علیؑ نے ایسا ایسا کیا۔ آپ نے اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر دوسرا کھڑا ہوا تو اس نے بھی وہی بات کہی آپ نے اس سے بھی منہ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا بھی کھڑا ہوا۔ انھوں نے بھی وہی کہا تو آپ نے ان سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہوئے درانحالیکہ آثار غضب آپ کے چہرہ سے نمایاں تھے اور فرمایا علیؑ سے تم کیا چاہتے ہو؟ یہ بات تین مرتبہ کہی علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور میرے پیغام کو علیؑ ہی پہنچائے گا۔ ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن و غریب ہے اور امام احمد نے فضائل میں اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے اور اس میں یہ ہے: کہ میرے قرض کو صرف علیؑ ہی پورا کریگا۔

"میرے پیغام کو علیؑ ہی پہنچائے گا"

۳۴ : اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ ۹ھ میں ابوبکر کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان سے فرمایا کہ مشرکین ایام حج میں حاضر ہوتے ہیں اور خانۂ کعبہ کے گرد برہنہ ہو کر طواف کرتے ہیں جب تک یہ رسم ختم نہ ہو جائے میں حج کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے اسے سورہ برات کی ابتدائی چالیس آیتیں دیں تاکہ وہ حج کرنے والوں کے سامنے انھیں تلاوت کریں جب ابوبکر روانہ ہو گئے تو حضرت علیؑ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ سورۂ برأت کی یہ ابتدائی آیتیں لیکر جاؤ اور جب لوگ موسم حج میں جمع ہوں تو بلند آواز سے انھیں پڑھ کر سناؤ۔ اور اپنا ناقہ عضباء بھی انھیں عنایت فرمایا۔ حضرت علیؑ مقام جحفہ میں ابوبکر سے جا ملے اور ان سے وہ آیات لے لیں۔ ابوبکر پلٹ کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا میرے بارے میں یا میری شان میں کوئی چیز نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن میری طرف سے تبلیغ سوائے میرے یا اس شخص کے جو مجھ سے ہے کوئی نہیں کر سکتا۔

۳۵ : امام احمد نے فضائل میں لکھا ہے کہ رسول اللہؐ نے ابوبکر سے فرمایا تحقیق جبرئیل میرے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ علیؑ کو بھیجو جب قربانی کا دن ہوا تو علیؑ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو گئے اور بلند آواز سے سورۂ برأت کی آیات پڑھیں جیسا کہ رسول اللہؐ نے انھیں حکم دیا تھا۔

۳۶ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں اپنی اسناد سے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علیؑ نے سورہ برأت کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی جو راستے میں

Marfat.com

آپ نے ابوبکر سے لی تھیں تو آپ نے بلند آواز سے کہا یاد رکھو جنت میں مسلمان کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد کے قریب نہیں آئیگا اور کوئی شخص بھی کعبہ کا برہنہ طواف نہ کر پائیگا۔ اور جس کا رسول اللہؐ کے ساتھ معاہدہ تھا اس کی اجل مدتِ معینہ ہے تو کسی کافر نے کہا کہ ہم تیرے اور تیرے چچازاد بھائی کے معاہدہ سے بری ہیں تو علیؓ نے کہا کہ اگر رسول اللہؐ نے مجھے یہ حکم نہ دیا ہوتا کہ جب تک ان کے پاس نہ پلٹ جاؤں ان سے کوئی نئی بات نہ کروں۔ تو میں تجھے ضرور قتل کر دیتا۔

۳۷ : بعض نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ نے "حضرت علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں" کا ارشاد جنگِ احد کے دن فرمایا تھا۔

۳۸ : امام احمد کتاب فضائل میں نقل کرتے ہیں کہ جب مشرکین کے علمدار نے احد کے دن رسول اللہؐ پر حملہ کرنا چاہا تو علیؓ نے اپنی جان کی قربانی دیتے ہوئے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ جبریل نازل ہوئے اور کہنے لگے اے محمدؐ! اسے مواسات کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں پس جبرئیل نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔

۳۹ : محمد بن اسحٰق نے کتاب مغازی میں ذکر کیا ہے کہ زہری کہتا ہے کہ جبرئیل نے یہ کلمہ کہ بلاشبہ اسے ہی مواسات کہتے ہیں اس لیے کہا تھا کیونکہ لوگ جنگ احد کے دن رسول اللہؐ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور مدینہ میں جا گئے تھے یہاں تک عثمان ابن عفان بھی کیونکہ وہ تو سب سے پہلے بھاگے تھے اور مدینہ میں پہلے گئے تھے، انہیں کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین تولوا یوم التقی الجمعان الخ یعنی وہ لوگ جو پشت پھیر کے چلے گئے دونوں گروہوں کی مڈبھیڑ کے دن اور ایک روایت ہے کہ یہ ارشاد آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا۔

۴۰ : اسی لیے امام احمد نے فضائل میں کہا ہے کہ سلمیٰ سے روایت ہے وہ حجۃ الوداع

Marfat.com

میں حاضر تھا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو اس دن کہتے ہوئے سنا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میرا قرض اس کے علاوہ کوئی ادا نہیں کریگا۔ اور بعض کہتے ہیں یہ ارشاد اس دن فرمایا جب آیت واٰت ذالقربیٰ تک الاقربین نازل ہوئی۔

حدیث طیر

۴۱ : اس حدیث کو امام احمد نے کتاب فضائل میں اور ترمذی نے سنن میں ذکر کیا ہے امام احمد نے تو اس کی اسناد سفینہ کی طرف دی ہے جو کہ رسول اللہؐ کا خادم تھا اور اس کا نام مہران تھا۔ وہ کہتا ہے کہ انصار کی ایک خاتون نے رسول اکرمؐ کی خدمت میں ایک پرندہ جو دو روٹیوں کے درمیان رکھا ہوا تھا ہدیۃً پیش کیا۔ میں اسے آپ کی خدمت میں لے گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو بھنے پرندہ دو روٹیوں کے ساتھ تھے پس رسول اکرمؐ نے عرض کیا خدایا تیری مخلوق میں جو تجھے سب سے محبوب ہو اسے میرے پاس بھیج دے۔ اچانک دروازہ کھلا حضرت علیؑ داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ تناول کیا۔

۴۲ : ترمذی بھی کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ کے پاس ایک پرندہ تھا تو آپ نے کہا خدایا اپنی مخلوق میں سے محبوب ترین شخص کو لے آ جو میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے۔ پس حضرت علیؑ آئے اور انھوں نے آپ کے ساتھ کھایا۔ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ حدیث طیر صحیح ہے۔ بخاری اور مسلم پر لازم تھا کہ وہ اس حدیث کو اپنی اپنی صحیح میں نقل کرتے کیونکہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں اور یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

حدیث خاصف نعل

۴۳ : امام احمد نے اس حدیث کو فضائل میں اور ترمذی نے سنن میں درج کیا ہے۔

احمد نے (حذف اسناد سے) انس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ہو ولیعہ کو اپنی حرکتوں سے باز آجانا چاہیے ورنہ میں ان کی طرف ضرور ایسے شخص کو بھیجوں گا جو میرے نفس کی مثل ہے اور جو ان میں میرے حکم کو جاری کریگا۔ ان کے مردوں کو قتل اور بچوں کو قید کریگا۔ ابوذر کہتے ہیں مجھے تو پیچھے سے عمر کی ہتیلی کی ٹھنڈک نے گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ پس عمر نے کہا تمھاری رائے میں حضورؐ کی مراد کون ہے۔ میں نے کہا آپ کی مراد حضور نہیں ہیں بلکہ آپ کی مراد خاصف نعل (جوتی کی اصلاح میں مشغول ہے) علی ابن ابیطالبؑ ہے۔

۴۴ : روایت میں ہے حضرت عمر کہتے ہیں خدا کی قسم مجھے امارت کی خواہش کبھی نہ ہوئی مگر اس دن میں اپنے سینے کو اس امید پر تان کر آگے ہوتا تھا کہ شاید یہ کہہ دیں کہ وہ شخص یہ ہے (یعنی عمر) پس آپ حضرت علیؑ کی طرف ملتفت ہوئے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے یہ ہے وہ یہ ہے وہ دو مرتبہ فرمایا۔

۴۵ : ترمذی نے (حذف سند کے ساتھ) ربعی بن حراش سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ نے مقام رحبہ میں ہم سے بیان کیا کہ جب صلح حدیبیہ کا دن آیا تو ہمارے پاس سہیل بن عمرو رؤساء قریش کے ایک گروہ کے ساتھ آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ تمھاری طرف ہمارے بیٹوں بھائیوں اور غلاموں میں سے کچھ لوگ جنھیں دین کی سمجھ نہیں ہمارے مال و جائداد کو چھوڑ کر بھاگ آئے ہیں انھیں ہماری طرف واپس پلٹا دیں تو آپ نے فرمایا اگر انہیں دین کی سمجھ بوجھ نہیں تو ہم انھیں سمجھا دیں گے پھر فرمایا اے گروہ قریش تم اپنے افعال بد سے رک جاؤ ورنہ خداوند عالم تمھاری طرف ایسے شخص کو بھیجے گا جو مخالفت دین کی وجہ سے تمھاری گردنیں تلوار سے اڑا دیگا۔ پس انھوں نے کہا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا وہ وہی ہے جس کے دل کا خدا نے ایمان کے ساتھ امتحان کر لیا ہے اور وہ خاصف النعل ہے۔ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں اس وقت رسول اللہؐ کے جوتے کو پیوند لگا رہا تھا۔

حدیثِ سدِّ ابواب

۴۶ : اس حدیث کو امام احمد نے کتاب الفضائل میں اور ترمذی نے سنن میں ذکر کیا ہے امام احمد نے (حذف سند سے) زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت کے دروازے مسجد کی طرف کھلے ہوئے تھے تو رسول اللہؐ نے فرمایا علی ابن ابیطالب کے دروازہ کے علاوہ سب دروازے بند کر دو، پس لوگوں نے اس بارے میں چہ گوئیاں کیں تو سرکار رسالت کھڑے ہو گئے اور حمد و ثنار الٰہی کے بعد فرمایا نہ کسی چیز کو میں نے بند کیا ہے اور نہ کھولا ہے بلکہ مجھے تو ایک شے کا حکم ہوا ہے جس کی میں نے اتباع کی ہے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے خداوند عالم نے ایک چیز کا حکم دیا ہے پس میں نے اس حکم کا اتباع کیا ہے۔

۴۷ : ترمذی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے سب دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا سوائے علیؑ کے دروازہ کے۔

۴۸ : ترمذی نے (حذف سند سے) ابی سعید خدری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے علیؑ میرے اور تیرے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسجد میں حالت جنب میں داخل ہو۔

حدیث سرگوشی اور وصیت

۴۹ : ترمذی نے (حذف اسناد کے ساتھ) جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے جنگ طائف کے دن حضرت علی ابن ابیطالبؑ کو بلایا۔ اور اُن سے طویل سرگوشی کی پس لوگوں نے کہا ان کی سرگوشی اپنے چچازاد بھائی سے

Marfat.com

طویل ہو گئی ہے یہ بات حضرت تک پہنچی تو آپ نے فرمایا میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے کی ہے۔

۵۰ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں (حذف سند سے) ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں وہ بات جو میں قسم کھا کر کہہ سکتی ہوں یہ ہے کہ علی ابن ابیطالبؑ زیادہ قریب العہد تھے باقی لوگوں کی نسبت رسول اللہؐ سے۔ آپ مرض الموت میں بیمار ہوئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور کافی وقت تک ان سے سرگوشی کی اور بہت سی راز کی باتیں کیں پھر اسی دن آپ کی وفات ہو گئی لہٰذا وہ رسول اللہؐ سے تمام لوگوں کی نسبت قریب العہد تھے۔

احمد نے کتاب الفضائل میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) انس سے روایت ہے وہ کہتا ہے ہم نے سلمان فارسی سے کہا کہ تم حضورؐ سے ان کے وصی کے متعلق سوال کرو پس سلمان نے سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وصی تھا سلمان نے کہا کہ یوشع بن نون تو آپ نے فرمایا کہ میرا وصی میرا وارث اور میرے وعدہ کا پورا کرنے والا علی ابن ابیطالبؑ ہے۔

حدیث اذیّت

۵۱ : امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے (حذف سند سے) عمرو بن شاس سے روایت ہے میں حضرت علیؑ کے ساتھ قبیلہ عمیر کی طرف گیا تو علیؑ نے مجھ پر سختی کی جب میں واپس مدینہ پہنچا تو میں نے مسجد میں بیٹھ کر ان کی شکایت کی، یہ بات رسول اللہؐ تک پہنچی۔ میں ایک دن مسجد میں گیا جبکہ رسول اکرمؐ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ وہاں رونق افروز تھے پس آپ میری طرف تیز نگاہ سے دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم تو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے عرض کی کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ کو

کلیف دوں تو آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو علیؑ کو اذیت دے اس نے مجھے
ذیت دی۔

اور سعید بن مسیب نے عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص
سے سُنا کہ وہ علی کی بدگوئی کر رہا تھا تو عمر نے کہا تجھ پہ ہلاکت وارد ہو جاتی ہے کہ اس قبر میں
ون ہے؟ رسول اللہؐ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ شخص خاموش ہو گیا۔ عمر نے
ہا اس میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ جب تو نے علیؑ کو اذیت دی تو بیشک
ن کو اذیت دی۔

قضایائے امیرالمومنینؑ

۵۲ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں (حذف اسناد سے) حضرت علیؑ سے روایت
ی ہے کہ مجھے رسول اللہؐ نے بنی نمیر کی طرف بھیجا جب کہ میں نوجوان تھا۔ میں نے
رض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھے آپ ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں تاکہ میں ان
ے درمیان قضایات و فیصلے کروں۔ حالانکہ میں جوان ہوں اور قضا سے بہرہ ور نہیں
د آپ نے فرمایا مجھ سے قریب ہو جاؤ۔ میں آپ سے قریب ہوا تو آپ نے میرے
سینے پر ہاتھ رکھا اور عرض کی خدایا اس کے دل کو ہدایت پر برقرار اور اس کی زبان کو
بات عنایت فرما حضرت علیؑ کہتے ہیں اس کے بعد دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے
ں مجھے کبھی شک عارض نہیں ہوا۔

حدیث ناقہ

۵۳ : امام احمد نے کتاب فضائل میں (حذف اسناد سے) انس سے روایت کی ہے
وہ کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ سے کہا کہ قیامت کے دن جنت کے ناقوں

میں سے ایک ناقہ لایا جائیگا پس تم اس پر سوار ہوگے اور میں بھی تمھارے ساتھ اپنی سواری پر سوار ہوں گا یہاں تک کہ ہم اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے۔

حدیثِ باغ

۵۴ : امام احمد نے الفضائل میں کہا ہے (حذفِ سند کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ میں رسولؐ اللہ کے ساتھ مدینہ کے ایک کوچہ میں چل رہا تھا پس ہم ایک باغ سے گزرے تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ کس قدر خوبصورت باغ ہے آپ نے فرمایا جنت میں تمھارے لیے ایسا ہی باغ ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گزرے۔

حدیثِ سلامِ ملائکہ

۵۵ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں لکھا ہے (حذف اسناد سے) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب جنگ بدر کی رات آئی تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص ہمارے لیے پانی لیے آتا ہے سب لوگ رک گئے علیؑ کہتے ہیں میں کھڑا ہو گیا اور مشک کندھے پر اٹھائی اور اس کنویں کے پاس گیا جو کافی گہرا اور تاریک تھا۔ میں اس میں اتر گیا۔ خداوند عالم نے جبرئیل، اسرافیل اور میکائیل سے وحی کی کہ محمدؐ کی نصرت اور ان کی معیت میں جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ جب اس کنویں کے سامنے پہنچے تو رک گئے اور سب نے میرے اکرام، بزرگی اور عظمت کو لحاظ رکھتے ہوئے سلام کیا۔ یہ روایت غزوات کے نامہ نگاروں نے تحریر کی ہے۔

حدیثِ خلقتِ امیر المومنینؑ

۵۶ : امام احمد نے الفضائل میں کہا ہے (حذف اسناد سے) سلمان فارسی سے روایت ہے

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں اور علی ابن ابیطالبؑ خلقتِ آدم سے چار ہزار سال پہلے خداوند عالم کی بارگاہ میں نور تھے۔ جب آدم بنائے گئے تو اس نور کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ایک جز میں ہوں اور ایک علیؑ ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور ہم آدم کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے عرش کی دائیں طرف تھے پس ہم اصلابِ رجال سے عبدالمطلب تک منتقل ہوتے رہے۔

حدیث شاخِ سُرخ

۵۷ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں کہا ہے (حذف اسناد سے) زید بن ارقم سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس شاخِ سُرخ (سرخ لکڑی) سے تمسک چاہتا ہے جو خداوند عالم نے اپنے یدِ قدرت سے جنتِ عدن میں لگائی ہے تو اسے علی ابن ابی طالب کی محبت سے منسلک ہونا چاہیے۔

حدیث مدینۃ العلم

۵۸ : امام احمد نے کتاب الفضائل میں (حذف اسناد سے) حضرت علیؑ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں فقہ کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے پس جو شخص علم چاہتا ہے اسے دروازہ سے آنا چاہیے۔

حدیثِ سیادت

۵۹ : امام احمد نے باب الفضائل میں کہا ہے (حذف سند سے) ابن عباس سے روایت ہے،

Marfat.com

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے مجھے علی ابن ابیطالبؑ کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ ان سے جا کر کہو کہ تم دُنیا میں سیّد ہو اور آخرت میں بھی سیّد ہو جو تم سے محبّت کرے اس نے مجھ سے محبّت کی اور جو تم سے بغض رکھے اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

حدیث : علیؑ اہلِ جنّت سے ہیں

۶۰ : میرے نانا ابوالفرج نے خبر دی (حذفِ اسناد کے ساتھ) کہ اے علیؑ تم جنّت میں ہو یہ بات تین دفعہ فرمائی۔

حدیث قتل عمالقہ

۶۱ : ابن عطریف نے کہا ہے (حذفِ اسناد سے) ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولِ اکرمؐ نے اس خطبہ میں فرمایا جو آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر دیا کہ میں ایک لشکر کے ساتھ عمالقہ سے جہاد کروں گا جبریل نے کہا یا علی ابن ابیطالبؑ۔ آپ نے فرمایا یا علی ابن ابی طالبؑ۔

حدیث : ردّ شمس

۶۲ : ہمیں ابوالقاسم عبدالمحسن نے خبر دی (حذفِ اسناد سے) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہؐ کا سر مبارک حضرت علیؑ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی پس حضرت علیؑ نے عصر کی نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا تو رسول اللہؐ نے عرض کی خدایا علیؑ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔ پس اس کے لیے سورج پلٹا دے اسماء کہتی ہیں پس اللہ تعالیٰ نے سورج واپس لوٹا دیا۔

Marfat.com

اس سلسلے میں ایک عجیب حکایت ہے مجھ سے عراق کے اساتذہ کی ایک جماعت نے بیان کیا وہ کہتے تھے کہ ہم نے ابو منصور مظفر بن اردشیر عبادی واعظ کو دیکھا وہ مدرسہ ناجیہ میں (جو بغداد کے محلہ ابرز کے دروازہ پر ہے) بیٹھا ہوا تھا اور یہ نماز عصر کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور وہ حضرت علیؑ کیلئے ردّ شمس کی حدیث کو بہترین عبادات اور عمدہ الفاظ کے ساتھ بیان کر رہا تھا پھر اس نے اہلبیتؑ کے فضائل ذکر کیے تو اچانک ایک بادل اٹھا اور اس نے سورج کو ڈھانپ لیا۔ لوگوں کو گمان ہوا کہ سورج غروب ہو گیا۔ پس ابو منصور منبر پر کھڑا ہو گیا اور سورج کی طرف منہ کر کے یہ اشعار پڑھنے لگا۔

لا تغربی یا شمس حتی ینتھی ۔۔۔ مدحی لآل المصطفیٰ وسجلہ

وانثنی عنانک ان اردت ثنائھم ۔۔۔ انیت ان کان الوقوف لاجلہ

ان کان للمولیٰ وقوفک فلیکن ۔۔۔ ھذا الوقوف لخیلہ ولرجلہ

ترجمہ: اے سورج جب تک مصطفیٰ کی آل اور ان کے فرزند کی مدح ختم نہ ہو جائے غروب نہ کرنا۔ اور اپنی مہار کو روک لے اگر ان کی تعریف سننا چاہتا ہے کیا تو بھول گیا ہے اپنے ٹھہرنے کو ان کے لیے اگر مولیٰ کیلئے تو ٹھہر گیا ہے تو اس کے نوکروں کیلئے بھی ٹھہرا رہ۔

وہ لوگ کہتے ہیں آفتاب کے سامنے سے بادل چھٹ گیا اور آفتاب طلوع کر آیا۔

حدیث: شیعیان امیرالمومنینؑ

۶۳: ابن عطریف کہتا ہے (حذف اسناد سے) ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ سرکار رسالت نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہیں۔

انہیں احادیث پر اکتفا کیا گیا ہے تاکہ کتاب اختصار سے خارج نہ ہو۔

Marfat.com

تذکرہ اولاد اطہار

علماء سیر و تواریخ کا اتفاق ہے کہ آپ کی ۳۳ اولادیں ہیں۔ چودہ فرزند اور انیس بیٹیاں۔ ۱۔ حسنؑ ۲۔ حسینؑ ۳۔ زینب کبریٰؑ ۴۔ ام کلثوم کبریٰؑ۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت رسول اللہؐ ہیں۔ عام متاخرین کا یہی نظریہ ہے۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ جناب فاطمہ بنت رسولؐ سے ایک اور فرزند بھی پیدا ہوا جن کا نام محسن تھا جو بچپن ہی میں شہید ہو گئے۔

جنابِ فاطمہؑ آپ کی پہلی زوجہ ہیں۔ ان کی وفات تک آپ نے کسی اور خاتون سے شادی نہیں کی۔

(آپ کے فرزند) ۵۔ محمد اکبر ہیں اور وہی ابن حنفیہ ہیں ان کی ماں خولہ بنت جعفر ہیں جو بنی حنفیہ کے قیدیوں میں سے تھیں بعض کا خیال ہے کہ وہ کنیز تھیں ہم محمدؑ کے حالات کسی اگلے باب میں بیان کریں گے۔ اسی طرح حسنؑ و حسینؑ کے حالات بھی۔ اور آپ کے فرزند ۶۔ عبید اللہ ان کو مختار ابن ابی عبید نے قتل کیا تھا۔ ان کی ماں لیلیٰ بنت مسعود ہیں جو بنی تمیم میں سے تھیں ۷۔ ابوبکر ہیں جو امام حسینؑ کی معیت میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں بھی لیلیٰ بنت مسعود ہیں۔ ۸۔ عباس اکبر ۹۔ عثمان۔ ۱۰۔ جعفر اور ۱۱۔ عبد اللہؑ ہیں جو امام حسینؑ کی معیت میں شہید ہوئے، ان کی والدہ ام البنین بنت حزام اور بعض کے نزدیک بنت خلہ ہیں۔ ان سے آپکی شادی جناب فاطمہؑ کے بعد ہوئی ۱۲۔ محمد اصغر ہیں یہ بھی امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے ان کی ماں کنیز ہیں اور ۱۳۔ یحییٰ اور ۱۴۔ عون ہیں، ان دونوں کی والدہ اسماء بنت عمیس ہیں۔ جعفر بن ابی طالب نے اسماء سے شادی کی تھی۔ وہ شہید ہوئے تو اسماء نے ابوبکر سے شادی کر لی۔ ان کے انتقال کے بعد علیؑ نے ام البنین سے شادی کے بعد اسماء سے نکاح کیا پس اسماء سے

Marfat.com

اولاد پیدا ہوئی۔ ۱۵۔ عمر اکبر اور ۱۶۔ رقیہ ان دونوں کی ماں صہبا تھی جو کہ نوعمر تھی اس سے اسمار کے بعد آپ نے شادی کی۔ صہبا کو ام حبیب بنت ربیعہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ بنی وائل سے تھیں جب خالد بن ولید نے بنی غالب پر غارت گری کی علی المتر کے پاس تو یہ صہبا اس کے ہاتھ آئی تھیں۔ اس عمر اکبر کا ذکر بعد میں کریں گے۔ یہ عمر راوی حدیث اور فاضل تھے۔ اور انھوں نے اسمار بنت عقیل بن ابی طالب سے شادی کی اور پچاسی سال تک زندہ رہے۔

۱۷۔ محمد اوسط ہے۔ ان کی ماں امامہ بنت ابی العاص بن ربیع تھی اور ان کی ماں زینب بنت رسول اللہ (ربیبہ رسول) تھیں۔ ان سے صہبا کے بعد شادی کی۔

۱۸۔ ام حسن ۱۹۔ ام حسین اور ۲۰۔ رملہ تھیں۔ ان کی ماں ام سعید بنت عروہ ہیں۔ ان سے شادی اخیر میں ہوئی۔ ۲۱۔ ام ہانی ۲۲ میمونہ ۲۳ زینب صغریٰ ۲۴ رملہ صغریٰ ۲۵۔ ام کلثوم صغریٰ ۲۶ فاطمہ ۲۷ امامہ ۲۸ خدیجہ ۲۹ ام الکرام ۳۰ ام جعفر ۳۱ جمانہ ۳۲ نفیسہ ان سب کی مائیں مختلف کنیزیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ ایک اور (۳۳) بیٹی تھی جو صغر سنی میں ہی فوت ہو گئی۔ اس کا نام کسی نے نہیں لکھا۔ ان میں سے نسل صرف پانچ سے چلی۔ وہ حسنؑ و حسینؑ محمد بن حنفیہ عمر اور عباس ہیں۔ بعض کہتے ہیں محمد اصغر سے بھی نسل چلی۔ ان کا تذکرہ بھی کیا جائیگا۔

زبیر بن بکار کہتا ہے کہ عباس بن علی کی اولاد میں سے عبید اللہ بن علی بن ابراہیم بن عبید اللہ بن عباس بن علی ہیں۔ علماء سیر کہتے ہیں کہ عبید اللہ بغداد میں گئے اور وہاں احادیث بیان کرتے رہے۔ مصر میں بھی رہے، عالم اور سخی تھے۔ ان کے پاس کتابیں تھیں جنھیں جعفریہ کہا جاتا ہے۔ ان میں فقہ اہلبیت تھی۔ انھوں نے ۳۱۲ھ میں مصر میں وفات پائی۔ ابوبکر خطیب نے تاریخ بغداد میں ذکر کیا ہے کہ جناب عباسؑ بن علی کی اولاد میں سے عباس بن حسن بن عبید اللہ بن عباسؑ بن علی تھے۔ ہارون رشید کے زمانہ میں

Marfat.com

بغداد تشریف لائے اس کے ساتھ رہے پھر مامون کے ساتھ وقت گزارا۔ عالم اور شاعر فصیح تھے۔ اولاد علی کا خیال ہے کہ ابوطالبؑ کی اولاد میں سب سے عظیم شاعر تھے۔ ایک دن مامون کے دربار میں گئے۔ بہترین کلام کیا تو مامون کہنے لگا خدا کی قسم تم جب بات کرتے ہو تو بہترین گفتگو کرتے ہو۔ جب مجلس میں موجود ہوتے ہو تو مجلس کو باغ و بہار کرتے ہو۔ اور جب غائب ہوتے ہو تو تم سے کوئی خدشہ نہیں ہوتا۔ ایک دن مامون کے دروازہ پر آئے تو دربان نے سر نیچا کر لیا۔ تو عباس کہنے لگے اگر ہمیں مامون اجازت دے تو ہم اندر داخل ہونگے اگر عذر کرے تو اس کا عذر قبول کریں گے اور اگر ہمیں پلٹا دے تو ہم پلٹ جائیں گے۔ لیکن یہ اعراض کرنا تیز نظر کے بعد اسے میں نہیں جانتا اور یہ شعر پڑھنے لگے:

ماعن رضیٰ کان الحمار مطیتی ولکن من یمشی سیرضی بمارکب

ترجمہ: میری گدھے کی سواری خوشی سے نہیں ہے لیکن جو پیدل چل رہا ہو اسے جو سواری مل جائے اس پر راضی ہو جاتا ہے۔

ان عباس کے اور بھائی بھی علماء و فضلاء میں سے تھے۔ وہ محمد عبیداللہ فضل اور حمزہ ہیں یہ سب حسن ابن عبیداللہ بن عباس کے بیٹے ہیں۔ جناب امام حسنؑ امام حسینؑ اور محمد بن حنفیہ کے الگ الگ ابواب ہیں حالات زندگی تحریر کریں گے۔

خلافت ظاہرہ

علماء سیر و تاریخ کا بیان ہے مثلاً طبری، واقدی، ہشام بن محمد وغیرہ کہ حضرت علیؑ کی بیعت خلافت قتل عثمان کے ساتھ ہوئی اور وہ ہفتہ ۱۸۔ ذی الحجہ کا دن تھا بعض تیرہ کہتے ہیں اور بعض جمعہ کا دن اور کچھ ذی الحجہ کہتے ہیں اور یہ ۳۵ھ کی بات ہے آپ کی بیعت پر تمام مہاجرین و انصار نے اتفاق کیا۔

Marfat.com

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم خلافت نے علیؓ کو زینت نہیں دی بلکہ علیؓ نے خلافت کو زینت دی ہے۔ سب سے پہلے آپ کی بیعت طلحہ نے کی پھر زبیر اور تمام صحابہ نے۔

ابن جریر نے کہا ہے مجھے یہ خبر محمد بن حنفیہ سے پہنچی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب عثمان قتل ہوئے آپ اپنے گھر میں تشریف لائے تو اصحاب رسول آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے یہ شخص (عثمان) قتل ہو گیا ہے لوگوں کے لیے ایک امام کا ہونا ضروری ہے جو ان کے معاملات کو قائم رکھے اور آج کے دن ہم آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حقدار نہیں پاتے جو کارناموں میں آپ سے بڑھا ہوا اور رسول اللہ کا زیادہ قریبی ہو آپ نے فرمایا یہ بات اب نہ کرو میں تمھارے لیے امیر کی بجائے وزیر رہوں تو بہتر ہوگا وہ کہنے لگے نہیں خدا کی قسم ہم اس وقت تک کوئی کام نہیں کریں گے۔ جب تک آپ کی بیعت نہ کرلیں تو آپ نے فرمایا اگر اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہیں تو پھر مسجد میں چلو کیونکہ میری بیعت تمام مسلمانوں کی رضا و رغبت کے بغیر نہیں ہوگی۔ آپ مسجد میں تشریف لائے پہلے مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت کی پھر باقی لوگوں نے

نیز ابن جریر نے ابی بشیر عابدی سے روایت کی ہے کہ علیؓ نے ان سے کہا کہ مجھے تمھاری ضرورت نہیں تم جسے اپنا حاکم بنالو میں راضی ہوں اور اختلاف نہیں کروں گا انھوں نے آپ ہی کو پسند کیا اور کہنے لگے ہم آپ کے علاوہ کسی کو انتخاب نہیں کرتے۔ آپ بنی عمرو بن مبذول کے باغ میں چلے گئے اور دروازہ بند کر دیا پس وہ لوگ آپ کے پاس آئے جن میں طلحہ اور زبیر بھی تھے۔ اور دیوار پھاند کر آپ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے ہاتھ کھولیے پہلے طلحہ نے بیعت کی اور پھر زبیر نے۔

زہری کہتا ہے تعجب ہے کہ عبداللہ بن عمر اور سعد بن ابی وقاص نے حضرت علیؓ کی بیعت تو نہ کی اور یزیدؔ بن معاویہ کی کرلی۔

Marfat.com

اور سیف و ابن جریر کے علاوہ دیگر مؤرخین نے لکھا ہے کہ قتل عثمان کے بعد چالیس راتیں برابر لوگ مع مہاجرین و انصار کے حضرت علیؑ کے پاس آتے جاتے رہے اور کہتے تھے کہ آپ بیعت لیجئے اور آپ فرماتے کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں کسی اور کو انتخاب کر لو اور جس کو انتخاب کر لو گے میں اختلاف نہیں کروں گا اور وہ کہتے تھے آپ کے علاوہ کوئی اس کی قابلیت نہیں رکھتا تو آپ نے فرمایا میں تمھیں نماز پڑھاؤں گا اور بیت المال کی چابی میرے ہاتھ میں ہوگی۔ اور مجھے تمھارے کسی معاملہ میں دخل نہیں ہوگا تو وہ راضی ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں کسی کو دوسرے سے ایک درہم بھی زیادہ نہیں دوں گا۔ وہ کہنے لگے بجا ہے پس لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی۔ آپ جب منبر سے اترے تو ہر صاحب حق کو اس کا حق دیا۔ اور لوگوں میں سکون پیدا ہو گیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ طلحہ و زبیر آئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین ہمارے اہل و عیال زیادہ ہیں اور ہماری زمین سخت ہے۔ آپ نے فرمایا کیا میں نے شرط نہیں کی تھی کہ کسی کو دوسرے سے ایک درہم بھی زیادہ نہیں دوں گا۔ کہنے لگے ہمارے ذمہ اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے ساتھیوں کو بلاؤ اگر وہ راضی ہو جائیں تم دونوں کو ان کے بغیر دیدوں تو میں ایسا کروں گا اور اگر یہ کام تم نہیں کر سکتے تو پھر میں اپنے حصہ میں سے تمھیں دوں گا وہ اس پر راضی نہ ہوئے اور کہنے لگے ہمیں عمرہ کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تمھارا مقصد عمرہ نہیں بلکہ دھوکا و فتنہ و فساد ہے۔ وہ کہنے لگے نہیں خدا کی قسم آپ نے فرمایا میری طرف سے اجازت ہے جو چاہے کرتے پھرو۔ یہ آپ کی خلافت (ظاہریہ) کے چار مہینے کی بات ہے۔

شعبی کہتا ہے کہ ولید بن عقبہ، سعد بن ابی وقاص اور مروان بن حکم مکہ کی طرف بھاگ گئے۔ مکہ میں عائشہ اور ام سلمیٰ موجود تھیں اور طلحہ و زبیر بھی مکہ کی طرف گئے اور ام سلمیٰ کے پاس حاضر ہوئے اور ان سے شکایت کی اور کہنے لگے کہ ہمیں علیؑ کی بیعت پر

دیا گیا تھا۔ اور ام سلمیٰ سے سوال کیا کہ ہم خروج کرنا چاہتے ہیں ام سلمیٰ نے
منع کیا اور کہنے لگیں کہ تم دونوں فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو۔ جب ام سلمیٰ سے
ہوئی اور حضرت عائشہ کے پاس گئے اور حضرت عائشہ سے وہی باتیں کیں اور ان
ہنے لگے تم ہمارے ساتھ خروج کرو تاکہ ہم اس شخص (علیؑ) سے جنگ کریں انھوں
ی پیشکش قبول کر لی۔

اس باب میں ایک واقعہ ہے جسے بیت مال العلوم اور نیز علماء المحاجین کے
بن نے ابی ہذیل علاف سے ذکر کیا ہے۔ ابی ہذیل کہتا ہے کہ میں مامون کے
رقہ کی طرف سفر پر گیا۔ ہم فرات میں سیر کر رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک دیر (گرجا)
ا۔ مجھے بتایا گیا کہ اس میں ایک مجنون رہتا ہے جو حکمت کی باتیں کرتا ہے۔ میں
رجا میں گیا۔ اچانک مجھے ایک خوبصورت اور وجیہ شخص نظر آیا جو بیڑیوں میں
ہوا تھا۔ میں نے اس پر سلام کیا اس نے مجھے جواب سلام دیا۔ پھر کہنے لگا میرا
کہتا ہے کہ تو اس شہر یعنی رقہ کا رہنے والا نہیں کہ جس کے باشندے کم عقل ہیں
نے کہا ہاں میں اہل عراق سے ہوں تو وہ کہنے لگا میں تجھ سے ایک بات پوچھتا
ں تم سمجھنے کی کوشش کرنا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں میں نے کہا پوچھو، اس نے کہا
ذ کیا نبی اکرمؐ نے کسی کو اپنا وصی بنایا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر ابوبکر
پا کی جگہ پر بغیر وصی بنائے آپ کی جگہ کس طرح بیٹھ گئے؟ میں نے کہا انھیں مہاجرین و
ار نے منتخب کیا تھا اور لوگ ان کی خلافت پر راضی ہو گئے تھے۔ وہ کہنے لگا۔
اجرین نے کس طرح ان کا انتخاب کیا تھا؟ جبکہ زبیر بن عوام نے تو یہ کہہ دیا تھا کہ میں
ؑ کے علاوہ کسی کی بیعت نہیں کروں گا۔ اور اسی طرح عباس نے بھی کہا۔ انصار نے
ہے انھیں منتخب کیا جبکہ وہ تو کہتے تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو
ر انھوں نے تو سقیفہ کے دن سعد بن عبادہ کو اپنا حاکم بنا بھی لیا تھا اور عمر نے کہا تھا

Marfat.com

کہ سعد کو قتل کر دو خدا اسے قتل کرے اور تو کیسے کہتا ہے کہ لوگ راضی ہو گئے تھے
سلمان فارسی نے کہا تھا (کر دی نہ کر دی) یعنی تم نے کیا کیا تو اسکی گردن پر گھونسے
گئے۔ اور ابوسفیان بن حرب نے علیؓ سے کہا تھا ہاتھ بڑھاؤ میں آپکی بیعت کرتا ہوں
اور اگر چاہو تو مدینہ کو سواروں اور پیادوں سے پُر کر دوں گا پھر بنی ہاشم نے
تک ابوبکر کی بیعت نہ کی، تو اجماع کیا ہوا؟ پھر جب ابوبکر خلیفہ بن گئے تو انھوں
حمد الٰہی کے بعد کہا کہ میں تمہارا حاکم بن گیا ہوں لیکن میں تم سے بہتر نہیں ہوں تو
طرح مفضول فاضل پر مقدم کیا جا سکتا ہے؟

اور جب عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ میں ابوبکر
سینے کا ایک بال ہوتا پھر بعد میں کہا کہ ابوبکر کی خلافت تو ایک بے سوچا سمجھا کام تھا
خدا نے اس کے شر سے بچا لیا۔ جو کوئی پھر ایسا کام کرے اسے قتل کر دو۔ پھر عمر نے
قیدی واپس کر دیے جنھیں ابوبکر کے زمانہ میں خالد بن ولید نے قید کیا تھا۔ خالد بن
نے مالک بن نویرہ کی بیوی سے شادی رچالی تھی۔ عمر نے اسے بھی واپس کر دیا جبکہ خ
کے ہاں بچے بھی پیدا کر چکی تھی۔ پھر عمر نے صہیب کو اصحاب رسول پر حاکم بنایا۔ حال
وہ نمر بن قاسط کا غلام تھا۔ اور ان سب باتوں میں تناقض ہے اور مجھے عبدالرحمٰن
عوف کے متعلق بتاؤ کہ جب انھوں نے عثمان کو خلیفہ بنایا تو ان کو پہچانتے تھے کہ نہیں
کہنے لگا تو عبدالرحمٰن بن عوف نے بعد میں کہا میں نہیں چاہتا تھا کہ زندہ رہوں۔ یہاں
کہ عثمان مجھ سے کہیں کہ اے منافق تو عثمان کی معرفت عبدالرحمٰن کے متعلق جب انکی
نفاق کی نسبت دی ویسی تھی جس طرح حضرت عثمانؓ کی معرفت عبدالرحمٰن کو تھی جب انھیں
بنایا جا رہا تھا۔

اور مجھے حضرت عائشہ کے متعلق بتاؤ کہ جب عثمان کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے
جس دن لوگوں نے عثمان کے گھر کو گھیر رکھا تھا اور کہتی تھیں نعثل کو قتل کر دو خدا اسے

Marfat.com

کرے، یہ کافر ہو گیا ہے۔ اور جب علیؑ خلیفہ ہوئے تو کہتی تھی میں دوست رکھتی ہوں
سمان زمین پر گر پڑے۔ پھر اپنے گھر سے نکل پڑیں اور طلحہ و زبیر کی معیت میں علیؑ
جنگ کرنے لگیں۔ اور ناجائز خون بہانے لگیں حالانکہ خداوند عالم کہتا ہے کہ تم اپنے
ں میں رہو۔ جاہلیت کی طرح باہر نہ نکلو۔ یہ اللہ کی کھلی ہوئی مخالفت تھی اور جب
ں قتل ہو گئے تو مسلمان اور صحابہ حضرت علیؑ کی طرف سیلاب کی طرح آئے تاکہ ان
یعت کریں۔ علیؑ نے قبول نہ کیا تو کہنے لگے اگر خدا کی قسم آپ نے بیعت نہ لی تو آپکو
ن کے ساتھ ملحق کر دیں گے۔ پس مجھے بتاؤ کہ کونسی بیعت میں زیادہ زور تھا کیا جس
ندکو پیٹا اور سلمان کی گردن پر گھونسے مارے یا جس کے پاس لوگ آئے اور اسے
ت لینے پر مجبور کرنے لگے۔ ابو بدیل کہتا ہے کہ میں کوئی جواب اسے نہ دے سکا الخ

ابو حامد غزالی نے کتاب سر العالمین وکشف مافی الدارین میں اسی قسم کی
حکایت نقل کی ہے (مزید اس میں ہے) کہ وہ کہنے لگا رسول اللہؐ نے غدیر خم کے مقام
بت علیؑ کے متعلق فرمایا تھا جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کے مولا ہیں تو عمر بن خطاب
ا تھا کیا کہتے تھا رے اے ابو الحسن آپ میرے اور ہر مومن مرد و عورت کے
ولا ہو گئے۔ کہنے لگا یہ تسلیم و رضا اور فیصلہ ہے پھر بعد میں خواہشات کا غلبہ، جھنڈوں
یکت شہروں کی فتح کیلئے لشکروں کا جمگھٹا، خلافت میں امرو نواہی ان سب
وں نے مخالفت پر اکسایا تو رسول کے حکم کو پس پشت ڈال دیا۔ اور اس کے
لے تھوڑا سا مال خرید لیا۔ اور بڑی تجارت کی۔ کہنے لگا اور جب رسول اللہؐ کی
ت کا وقت آیا تو وفات سے تھوڑی دیر پہلے آپ نے فرمایا کہ کاغذ اور دوات
میں تمہیں تحریر لکھ دوں تاکہ میرے بعد اس میں اختلاف نہ کرو حضرت عمر نے
پھوڑ دو اس شخص کو اسے تو ہذیان ہو گیا ہے۔

اور کہنے لگے کہ عباس، علیؑ، ان کی اولاد اور بنی ہاشم بیعت کے وقت حاضر

Marfat.com

ہتیں تھے۔ اس کے علاوہ سقیفہ میں انصار نے بھی ان کی مخالفت کی، اور محمد بن ا
باپ کے مرض الموت میں اپنے باپ کے پاس گئے تو کہنے لگے اپنے چچا عمر کو بلاؤ
اس کی خلافت کی وصیت کر جاؤں، تو محمد کہنے لگے اے بابا آپ حق پر ہیں یا باط
کہنے لگے حق پر ہوں۔ پھر محمد نے کہا اگر حق پر ہیں تو اپنے بیٹے کیلئے بھی وہی لیا
اپنے لیے کیا ہے۔ پھر ابوبکر نے منبر رسول پر کہا کہ مجھے معاف کر دیں تم سے
ہوں۔ یہ بات انھوں نے بری کی تھی یا حقیقت کے ساتھ یا بطور امتحان کہہ رہے تھے
بات تھی تو خلفاء اس سے منزہ ہوتے ہیں۔ اور اگر حقیقت کہی تھی تو اس سے ا
ختم ہو جاتی ہے اور اگر بہ طور امتحان کہا تھا تو امتحان ہو نہیں سکتا کیونکہ خدا
کہتا ہے ہم نے ان کے دلوں سے کینے کو نکال دیا ہے۔

میں کہتا ہوں پھر تعجب یہ ہے کہ معاویہ نے خلافت میں علیؑ کیسے نز
رسولؐ نے خلافت میں طمع کرنے والے کے طمع کو قطع کر دیا تھا۔ اپنے اس قول
جب دو خلیفہ ہو جائیں تو ان میں سے آخری کو قتل کر دو اور تعجب ہے کہ ایک
اشخاص میں کیسے تقسیم ہو سکتا ہے اور خلافت کوئی جسم تو نہیں کہ جس کا تجز
اور ابن عازم کہتا ہے پہلا مقدمہ جو قیامت کے دن بندوں میں جاری ہوگا وہ علی
کا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ علیؑ کے حق میں معاویہ کے خلاف فیصلہ کریگا۔ اور باقی مسلم
کے تابع ہوں گے۔

اور رسول اکرمؐ نے عمار سے فرمایا تھا کہ تمھیں باغیوں کی ایک جماعت قتل
امام تو باغی نہیں ہو سکتا اور نہ امامت کے لباس میں دو شخص سما سکتے ہیں جیسے
میں دو خدا نہیں ہو سکتے۔

نیز غزالی کہتا ہے ایک گروہ کا خیال ہے کہ یزید بن معاویہ قتل حسینؑ
نہیں تھا اور وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ کا قتل غلطی سے ہو گیا۔ حالانکہ قتل

Marfat.com

غلطی پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اور یزید و ابن زیاد کے درمیان اس معاملہ میں خط و کتابت ہوئی۔ اور یزید نے آپ کے قتل، پانی بند کرنے اور انھیں پیاسا شہید کر کے ان کے سر کو نیزہ پر سوار کرنے اور ان کے اہلبیت کو قید کر کے ننگے سر اونٹوں پر سوار کر کے بھیجنے پر اکسایا۔ اور آپ کے دندان مبارک کو چھڑی لگاتا رہا۔ اور جب علی بن الحسین سید سجادؑ یزید کے دربار میں گئے تو کہنے لگا تم اسی کے بیٹے ہو جس کو اللہ نے قتل کیا۔ آپ نے فرمایا میں اس کا بیٹا ہوں جسے تو نے قتل کیا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی من قتل مومنا متعمدا فجزائہ جہنم خالدین فیھا ابدا "جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے اس کی جزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ پھر ہزار مہینے تک منبر پر حضرت علیؑ پر لعنت کی گئی اور یہ معاویہ کے حکم سے ہوا کیا تو سمجھتا ہے کہ کتاب خدا نے انھیں یہ حکم دیا تھا یا سنت رسول نے یا اجماع امت نے۔ یہ امام غزالی کا کلام تھا۔

روانگیٔ بصرہ

علماء سیر و تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ شام کی طرف معاویہ سے جہاد کرنے کے لیے تیار تھے اور جانے ہی والے تھے کہ آپ کے پاس حاکم مکہ کا خط پہنچا کہ طلحہ و زبیر یہاں آئے اور حضرت عائشہ کو ساتھ لے گئے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ بصرہ کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ پس آپ منبر پر تشریف لے گئے اور خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! بتحقیق کہ طلحہ، زبیر اور عائشہ کو میری خلافت بری لگی ہے اور وہ بصرہ کی طرف چلے گئے ہیں پس ان کی طرف جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

سیف بن عمر نے ذکر کیا ہے کہ جب عثمان قتل ہو گئے اس وقت مکہ کا حاکم عبداللہ بن عامر حضرمی تھا اور بی بی عائشہ ان دنوں مکہ میں موجود تھیں اور وہ محرم

Marfat.com

عمرہ بجالانا چاہتی تھیں ۔ تو بنی امیہ بھاگ کر مکہ چلے گئے ۔ اور انھوں نے بی بی عائشہ کو قتلِ عثمان کی اطلاع دی ۔ اور یہ نہ بتایا کہ حضرت علیؓ خلیفہ بنا لیے گئے ہیں ۔ جب بی بی عائشہ عمرہ سے فارغ ہو چکیں تو مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں ۔ جب مقام سرف پر پہنچیں تو بنی لیث کا ایک شخص جو ان کے اخوان میں سے تھا ملا جس کا نام عبید اللہ بن ابی سلمہ تھا تو کہنے لگیں کیا خبر ہے تو وہ گنگنانے لگا اور اظہار غیظ و غضب کرنے لگا تو عائشہ نے کہا خدا تجھے ہلاک کرے تو ہمارا مخالف ہے کہ موافق تو اس نے کہا عثمان قتل ہو گئے اور لوگ پانچ دن تک بغیر امام کے رہے ۔ کہنے لگیں پھر کیا ہوا ؟ اس نے کہا اہل مدینہ اور وہ لوگ جن کا مدینہ پر غلبہ تھا وہ علی ابن ابیطالب کی خلافت پر جمع ہو گئے تو بی بی عائشہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا ۔ اور مکہ میں لوٹ آئیں ۔ جب لوگوں کو یہ اطلاع ملی تو وہ ان کے پاس اکٹھے ہو گئے ۔ بی بی عائشہ مسجد الحرام میں حجر اسود کے پاس آئیں اور پردہ کا انتظام کرایا لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو انھوں نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو ! پست ہمت کے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے جو کل ظلم سے مارا گیا ہے ۔ انھوں نے ناحق جلد بازی سے کام لیا ہے اور انھوں نے وہ خون بہایا جو ان کے لیے حرام تھا ۔ محترم مہینے میں محترم شہر میں انھوں نے اس چیز کو حلال سمجھ لیا ۔ تمھارا ان کے خلاف اجتماع دوسرے لوگوں کو ان سے دور کر دیگا ۔ اور ان کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ بھی ان کا ساتھ دینے سے پہلوتہی کریں گے ۔ عبداللہ بن عامر نے کہا میں پہلا شخص ہوں جو خون عثمان کا مطالبہ کرتا ہوں ۔ ابن جریر نے صیدانی سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے عائشہ مدینہ سے مکہ کی طرف اس وقت گئیں جب عثمان محصور تھے ۔ عائشہ کے پاس ایک شخص پہنچا جسے احنف کہتے تھے بی بی عائشہ نے اس سے سوال کیا کہ لوگوں نے کیا کیا اس نے کہا کہ مصری عثمان کے خلاف جمع ہو گئے اور انھیں قتل کر دیا تو کہنے لگیں انا للہ وانا الیہ راجعون یہ قوم حق کا مطالبہ کرنے آئی تھی ۔ اور ظلم کو پسند نہیں کرتی تھی

Marfat.com

اس نے انھیں قتل کیا۔ اور خدا کو یہ قتل زیادہ پسند تھا۔ پھر دوسرا آیا اس سے سوال کیا کہ لوگوں نے کیا کیا؟ اس نے کہا مصریوں نے عثمان کو قتل کر دیا۔ کہنے لگی عثمان مظلوم مارا گیا ہے میں اس کے خون کا مطالبہ کروں گی تم لوگ میرا ساتھ دو۔ عبید بن ام کلاب نے کہا۔ تم اب یہ بات کیوں کہتی ہو۔ حالانکہ خدا کی قسم تھیں تو اس کے قتل پر لوگوں کو بھڑکاتی تھیں اور کہتی تھیں نعثل کو قتل کر دو خدا اسے قتل کرے۔ بیشک وہ کافر ہو گیا ہے۔ کہنے لگیں پہلے ان لوگوں نے اس سے توبہ کرائی پھر قتل کیا ہے۔ تو عبید بن ام کلاب کہنے لگا:

هنك البكاء وهنك العويل ومنك الرياح ومنك المطر
وانت امرت بقتل الامام وقلت لنا انه قد كفر
فهبنا اطعناك في قتله وقاتله عندنا من امر
ولم يسقط السقف من فوقنا ولم تنكسف شمسنا والقمر
وقد بايع الناس ذا تدرء يسوئيل الشيا ويقيم الصعر
وليس للحرب اوزارها ومامن وفى مثل من قد غشر

ترجمہ: تیری طرف سے رونا اور واویلا تھا اور تیری ہی طرف سے ہوائیں چلیں اور بارش برسی اور تو نے ہی امام (عثمان) کے قتل کا حکم دیا اور تو نے ہی کہا کہ تحقیق وہ کافر ہو گیا ہے پس فرض کرو کہ ہم نے اس کے قتل کرنے میں تمھاری اطاعت کی اور ہمارے نزدیک تو اس کا قاتل وہی ہے جس نے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور نہ ہم پر آسمان اوپر سے گرا ہے اور نہ آفتاب و ماہتاب کو گرہن لگا ہے۔ اور لوگوں نے اس شخص کی بیعت کی ہے جسے تم جانتی ہو جو کانٹوں کو دور کرتا ہے اور سخت چیزوں کو سیدھا کرتا ہے اور جنگ کیلئے جنگ کے ہتھیار زیب تن کرتا ہے اور جو شخص غلط کاریوں سے محفوظ رہا ہو اس کے مثل ہیں جس نے ٹھوکریں کھائی ہوں۔

Marfat.com

پھر بنی امیہ بی بی عائشہ کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب خون عثمان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور ان کے سرگروہ عبداللہ بن عامر حضرمی اور مروان بن حکم تھے اور جنھیں سردار تسلیم کیا گیا۔ وہ طلحہ و زبیر تھے۔ ان سب کا اتفاق ہوا کہ بصرہ جانا چاہیے کیونکہ ابن عامر نے انھیں کہا تھا کہ معاویہ تمھارے لیے شام میں کافی ہے اور میں بصرہ میں اپنی تدابیر دکھاؤں گا۔ کیونکہ یہ وہاں کا حاکم تھا۔ اور ابن عامر نے مال و اسباب ان کیلئے مہیا کر دیا تھا۔ جب عائشہ نے جانے کا قصد کیا تو ام سلمہ نے انھیں منع کیا اور ام سلمہ نے ان سے کہا اے عائشہ خدا کا حجاب نہیں اٹھا تھیں اس معاملہ سے کیا سروکار ہے اس میں لوگوں کے ہاتھ چل رہے ہیں اور مرد ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے ہیں اور اس معاملہ کا سکون پذیر ہو جانا مسلمانوں کی بہبود کا سبب ہے پس رسول اللہ ﷺ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے اس سے پرہیز کرو تاکہ انھیں اپنی بیوی کے متعلق رسوائی نہ ہو اور ڈرو اس خون سے جو خدا نے تمھارے لیے مباح نہیں کیا۔

اور بعض مورخین کہتے ہیں کہ ام سلمہ اس وقت مدینہ میں تھیں اور انھوں نے وہیں سے عائشہ کو خط لکھا اور اس اقدام سے منع کیا کیونکہ جب حضرت علیؑ نے بصرہ جانے کا قصد کیا تو ام سلمہ نے ان سے عرض کی اے امیر المومنین اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں خدا کی نافرمانی کر رہی ہوں تو میں ضرور آپ کے ساتھ جاتی لیکن یہ میرا بیٹا عمر ہے جو مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے پھر وہ شخص اس قوم سے الگ ہو گیا۔ اور بخاری نے بھی اس واقعے کے کچھ حصے نقل کیے ہیں۔ اور یہ بات ابن بکرۃ سے نقل کی ہے وہ کہتا ہے کہ جنگ جمل میں مجھے ایک بات نے فائدہ پہنچایا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ بعد اس کے قریب تھا کہ میں اصحاب جمل کے ساتھ مل جاؤں اور ان کی معیت میں جنگ کروں۔ وہ کہتا ہے جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنا لیا ہے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کبھی بھی فلاح و بہبود حاصل نہیں کریگی جس نے اپنا حاکم عورت کو بنا لیا۔ میں (مؤلف) کہتا

ہوں کہ یہ کسریٰ کی بیٹی جو تھی اس کا نام بوران تھا۔ جب وہ بادشاہ بنی تو ان لوگوں کا نظام حکومت مختل ہو گیا۔ اس طرح جو عورت بھی حاکم بنے گی وہ استفسار اور رائے کی محتاج ہو گی اسی لیے تو عورت کی حکومت، قضاوت اور امامت وغیرہ نہیں سونپی جاتی۔

پھر طلحہ و زبیر نے ایک تاریک رات عثمان بن حنیف کو دھوکا دیا۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں تھا انھوں نے پاؤں کے نیچے اُسے روندا اور اس کے چہرہ کے بال نوچے یہاں تک کہ اس کے چہرے پر کوئی بال باقی نہ رہا۔ پھر انھوں نے کسی آدمی کو عثمان کے متعلق مشورہ لینے کیلئے عائشہ کے پاس بھیجا وہ کہنے لگیں اسے قتل کر دو تو عائشہ سے ایک عورت نے کہا میں عثمان کے بارے میں تجھے واسطہ دیتی ہوں وہ رسول اللہؐ کا صحابی ہے تو عائشہ نے کہا اچھا اسے قید کر دو اور اسے چالیس کوڑے لگاؤ۔ اور اس کے سر داڑھی اور پلکوں کے بال نوچ کر صاف کر دو۔ پس انھوں نے ایسا ہی کیا اور بصرہ کا بیت المال لوٹ لیا۔ اور ستر مسلمانوں کو بغیر کسی جرم کے قتل کر دیا۔ اور وہ اسلام میں پہلے لوگ تھے جنھیں اس طرح قتل کیا گیا۔

اور ابن سعد نے ہشام بن محمد سے روایت کی ہے کہ انھیں قتل عثمان سے صرف یہ بات مانع تھی کہ انصار ناراض ہو جائیں گے۔ یہ عثمان حضرت علیؑ کے پاس مقام ذی قار میں پہنچے اور ان کے چہرہ اور سر پر کوئی بال باقی نہیں رہا تھا۔ جب امیرالمومنینؑ نے یہ دیکھا تو آپ کو بہت شاق گزرا اور آپ نے انا للہ پڑھا!

سیف بن عمر کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؑ مدینہ سے نکلے اور یہ ماہ ربیع الاول کے آخر ۳۶ھ کی بات ہے۔ آپ نے اہل کوفہ کو خط لکھا اور انھیں اپنے ساتھ لیجانے کا حکم دیا۔ ابو موسیٰ اشعری اس وقت وہاں کا حاکم تھا۔ لوگ اس کے پاس بصرہ جانے کے لیے مشورہ کرنے آئے تو اس نے کہا اگر دنیا چاہتے ہو تو جاؤ اور اگر آخرت چاہتے

Marfat.com

ہو تو اپنے گھروں میں قیام کرو جب حضرت علیؓ کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپ نے اسے خط لکھا کہ ہماری حکومت سے الگ ہو جاؤ درآنحالیکہ تم مذمت کیے گئے ہو اور دھتکارے گئے ہو۔ اے جولاہہ کے بیٹے یہ ہمارے متعلق تمھاری برائی کا پہلا موقع ہے۔

مسعودی نے مروج الذہب میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ حکومت سے الگ ہو جاؤ درآنحالیکہ تو مذمت کیا گیا ہے اور دھتکار دیا گیا ہے اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو میں نے حکم دیا ہے اس شخص کو جو تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا اے جولاہہ کے بیٹے یہ تیرا پہلا قبیح فعل نہیں بلکہ تیرے اور بھی بہت سے قبیح افعال ہیں پھر حضرت علیؓ نے امام حسنؓ اور عمار کو کوفہ کی طرف بھیجا۔ ان کی ابوموسیٰ سے ملاقات ہوئی تو امام حسنؓ نے فرمایا تو نے لوگوں کو ہماری نصرت سے کیوں روکا ہے؟ خدا کی قسم ہمارا مقصد صرف اصلاح ہے۔ کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں لیکن میں نے رسول اللہؐ سے سنا تھا وہ فرما رہے تھے عنقریب ایک فتنہ کھڑا ہوگا جس میں بیٹھا ہوا کھڑے سے بہتر اور پیدل چلنے والا سوار سے بہتر ہوگا۔ اس پر عمار غضبناک ہو گئے اور ابوموسیٰ کو لعنت ملامت کی۔ عمار نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا اے لوگو یہ رسول کا چچا زاد بھائی ہے جو تمہیں عائشہ کی طرف جانے کو کہہ رہا ہے اور مجھے بھی علم ہے وہ دنیا اور آخرت میں رسولؐ کی بیوی ہیں اور امام حسنؓ نے بھی اسی قسم کا کلام فرمایا اور فرمایا کہ اس معاملہ میں ہمارا ساتھ دو کہ جس میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں۔ پس آپ کے ساتھ نو ہزار اہل کوفہ نکلے۔ کچھ خشکی کے راستے اور کچھ پانی کے راستے اور بخاری نے بھی اس مضمون کو ابی وائل شقیق بن سلمہ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے جب حضرت علیؓ نے عمار اور اپنے بیٹے حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ لوگوں کو جنگ بصرہ کیلئے تیار کیا جائے تو عمار نے خطبہ دیا میں جانتا ہوں کہ وہ دنیا اور آخرت میں وہ رسول کی بیوی ہیں لیکن خدا تمھارا امتحان لے رہا ہے کہ تم علیؓ کا

Marfat.com

دیتے ہو یا عائشہ کا! اور ایک روایت میں ہے کہ امام حسنؓ منبر پر تشریف لے گئے۔ وہ اوپر کی سیڑھی پر بیٹھے اور عمار نیچے کی سیڑھی پر اور فرمایا اس واقعے کو بخاری نے بھی اپنی وائل سے ذکر کیا ہے۔ پھر جب حضرت علیؓ بصرہ پہنچے تو آپ نے طلحہ، زبیر، عائشہ اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ تھے ایک خط لکھا تاکہ اس پر حجت قائم ہو جائے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علیؓ کا ہے طلحہ، زبیر اور عائشہ کی طرف سلام علیکم۔ اما بعد اے طلحہ و زبیر تمہیں معلوم ہے کہ میں بیعت لینا نہیں چاہتا تھا جب تک کہ مجھے اس پر مجبور نہیں کیا گیا اور تم ان لوگوں میں سے ہو جو میری بیعت پر راضی تھے، اگر تم نے میری بیعت اطاعت کرتے ہوئے کی تھی تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور جس حالت میں ہو اس سے پلٹ آؤ۔ اور اگر تم نے میری بیعت ناپسندیدگی کی حالت میں کی تھی تو تم نے میرے لیے اپنے اوپر ایک راستہ ہموار کیا کہ تم نے اطاعت کا اظہار کیا اور معصیت و منافقت کو چھپاتے رہے۔ حالانکہ اے طلحہ تم مہاجرین کے بزرگ ہو اور تم اے زبیر شاہسوار قریش ہو، حالانکہ تمہارے لیے اس معاملے میں داخل ہونے سے پہلے اس کو دفع کر دینا زیادہ آسان تھا اس سے پہلے کہ تم اقرار کرنے کے بعد اس سے خارج ہو جاؤ۔

اور اے عائشہ! اس میں شک نہیں کہ تم اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمان ہو کر نکلی ہو۔ تم ایسی چیز کو طلب کرتی ہو جس سے تمہیں کوئی سروکار ہی نہیں پھر یہ بھی گمان کرتی ہو کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح چاہتی ہو۔ پس مجھے بتاؤ کہ عورتوں کا کیا کام کہ لشکروں کی قیادت کرتی پھریں۔ اور مردوں کے سامنے ظاہر ہوں اور مسلمانوں میں کود پڑیں۔ اور محترم خون بہائیں۔ پھر تم اپنے گمان میں خونِ عثمان کا مطالبہ کر رہی ہو تمہیں اس سے کیا نسبت؟ عثمان بنی امیہ میں سے ہیں اور تم قبیلہ تیم میں سے ہو پھر کل تم صحابۂ رسول کی ایک جماعت کے سامنے کہتی تھیں کہ نعثل کو قتل کر ڈالو خدا

Marfat.com

اسے قتل کرے بتحقیق وہ کافر ہو گیا ہے۔ پھر آج اس کے خون کا مطالبہ کر رہی ہو پس خدا سے ڈرو اور اپنے گھر کو لوٹ جاؤ۔ اور پردہ میں بیٹھو۔ والسلام۔ اس خط کا انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

پھر جب اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ کی پندرہ تاریخ کو دونوں گروہ آمنے سامنے ہو گئے تو زبیر اپنے گھوڑے پر ہتھیار لگا کر نکلے، اور طلحہ بھی تو حضرت علی بھی ان کی طرف آئے۔ اور ان کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ان کے گھوڑوں کی لگامیں ایک دوسرے سے مل گئیں حالانکہ حضرت علیؓ نے صرف ایک قبا پہنی ہوئی تھی۔ حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم تم نے گھوڑے اور ہتھیار تو جمع کر لیے ہیں کیا خدا کے سامنے جواب دہی کا عذر بھی تیار کر لیا ہے۔ خدا سے ڈرو اور اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے اپنے کاتے ہوئے سوت کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ دیا ہو کیا میں تمھارا دینی بھائی نہیں تھا۔ کہ تم میرے خون کو ناجائز سمجھتے تھے جیسے میں تمھارے خون بہانے کو حلال سمجھتا تھا۔

طلحہ نے کہا آپ نے عثمان کے خلاف لوگ جمع کیے۔ آپ نے فرمایا خدا لعنت کرے اس شخص پر جس نے عثمان کے خلاف لوگوں کو جمع کیا ہو۔ لیکن اے طلحہ تمھیں خونِ عثمان سے کیا تعلق ہے؟

اور اے زبیر کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جب تم رسول اللہؐ کے ساتھ بنی غنم کے پاس سے گزر رہے تھے۔ تو حضورؐ نے میری طرف دیکھا اور ہنس پڑے، میں بھی ان کی طرف دیکھ کے ہنسنے لگا۔ تو تم نے کہا ابو طالبؑ کا بیٹا مزاح کو ترک نہیں کرتا تو رسول اللہؐ نے تم سے فرمایا کہ یہ مذاق نہیں کرتا اور البتہ تم اس سے جنگ کرو گے، حالانکہ تم اس پر ظلم کرنیوالے ہو گے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تمھیں وہ دن یاد ہے جس دن تم نے بنی بیاضہ میں حضورؐ سے ملاقات کی جبکہ آپ خچر پر سوار تھے۔ اور مذکورہ واقعہ بیان کیا۔ زبیر کہنے لگا بیشک ایسا ہی ہوا تھا۔ اور اگر مجھے یہ بات یاد رہتی تو میں مدینہ سے نہ نکلتا۔

Marfat.com

اور خدا کی قسم میں آپ سے جنگ نہیں کروں گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ زبیر نے کہا تو اب میں کیا کروں اب تو ننگ کے دونوں حلقے مل چکے ہیں۔ اب میرا پلٹ جانا میرے لیے باعثِ ننگ ہے۔ آپ نے فرمایا ننگ و عار کے ساتھ پلٹ جاؤ۔ ننگ و عار اور جہنم کی آگ کو جمع نہ ہونے دو۔ اور وہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اخترت عاراً علی نار موجبة	انی یقوم لما خلق من الطین
نادانی علی بامر لست اجهله	عار لعمرک فی الدنیا وفی الدین
فقلت حسبک من یوم ابا حسن	بعض هذا الذی قد قلت یکفینی

ترجمہ: میں نے جہنم کی آگ پر ننگ و عار کو اختیار کر لیا اور مٹی سے پیدا شدہ مخلوق کب اس آگ کی طاقت رکھتی ہے۔ علیؑ نے پکار کر مجھے ایک چیز بتائی کہ جس سے میں جاہل نہ تھا۔ جو کہ میری جان کی قسم دنیا اور آخرت میں ننگ تھی تو میں نے کہا کہ ابوالحسن اتنی ہی ملامت کافی ہے بلکہ جو باتیں آپ نے بتائیں ان میں سے بعض بھی میرے لیے کافی ہیں۔ پھر طلحہ و زبیر واپس چلے گئے۔ زبیر عائشہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے ہر جگہ میں اپنے معاملہ کو سمجھ لیتا تھا سوائے اس معاملے کے عائشہ کہنے لگیں پھر کیا کرنا چاہتے ہو۔ کہنے لگے میں تو انھیں چھوڑ کر جاتا ہوں تو ان کا بیٹا عبداللہ کہنے لگا دونوں گروہوں کو تم نے جمع کیا۔ جب ایک دوسرے کے خلاف سختی پر اتر آئے اب تم انھیں چھوڑ کر جا رہے ہو۔ تم نے ابن ابیطالب کے نشانہائے جنگ کو محسوس کیا اور ان میں سرخ موت تمھیں نظر آنے لگی جن نشانوں کو بہادر جوانوں نے اٹھایا ہوا ہے جن کی تلواریں تیز ہیں۔ زبیر غصے میں آئے اور کہنے لگے تو ہلاک ہو میں قسم کھا چکا ہوں کہ جنگ نہیں کروں گا تو عبداللہ نے کہا کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دو تو زبیر نے اپنے غلام کو بلایا کہ جس کا نام مکحول تھا اور اسے آزاد کر دیا۔ پس عبدالرحمٰن بن سلمان متیمی نے کہا:

Marfat.com

لم ار کالیوم اخا اخوان اعجب من لکفر الایمان

بالعتق فی معصیۃ الرحمٰن

ترجمہ: میں نے زیادہ تعجب خیز بھائی چارہ آج کے دن سے نہیں دیکھا کہ جو قسم کے کفارہ دینے والے نے خدا کی نافرمانی میں کفارہ دیکر پورا کیا ہے۔

دوسرے شاعر نے کہا:

یعتق مکحولاً لعون دینہ کفارۃ للہ عن یمینہ

والنکث قد لاح علیٰ جبینہ

یعنی اپنے دین کو بچانے کے لیے مکحول کو آزاد کر رہا ہے اپنی قسم کے کفارہ میں حالانکہ بیعت کا توڑنا اس کی پیشانی سے واضح تھا ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ کی زبیر سے ملاقات ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم تمھیں اولاد عبدالمطلب کے اچھے لوگوں میں سے شمار کرتے تھے جب تک کہ تمہارا بڑا بیٹا جوان نہیں ہوا کہ جس نے تمھارے اور ہمارے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ کیا تم نے رسول اللہ سے یہ باتیں نہیں سنی تھیں اور گزشتہ حدیث نقل کی۔

اور ایک روایت میں ہے پھر حضرت علیؓ نے طلحہ سے فرمایا تم نے رسول اللہ ﷺ کے انصاف نہیں کیا تم رسول کی بیوی کو لے آئے تاکہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کرے اور اپنی بیوی کو گھر میں چھپا رکھا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے (اپنے لشکر سے) فرمایا تم میں سے کون ہے جو قرآن مجید کو ان کے سامنے پیش کرے۔ ایک نوجوان نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس نے قرآن اٹھایا اور دونوں فوجوں کے درمیان کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو بھائی اور ہمارے درمیان اللہ کی کتاب منصف ہے۔ انھوں نے اس کا ایک ہاتھ کاٹ دیا اس نے قرآن دوسرے ہاتھ میں لے لیا تو انھوں نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی قطع کر دیا

Marfat.com

تو اس نے قرآن کو دانتوں سے سنبھالا پس انھوں نے اسے مار ہی ڈالا۔ تو حضرت علیؓ نے اپنے لشکر سے بآواز بلند کہا کہ اب خوشی سے ان سے جنگ کرو۔ پس آپ کے لشکر نے حملہ کر دیا۔

اور ابن سعد نے ہشام بن محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اس نوجوان کا نام مسلم تھا جس نے قرآن اٹھایا ہوا تھا۔ اس کی ماں نے یہ اشعار کہے:

یارب انا مسلمًا اتاھم یتلو کتابًا لا یخشاھم

فخضبوا بدمہ لحاھم وامہ قائمۃ تراھم

ترجمہ: اے پالنے والے مسلم ان کے پاس آیا ان سے ڈرے بغیر وہ قرآن کی تلاوت کر رہا تھا پس ان لوگوں نے اسکے خون سے اپنی داڑھیاں خضاب کیں حالانکہ اس کی ماں کھڑی ہوئی ان کی یہ حرکت دیکھ رہی تھی۔

پھر عمار لشکر سے باہر نکلے اور پکار کر کہنے لگے اے قوم! تم نے رسول اللہؐ سے انصاف نہیں کیا جبکہ تم نے اپنی بیویاں تو پردہ میں چھپا رکھی ہیں اور رسولؐ کی بیوی کو تلواروں کے سایے میں لا کھڑا کیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے (عمار نے زبیر سے کہا) اے زبیر تم نے رسول اللہ سے انصاف نہیں کیا کہ حضورؐ نے تو تمھاری بیوی کو موت سے بچا لیا تھا اور تم نے آپؐ کی بیوی کو تلواروں کے سامنے کر دیا ہے۔ اور یہ واقعہ یوں تھا کہ اسماء (زبیر کی بیوی) ایک دن مدینہ کی گلی میں رسول اللہؐ کے سامنے آگئی جبکہ آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت بھی تھی تو آپ اس سے منہ پھیر کے ایک طرف کھڑے ہو گئے اور صحابہ نے بھی منہ پھیر لیا یہاں تک کہ اسماء گزر گئی! اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نے اس کے لئے پردہ بنا دیا، زبیر کی عزت کی وجہ سے!

عمار نے پکار کر کہا اے عوام کے بیٹے رسول اللہؐ نے تو تیری بیوی کے لیے پردہ بنایا تھا پھر وہی بات کہی۔

پھر عمار ہودج کے قریب آئے اور کہنے لگے تم کیا چاہتی ہو؟ بی بی عائشہ نے کہا خونِ

عثمان تو عمار نے کہا آج خدا اس باغی کو رسوا کریگا جو بغیر حق کے مطالبہ کرے اور یہ اشعار پڑھے
نمنک البکاء . . . (یہ اشعار گزر چکے ہیں) پس ان لوگوں نے عمار پر تیر برسائے تو عمار واپس
آگئے ۔ اور حضرت علیؑ نے پکار کر کہا اے لوگو! اس وقت تک رُکے رہو جب تک ان کی طرف
سے ابتدا نہ ہو کسی پشت دکھانیوالے کو قتل نہ کرنا کسی زخمی کو ختم نہ کرنا اور ان کے مال کو
حلال نہ سمجھنا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؑ نے طلحہ سے فرمایا میں تجھے خدا کی قسم دیکر
پوچھتا ہوں کیا تم نے رسول اللہؐ سے نہیں سُنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا
ہے۔ کہنے لگا ہاں خدا کی قسم ۔ پھر واپس چلا گیا!

یہ جنگ جمادی الاولیٰ میں جمعرات کے دن صبح سے لیکر ظہر تک ہوئی تھی ۔ ایسی
جنگ نہ اس سے پہلے دیکھی گئی اور نہ اس کے بعد۔ قبیلہ مضر کے شہسوار اس میں قتل و برباد
ہوئے ۔ اور اونٹ کی مہار صرف وہی شخص پکڑتا تھا جو کہ شجاعت میں مشہور ہوتا پس مالک
اشتر نخعی نے ستا ہسواروں کی ایک جماعت کے ساتھ حملہ کیا۔ اس وقت اونٹ کی مہار زفر
بن حرث کے ہاتھ میں تھی پس انھوں نے زفر کو زخمی کر دیا اور اونٹ کے پاؤں بھی کاٹ دیے
گئے ۔ یہ کام ایک شخص دلجہ نامی نے کیا۔ مہار کے پکڑنے میں بنی خبہ کے ستر آدمی قتل ہوئے
کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر آخری شخص تھے جس نے مہار تھامی پس عائشہ نے چیخ ماری کہ
اسماء کا بیٹا مارا گیا۔ پس عبداللہ زخمی ہوا اور اس نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا۔
جب اونٹ گرا تو محمد بن ابی بکر اور عمار نے آکر ہودج کو اٹھایا۔ محمد بن ابوبکر نے اپنا ہاتھ
ہودج میں داخل کیا تو عائشہ نے کہا یہ کون ہے؟ محمد نے کہا تیرا احسان کرنیوالا بھائی ۔ کہنے
لگیں ۔ نہیں بلکہ مذمت کا مستحق اور نافرمان ۔ پھر حضرت علیؑ آئے اور عائشہ کے لیے ایک
خیمہ نصب کیا اور فرمایا تو نے لوگوں کو بھڑکایا اور ایک دوسرے کے خلاف جمع کیا یہاں تک
کہ بعض نے بعض کو قتل کر دیا۔ عائشہ نے کہا آپکو غلبہ حاصل ہوا ہے پس معاف کر دیجئے۔

Marfat.com

اور ایک روایت میں ہے آپ نے عائشہ کے ہودج پر چھڑی ماری اور فرمایا کہ
ے حمیرہ کیا رسول اللہؐ نے تمھیں اس امر کا حکم دیا تھا، حالانکہ اللہ نے تو تمھیں گھر میں رہنے
کا فرمان جاری کیا تھا۔ خدا کی قسم تمھارے ساتھ ان لوگوں نے انصاف نہیں کیا جو تمھیں
باہر نکال لائے اور اپنی بیویوں کو پردہ میں بحفاظت چھوڑ آئے۔ پس عائشہ نے اس کا
کوئی جواب نہ دیا۔

حرقوص اس جنگ میں قید ہو گیا تھا۔ پس حسنین علیہما السلام نے اس کی سفارش کی تو
حضرت علیؑ نے اسے چھوڑ دیا۔ شہزادوں نے کہا کیا یہ آپکی بیعت نہ کرے۔ فرمایا جس
دن عثمان قتل ہوئے تھے اس نے میری بیعت نہیں کی تھی؟ مجھے اس کی بیعت کی ضرورت
نہیں۔ یہ یہودی سبیلی ہے۔ یاد رکھو خدا کی قسم اس کیلئے بھی حکومت ہے جس طرح کتا
اپنی ناک کو چاٹتا ہے اور عنقریب امت کو اس سے اور اسکی اولاد سے سخت دن کا
سامنا کرنا پڑیگا۔ اس میں اختلاف ہے کہ اس دن کتنے آدمی قتل ہوئے تھے ایک
گروہ کہتا ہے کہ عائشہ کے لشکر سے اٹھارہ ہزار اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ ہزار قتل ہوئے
اور حضرت علیؑ کے لشکر سے پانچ ہزار یا بقولے ایک ہزار قتل ہوئے۔

علمائے سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ اس جنگ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت علیؑ
بنی بصرہ پر تشریف لے گئے اور آپ نے لوگوں سے خطبہ ارشاد فرمایا۔ تحقیق عورتیں
ناقص الایمان، ناقص الحصہ اور ناقص العقل ہوتی ہیں۔ ان کے ایمان کا ناقص ہونا یہ
ہے کہ یہ اپنی عمر کے ایک حصہ میں نماز اور روزہ سے رہ جاتی ہیں اور ان کے حصہ کا ناقص
ہونا یہ ہے کہ میراث میں مردوں کے مقابلے میں ان کا حصہ آدھا ہوتا ہے اور ان کی
عقلوں کا نقص یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔ ان میں سے
بری عورتوں سے ڈرو اور اچھی عورتوں سے بھی بچ کر رہو۔ اچھی چیزوں میں بھی ان کی اطاعت
نہ کرو تاکہ بری چیز کی طمع ان میں پیدا نہ ہو۔ اے عورت کا لشکر! یہ ہر جینے والے کی

ابتدع کرنے والے تمھارا پانی گندلا ہے۔ تمھارا دین منافقت ہے تمھیں شیطان
پکارا تم نے اس کی دعوت قبول کی۔ اس کے پاؤں کاٹے گئے تم پریشان ہو گئے گویا
تمھاری مسجد کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر اوپر نیچے سے خدا عذاب بھیج رہا ہے وہ مسجد
ہے جس طرح کشتی کا سینہ یا بیٹھا ہوا شتر مرغ یا مثل پرندہ کے سینے کے جو دریائی ہے
تمھاری زمین آسمان سے دور اور پانی سے قریب ہے۔ تمھاری عقلیں خفیف اور بے
تم سر تیر مارنے والے کا نشانہ، کھانے والے کا لقمہ اور حملہ کرنے والے کا شکار ہو۔ سو
کہتا ہے کہ اہل مدینہ کو جمعرات کے دن ہی جنگ جمل کا واقعہ معلوم ہو گیا تھا اور یہ ایک
کی وجہ سے ہوا جو مدینہ کے گرد منڈلا رہا تھا۔ اس کے پنجوں میں ایک چیز لٹکی ہوئی تھی
نے غور سے دیکھا تو وہ ایک آدمی کی ہتھیلی تھی جس میں ایک انگوٹھی تھی وہ کری تو ہما
عبدالرحمٰن بن عقاب بن اسید کا نام کندہ تھا۔

واپسی حضرت عائشہ

علمار سیر کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے جناب عبداللہ ابن عباس کو حضرت
کی طرف یہ حکم دیکر بھیجا کہ وہ مدینہ کی طرف واپس جائیں۔ عبداللہ ابن عباس اجازت
بغیر ان کے پاس چلے گئے تو عائشہ نے کہا تو نے سنت کی خلاف ورزی کی کہ ہمارے
پاس اجازت لیے بغیر چلا آیا۔ تو عبداللہ نے ان سے کہا اگر تم اسی گھر میں ہوتیں جس میں
رسول اللہؐ تمھیں چھوڑ گئے تھے تو ہم تمھاری اجازت کے بغیر داخل نہ ہوتے پھر عبداللہ
کہا امیر المومنین تمھیں حکم دے رہے ہیں کہ اس گھر میں چلو جس میں رہنے کا خدا نے تمھیں حکم
دیا ہے۔ عائشہ نے انکار کیا۔ ابن عباس نے سختی سے کہا کہ وہ امیر المومنین ہیں جس کا تم
جانتی ہو۔

Marfat.com

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے حضرت عائشہ کے لیے بہترین اسباب سفر تیار کیا اور بہت سا مال بھی انھیں دیا۔ ان کے بھائی عبدالرحمٰن کو تیس مردوں، اشراف بصرہ قبیلہ ہمدان اور عبدالقیس کی بیس دیندار عورتوں کو ساتھ کیا۔ ان عورتوں کو مردوں کے لباس عمامہ وغیرہ پہنا دیا گیا۔ سواریں حاضر کرا دی گئیں اور ان سے فرمایا کہ عائشہ کو نہ بتانا کہ تم عورتیں ہو اور چہروں پر ڈھاٹے باندھ لو اور اس کے گرد رہو اور کسی مرد کو اس کے نزدیک نہ آنے دو۔ وہ اسی طرح عائشہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب وہ مدینہ میں پہنچیں تو ان سے پوچھا گیا کہ واپسی کا سفر کیسا رہا۔ کہنے لگیں خدا کی قسم بہت اچھا رہا۔ البتہ اس نے (علیؑ) دیا اور کافی دیا لیکن غیر مردوں کو میرے ساتھ کر دیا جو میری جان پہچان والے نہ تھے۔ یہ بات ان عورتوں تک پہنچ گئی۔ تو وہ عائشہ کے پاس آئیں اور بتایا کہ ہم تو عورتیں ہیں مرد نہیں ہیں تب حضرت عائشہ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور کہنے لگیں خدا کی قسم اے ابوطالب کے بیٹے تیرا کرم زیادہ ہی ہوتا رہا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے عائشہ کو رسول اللہؐ کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے مدینہ کی طرف واپس بھیجا تھا۔ اور ہشام کا اعتماد امام احمد بن حنبل کی اس روایت کی طرف ہے جو انھوں نے (حذف اسناد) ابی رافع سے کی ہے کہ رسول اللہؐ نے علی ابن ابیطالبؑ سے فرمایا کہ عنقریب مختار سے اور عائشہ کے درمیان ایک واقعہ ہوگا تو آپ نے فرمایا تو کیا اس وقت میں امت کا بدبخت ہوں گا۔ فرمایا نہیں لیکن جب ایسا ہو تو انھیں ان کے سرنے کی جگہ کی طرف واپس کر دینا۔ مختصراً قصہ جنگ جمل ختم ہوا۔

جنگِ صفین

علماء سیر کا بیان ہے کہ جب آپ جنگِ جمل سے فارغ ہوئے تو بصرہ سے کوفہ کی

طرف روانہ ہوئے اور اسی سال ۱۲۔ رجب ۳۶ھ کو کوفہ میں داخل ہوئے۔ آپ
جریر بن عبداللہ بجلی کے ذریعے معاویہ سے خط و کتابت کی۔ اور اس سے بیعت کا مطا
کیا لیکن معاویہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس سال کے متعدد ایام آپ نے کوفہ میں گزار
اور اسی سال صفین کی طرف متوجہ ہوئے اور معاویہ کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی اور دونوں
درمیان مجادلہ اور حوادث رونما ہوئے۔ اور حضرت علیؑ صفین کی طرف نوّے ہزار کا لش
لیکر روانہ ہوئے۔ معاویہ ایک لاکھ بیس ہزار کے ساتھ آیا تھا۔ اہل عراق میں سے بیس ہز
قتل ہوئے جن میں عمار بن یاسر، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص اور خزیمہ بن ثابت بھی تھے
آخری مقتولین میں اویس قرنی اور اصحاب بدر میں سے سینتیس آدمی شہید ہوئے۔

زبیر بن بکار نے بیان کیا ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کے ساتھ ستاسی اشخاص
بدری تھے جن میں سے ستّرہ مہاجر اور ستّر انصار تھے۔ اور باقی صحابہ میں سے آپ کے ساتھ
ایک ہزار آٹھ سو صحابی تھے جن میں ستّر آدمی وہ تھے جنھوں نے رسول اللہ کے ہاتھ پر درخت
کے نیچے "بیعتِ رضوان" کی تھی۔ اہلِ شام میں سے ستّر ہزار مارے گئے۔ جانبین کے
درمیان ستّر جنگیں ایک سو بیس دن میں ہوئیں بیس ان میں سے جتنی ہماری کتاب سے
مناسبت رکھیں گی ہم ان کا انتخاب کریں گے۔

مؤلف کہتا ہے کہ جب حضرت علیؑ بصرہ سے واپس آئے تو جریر بن عبداللہ کو معاویہ
کی طرف بھیجا اور اپنی اطاعت کی اُسے دعوت دی اس خط کی عبارت یہ تھی:

"اما بعد۔ بعد اس کے کہ تو شام میں تھا۔ مدینہ میں میری بیعت تجھ پر لازم ہو گئی ہے
کیونکہ میری بیعت انھیں لوگوں نے کی ہے جنھوں نے ابوبکر و عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی
اسی طریقے پر جس پر ان کی بیعت کی تھی (بیعت کرنیوالوں کا دستور یہ تھا) کہ حاضر کو دوبارہ
انتخاب کا حق نہیں اور غائب اُسے رد نہیں کر سکتا بلکہ شوریٰ صرف مہاجرین و انصار
کے لیے ہے پس یہ سب جب کسی شخص پر اتفاق کر لیں اور اسے امام بنا لیں تو یہی اللہ کی

رضا ہوتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص ان کے اس حکم سے نکلنا چاہے تو اسے اس کی طرف لوٹا دیتے۔ اور اگر انکار کرتا تو اسے قتل کر دیتے۔ اس بنا پر کہ اس نے مومنین کے رستے کے علاوہ دوسرے راستے کی اتباع کی ہے۔ اور خدا بھی اسے اسی حالت پر چھوڑ دیتا ہے جس کو اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور اس کو جہنم میں داخل کریگا۔ اور وہ بری بازگشت ہے۔ اور تحقیق طلحہ اور زبیر نے میری بیعت کی تھی اور اسے توڑ بھی دیا پس میں نے ان سے جہاد کیا بعد اس کے کہ میں نے ان پر کوئی عذر پوشیدہ نہیں رکھا۔ یہاں تک کہ حق آگیا اور باطل ختم ہو گیا۔ اگرچہ وہ اسے پسند نہیں کرتے تھے۔ پس تم بھی اسی امر میں داخل ہو جاؤ جس میں تمام مسلمان داخل ہوئے ہیں کیونکہ تیرے متعلق میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ امر عافیت ہے اور یہ کہ تو اپنے کو بلا و مصیبت میں نہ ڈال اور اگر تو نے مصیبت مول لینا ہی ہے تو میں تجھ سے (مجبوراً) جنگ کرونگا اور اس معاملہ میں اللہ سے اعانت طلب کروں گا۔ اور تحقیق مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تو قاتلین عثمان کے متعلق بہت باتیں کرتا ہے تو پہلے اس چیز میں داخل ہو جا جس میں سب مسلمان داخل ہوئے ہیں پھر ان کا مقدمہ میرے سامنے پیش کر دیں کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کروں گا لیکن یہ تدابیر جنہیں تم چاہتے ہو یہ تو بچے کو دودھ سے روکنے کی ہیں اور مجھے اپنی جان کی قسم ہے اگر تو اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھے نہ خواہش نفسانی سے تو مجھے قتل عثمان اور خون عثمان سے سب لوگوں کی نسبت زیادہ بری الذمہ پائے گا۔ اور تجھے علم ہے کہ تو ان طلقاء (جنہیں رسول اللہ نے فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ نے آزاد کیا تھا) میں سے ہے کہ جن کے لیے خلافت حلال نہیں اور نہ وہ شوریٰ میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور میں نے تیری طرف جریر کو بھیجا ہے پس اس کے ہاتھ پر بیعت کر لے۔ اور کوئی قوت و طاقت نہیں مگر اللہ کی طرف سے۔ والسلام!"

جب جریر معاویہ کے ہاں پہنچا تو معاویہ ٹال مٹول کرتا رہا اور عمرو بن عاص سے اس

بارے میں مشورہ کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا خون عثمان علیؓ کے سر تھوپو اور اہل شام کو لیکر علیؓ سے جنگ کرو۔ معاویہ نے دمشق کی جامع مسجد کے منبر پر عثمان کی مقتیص لٹکا رکھی تھی جس کے ساتھ زوجۂ عثمان کی انگلیاں بھی تھیں تو اہل شام نے قسم کھائی تھی کہ وہ فرش پر نہیں سوئیں گے اور نہ اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے جب تک قاتلین عثمان کو قتل نہیں کرلیں گے۔

پس معاویہ نے حضرت علیؓ کو خط لکھا: "امابعد پس تحقیق اگر آپکی بیعت کرنیوالوں نے اس خیال میں کی ہوتی کہ آپ خونِ عثمان سے بری ہوتے پھر تو آپ ابوبکر و عمر اور عثمان کی طرح ہوتے لیکن آپ نے تو مہاجرین و انصار کو عثمان کے خلاف ابھارا اور انھیں اس کی مدد نہ کرنے دی یہاں تک کہ جو اہل اشخاص نے آپکی اطاعت کی اور کمزور لوگوں نے آپ سے قوت حاصل کی، اہل شام آپ سے جنگ کا عزم کر چکے ہیں مگر یہ کہ آپ عثمان کے قاتل ان کے حوالے کر دیں پھر تو وہ آپ سے تعرض نہ کریں گے اور یہ امر مسلمانوں کے شوریٰ پر چھوڑ دیا جائے اور شوریٰ کا حق بھی صرف اہل شام کو دیا جائے نہ کہ اہل حجاز کو۔ باقی رہی آپکی فضیلت اور قریش میں منزلت دینی اور آپکی قرابت و منزلت رسول اللہؐ کے ساتھ تو میں اس کا انکار نہیں کرتا۔ الخ"

پس جریر معاویہ کا خط لیکر حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور آپ کو اطلاع دی کہ معاویہ لڑنا چاہتا ہے اہل شام بھی اس کے ساتھ ہیں اور وہ معاویہ پر گریہ کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ علیؓ نے عثمان کو قتل کر دیا ہے اور اس کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے اور وہ نہیں رکیں گے جب تک آپ انھیں یا وہ آپ کو قتل نہ کر دیں۔

حضرت علیؓ نے معاویہ کو خط لکھا "امابعد پس تحقیق تیرے پاس ایسے شخص کا خط آیا کہ جسمیں نہ بصیرت ہے جو اُسے ہدایت کرے اور نہ کوئی فائدہ پہنچانے والی چیز ہے جو اس کی رہبری کرے۔ اسے خواہش نفس نے بلایا تو اس نے لبیک کہی اور اپنی طرف

Marfat.com

کھینچا تو وہ تابع ہو گیا۔ تو نے یہ گمان کیا ہے کہ میں نے عثمان کی مدد سے روکا مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ میں تو مہاجرین و انصار میں سے ایک شخص تھا، وہاں وارد ہوتا تھا جہاں وہ وارد ہوتے اور وہاں سے نکلتا جیسے وہ نکلتے اور میں عثمان کے قاتلوں کے ساتھ نہیں تھا۔ باقی رہا تیرا یہ قول کہ اہل شام کو شوریٰ کا حکمراں بنایا جائے تو کون ہے اہل شام میں جو خلافت کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اگر تو کسی کا نام لے بھی تو مہاجرین و انصار تیری تکذیب کریں گے۔ اور تیرا میرے سوابق و فضائل کا اعتراف کر لینا تو اگر تجھ میں ان کے انکار کی قدرت ہوتی تو ضرور انکار کر ڈالتا، لیکن تو اس سے عاجز ہے۔ آپ نے اس خط کے آخر میں یہ اشعار لکھے:

معاوی دع عنک مالا یکونا — وقتلة عثمان اذ تدعونا
اتاکم علی باھل العراق — واھل الحجاز فما تصنعونا
علی کل جرداء خیفانة — واجرد صلب یقر العیونا
علیھا فوارس من شیعة — کاسد العرینا تحامی العرینا
یرون الطعان حلال العجاج — وضرب الفوارس فی النقع دینا
ھم ھزموا الجمع یوم الزبیر — وطلحه وغیرھم الناکثینا
فان تکرھوا الملک ملک العراق — فقد کرہ القوم ما تکرھونا
فقل للمضلل من وائل — ومن جعل الغث یوماً سمینا
جعلت بن ھند واشیاعه — نظیر علی اما تستحونا
علی ولی الحمید المجید — وصی النبی من العالمینا

ترجمہ: اے معاویہ چھوڑ اس بات کو جو ہونیوالی نہیں ہے اور قاتلین عثمان کو جس کا تو مدعی ہے۔ علیؑ اہل عراق اور اہل حجاز کو لیکر آ گیا پس تم کیا کرو گے؟ ہر کم مو گھوڑے پر سوار ہو کر ٹڈی دل ہیں جن کی پشت بالوں سے صاف ہے جنھیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں

Marfat.com

جن پر شیعہ شہسوار سواری کر رہے ہیں جو بیشہ کے شیر کی طرح اپنے بیشہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو غبارِ جنگ کے درمیان نیزہ زنی اور تلوار سے شاہسواروں کو قتل کرنا عین دین سمجھتے ہیں۔ انھوں نے ہی طلحہ و زبیر وغیرہ بیعت توڑنے والوں کی جماعت کو شکست دی تھی۔ پس اگر تم اہلِ عراق کی حکومت کو ناپسند کرتے ہو تو یہ لوگ بھی تمھاری طرح تمھاری حکومت کو ناپسند کرتے ہیں۔ قبیلہ وائل کے گمراہ کرنیوالے اور جو شخص ٹیڑھی چیز کو موڑا کرتا ہے سے کہہ دو کہ تم نے ہند کے بیٹے اور اس کے گروہ کو علیؑ کی مثل قرار دیا ہے کیا تمھیں حیا و شرم نہیں آئی۔ علیؑ تو لائقِ حمد و بزرگی، خدا کا ولی اور نبی اکرمؐ کا پورے عالمین میں وصی و جانشین ہے۔

پھر آپ نے یہ خط اصبغ بن بناتہ تمیمی کے سپرد کیا اور حضرت علیؑ لشکر کی اصلاح کے لیے مقامِ نخیلہ کی طرف تشریف لے گئے۔

اصبغ شام کی طرف روانہ ہوئے وہ کہتے ہیں کہ میں جب معاویہ کے دربار میں پہنچا تو یہ حالت تھی کہ عمرو بن عاص اس کے دائیں طرف، ذوالکلاع اور حوشب بائیں طرف تھے۔ اور اس کے پہلو میں اسکا بھائی عتبہ۔ ابن عامر، ولید بن عقبہ، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید اور شرجیل بن سمط تھے۔ اور اس کے سامنے ابوہریرہ، ابودرداء، نعمان بن بشیر اور ابوامامہ باہلی بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے خط معاویہ کے سپرد کیا جب معاویہ نے خط پڑھا تو کہنے لگا حضرت علیؑ عثمان کے قاتل ہمارے حوالے نہیں کرتے۔ اصبغ نے کہا اے معاویہ قاتلینِ عثمان کے بہانے کو چھوڑو تم تو صرف ملک و سلطنت کے طلبگار ہو۔ اور اگر تم اس کی زندگی میں اس کی مدد کرنا چاہتے، تو کر سکتے تھے لیکن تم تو اس کی تاک میں تھے اسلیے اس کی مدد کو نہ پہنچے تاکہ اس سلسلے میں تمھیں دنیا کا اقتدار مل جائے۔ معاویہ غضبناک ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ اس کے غصے کو مزید بھڑکاؤں تو میں نے ابوہریرہ سے کہا تم رسول اللہؐ کے صحابی ہو میں تمھیں اس خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے علاوہ

کوئی معبود نہیں اور اس کے رسولؐ کے حق کی قسم دیتا ہوں کیا تو نے رسول اللہؐ کو غدیر خم کے دن یہ کہتے سنا تھا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں۔ کہنے لگا ہاں خدا کی قسم میں نے آپکو یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔ اصبغ کہتے ہیں میں نے کہا پھر تو تم نے اس کے دشمن کو دوست بنا لیا اور اس کے دوست سے دشمنی گانٹھ لی تو ابوہریرہ نے ایک لمبی سانس لی اور کہا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ پس معاویہ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور کہنے لگا یہ کیا ہے اپنے کلام کو روک دو تم اہلِ شام کو خونِ عثمان کا مطالبہ کرنے میں دھوکا نہیں دے سکتے کیونکہ وہ مظلوم ہو کر محترم مہینے میں حرم رسول میں تیرے صاحب کے سامنے مارا گیا ہے اور اسی (علیؑ) نے ہی لوگوں کو ابھارا یہاں تک کہ انھوں نے اُسے قتل کر دیا۔ اور آج وہی لوگ علیؑ کے اعیان و انصار ہاتھ اور پاؤں بنے ہوئے ہیں۔ عثمان ایسا نہیں کہ جس کا خون رائیگاں جائے پس ذوالکلاع، حوشب اور معاویہ بن حدیج نے کہا اے معاویہ ہم ضرور تیری مدد کریں گے یہاں تک کہ تیری مراد حاصل ہو یا ہم سب قتل ہو جائیں پس اصبغ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے:

معادی للہ من خلقہ　　عبادا قلوبہم قاسیۃ
وقلبک من شر تلک القلوب　　ولیس المطبقۃ کالعاصۃ
دع ابن خدیج ودع حوشب　　وذا الکلاع واقبل عافیۃ

ترجمہ: اے معاویہ اللہ کی مخلوق میں سے کچھ ایسے بندے ہیں جن کے دل سخت ہیں۔ اور تیرا دل ان دلوں میں سے بدترین دل ہے اور اطاعت کرنیوالا دل حقیقت کار کی طرح نہیں ہو سکتا۔ ابن خدیج، حوشب اور ذوالکلاع کی باتوں کو چھوڑ۔ اور عافیت کی طرف بڑھ!

تو معاویہ چیخ کر کہنے لگا تو قاصد بن کر آیا ہے یا نفرت پھیلانے۔ پھر اصبغ عراق کی طرف روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

سنہ ۳۶ھ میں معاویہ اور عمرو بن عاص نے حضرت علیؑ کے خلاف جنگ کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اور قبل اس کے کہ حضرت علیؑ مقام نخیلہ میں جاتے جنگ جمل کے دنوں ہی معاویہ اور عمرو بن عاص کی صلح ہو چکی تھی۔ بعد اس کے کہ معاویہ عمرو سے مایوس ہو چکا تھا اور عمرو کا ارادہ تھا کہ بصرہ جا کر حضرت علیؑ کی نصرت و مدد کرے پس معاویہ نے اس کو مصر کی حکومت عطا کی جس کی اسے آرزو تھی اس لیے وہ معاویہ کی طرف مائل ہو گیا۔ اہل تاریخ کا بیان ہے کہ جب عثمان محصور ہو گئے تو عمرو بن عاص مدینہ سے شام چلا گیا۔ اور فلسطین میں مقیم ہو گیا۔ وہ لوگوں کو عثمان کے خلاف بھڑکاتا تھا کیونکہ وہ عثمان سے منحرف تھا۔ اس لیے کہ جب عثمان خلیفہ ہوئے تو انھوں نے عمرو بن عاص کی طرف کوئی توجہ نہ دی نہ اسے کہیں کی حکومت دی۔ جب مصر سے اسے معزول کیا تو عمرو بن عاص فلسطین میں مقیم ہو گیا یہاں تک کہ عثمان قتل ہو گئے۔ پھر معاویہ سے لوگوں نے کہا تیری حکومت عمرو کے بغیر نہیں جم سکتی۔ کیونکہ وہ عرب کا سب سے زیادہ چالباز انسان ہے۔ پس معاویہ نے عمر عاص کو ایک خط لکھا اس میں اسے دعوت دی اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی، اس سے بڑے بڑے وعدے وعید کیے گئے بشرطیکہ وہ امیر المومنینؑ کے ساتھ جنگ کرنے میں معاویہ کا ساتھ دے۔ اور ذکر کیا کہ عثمان پر کیا گزری تو عمرو عاص نے اس کے خط کے جواب میں لکھا۔ اما بعد میں نے تیرا خط پڑھا اور اسے سمجھا۔ پس یہ بات کہ تو مجھے دعوت دیتا ہے کہ میں اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال ڈالوں اور تیرے ساتھ گمراہی کے گڑھے میں جا گروں اور باطل پر تیری مدد کروں اور امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کے مقابلے میں تلوار کھینچ کر آجاؤں۔ حالانکہ وہ رسول اللہؐ کے بھائی، ان کے ولی، ان کے وصی، ان کے وارث، ان کے قرض کو ادا کرنے والے، ان کے وعدوں کو پورا کرنیوالے اور ان کے اس بیٹی کی وجہ سے داماد جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں اور دونوں حسنؑ و حسینؑ کے باپ ہیں جو جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔

باقی رہی تیری یہ بات کہ تو عثمان کا جانشین ہے پس تم اس کے مرنے سے معزول ہو گئے اور تمھاری جانشینی ختم ہو گئی۔ اور تیرا یہ کہنا کہ امیر المومنینؑ نے صحابہ کو عثمان کے خلاف بھڑکایا تو یہ تیرا کذب و افترا ہے۔ اور گمراہی ہے۔ تجھ پر وائے ہو اے معاویہ کیا تجھے معلوم نہیں کہ ابوالحسنؑ نے اللہ کے لیے اپنی جان کا سودا کیا اور بستر رسولؐ پر رات بھر سوتے رہے اور حضور اکرمؐ نے ان کے متعلق فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علیؑ مولا ہیں پس تیرا خط کسی صاحب عقل اور دیندار شخص کو دھوکا نہیں دے سکتا والسلام!

جب معاویہ نے عمر عاص کا یہ خط پڑھا تو عتبہ بن سفیان نے اس سے کہا کہ اس سے مایوس نہ ہو پس معاویہ نے اسے خط لکھا اور حکومت کا لالچ دیا اور اپنی بادشاہت میں اسے شریک قرار دیا۔ خط کے آخر میں یہ اشعار لکھے:

جهلت وما تعلم محلک عندنا　　فارسلت شيئاً من عتاب وما تدري
فشق بالذي عندي لک اليومَ انفنا　　من العز والاكرام والجاه والقدر
واكتب عهداً توتضيه موكداً　　واشفعه بالبذل مني وباجزل

ترجمہ: تو جہالت کی باتیں کرتا ہے تو نہیں جانتا کہ ہمارے نزدیک تیری کیا قدر و منزلت ہے پس تو نے ایک عتاب آمیز خط بھیجا ہے اور سمجھا نہیں۔ پس وثوق و اطمینان رکھ اس پر جو آج کے دن فوری طور پر عزت و اکرام اور قدر و منزلت تیری میرے نزدیک ہے۔ اور میں ایک تاکیدی عہدنامہ تجھے لکھ کر دوں گا جس پر تو راضی ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ تجھ پر بخشش و احسان بھی کروں گا۔

عمرو عاص نے اس کے جواب میں لکھا:

ابى القلب منى ان يخادع بالمكر　　بقتلى بن عفان اجر الى الكفر
وانى لعمرى ذو دهاء وفطنة　　ولست وبيع الدين بالاثم والوفر
اليس صغيراً ملک مصر ببيعتى　　هى العار فى الدنيا على الاذل من عمر

Marfat.com

ترجمہ : میرے دل نے انکار کیا کہ اسے مکر و فریب سے دھوکا دیا جائے اور یہ کہ عفان کے بیٹے
کے قتل کی وجہ سے میں کفر کی طرف کھینچ جاؤں ۔ میری جان کی قسم میں چالباز اور زیرک ہوں ۔
میں دین کو تھوڑے اور بہت مال پر نہیں بیچوں گا ۔ کیا مصر کی حکومت اس بیعت کے مقابلے
میں ہیچ نہیں جو عمرو کی آل کیلئے رہتی دُنیا تک عار ہے ۔

اور سیف نے ہشام بن محمدؒ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ عمرو نے یہ اشعار بھی معاویہ کو لکھے

معاویہ لا اعطیک دینی ولم افل ۔۔۔ بہ منک دنیا فانظرن کیف تصنع

فان تعطنی مصراً فانک بصفقۃ ۔۔۔ اخذت بہا شیخاً یضر وینفع

ترجمہ : اے معاویہ میں تجھے اپنا دین نہیں دوں گا حالانکہ اس کے بدلے میں تو مجھ سے کوئی دین و
مذہب نہیں لے رہا دیکھو تم کیا کر رہے ہو پس اگر تو نے مجھے مصر دے بھی دیا اور مجھے اس خرید و
فروخت میں نفع حاصل ہوا کہ اس کے بدلے تو نے ایک ایسے پرانے شخص کو اپنے قبضے میں
کر لیا ہے جو جسے چاہے ضرر پہنچا سکتا ہے ۔ اور جسے چاہے نفع ۔

پس معاویہ نے اسے لکھا کہ مصر کا علاقہ میں تجھے بطور جاگیر تیرے اخراجات کیلئے دیتا ہوں
اور اس پر گواہوں کی گواہیاں بھی ثبت کرا لیں ۔ عمرو نے ساری رات اس فکر میں گزار دی ،
اس لئے اپنے غلام کو بلایا جس کا نام وردان تھا ، مصر میں سوق وردان اسی کی طرف منسوب ہے
اس سے پوچھنے لگا اے وردان تمھاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا علیؑ کے ساتھ آخرت ہے
دُنیا نہیں اور معاویہ کے ساتھ دُنیا ہے آخرت نہیں لیکن وہ جو علیؑ کے ساتھ ہے باقی رہنے والی
ہے اور جو معاویہ کے ساتھ ہے فنا ہونے والی ہے ۔ جب صبح ہوئی تو عمرو اپنے گھوڑے پر سوار
ہوا ۔ اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا عبداللہ بن عمرو بھی تھا وہ اس سے کہتا تھا کہ معاویہ کے
پاس نہ جا فنا اور اپنی آخرت کو فنا ہونے والی دُنیا کے مقابلے میں نہ بیچ ۔ عمرو اس معاملہ میں
حیران تھا ۔ یہاں تک کہ وہ ایک ایسے دوراہے پر پہنچا جہاں ایک راستہ مدینہ کی طرف
جاتا تھا اور دوسرا دمشق کی طرف ، وہ وہاں آکر رکا ، لیکن پھر اس نے اپنے گھوڑے کا رُخ

دمشق کی طرف پھیرتے ہوئے کہا کہ معاویہ حضرت علیؑ کی نسبت ہم سے زیادہ نرمی برتتا ہے اور وہ سیدھا معاویہ کے پاس پہنچ گیا۔

علماء سیر و تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ اسی سال نخلیہ سے شام کی طرف روانہ ہوئے اور کوفہ کی حکومت ابو مسعود انصاری کے سپرد کی۔ یہ واقعہ ۵ شوال کا ہے۔ آپ مدائن میں اترے اور مدائن سے چلتے وقت مدائن کا حاکم سعد بن مسعود ثقفی کو بنا گئے جو کہ مختار بن ابی عبید کا چچا تھا۔ آپ مقام رقہ پر پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے کہا کہ دریا پر پل بناؤ تاکہ ہم اسے عبور کر کے شام کی طرف جائیں تو انھوں نے انکار کیا اور فرات کی مغربی جانب اپنی کشتیاں جمع کر لیں۔ اس پر مالک اشتر نے انھیں پکار کر کہا اے اہل رقہ اگر تم نے پل نہ بنایا تو خدا کی قسم میں تلوار سے تمھاری خبر لوں گا۔ اور تمھارے سب مردوں کو قتل کر دوں گا۔ پس وہ لوگ ڈر گئے اور انھوں نے پل بنا دیا۔ لشکر نے دریا عبور کیا۔ آپ کا مقدمۃ الجیش جسمیں مالک اشتر تھے آگے آگے چلا۔ ان کی مڈبھیڑ ابو اعور سلمی سے ہو گئی۔ اس کا نام عمر بن سفیان تھا جو اہل شام کے ایک دستہ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ابو اعور پر حملہ کیا اور اسے شکست ہوئی۔ معاویہ آیا اور صفین کے ایک مقام پر اتر پڑا حضرت علیؑ تشریف لائے اور اس کے مدمقابل نزول اجلال فرمایا۔ لیکن اصحاب علیؑ کے قبضہ میں دریا کا کوئی گھاٹ نہ تھا۔ تمام گھاٹوں پر معاویہ کے لشکر کا قبضہ تھا۔ اور انھوں نے پانی سے روک دیا۔ آپ نے مالک اشتر صعصعہ بن صوحان کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہمارے اور پانی کے درمیان رکاوٹ نہ ڈالو۔ معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ تمھاری کیا رائے ہے عقبہ کہنے لگا انھیں پانی سے روک کے رکھو جس طرح انھوں نے عثمان پر چالیس دن پانی بند کیا تھا اور عبداللہ بن سعد سے کہا کہ پانی بند رہے تاکہ یہ واپس چلے جائیں اور یہی ان کی کمزوری کا سبب بنے گا اور خدا بھی قیامت کے دن ان پر پانی بند کریگا!

صعصعہ بن صوحان نے کہا قیامت کے دن خداوند عالم فاسق و فاجر اور شراب پینے

پر جو تیرے اور اس فاسق ولید جیسے لوگوں پر پانی بند کریگا پس وہ صعصعہ کو برا بھلا کہنے لگے اور صعصعہ کہنے لگا خدا تم سب پر لعنت کرے۔ پھر وہ وہاں سے چلے آئے۔

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا اے معاویہ پانی کا راستہ کھول دو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ ابو طالب کا بیٹا پیاس سے مر جائیگا، حالانکہ اس کے ساتھ نیزوں کی نوکیں، عراق کے بہادر اور مہاجرین و انصار کے بزرگ موجود ہیں۔ خدا کی قسم ان کے پیاسا مرنے سے پہلے سروں کے پیالے کھوپڑیوں سے اڑیں گے۔ ماہ محرم کے گزرنے تک صلح و صفائی سے کام لو اور برائی کی طرف جلدی نہ کرو، انجام برا ہے۔ لیکن معاویہ نے انکار کیا اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ پہلی کامیابی ہے۔ خداوند عالم ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ کے حوض سے پانی کا ایک قطرہ نہ پلائے اگر یہ لوگ اس پانی کا ایک قطرہ پی سکے۔

فیاض بن حرث ازدی نے کہا اے معاویہ خدا کی قسم تو نے اس قوم کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اگر یہ روم کی فوج ہوتی تو بھی انھیں پانی سے روکنا جائز نہیں تھا چہ جائیکہ وہ بدری اصحاب رسول مہاجرین و انصار ہیں۔ ان میں رسول اللہ کے چچازاد بھائی، رازدان ان کے محبوب اور داماد ہیں۔ اے معاویہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ خدا کی قسم یہ تو عین بغاوت ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ ہم سے پہلے پانی پر قبضہ کر لیتے تو یقیناً ہمیں منع نہ کرتے۔ یہ شخص عمرو عاص کا دوست تھا معاویہ نے عمرو سے کہا اپنے دوست کو مجھ سے روکو پس فیاض کھڑا ہو گیا اور وہ یہ اشعار کہنے لگا:

الحسون الفرات علی انا س	وفی ایدیہم الاسل الظماء
وفی الاعناق اسیاف حداد	کان القوم عندکم نساء
الا للہ درک سیا بن ھند	لقد ذھب الحیاء فلا حیاء
وقد ذھب العتاب فلا عتاب	وقد ذھب الولاء فلا ولاء
ولست بتابع دین بن ھند	طوال الدھر ما اوفی حراء

Marfat.com

وقولی فی حوادث کل امرٍ علی عمرو وصاحبہ العفاء

ترجمہ: کیا تم فرات کا پانی ایسے لوگوں پر بند کرتے ہو جن کے ہاتھوں میں چمکدار تیز تیز ہے ہیں۔
اور ان کی گردنوں میں تیز تلواریں لٹک رہی ہیں۔

گویا تمھارے نزدیک وہ عورتیں ہیں۔ خبردار خدا ہی تمھیں سنبھالے اے ہند کے بیٹے اب حیا و شرم ختم ہو گئی ہے اور کوئی حیا باقی نہیں رہی۔ اب تجھ پر عتاب و سرزنش کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا اور مروّت بھی ختم ہو گئی ہے کوئی مروّت نہیں رہی اور میں تو ہند کے بیٹے کے دین کے تابع نہیں جب تک دنیا باقی ہے۔ اور میں ہر معاملے کے حوادثات میں یہ کہوں گا کہ عمرو اور اس کے ساتھی پر خاک ہو۔

پھر اس نے اپنا گھوڑا حضرت علیؓ کے لشکر کی طرف موڑ دیا۔

اور جب معاویہ اور اس کے ساتھیوں نے حضرت علیؓ اور ان کے اصحاب پر پانی بند کر دیا تو مالک اشتر نے عرض کی اے امیر المومنینؓ کیا ہم پیاس سے مرتے رہیں حالانکہ تلواریں ہمارے کندھوں پر اور نیزے ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور پانی کے گھاٹوں پر ابو اعور سلمی اہل شام کے لشکر کے ساتھ تعینات تھا پس حضرت علیؓ نے مالک اشتر اور قیس بن اشعث کو بارہ ہزار کا لشکر دیکر اس کی طرف بھیجا۔ ان لوگوں نے ابو اعور پر حملہ کیا۔ اور مالک اشتر نے تمام گھاٹوں پر قبضہ کر لیا اور یہ پہلی جنگ تھی جو صفین میں ہوئی اور یہ ذی الحجہ کی پہلی تاریخ تھی۔ اس میں اور جنگ جمل میں سات مہینے اور کچھ دنوں کا وقفہ تھا اور ذی الحجہ کی چھٹی تاریخ کو عبید اللہ بن عمر بن خطاب مالک اشتر کے مقابلے میں آیا تو اشتر نے اسے کہا کہ اے بیچارے تجھے اس بات پر کس نے مجبور کیا ہے تو کیوں نہیں الگ ہو گیا جس طرح تیرا بھائی اور سعد بن مالک الگ ہو گئے تھے۔ کہنے لگا مجھے ہرمزان کے دن کے قصاص کا ڈر تھا تو مالک نے کہا پھر مکہ ہی میں قیام کیا ہوتا تو عبید اللہ کہنے لگے اس عتاب و خطاب کو چھوڑ دیں پس مالک اشتر نے اس پر حملہ کیا اور عبید اللہ کو شکست

Marfat.com

نصیب ہوئی۔

ہشام بن محمد کہتا ہے جب صفین میں رہتے ہوئے اٹھارہ دن گزر گئے تو معاویہ نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور کہنے لگا ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے باپ یا بھائی یا بیٹے کو ابوطالبؑ کے بیٹے نے قتل نہ کیا ہو۔ اے ولید بدر کے دن علیؑ نے تیرے باپ کو قتل کیا اے ابو اعور اُحد کے دن علیؑ نے تیرے چچا کو قتل کیا۔ اور اے طلحہ طلحات جمل کے دن علیؑ نے تیرے بھائی کو قتل کیا اور بدر کے دن میرے بھائی کو قتل کیا۔ پس سب اس کے خلاف جمع ہو جاؤ تاکہ ہم اس سے اپنے بدلے چکا سکیں۔ (جب معاویہ نے یہ بات کہی) تو ولید بن عقبہ ہنس پڑا اور کہنے لگا:

فقلت لہ اتلعب یابن ھند — کانک بیتا رجل غریب
اتامرنا بحیۃ بطن واد — اذا نھشت فلیس لھا لحبیب
فسل عمروا وسل عن خصیتہ — نجا ولقلہ منھا وجیب
کان القوم لما عاینوہ — خلال النقع لیس لھم قلوب
وقد نادی معاویہ بن حرب — فاسمعہ ولکن ما یجیب

ترجمہ: میں نے اس سے کہا اے ہند کے بیٹے کیا تم لہو ولعب کی باتیں کرتے ہو کیا تم ہم میں اجنبی ہو۔ کیا تو ہمیں اس کے مقابلے میں جانیکا حکم دیتا ہے جو وادی کا سانپ ہے کہ جسے ڈس لے پھر اس کا کوئی علاج کرنیوالا نہیں ہوتا۔ پس عمرو اور اس کے خصیتین سے پوچھ لو یہ بچ تو گیا لیکن اس واقعہ سے اب تک اس کے دل میں دھڑکن باقی ہے گویا قوم جب اسے غبار جنگ کے درمیان دیکھ لیتی ہے تو ان کے دل ان کے پاس نہیں رہتے۔ اس نے معاویہ کو پکارا اور اس نے معاویہ تک اپنی آواز پہنچائی لیکن معاویہ اسے جواب نہ دے سکا۔ پھر ولید عمرو عاص کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ اگر میری بات کی تصدیق تمھیں نہیں تو پوچھ لو اس سے۔ اس کا مقصد عمرو عاص کو خراب کرنا تھا

ہشام کہتا ہے اس کلام کا اشارہ اس واقعہ کی طرف تھا کہ حضرت علیؑ جنگ صفین میں ایک دن میدان میں نکلے تو آپ کو دوسرے لشکر کی طرف عمرو عاص نظر آیا آپ نے اسے نیزہ مارا تو وہ زمین پر گر پڑا۔ اور اس کی شرمگاہ ظاہر ہوئی۔ اس نے آپ کی طرف پشت کر دی۔ آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ اے نابغہ کے بیٹے تو عمر بھر اپنی دبر کا آزاد کردہ ہے۔ اور یہ فعل شنیع اس سے کئی مرتبہ ہوا۔

اور سدی نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے اسی دن کمیل بن زیاد سے کہا کہ معاویہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم نے تجھے اطاعت اور جماعت مسلمہ کو لازم پکڑنے کی طرف بلایا تو تو نے انکار کیا۔ اب اس امت میں بہت لوگ قتل ہو چکے ہیں پس تم میرے مقابلے میں نکل آؤ تاکہ لوگ جس مصیبت میں مبتلا ہیں اس سے خلاصی حاصل کر لیں۔ پس معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے سب نے کہا علیؑ کے مقابلے میں نہ جاؤ سوائے عمرو عاص کے، وہ کہنے لگا علیؑ کے مقابلے میں نکلو کیونکہ علیؑ نے تیرے ساتھ انصاف کیا ہے اور وہ بھی تو تیرے ہی جیسے انسان ہیں۔ تو معاویہ نے کہا یہ کیسی دشمنی ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو تم خلافت حاصل کر لو گے! عمرو عاص کہنے لگا کہ تجھے ایسے آدمی نے مقابلے کے لیے بلایا ہے جو عظیم القدر اور کثیر الشرف ہے تم اس کے مقابلے میں دو اچھائیوں میں سے ایک کو پا لو گے۔ اگر تم نے اسے قتل کر لیا تو ایک سردار کو قتل کر لو گے۔ اگر تم قتل ہو گئے تو خداوند عالم تمہیں جزائے خیر دیگا۔ تو معاویہ کہنے لگا یہ آخری بات تو میرے لیے بہت ناگوار ہے تو عمرو عاص نے کہا کہ اگر تمہیں اس جہاد میں شک ہے تو پھر توبہ کرو اور واپس لوٹ جاؤ۔ پھر حضرت علیؑ نے اسی ٹیلے کا قصد کیا جس پر معاویہ تھا تو معاویہ ڈر گیا اور بسر بن ارطاۃ سے کہا۔ میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ علیؑ کو مجھ سے مشغول رکھو۔ پس بسر حضرت کی طرف چلا آپ نے اس کو نیزہ لگایا تو وہ گر پڑا۔ اور اپنی دبر حضرت کی طرف کر دی،

آپ نے مُنہ پھیر لیا۔

پھر حضرت امیرؑ نے پکار کر کہا اے اہلِ شام! خدا کی قسم میں نے کسی امّت کے متعلق نہیں سنا کہ وہ کسی نبی پر ایمان لائی ہو اور پھر انھوں نے اس نبی کے اہلبیت سے جنگ کی ہو۔ سوائے تمھارے!

ہشام بن محمدؒ کہتا ہے کہ کتاب "بیت مال العلوم" کے مؤلف نے لکھا ہے کہ جب معاویہ دن کے آخری حصّے میں اپنے مرکز پر واپس آیا اور اس کے ساتھی اس کے گرد آکر بیٹھے تو معاویہ نے عمرو عاص کی طرف دیکھا اور ہنس پڑا۔ عمر نے کہا کیوں ہنستے ہو تو عمرو نے کہا کیوں ہنستے ہو تو معاویہ نے کہا وہی بات جو ولید نے کہی تھی اور تعجب ہے کہ اس وقت تیرا ذہن کس طرح حاضر تھا کہ تو نے ابو تراب کی طرف اپنی شرمگاہ کر دی۔ عمرو عاص کہنے لگا اگر تجھے میری اس حالت نے ہنسایا ہے تو میں بھی تیری حالت پر ہنستا ہوں۔ خدا کی قسم اگر تیرے ساتھ یہ واقعہ پیش آتا جو میرے ساتھ آیا ہے تو علیؑ تیرے پچھلے حصّے کو درد پہنچاتا تیری بیوی کو بیوہ اور تیرے بچّوں کو رُلاتا لیکن تو ان لوگوں کی وجہ سے بچا ہوا ہے۔ جن کے ہاتھوں میں گندم گوں نیزے ہیں۔ اور آج میں نے تو تجھے ان کے مقابلے میں جانے کا مشورہ دیا تھا لیکن تیری تو آنکھیں پھرنے لگیں اور رگیں پھولنے لگیں اور تجھ سے وہ کچھ ظاہر ہوا جسے میں اور میرا غیر بُرا سمجھتا ہے۔ پس اگر تو اپنے عیوب چھپائے رکھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔

واقدی کا کہنا ہے کہ ذی الحجہ کے پورے مہینے میں جنگ ہوتی رہی اور ۳۷ھ داخل ہوا تو حضرت علیؑ اور معاویہ کے درمیان جنگ معطل کر دی گئی۔ اس خیال سے کہ شاید صلح ہو جائے اور ماہ محرّم اس حالت میں گزرا کہ قاصد آتے جاتے رہے لیکن معاویہ نے کوئی بات قبول نہ کی۔ اور جنگ دوبارہ صفر کی پہلی تاریخ سے شروع ہو گئی۔ حضرت علیؑ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! اس قوم سے جنگ کرنے میں پہل نہ کرنا جب تک وہ ابتدا

کریں، پشت پھیرنے والے کو قتل نہ کرنا، زخمی کا کام تمام نہ کرنا، کسی کو برہنہ نہ کرنا، کسی کا مثلہ (اعضائے رئیسہ) نہ کاٹنا، ان کی قیام گاہ میں نہ داخل ہونا، کسی عورت پر خوف طاری نہ کرنا۔ اور کسی کو سب و شتم نہ کرنا۔

جب صفر کی تیسری تاریخ آئی تو عمرو عاص شامیوں کی فوج کے کچھ دستے لیکر اس پرچم کے سایہ میں نکلا کہ جس کے سایہ میں جاہلیت کے زمانہ میں جنگ کیا کرتا تھا۔ تو عمار اس کے مقابلے میں نکلے اور کہنے لگے اے لوگو! کیا ایسا شخص دیکھنا چاہتے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہے۔ جس نے مسلمانوں کے ساتھ بغاوت کی تھی اور جس نے دشمنانِ دین کی پشت پناہی کی۔ اور جس وقت اس نے دیکھا کہ خدا نے اپنے دین کو غلبہ دیا ہے اور اپنے رسولؐ کو عزت بخشی ہے تو خوشی سے نہیں بلکہ ڈرتے ہوئے اسلام میں داخل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنی بارگاہ میں بلا لیا اس وقت سے یہ شخص ہمیشہ مسلمانوں کے ساتھ عداوت کے لیے مشہور رہے۔ پس اس سے جہاد کرو کیونکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے کہ جو نورِ خدا کو بجھانے کی کوشش اور دشمنانِ دین کی پشت پناہی میں لگے رہتے ہیں۔ عمار نے عمرو کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور یہ وہ شخص ہے اس سے جنگ کرو خدا اسے مارے۔ پھر عمار پکار کر کہنے لگے۔ اے عمرو یہ تو وہی جھنڈا ہے نا کہ اکثر اوقات اس کے ساتھ رسول اللہؐ سے جنگ کرتا رہا۔ تو نے اپنی آخرت مصر کی حکومت کے بدلے بیچ ڈالی ہے نا، ہلاکت ہو تیرے لیے۔ یہ باتیں سن کر عمرو واپس پلٹ گیا۔

جب صفر کی چوتھی تاریخ ہوئی تو محمد بن حنفیہ فوج لیکر میدان میں نکلے اور ان کے مقابلے میں عبید اللہ بن عمر بن خطاب آیا جب یہ دونوں ایک، دوسرے کے سامنے مبارز طلب ہوئے تو ہشام بن محمد کہتا ہے کہ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت علیؑ نے عبید اللہ سے مبارزت چاہی اور پکار کر فرمایا اے محمد رک جاؤ اور عبید اللہ سے فرمانے لگے اے فاسق تیرے لیے تو میں ہوں۔ عبید اللہ پشت پھیر کر بھاگا اور صفر کی ساتویں تاریخ جمعرات کے دن عمار بن

Marfat.com

یا سر شہید ہوئے۔ یہ دن سخت لڑائی کا دن تھا۔ عمار قاریانِ قرآن کے سپہ سالار بنائے گئے تھے۔

شہادت عمار بن یاسرؓ

(حذف اسناد کے ساتھ) ابی سنان دُوئلی صحابیٔ رسول سے مروی ہے میں نے عمار کو دیکھا کہ وہ پینے کے لیے کچھ مانگ رہے ہیں۔ انھیں دودھ کا ایک پیالہ پیش کیا گیا۔ وہ انھوں نے نوش فرمایا پھر کہنے لگے اللہ اکبر! اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا مجھے رسول اللہؐ نے خبر دی تھی کہ تیرا دُنیا میں آخری رزق یا آخری توشہ دودھ کا پیالہ ہوگا کہتے ہیں کہ دودھ لانیوالی بنی سنیبان میں سے ایک عورت تھی!

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ عمار حملہ کرتے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہیں تلواریں مارتے مارتے مقام ہجر کے تخلستانوں تک پہنچا آئیں تب بھی ہمیں یقین ہے کہ ہم حق پر اور یہ باطل پر ہیں۔ پھر فرمایا:

الیوم ابقی الاحبۃ محمداً وحزبہ

(آج کے دن میں اپنے دوستوں سے جا ملوں گا وہ محمد مصطفیٰؐ اور ان کی جماعت ہے)

پھر عمار نے عمرو عاص پر حملہ کیا اور فرمایا تو ہلاک ہو جائے اے عمرو تو نے مصر کے بدلے دین بیچ دیا ہلاکت ہو تیرے لیے اکثر اوقات تو نے اسلام کو ٹیڑھا کرنیکی کوشش کی۔ خدا کی قسم تیرا مقصد اور خدا کے دشمن اور دشمن کے بیٹے یعنی معاویہ بن ابی سفیان کا مقصد خونِ عثمان کے بہانے دُنیا کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اور ابن سعد کہتا ہے کہ عمار نے عمرو عاص کو دیکھا جبکہ اس کے ہاتھ میں نشان تھا۔ پس اس سے پکار کر کہا تو ہلاک ہو جائے اے عاص کے بیٹے یہ وہی نشان ہے کہ جس کے ساتھ تو نے تین دفعہ رسول اللہ سے جنگ کی اور یہ چوتھی دفعہ ہے اور ایک روایت

Marfat.com

میں ہے کہ عمار نے حملہ کیا اور وہ بوڑھے تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ہتھیار پر ان کے ہاتھ کانپتے تھے اور وہ کہہ رہے تھے :

نحن ضربنا بکم علی تنزیلہ　　فالیوم نضربکم علی تاویلہ

ضربنا یزیل الہام من مقیلہ　　ویذہل الخلیل عن خلیلہ

ادیرجع الحق الی سبیلہ　　یارب انی مومن بقیلہ

ترجمہ : ہم نے تمھیں تنزیل قرآن پر ضربیں لگائیں اور آج تمھیں تاویل قرآن پر تلواریں لگا رہے ہیں۔ ایسی ضرب جو کھوپڑی کو اپنی جگہ سے ہٹا دیگی اور ایک دوست کو دوسرے دوست سے غافل کر دیگی ۔ مگر یہ کہ حق اپنے راستے پر آجائے ۔ پالنے والے میں تیرے رسول کے قول پر ایمان رکھتا ہوں ۔

ابن سعد نے طبقات میں عبداللہ بن عمرو سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنے باپ سے کہا تم لوگوں نے عمار کو شہید کیا حالانکہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا تھا کہ آپ عمار سے کہہ رہے تھے تجھے ایک باغی گروہ قتل کریگا ۔ معاویہ نے یہ بات سن لی تو اس سے کہنے لگا تو ایک بیوقوف بڈھا ہے ہمیشہ کوئی نہ کوئی بری بات ہمارے پاس لاتا ہے جسے اپنے پیشاب میں دبائے ہوئے ہوتا ہے کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے ۔ عمار کو تو اس نے قتل کیا ہے جس نے اسے میدانِ جنگ میں بھیجا ۔

ایک روایت میں ہے جب یہ بات حضرت علیؑ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا پھر جناب حمزہؓ کو بھی ہم نے ہی قتل کیا ہے کیونکہ جنگِ اُحد میں ہم ہی انھیں لے گئے تھے ۔

ابن سعد نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب ذوالکلاع کو یہ خبر پہنچی تو اس نے عمرو عاص سے کہا ۔ ہم باغی گروہ ہیں اور ارادہ کیا کہ علیؑ کے لشکر کی طرف چلا جائے اور اس کے قبضے میں ساٹھ ہزار فوج تھی لیکن ذوالکلاع قتل کر دیا گیا ۔ تو معاویہ نے کہا اگر ذوالکلاع زندہ رہتا تو ہمارے لشکر کو علیؑ کی طرف میلان رکھنے کی وجہ سے ورغلا دیتا ۔

Marfat.com

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ یہ حدیث مسلم نے ابی قتادہ اور ام سلمہ کی سند سے رسول اللہؐ سے روایت کی ہے۔ ابی قتادہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، وہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے عمار سے اس وقت کہا جب عمار خندق کھود رہا تھا۔ آپ نے اس پر سے مٹی صاف کی اور فرمایا اے بیچارہ ابن سمیہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

اور ام سلمہ کی روایت بھی ابی قتادہ کے ہم معنی ہے۔ اور صحیح بخاری کے بعض نسخوں میں ابی سعید خدری سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی کی بنا کے سلسلے میں ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے پس آپ عمار کے جسم سے مٹی جھاڑتے اور فرماتے تھے افسوس ہے عمار کے لیے کہ یہ انھیں نجات کی طرف بلائیگا اور وہ اسے آگ کی طرف بلائیں گے۔ اور عمار کہتے تھے میں فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

علمار تاریخ نے عمار کے قتل کے بارے میں اختلاف کیا ہے زیادہ مشہور یہ ہے کہ آپ کا قاتل ابو غادیہ مزنی ہے اور بعض کے نزدیک آپ کا قاتل ابو عادیہ عادل ہے۔ جیسا کہ ابن سعد سے واقدی نے ذکر کیا ہے اور اسی دن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص بھی شہید ہوئے حضرت علیؑ نے دونوں پر گریہ کیا۔ اور دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ عمار کی میت نماز کے وقت آپ نے اپنی طرف اور ہاشم کی قبلہ کی طرف رکھی اور انھیں غسل کے بغیر دفن کیا۔

واقدی کہتا ہے کہ جب ابو عادیہ نے عمار کو نیزہ مارا اور وہ گر پڑے تو دوسرا شخص آپ پر جا پہنچا اور آپ کا سر قلم کر لیا۔ دونوں جھگڑتے ہوئے معاویہ کے پاس پہنچے۔ ہر ایک کہتا تھا کہ میں ان کا قاتل ہوں تو عمرو عاص دونوں سے کہنے لگا تم تو آتش جہنم میں لڑ رہے ہو تو معاویہ نے کہا کیا کیا ہے اس قوم نے جنھوں نے اپنی جانیں ہماری حفاظت میں خرچ کی ہیں کہ تم انھیں یہ بات کہتے ہو تو عمرو عاص نے کہا خدا کی قسم

Marfat.com

یہ ایسا ہی ہے اور تم بھی جانتے ہو اور میں تو خدا کی قسم دوست رکھتا ہوں کہ کاش اس دن سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا!

ابن سعد کہتے ہیں کہ عمارؓ جب شہید ہوئے تو ان کی عمر ستر سال تھی۔

ابن سعد کہتا ہے کہ جب عمارؓ شہید ہوئے تو اُن کے قاتل کو پیاس محسوس ہوئی اس نے پانی مانگا تو اسے شیشے کے پیالہ میں پانی دیا گیا تو اس نے پینے سے انکار کیا اور ابن سعد کے علاوہ مؤرخین نے لکھا ہے کہ چاندی کے پیالہ میں پانی دیا گیا تو اس کے ساتھی کہنے لگے اس احمق کی طرف دیکھو کہ اس پیالہ میں تو پینے سے انکار کرتا ہے حالانکہ وہ یہ بھول گیا ہے کہ اس نے عمار جیسے شخص کو شہید کیا ہے کہ جس کے متعلق رسول اکرمؐ نے فرمایا تھا کہ تجھے باغی گروہ قتل کریگا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب عمارؓ اور ہاشمؓ شہید ہو گئے تو حضرت علیؑ نے قبیلہ ربیعہ اور ہمدان سے کہا کہ تم لوگ میری زرہ اور نیزہ ہو پس بارہ ہزار آدمی اُن کے آپ کے بلانے پر حاضر ہوئے اور انھوں نے حملہ کیا تو معاویہ کے لشکر کی صفیں درہم برہم ہو گئیں۔ حضرت علیؑ اس دن رسول اللہؐ کا علم باہر لائے اور اس سے پہلے وہ علم میدان میں نہیں لایا گیا تھا۔ آپ نے وہ قیس بن سعد بن عبادہ کے سپرد کیا جس وقت مسلمانوں نے اس علم کو دیکھا تو ان کی چیخیں نکل گئیں اور وہ رونے لگے اور اس علم کے نیچے اہل بدر، انصار اور مہاجرین جمع ہو گئے۔ قیس بن عبادہ نے اس وقت یہ اشعار کہے:

هذا اللواء الذی کنا نحف به ... دون النبی وجبریل لنا مدد

ماضی حین کانت الانصار عیبته ... ان لا یکون به من غیرهم عضد

ترجمہ: یہ وہ علم ہے کہ رسولؐ کی حفاظت کیلئے ہم اسکے گرد و پیش رہتے تھے اور جبریل ہمارے مددگار رہتے جس شخص کے انصار رازداں ہو کسی دوسرے کا اسکی مدد نہ کرنا

Marfat.com

اس کے لیے مفر نہیں ہے۔
پھر جنگ رات تک ہوتی رہی وہ جمعہ کی رات تھی۔ ساری رات جنگ جاری رہی اور اسی کو "لیلۃ الھریر" کہتے ہیں۔ یہ اٹھائیسویں صفر کی رات تھی۔ نیزہ بازی ہوتی رہی یہاں تک کہ نیزے ٹوٹ گئے، تلواریں کند ہوگئیں، تیر ختم ہوگئے آوازیں خاموش ہوگئیں اور حضرت علیؓ و معاویہ اور دیگر امراء کی کسی کو خبر نہیں تھی بس ہتھیاروں کے چلنے کی آوازیں آتی تھیں کہ بعض بعض کو مار رہے تھے۔ صبح ہوئی تو جنگ ابھی جاری تھی۔ ابن عباس میمنہ پر تھے اور مالک اشتر میسرہ پر اور حضرت علیؓ قلب لشکر میں تھے پس آپ نے مالک اشتر کی پیغام بھیجا کہ آگے بڑھو اور مالک کی مدد کیلئے کچھ لوگ ساتھ کیے۔ پس مالک نے ایسا حملہ کیا کہ معاویہ کی صفیں ٹوٹ گئیں اور اسے مرنے کا یقین ہوگیا۔ وہ عمرو کی طرف ملتفت ہوا اور کہنے لگا کوئی حیلہ و تدبیر ہے پس یہی وقت تمہارے چالبازی اور فریب کاری کا ہے۔ کہنے لگا نیزوں پر قرآن بلند کردو اور منادی کردو کہ تمہارے اور ہمارے درمیان کتاب خدا ہے۔ یہ بات ان کے افتراق اور ہمارے اجتماع کو بڑھا دے گی پس انھوں نے قرآن نیزوں پر بلند کر دیے اور چیخ چیخ کر کہنے لگے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان قرآن ہے ہم تمہیں اس کی طرف بلاتے ہیں تاکہ وہ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے۔ جب اہل عراق نے یہ دیکھا تو کہنے لگے ہم کتاب خدا کے حکم کو قبول کرتے ہیں اور تمام لوگوں میں سے زیادہ سخت اس بات میں اشعث بن قیس تھا حضرت علیؓ نے پکار کر کہا اے لوگو تم اپنی حالت پر چلتے رہو، خدا کی قسم تمہیں ابن نابغہ مکار نے دھوکا دیا ہے تو سعد بن فدکی تمیمی اور زید بن حصن طائی اور وہ گروہ جس نے (بعد میں) آپ پر خروج کیا اور نہروان میں آپ سے جنگ کی۔ کہنے لگے کیسے ہم ان سے جنگ کریں، حالانکہ انھوں نے کتاب اللہ کا فیصلہ طلب کیا ہے اور اگر آپ نے انکا کیا تو ہم آپ کو ان کے سپرد کر دینگے۔ یا آپ سے بھی وہی سلوک کریں گے جو عثمانؓ سے

کیا تھا پس آپ مالک اشتر کی طرف کسی کو بھیجیے کہ وہ واپس آجائے۔ پس حضرت علیؑ عضب ناک ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا تعجب ہے کہ معاویہ کی اطاعت اور میری نافرمانی کی جارہی ہے۔ انا للہ خدا بھلا کرے ابن عباس کا وہ عیب کی طرف ایک باریک کپڑے کے پیچھے سے دیکھتا ہے اور ابن عباس نے ابتدا میں عرض کی تھی آپ مجھے معاویہ کی طرف بھیجیں خدا کی قسم میں اس کے لیے ایسی رسی بٹوں گا کہ جس کا نہ درمیان ٹوٹ سکے گا نہ اس کے اطراف تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدائے بزرگ کی قسم میں معاویہ کو تلوار کا عطیہ دوں گا یہاں تک کہ حق باطل پر غالب آجائیگا۔ ابن عباسؓ نے کہا یا کچھ اور ہوگا آپ نے فرمایا یہ کیسے؟ ابن عباسؓ کہنے لگے (اس کی وجہ یہ ہے) معاویہ کی لوگ اطاعت کرینگے اور نافرمانی نہیں کریں گے اور عنقریب آپکی نافرمانی ہوگی۔ اور اطاعت نہیں ہوگی۔ جب اختلاف کرنے لگے تو آپ نے فرمایا خدا بھلا کرے

ابن عباس کا:

میں (مؤلف کتاب) کہتا ہوں کہ وہ چیز جو ابن عباسؓ کے قول کی صحت کی دلیل ہے کہ اہل شام معاویہ کی (اندھی) اطاعت کرتے ہیں وہ واقعہ ہے جسے مسعودی نے مروج الذہب میں نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ اہل شام معاویہ کیلئے اس حد تک پہنچ چکے تھے کہ اس نے صفین کی طرف جاتے وقت جمعہ کی نماز بدھ کے دن پڑھادی اور ایک روایت میں ہے کہ ہفتہ کے دن پڑھائی اور کہنے لگا کہ ہم معذور ہیں۔

پھر انھوں نے کہا کہ کسی کو مالک اشتر کی طرف بھیجیے اور اسے واپس بلالیجیے آپ نے کسی کو بھیجا تو مالک نے کہا یہ واپس آنیکا وقت نہیں، فتح بہت جلد ہونیوالی ہے وہ شخص پلٹ آیا پھر آپ نے مالک کی طرف قیس بن ہانی کو بھیجا اور فرمایا فتنہ بہت جلدی رونما ہونیوالا ہے بلکہ ہو چکا ہے۔ مالک نے کہا کیا قرآن نیزوں پر بلند ہوگئے

Marfat.com

ہیں۔ یزید بن ہانی نے کہا کہ ہاں۔ مالک نے کہا خدا ابن نابغہ زانی پر لعنت کرے یہ خدا کی قسم اس کا مشورہ ہے تاکہ امت کے درمیان خلل پڑ جائے۔ ابن ہانی نے کہا امیر المومنینؑ کی جلد خبر لو کیونکہ وہ دشمنوں میں گھر چکے ہیں۔ کہیں وہ آپ کو اہل شام کے سپرد یا آپ سے وہ سلوک نہ کریں جو عثمان سے کیا گیا تھا ـــ کیونکہ وہ آپ کو یہ دھمکی دے چکے ہیں پس مالک اشتر اُن کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ اے اہل عراق اے اہل نفاق وشقاق تم فتح کے بعد اُن کے قرآنوں کو بلند کرنے کے دھوکے میں آ گئے۔ خدا کی قسم انھوں نے قرآن تو بلند کر لیے ہیں جو ان میں بھیجنے والے کے احکام اور جس پر نازل ہوا ہے اس کے فرامین ہیں انھیں وہ چھوڑ چکے ہیں۔ مجھے ناقہ کے دودھ دوہنے یا گھوڑے میدان میں دوڑانے کی جتنی مہلت دیدو پس خدا نے فتح نازل فرمائی ہے۔ وہ کہنے لگے ہم تمھیں اتنی مہلت نہیں دیتے۔ ہمیں خوف ہے کہ کہیں تمھارے ساتھ ہم بھی گناہ میں شریک نہ ہو جائیں۔ جناب مالک نے کہا اے سیاہ پیشانی والو ہم تو گمان کرتے تھے کہ تم یہ کام اللہ کے لیے اور دین دنیا کی خاطر کر رہے ہو خدا تم پر لعنت کرے اور اپنا عضب نازل فرمائے خدا کی قسم تم نے یہ بات موت کے خوف سے کی ہے۔

واقعۂ تحکیم

معاویہ نے جو کرنا تھا وہ کر چکا تو کہنے لگا ہم ایک حکم بھیجتے ہیں جو ہمیں پسند ہے اور تم ایک حکم بھیجو جو تمھیں پسند ہو۔ پس اہل شام نے تو عمرو عاص کا انتخاب کیا اور اہل عراق نے ابو موسیٰ اشعری کو ـــ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اس پر راضی نہیں ہوں اور وہ میرے نزدیک مامون نہیں وہ مجھ سے بھاگ گیا تھا اور لوگوں کو میرا ساتھ دینے سے روکتا رہا۔ لیکن یہ ابن عباس ہے (اسے بھیجو) اشعث بن قیس اور خوارج کہنے لگے

ابن عباس آپ سے ہے اور آپ ابن عباس سے۔ ابو موسیٰ اس معاملے سے الگ رہا ہے جسمیں ہم ہیں اور وہ ہمیں اس فتنے سے ڈر آتا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا تو مالک اشتر کو حکم بنالو تو اشعث کہنے لگا تو کیا ہم مالک اشتر کے علاوہ کسی کے حکم میں ہیں اور اس کا حکم تو یہ ہے وہ کہتا ہے ہم میں سے بعض بعض کو تلواروں سے مارے یہاں تک کہ وہی بات ہو جو وہ چاہتا ہے تو آپ نے فرمایا پھر جو تمھاری مرضی آئے وہ کرتے رہو پھر ان لوگوں نے کسی کو ابو موسیٰ کے پاس بھیجا وہ مقام عرض میں جنگ سے الگ وقت کاٹ رہا تھا اس کو جاکر انھوں نے اطلاع دی، اس نے انا للہ کہا۔ پھر آیا اور لشکر میں داخل ہوا۔

جب اس بات کا احنف بن قیس کو علم ہوا تو وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا اور آپ سے کہنے لگا آپ زمین کا پیتھر اسے مارنا چاہتے ہیں جس نے اللہ اور رسولؐ سے جنگ کی (یعنی) عمرو بن عاص اور یہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ) کم عقل شخص ہے۔ میں ابن عاص کی مکاری سے اس پر مامون نہیں۔ اور اگر آپ مجھے انتخاب کریں تو آپ مجھ سے عجیب بات دیکھیں گے۔ آپ نے فرمایا تو ابن نابغہ سے کیا کریگا۔ کہنے لگا میں اس کے اتنا قریب ہوں گا یہاں تک کہ یہ معلوم ہوگا کہ میں اس کے ہاتھوں میں چلا گیا ہوں اور پھر اس سے اتنا دور ہونگا کہ میں مثل ستارہ کے ہو جاؤں گا۔ وہ کوئی گرہ نہیں لگائیگا مگر میں اسے کھول دوں گا اور وہ کسی گرہ کو کھولے گا نہیں مگر یہ کہ میں اسے محکم کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ میری پسند کے بغیر ابو موسیٰ کو انتخاب کر چکے ہیں۔ ہشام بن محمدؒ کہتا ہے پھر لوگ حضرت علیؓ کے پاس جمع ہوئے اور تحریر لکھی گئی کہ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ ہے جس کا فیصلہ کیا ہے۔ امیر المومنین علیؓ نے۔ عمرو بن عاص کہنے لگا ان کا نام اور ان کے باپ کا نام لکھو وہ آپ کے امیر ہیں ہمارے نہیں احنف کہنے لگا امیر المومنین کا لفظ نہ مٹاؤ اور اشعث نے کہا مٹا دو پس وہ لفظ مٹا دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر میں اس وقت رسول اللہؐ کا کاتب تھا صلح حدیبیہ کے دن

Marfat.com

جب انھوں نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول نہیں ہیں پس اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھیے تو آپ نے یہی لکھا۔ عمرو عاص کہنے لگا سبحان اللہ آپ ہمیں کفار سے تشبیہ دے رہے ہیں حضرت علیؑ نے عمرو سے کہا اے نابغہ کے بیٹے تو کیا فاسقین کا دوست اور مسلمانوں کا دشمن نہیں تھا تو اپنی ماں کے ساتھ ہی مشابہ ہے جس نے تجھے جنا۔ عمرو اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا آج کے بعد میں آپ کے ساتھ نہیں بیٹھوں گا۔ آپ نے فرمایا خدا نے میری مجلس کو تجھ سے اور تیرے جیسے لوگوں سے پاک کیا۔

ہشام بن محمدؒ کہتا ہے اس تحریر کی نقل یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کا فیصلہ علی ابن ابیطالبؑ اور معاویہ بن ابی سفیان نے کیا ہے حضرت علیؑ نے اہل کوفہ اور جو مسلمان اور مومن شیعہ آپ کے ساتھ ہیں ان کے لیے فیصلہ کیا ہے اور معاویہ نے اہل شام اور جو اس کے ساتھ ہیں ان کے لیے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ اور اس کی کتاب کے حکم کو قبول کریں گے اور اس کتاب کے علاوہ اور کوئی چیز ہمیں متفق نہیں کر سکتی۔ یہ کتاب فاتحہ سے خاتمہ تک ہم اسے زندہ کریں گے جیسے اللہ زندہ کرے اور اسے مٹا دیں گے جسے اللہ مٹائے دونوں فیصلہ کرنیوالے جو کتاب خدا میں فیصلہ پائیں اس پر عمل کریں گے اور جو انھیں کتاب اور سنتِ عادلہ میں نہ ملے اس پر عمل نہیں کریں گے اور دونوں فیصلہ کرنیوالوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے مقام پر جمع ہوں جو شام اور کوفہ کے لیے برابر کی حیثیت رکھتا ہو اور وہ اپنے پاس اس شخص کو نہ آنے دیں کہ جسے وہ نہ چاہیں۔ دونوں نے حضرت علیؑ اور معاویہ سے اس بارے میں میثاق لے لیے ہیں۔ اس تحریر پر بزرگوں کی ایک جماعت گواہ ہے امت حضرت علیؑ میں سے اشعث بن قیس کندی، عبداللہ ابن عباس، حجر بن عدی اور کچھ اور لوگ اور معاویہ کے ساتھیوں میں سے ابو اعور سلمی، حبیب بن مسلمہ فہری، عبداللہ بن خالد بن ولید اور کچھ اور لوگ، وہ لوگ مالک اشتر سے کہنے لگے کہ آپ بھی اپنی گواہی اس ثبت کریں، تو انھوں نے کہا میرا دایاں ہاتھ ساتھ نہ دے اور بایاں ہاتھ اس کے بعد فائدہ

نہ ہو اگر اس تحریر پر مصالحت کیلئے میرا نام تحریر ہو کیا میں اپنے رب کی طرف سے دلیل پر نہیں کہ میرا دشمن گمراہ ہے اور دونوں فیصلہ کنندگان کا اتفاق ہو کہ ماہ رمضان مقام دومۃ الجندل میں ملاقات ہو۔

ہشام کہتا ہے جب مالک اشتر نے اس تحریر پر دستخط کرنے سے انکار کیا تو حضرت علیؑ کو اس کی اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں بھی راضی نہیں ہوں میں نے تو تمھیں منع کیا تھا لیکن تم لوگوں نے میری نافرمانی کی!

واقدی کہتا ہے کہ یہ تحریر آخر صفر میں لکھی گئی اور اس کی مدت ماہِ رمضان تک آٹھ مہینے تھی یہاں تک کہ فیصلہ کرنیوالے جمع ہوں پھر لوگوں نے اپنے مقتولین کو دفن کیا اور دونوں گروہوں نے کوچ کیا۔ امیر المومنینؑ کوفہ اور معاویہ شام کی طرف واپس چلے گئے۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ معاویہ شام کی طرف اہلِ شام کی الفت و محبت لیکر واپس لیکر گیا اور حضرت علیؑ اختلاف اور فتنوں میں گھر کر واپس لوٹے۔

خوارج

ہشام بن محمد کہتا ہے جب حضرت علیؑ کوفہ میں وارد ہوئے تو خوارج آپ سے الگ ہو گئے اور وہ بارہ ہزار تھے وہ مقام حروراء میں جا کر اتر پڑے۔ حروراء بہزدان کے قریب عراق میں ایک بستی ہے۔ حروریہ اسی کی طرف منسوب ہیں ان کے منادی نے ندا کی کہ سپہ سالار جنگ شبیث بن ربعی ہوگا اور عبداللہ بن کوا عشکری نماز پڑھائے گا اور انھیں نے منادی کر دی کہ اللہ کے بغیر کسی کا حکم نہیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا بات تو حق ہے لیکن اس سے ارادہ باطل کا لیا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس نے حضرت علیؑ سے

Marfat.com

عرض کی کہ آپ ان سے جنگ کرنے میں جلدی نہ فرمائیں جب تک کہ میں ان کے پاس سے ہو کر واپس نہ آجاؤں پس ابن عباس ان کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے اے ابن عباس کیسے آئے ہو انھوں نے کہا میں مہاجرین انصار اور رسول کے چچیرے بھائی اور داماد کی طرف سے آرہا ہوں کہ جن پر قرآن نازل ہوا ہے اور وہ قرآن کی تاویل تم سے بہتر جانتے ہیں پس کس لیے تم ہمارے خلاف ہو گئے ہو کہنے لگے تین چیزوں کی وجہ سے پہلی یہ کہ تم لوگوں نے کچھ اشخاص کو دین خدا میں حاکم بنایا ہے حالانکہ خدا کہتا ہے کہ حکم کرنا صرف اللہ کا حق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے ان سے جنگ تو کی ہے لیکن نہ کسی کو قیدی بنایا ہے اور نہ مالِ غنیمت لیا ہے پس وہ کونسی چیز ہے کہ جس کی وجہ سے خون تو حلال ہیں اور مال حرام ہے اور تیسری چیز یہ کہ اس نے اپنے نام سے لفظ امیر المومنین مٹا دیا ہے۔ تو جب وہ مومنین کا امیر نہیں تو پھر کافرین کا (معاذ اللہ) امیر ہے۔ ابن عباس کہنے لگے میں تمھارے قول کو قرآن کی رُو سے رد کرتا ہوں پس تمھارا یہ کہنا کہ اس نے دینِ خدا میں حاکم بنایا ہے تو کیا تمھیں معلوم نہیں کہ خدا نے ایک خرگوش کی قیمت میں بندوں کو حَکَم بنایا ہے جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے اور فرمایا ہے کہ اس میں تم سے صاحبانِ عدل حکم کریں۔ اور عورت اور اس کے شوہر کے متعلق فرمایا ہے پس بھیجو ایک حکم کے مرد کے رشتہ داروں میں سے اور ایک عورت کے عزیزوں میں سے اگر وہ اصلاح کا قصد کریں تو خدا دونوں کو توفیق دیگا پس بتاؤ کونسی چیز بہتر و افضل ہے۔ اشخاص کی آپس میں اصلاح کرنے اور امت کے خون کی حفاظت میں حَکَم بنانا، یا خرگوش کی قیمت میں حکم بنانا کہ جس کی قیمت چوتھائی درہم ہے یا عورت کے معاملے میں حَکَم بنانا۔ کہنے لگے نہیں بلکہ وہ (یعنی امت کی اصلاح میں حکم و فیصل بنانا بہتر ہے) اور تمھارا یہ کہنا کہ علیؑ نے انھیں قید نہیں کیا اور مالِ غنیمت نہیں لیا دیا پس اگر تم کہو کہ عائشہ تمھاری ماں نہیں ہے تو تم اسلام سے

Marfat.com

سے خارج ہو۔ اور اگر کہتے ہو کہ وہ ہماری ماں ہے تو کیسے تم اپنی ماں کو قیدی بناتے اور یہی جواب اہل صفین میں بھی ہے کیونکہ ان سے جہاد صرف اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں نہ اس لیے کہ ان کے مال کو حلال سمجھا جائے ؟! کہنے لگے آپ سچ کہتے ہیں۔ اور رہا تمھارا یہ کہنا کہ علیؑ نے امارت مسلمین سے اپنا نام کیوں مٹا دیا؟ (اس تحریر میں لفظ امیرالمومنین کیوں مٹایا گیا) تو یہ کام تو رسول اللہؐ نے بھی صلح حدیبیہ میں کیا تھا تو کیا آپ نبوت سے خارج ہو گئے تھے۔ کہنے لگے آپ سچ کہتے ہیں پس دو ہزار ان میں سے واپس آ گئے اور باقیوں نے خروج کیا اور نہر کے قریب قتل ہو گئے۔

حضرت علیؑ جب ان سے جہاد کرنے کے لیے نکلے تو ان کے آمنے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور فرمایا تمھارا آنا کس لیے ہے؟ انھوں نے کہا کہ ابن کوا۔ آپ نے فرمایا تم نے کیوں ہمارے خلاف خروج کیا ہے؟ انھوں نے کہا چونکہ صفین کے دن آپ لوگوں نے تحکیم کی ہے حضرت نے فرمایا میں تمھیں خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جب انھوں نے قرآن بلند کیے تھے تو کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ ان کے بارے میں میری مخالفت نہ کرو۔ تمھیں نے کہا تھا کہ ہم تو قرآن کی بات تسلیم کر رہے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ انھوں نے مکر و فریب دینے کیلئے قرآن بلند کیے ہیں تم کہنے لگے کہ اگر آپ نے کتاب خدا کی طرف دی ہوئی دعوت کو قبول نہ کیا تو ہم تمھیں قتل کر دیں گے یا ان کے سپرد کر دیں گے۔ جب تم ہی لوگوں نے ان کی دعوت کتاب اللہ کو قبول کرنے کے علاوہ تمام چیزوں سے انکار کر دیا تو ہم نے حکمین پر یہ شرط لگا دی کہ وہ کتاب خدا کے مطابق حکم کریں اور اگر انھوں نے حکم خدا و حکم قرآن کے علاوہ کوئی حکم کیا تو ہم ان سے بری ہیں۔ وہ کہنے لگے آپ نے انسانوں کو کیسے حاکم بنایا؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا بلکہ قرآن کو حاکم بنایا جو کہ دفتین کے درمیان ہے وہ خود نہیں بولتا بلکہ آدمی

ہی اس کے مطالب سے نقاب کشائی کرتے ہیں۔ کہنے لگے آپ سچ کہتے ہیں ہم نے اس معاملہ میں کفر کیا ہے اور ہم اللہ کی بارگاہ میں اس سے توبہ کرتے ہیں پس آپ بھی توبہ کیجیے جیسے ہم نے کی ہے تو ہم آپ کی بیعت کرلیں گے ورنہ آپ سے جنگ کریں گے!

سدی کہتا ہے کہ جب حضرت علیؓ ان کے سامنے کھڑے ہوئے تو فرمایا اے وہ گروہ کہ جسے کج بحثی اور لجاجت نے حق سے نکال دیا ہے اور خواہش نفسانی انھیں سرکش بنا کر باطل کی طرف لے گئی ہے۔ میں تمھیں اس بات سے ڈراتا ہوں کہ تم ایسے نہ ہو جاؤ کہ امت تم پر لعنت کرے اور تم اس بہر کے سامنے اپنے رب کی طرف سے دلیل و برہان کے بغیر پچھاڑے جاؤ۔ کیا میں نے تمھیں تحکیم سے منع نہیں کیا تھا اور تمھیں خبر نہیں دی تھی کہ یہ اس قوم کی طرف سے مکاری ہے جن کا کوئی دین نہیں اور جب تم مجھ سے جدا ہوئے تو اپنی ہوشمندی دکھانے لگے۔ اب لوٹ آؤ۔ اگر دونوں منصفوں نے کتاب خدا کے مطابق حکم کیا تو درست ورنہ ہم پہلی رائے پر قائم ہیں۔ وہ کہنے لگے آپ کفر سے توبہ کیجیے جس طرح ہم نے توبہ کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا تمھارے لیے ہلاکت ہو کیا میں رسول اللہؐ پر ایمان لانے، ان کی معیت میں راہِ خدا میں جہاد کرنے اور ہجرت کرنے کے بعد اپنے اوپر کفر کی گواہی دوں۔ پھر تو میں گمراہ ہو گیا اور ہدایت یافتہ نہ ہوا۔

ہشام بن محمدؒ کہتا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے چاہا کہ ابو موسیٰ کو فیصلہ کرنے کے لیے بھیجیں تو آپ کے پاس خوارج میں سے زرعۃ بن برح طائی، قرموص بن زہیر سعدی آئے اور کہنے لگے اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں آپ نے فرمایا (میں بھی مانتا ہوں کہ اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں تو مرقوص کہنے لگا تو آپ اپنی غلطی سے توبہ کیجیے اور اپنی تحکیم سے رجوع کیجیے۔ اور ہمیں ساتھ لیکر اس قوم کے مقابلے کے لیے قیام کیجیے ہم ان

Marfat.com

سے جہاد کریں گے۔ یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا میں نے
ہم لوگوں سے یہی چاہا تھا لیکن تم ہی نے انکار کیا تھا۔ اب ہم اپنے اور ان کے درمیان
چند شرائط لکھ کر دے چکے ہیں اور اُن سے معاہدہ ہوا تو مرقوص نے کہا یہ گناہ ہوا ہے
لہٰذا آپ کو اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا یہ گناہ نہیں بلکہ مجبوری کی رائے تھی
جس کا سبب تم لوگ بنے تھے۔ زرعۃ بن برج نے آپ سے کہا خدا کی قسم اگر آپ تحکیم
ترک نہیں کریں گے تو میں آپ سے جنگ کروں گا اور اس سے میرا مطلوب خدا اور
اس کی رضا ہوگی۔ آپ نے فرمایا تیرا بُرا ہو تو کس قدر شقی ہے گویا میں تجھے مقتول دیکھ
رہا ہوں کہ تجھ پر آندھیاں چل رہی ہیں۔ پس ایسا ہی ہوا جیسا آپ نے فرمایا تھا۔

دُومۃ الجندل

علماء سیر و تواریخ کا کہنا ہے کہ جب مقررہ مدت ختم ہوئی تو عمرو بن عاص اور ابو
موسیٰ دومۃ الجندل میں جمع ہوئے۔ حضرت علیؑ نے شریح بن ہانی کو چار سو آدمیوں کے
ساتھ روانہ کیا کہ جن میں عبداللہ ابن عباس بھی تھے اور عمرو عاص کے ساتھ بھی چار سو
آدمی شام کے سرداروں میں سے تھے۔ ان کا اجتماع دومۃ الجندل میں ہوا اور بعض کے
نزدیک مقام اذرح میں ہوا۔ اس اجتماع میں سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عمر و عاص
عبداللہ بن زبیر، عبدالرحمٰن بن حرث بن ہشام مخزومی اور مغیرہ بن شعبہ بھی موجود تھے۔
بعض کہتے ہیں سعد حاضر نہیں ہوا۔ عبداللہ بن عمر کی موجودگی میں بھی اختلاف ہے جس کا
ذکر بعد میں کریں گے۔

جب یہ لوگ جمع ہوئے تو عمر عاص نے ابو موسیٰ سے کہا گیا تجھے معلوم نہیں کہ عثمان
مظلوم مارا گیا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ عمرو نے کہا کیا تو یہ نہیں جانتا کہ معاویہ اس کا ولی الدم

Marfat.com

(یعنی خون کا بدلہ لینے والا ہے) ہے۔ اور خداوند عالم فرماتا ہے جو مظلوم مارا جائے ہم نے اس کے ولی وارث کے لیے سلطنت قرار دی ہے پس معاویہ سے تجھے کونسی چیز نا ہے؟ حالانکہ قریش میں اس کی خاندانی بزرگی تجھے معلوم ہے اور وہ رسول اللہؐ کا کاتب بھی رہا ہے اور زوجۂ رسول ام حبیبہ کا بھائی بھی ہے۔ اگر تم اسے انتخاب کر لو تو تمہاری عزت کریگا جو دوسرا نہیں کریگا۔ ابو موسیٰ نے اس سے کہا اے عمرو خدا سے ڈر امر خلافت کی بنا دین پر ہے۔ اگر شرافت ملحوظ ہوتی تو پھر علیؑ یقیناً ولی تھے۔ میں کیسے معاویہ کو خلیفہ بنا لوں اور مہاجرین و انصار کو چھوڑ دوں۔ باقی رہی تیری یہ پیشکش کہ وہ میری عزت کریگا تو خدا کی قسم اگر وہ اپنی سلطنت بھی چھوڑ کر میرے حوالے کر دے تو بھی میں اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں اور میں دین خدا اور حکم خدا میں رشوت نہیں لوں گا لیکن اگر تم چاہو تو ہم عمر بن خطاب کے نام کو زندہ کریں۔ اور ابو موسیٰ کا ارادہ تھا کہ عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنائے۔

عمرو عاص نے کہا اگر تو فضل و صلاحیت چاہتا ہے تو تجھے میرے بیٹے کو خلیفہ بنانے سے کیا چیز روکتی ہے۔ حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ صاحب فضل بھی ہے اور صلاحیت بھی رکھتا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ تمہارا بیٹا اچھا آدمی ہے لیکن تم نے اسے اس فتنہ و فساد میں ملوث کر دیا ہے۔

پس عمرو نے کہا میں چاہتا تھا کہ تم معاویہ کی بیعت کر لو لیکن تمہیں اس سے انکار ہے تو آؤ پھر ہم علیؑ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیتے ہیں اور معاملہ حکومت کو شوریٰ کے سپرد کرتے ہیں مسلمان جسے چاہیں انتخاب کریں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس بات کی ابتدا ابو موسیٰ سے ہوئی اور عمرو نے کہا کہ تمہاری رائے بہترین ہے پس لوگوں کو اس کی خبر دیجئے کہ ہم نے ایک بات پر اتفاق کیا ہے کہ جسمیں امت کی فلاح و بہبود ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ سچا کہتے ہو۔ پھر عمرو نے کہا اے ابو موسیٰ کھڑے

Marfat.com

کر بات کیجیے۔ ابو موسیٰ نے کہا تم پہلے بات کرو۔ عمرو نے کہا آپ صحابیٔ رسول ہیں مجھ میں
مجال نہیں کہ آپ سے پہلے بات کروں۔ ابن عباس نے ابو موسیٰ سے کہا اے عبداللہ بن
بس تم پر وائے ہو۔ خدا کی قسم میرا گمان ہے کہ ابن نابغہ نے تجھے فریب دیا ہے۔ ابو موسیٰ
ھدار آدمی نہیں تھا کہنے لگا ہم نے ایک چیز پر اتفاق کر لیا ہے۔ آگے بڑھا اور کہنے لگا اے
لوہم نے اس معاملے میں غور و فکر کی ہے۔ ہم نے امت کے لیے اس سے بہتر کچھ اور نہیں
بھا کہ علیؑ اور معاویہ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیا جائے اور یہ معاملہ امت کے سامنے
یش کر دیا جائے۔ جسے وہ چاہیں خلیفہ مقرر کر لیں۔ میں دونوں کو خلافت سے الگ کرتا
ں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گیا اور عمرو کھڑا ہوا اور اس نے تو اپنے ساتھی کو خلافت سے الگ
دیا ہے جیسا کہ آپ لوگوں نے سن لیا اور میں بھی اسے الگ کرتا ہوں اور اپنے ساتھی
عاویہ کو برقرار رکھتا ہوں۔ ابو موسیٰ نے عمرو سے کہا یہ تجھے کیا ہو گیا خدا تجھے توفیق نہ دے
خدا تجھ پر لعنت کرے تو نے دھوکا دیا۔ اور فسق و فجور کیا۔ سوائے اس کے نہیں کہ تیری مثال
تے ایسی ہے۔ اگر اس کوئی بوجھ رکھ دے تو وہ زبان نکالتا ہے اور اگر اسے چھوڑ دے تو بھی
بان نکالتا ہے۔ عمرو عاص نے کہا اور تیری مثال گدھے کی ہے کہ جس پر کتابیں لاد دی جائیں
شریح بن ہانی نے عمرو عاص پر حملہ کیا اور اسے کوڑا لگایا۔ بعد میں شریح کہا کرتے تھے کہ مجھے
سی چیز پر ایسی پشیمانی نہیں ہوئی جس طرح میں پشیمان ہوا کہ میں نے عمرو عاص کو تلوار
کیوں نہ ماری تھی۔ پھر لوگ متفرق و منتشر ہو گئے۔

ابو موسیٰ اپنی سواری پر سوار ہوا اور مکہ میں چلا گیا۔ پس ابن عباس نے اس سے
کہا خدا برا کرے اوقیس کے بیٹے میں نے تو تجھے فاسق خبیث سے ڈرایا تھا لیکن تو نے
میری بات نہ مانی ابو موسیٰ نے کہا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ امت کی بدخواہی کریگا۔ میرا خیال
نہیں تھا کہ وہ آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالے گا اور عمرو عاص دمشق کی طرف واپس چلا گیا
اور معاویہ پر خلافت کے ساتھ سلام کیا (یعنی اے خلیفہ مسلمین) اور وہ پہلا دن تھا کہ

Marfat.com

خلیفہ کہہ کر اسے سلام کیا گیا۔

شعبی کہتا ہے کہ دونوں فیصل جب دومۃ الجندل سے جدا ہوئے تو حضرت
نے ان (اہل شام) سے جہاد کرنے کا عزم کیا۔ پس آپ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے
اور فرمایا اے لوگو! میں نے اس تحکیم کے بارے میں تمھیں حکم دیا تھا۔ لیکن تم لوگوں نے میری
مخالفت کی اور نافرمانی کی اور نافرمانی پشیمانی ہوتی ہے۔ پس تمھاری اور میری مثال
ہے جیسا کہ ہوازن کا شاعر کہتا ہے:

امرتکم امری بمنعرج اللوی فلم تستبینوا الرشد الا ضحی الغد

ترجمہ: میں نے وادی کے موڑ پر تمھیں اپنا فرمان بتایا تھا پس میری خیر خواہی ان کے لئے واضح
نہ ہوئی۔

مگر کل چاشت کے وقت ان دونوں فیصلہ کرنیوالوں نے کتاب خدا کو پس پشت
ڈال دیا۔ انھوں نے اس چیز کو ختم کر دیا جسے قرآن نے زندہ کیا تھا اور اس چیز کو زندہ
کیا جسے قرآن ختم کر چکا تھا۔ ان میں سے ہر ایک نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑتے ہوئے
خواہشات کی پیروی کی۔ انھوں نے بغیر کسی دلیل اور جاری ہونیوالی سنت کے فیصلہ کیا
یہ دونوں رشد و ہدایت پر نہیں تھے۔ دونوں اللہ، اس کے رسول اور صالح المومنین
سے بری ہیں پس جہاد کے لیے مستعد اور چلنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنے موقف پر
صبح کو پہنچ جاؤ۔

خوارج نہروان میں تھے ابن عباس نے عرض کی نیا شگوفہ کھل گیا ہے۔ ان سے
جنگ کرنے سے پہلے خط بھیجئے۔ آپ نے خوارج کو خط بھیجا اور انھیں حکمین کے فیصلہ
کی خبر دی۔ اور لکھا کہ آؤ ہماری طرف تاکہ اس گروہ سے جہاد کریں کیونکہ ہم پہلے امر پر
قائم ہیں۔

خوارج نے جواب میں لکھا کہ آپ اللہ کے لیے غضبناک نہیں ہوئے بلکہ اپنی ذات

Marfat.com

کیلئے غصے میں آئے ہیں۔ اگر آپ اپنے اوپر کفر کی گواہی دیکر توبہ کریں تو ہم اپنے اور آپ کے درمیان عذر کریں گے۔ ورنہ برابر آپ کا مقابلہ کریں گے اور بیشک خدا خیانت کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا!

جب آپ نے ان کا خط پڑھا تو ان سے ناامید ہو گئے اور ان کی طرف چلے۔ نہروان پر مقابلہ ہوا اور ان میں سے جتنے بھی آپ کے مقابلے میں آئے تھے سب کے سب ختم ہوئے۔ آپ نے ذوثدیہ کو تلاش کیا اس کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھا تو گوشت کے لوتھڑے نظر آئے جیسے عورت کے پستان ہوتے ہیں جس پر سیاہ بال تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی تھی۔

(حذف اسناد کے ساتھ) قتادہ سے روایت ہے کہ نہروان کی جنگ میں ہم امیرالمومنینؑ کے ساتھ تھے ہم ساٹھ یا ستر انصار تھے۔ میں پیادوں کا سالار تھا جب ہم مدینہ واپس گئے تو ہم بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے ہمارے سفر کے متعلق سوال کیا تو ہم نے انھیں بتایا کہ خوارج قتل ہو گئے ہیں۔ عائشہ کہنے لگیں وہ کیا کہتے تھے؟ ہم نے کہا کہ امیرالمومنینؑ اور عثمان بن عفان اور آپ کو سب و شتم کرتے تھے پس ہم ان سے جنگ کرتے رہے اور حضرت علیؑ ہمارے ساتھ تھے ان کا مرکب رسول اللہؐ کا دلدل تھا۔ میں بعض مقتولین کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا انھیں الٹاؤ۔ ہم نے انھیں الٹایا تو ایک سیاہ رنگ شخص نظر آیا اس کے کندھوں کے مابین پستان کے مانند گوشت تھا۔ تو علیؑ نے فرمایا اللہ اکبر نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھے جھوٹی خبر دی گئی۔ میں رسول اکرمؐ کے ساتھ تھا اور آپ جنگ حنین کا مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ تو یہ شخص آیا اور کہنے لگا اے محمدؐ انصاف کرو خدا کی قسم آج آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے اگر میں انصاف نہیں کرتا تو پھر کون انصاف کریگا عمر بن خطاب نے کہا مجھے اجازت دیجئے

Marfat.com

کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے اس کیلئے بھی ایک شخص ہے جو اسے قتل کریگا عنقریب اس کی قوم سے کچھ لوگ پیدا ہونگے جو قرآن پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلق سے تجاوز نہیں کریگا۔ وہ دین سے اس طرح نکلیں گے جیسے تیر کمان سے نکلتا ہے۔ عائشہ نے قتادہ سے کہا تو نے اس شخص کو دیکھا تھا۔ قتادہ کہنے لگا ہاں تو عائشہ کہنے لگیں جو کچھ میرے اور علیؑ کے درمیان ہوا تھا وہ مجھے حق بات کہنے سے نہیں روکتا۔ حضرت علیؑ نے سچ کہا ہے میں نے حضرت رسول اللہ صلعم سے سنا تھا کہ آپ فرما رہے تھے میری امت دو فرقوں میں بٹ جائیگی ان میں سے ایک فرقہ دین سے نکل جائیگا ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے اور مونچھیں صاف ہونگی، چادریں آدھی پنڈلی تک ہونگی۔ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ حلق سے آگے نہیں جائیگا۔ انھیں وہ شخص قتل کریگا جو خدا اور رسول کا زیادہ محبوب ہے۔ قتادہ کہتا ہے میں نے کہا جب آپ یہ جانتی تھیں تو پھر آپ نے علیؑ کے ساتھ وہ کیوں کیا جو ہو چکا ہے۔ عائشہ کہنے لگیں امر خدا مقدر ہو چکا تھا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ شخص جس کے کندھے پر پستان جیسا لوتھڑا بنا ہوا تھا یہ ذوالثدیہ تھا اس کا نام مجدہ تھا اور خوارج اسی کی طرف منسوب ہیں اور خارجیوں کی ایک جماعت اس کی اولاد میں سے پیدا ہوئی!

ابن عباس کہتے ہیں کہ جب ہم خوارج سے جہاد کرنے نکلے تو حضرت علیؑ نے ان میں سے ایک کو نماز تہجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا یقین کی نیند شک کی نماز سے بہتر ہے

شعبی کہتا ہے کہ جب امیر المومنینؑ خوارج کی مہم سے فارغ ہوئے تو آپ ان کے قریب سے گزرے، وہ نہر کے اطراف میں پڑے ہوئے تھے۔ فرمایا تمھارا برا حال ہے تمھیں ضرر پہنچایا ہے جس نے تمھیں دھوکا دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کی کس نے انھیں ضرر پہنچایا؟ فرمایا شیطان اور برائی کا حکم سنا دینے والے نفس نے!

Marfat.com

واقدی کہتا ہے کہ خوارج میں سے چار سو آدمی اس حالت میں پائے گئے کہ ان میں کچھ نیم جان تھے۔ آپ نے ان کے رشتہ داروں کو حکم دیا اور وہ انھیں کوفہ لے گئے۔ انھوں نے جن ہتھیاروں سے مسلمانوں کے ساتھ جنگ کی تھی وہ تقسیم کر دیے پھر غلام، کنیزیں اور مال و متاع بھی خوارج کے رشتہ داروں کو واپس دے دیا۔ عدی ابن حاتم نے آپ سے اجازت چاہی کہ وہ اپنے بیٹے طرفہ کو دفن کر دے جو کہ خوارج کے ساتھ تھا آپ نے اسے اجازت دیدی۔

پھر آپ مقام نخیلہ میں آکر اترے۔ آپ کے اصحاب میں سے صرف سات آدمی شہید ہوئے تھے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اہل شام کے ساتھ جنگ کی تیاری کرو کچھ دنوں تو وہ لوگ نخیلہ میں رہے پھر آہستہ آہستہ کوفہ میں چلنے لگے۔ آپ کے ساتھ صرف تھوڑے سے آدمی باقی رہ گئے جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو کوفہ تشریف لے آئے صفین کی طرف جانے کی رائے میں کمزوری واقع ہوئی پس آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو تمھیں کیا ہو گیا ہے جب میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ گمراہ لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے چلو تو تمھارا بوجھ زمین کی طرف ہو جاتا ہے کیا تم آخرت کے بدلے زندگانی دنیا پر اور عزت کی بجائے ذلت پر راضی ہو گئے ہو۔ اور جب بھی میں تمھیں جہاد کی طرف پکارتا ہوں تو تمھاری آنکھیں پھرنے لگتی ہیں، گویا کہ تم سکرات موت میں مبتلا ہو اور گویا تمھارے دل میں فتور آگیا ہے اور تم کسی چیز کو نہیں سمجھتے گویا تمھاری آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں پس تم نہیں دیکھ پاتے۔ خدا کی قسم تم بیشہ کے شیر ہوتے ہو راحت و آرام کے وقت، اور مکار لومڑیاں بن جاتے ہو جب تمھیں جنگ کیلئے بلایا جائے۔ تم لوگ کبھی بھی میرے لیے قابل بھروسہ نہیں بن سکتے۔ تمھارے ساتھ مل کر دشمن پر حملہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ تم اچھے مددگار ہو کہ جن کی طرف رجوع کیا جا سکے۔ خوارج کی جنگ زیادہ صحیح قول کی بنا پر ۳۷ھ میں ہوئی۔ اور تحکیم بھی اسی سال واقع ہوئی۔ ۳۸ھ میں محمد بن ابی بکر

مصر میں شہید ہوئے۔ محمد بن ابی بکر حضرت علیؑ کی طرف سے مصر کے گورنر تھے۔ ان سے پہلے آپ نے اشتر نخعی کو گورنر بنایا تھا۔ جب وہ مقام قلزم پر پہنچے تو معاویہ نے حاکم قلزم کو پیغام بھیجا کہ کسی بہانہ سے انھیں قتل کر دے۔ جب مالک وہاں اترے تو اس نے شہد کا شربت پیش کیا آپ نے وہ پیا اور فوراً انتقال کر گئے۔ جب معاویہ کو یہ اطلاع ملی تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ اللہ کے کچھ لشکر شہد میں ہیں۔ پھر آپ نے مصر کا گورنر محمد بن ابی بکر کو بنایا۔ محمدؑ وہاں گئے تو معاویہ نے عمر عاص کو ایک لشکر کثیر دیکر تیار کیا اور اس لشکر کے ساتھ معاویہ بن خدیج بھی تھا۔ واقدی کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو محمدؑ کے شہید ہونے کے بعد وہاں کا گورنر مقرر کیا اور جب محمدؑ اور شام کے لشکر میں جنگ شروع ہوئی تو محمدؑ گھوڑے سے اتر کر جنگ کرنے لگے۔ آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ گئے تو آپ نے ایک خرابہ میں جا کر پناہ لی، انھیں پکڑ کر معاویہ بن خدیج کے پاس لایا گیا جبکہ آپ روزہ کی حالت میں سخت پیاسے تھے۔ معاویہ نے آپ کو پانی نہ پینے دیا۔ انھیں قتل کرنے کے بعد گدھے کی کھال میں ڈال کر جلا دیا۔ جب عائشہ کو یہ خبر ملی تو عائشہ نے سخت گریہ کیا۔ حضرت عائشہ معاویہ اور عمر و عاص کو ہر نماز میں بد دعا کیا کرتی تھیں اور جب ام حبیبہ خواہر معاویہ بن ابی سفیان کو یہ اطلاع ملی کہ محمدؑ شہید ہو گئے اور انھیں جلایا گیا تو ام حبیبہ نے مینڈھے کے کباب بنائے اور عائشہ کی طرف بھیجے، یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ خون عثمان کے بدلے محمدؑ کے قتل سے مجھے تشفی ہوئی ہے۔ عائشہ نے کہا زینہ کی بیٹی کو خدا قتل کرے خدا کی قسم میں بھنا ہوا گوشت کبھی نہیں کھاؤں گی۔

حضرت علیؑ کو محمدؑ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ روئے اور اظہار تاسف کیا اور محمدؑ کے قاتلوں پر لعنت کی۔

ہشام بن محمدؑ نے ذکر کیا ہے کہ منجملہ ان خطوں کے جو معاویہ نے حضرت علیؑ کو لکھے تھے ایک یہ تھا: امابعد! بتحقیق میرا باپ زمانہ جاہلیت کا سردار اور میں اسلام کا بادشاہ ہوں

اور رسول اللہؐ کا سالا مومنین کا ماموں اور کاتب وحی ہوں۔ جب امیر المومنینؑ نے یہ خط پڑھا تو فرمایا کیا جگر کھانے والی عورت کا بیٹا میرے ساتھ فخر کر سکتا ہے۔ پھر آپ نے عبید اللہ بن ابی رافع کو حکم دیا کہ آپ کے املا پر خط لکھے۔ پس اس نے لکھا:

محمد النبی اخی وصهری وحمزة سید الشهداء عمی
وجعفر الذی یمسی ویضحی یطیر مع الملائکة بن امی
وبنت محمد سکنی وعرسی منوط لحمها بدمی ولحمی
وسبطنا احمد ولداه منها فمن منکم له سهم کسهمی
سبقتکم الی الاسلام طرا صغیرا ما بلغت اوان حلمی
فاوصانی النبی لوی اختیار رضی منه لامته بحکمی
وواجب فی الولاء معا علیکم خلیلی یوم دوح غدیر خم
فویل ثم ویل ثم ویل عن یردالقیامة وهو خصمی

ترجمہ: حضرت محمدؐ جو نبیؐ خدا ہیں وہ میرے بھائی ہیں اور خسر ہیں اور حمزہ جو سید الشہداء ہیں میرے چچا ہیں۔ اور جعفر جو صبح و شام ملائکہ کے ساتھ پرواز کرتے ہیں وہ میرے ماں جائے ہیں اور محمدؐ کی بیٹی میرے سکون کا باعث میری بیوی ہے۔ اس کا گوشت و پوست میرے خون اور گوشت کے ساتھ مل گیا ہے۔ اور احمد مجتبیٰؐ کے دونواسے اس (سیدہ) سے میرے بیٹے ہیں پس تم میں سے کون ہے کہ جس کا شرافت اور فضائل میں میرے جیسا حصہ ہو۔

میں نے بچپن میں جبکہ حد بلوغ کو نہیں پہنچا تھا تم سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کی۔

پس نبیؐ نے وقت انتخاب مجھے وصی بنایا اور اپنی امت پر میرے حاکم ہونے پر راضی ہوئے اور میرے خلیل نے مقام خم غدیر پر میری ولاء و محبت بھی تم سب پر واجب قرار دی۔

پس ہلاکت ہے ہلاکت ہے ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو قیامت کے میدان میں میری دشمنی کے ساتھ وارد ہو۔

معاویہ نے یہ خط پڑھا تو کہنے لگا اس کو چھپا دو کہیں اہلِ شام سُن نہ لیں۔

علماء نے آپ کے اس قول میں گفتگو کی ہے کہ میں نے اسلام کی طرف تم سب سے پہلے سبقت کی ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ آپ نے سات سال کی عمر میں اسلام قبول کیا، کچھ کہتے ہیں آٹھ سال کی عمر تھی۔ کچھ دس سال کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک پندرہ سال ہے۔ اور اسی سے ابو حنیفہ نے شافعی کے خلاف استدلال کیا ہے کہ عقلمند بچے کا اسلام صحیح ہے اگرچہ بالغ نہ بھی ہوا ہو۔ اور دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ آپ بچپن ہی سے رسول اللہؐ کے ساتھ رہے حضرت علیؑ کا وہی دین تھا جو رسول اللہؐ کا تھا اور اس کی دلیل وہ روایت ہے جسے ترمذی نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ اپنی سند سے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ مبعوث بہ رسالت پیر کے دن ہوئے اور حضرت علی نے منگل کے دن نماز پڑھی۔

اور امام احمد نے مسند میں (حذف اسناد سے) حبۃ العرنی سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور اس کے رسول کا بھائی اور میں صدیق اکبر ہوں میرے علاوہ جو اس بات کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور افترا پرداز ہے۔ میں نے رسول اللہؐ کے ساتھ لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی اور میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔

زہد و ورع

بہت سے راویوں نے ہمیں خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابی شہاب سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کہا کرتا تھا کہ ہمارے علم میں اس امت میں رسول اللہؐ کے بعد علی ابن ابیطالبؑ سے زیادہ کوئی زاہد و پرہیزگار نہیں ہے۔ آپ نے اینٹ پر اینٹ اور لکڑی پر لکڑی نہیں رکھی (یعنی مکانات وغیرہ نہیں بنائے)۔

Marfat.com

عبداللہ بن امام احمد حنبل نے بھی یہی کہا ہے (حذفِ اسناد سے) علی بن ربیعہ والبی کہتا ہے کہ ابن نیاح حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المومنینؑ بیت المال سونے اور چاندی سے پُر ہے آپ نے فرمایا اللہ اکبر! پھر آپ ابن نیاح کے ہاتھ کا سہارا لیکر اٹھے اور بیت المال میں داخل ہوئے۔ در آنحالیکہ آپ یہ فرما رہے تھے:

هٰذا جنای وخیارُ فیه وکل جانٍ یده الی فیه

ترجمہ: یہ میری کمائی ہے اور اس میں اس کا عمدہ حصہ ہے اور ہر کسب کرنیوالے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف جاتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا کوفہ کے تمام لوگوں کو بلاؤ۔ پس شہر میں منادی کر دی گئی پس آپ نے وہ تمام مال لوگوں کو عطا فرمایا جو بیت المال میں موجود تھا اور آپ فرما رہے تھے۔ اے چاندی اے سونا میرے غیر کو دھوکا دے یہاں تک کہ وہاں ایک درہم و دینار بھی باقی نہ رہا اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ بیت المال میں جھاڑو کیا جائے پھر آپ نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی۔

مجمع تمیمی کا بیان ہے کہ جب بھی بیت المال پُر ہو جاتا تھا تو آپ کا یہی دستور تھا۔

(حذفِ اسناد کے ساتھ) احنف بن قیس سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں معاویہ کے پاس گیا تو اس نے کھانے کیلئے اتنے میٹھے اور خوشذائقہ کھانے پیش کیے جن سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ پھر معاویہ کہنے لگا اس رنگ کا کھانا لاؤ۔ پس وہ ایک کھانا لائے کہ میں نہیں جانتا تھا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے تو معاویہ نے بتایا یہ بھنی ہوئی بطخ ہے۔ کہ جس میں مخ اور مغز درخت کا روغن بھرا گیا ہے اور اس پر شکر ڈالی گئی ہے۔ احنف کہتے ہیں میں رونے لگا۔ معاویہ نے پوچھا رونا کیوں ہے؟ میں نے کہا کیا کہنا فرزند ابی طالب کا وہ کر گیا جو اس کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ معاویہ نے کہا کیسے؟ میں نے کہا آپ کے افطار کے وقت رات کو

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا جاؤ اور حسنؑ و حسینؑ کے ساتھ شام کا کھانا کھاؤ پھر آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک تھیلی طلب کی جس پر آپ کی مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اس میں سے پیسے ہوئے جو نکالے پھر اس پر مہر لگا دی۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنینؑ میں نے آپ کو بخیل نہیں دیکھا تھا تو آپ اس پر مہر کیوں لگا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس پر بخل کی وجہ سے مہر نہیں لگا تا لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں حسنؑ و حسینؑ اس میں چربی وغیرہ نہ ملا دیں تو میں نے عرض کیا کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں لیکن جو حق کے امام ہیں انھیں کھانے اور لباس میں رعیت کے کمترین اشخاص کے برابر اور کسی چیز میں اسے ان پر کوئی امتیاز نہیں ہونا چاہیے کہ جس پر وہ لوگ قدرت نہیں رکھتے تاکہ فقیر ان آئمہ کو دیکھ کر اپنی حالت پر خدا سے راضی رہے۔ اور غنی انھیں دیکھ کر شکر اور تواضع کرے۔

احنف بن قیس کہتا ہے ربیع بن زیاد حارثی حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے امیر المومنین میرے بھائی عاصم بن زیاد کو میری طرف واپس پھیر دیجئے۔ فرمایا اسے کیا ہوا ہے؟ ربیع نے کہا کہ اس نے ایک عبا پہن لی ہے، عبادت گزار بن گیا ہے اور اپنے اہل و عیال سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ آیا تو اس کی یہ حالت تھی کہ ایک چادر باندھی ہوئی تھی، ایک اوپر ڈالے ہوئے تھا، بال پریشان تھے چہرہ غبار آلود تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا وائے ہو تجھ پر اے عاصم کیا تجھ میں اپنی بیوی سے شرم نہیں آتی، کیا تجھے اپنے بچوں پر رحم نہیں آتا کیا تو نے خداوند عالم کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ اس نے ان پاکیزہ چیزوں کو حلال کیا ہے۔ کیا تو سمجھتا ہے کہ اس نے تیرے اور تیرے اہل کے لیے ان چیزوں کو مباح تو کیا ہے لیکن وہ مکروہ سمجھتا ہے کہ تم انھیں استعمال کرو۔ کیا تو نے رسول اللہؐ کا یہ قول نہیں سنا کہ تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے تو عاصم نے کہا اے امیر المومنین پھر آپ کی کیا کیفیت ہے کہ آپ موٹا لباس پہنتے ہیں اور سخت کھانا کھاتے

ہیں۔ میں نے تو آپ جیسے لباس سے اپنے کو مزین کیا ہے۔ آپ نے فرمایا افسوس تم پر خداوند عالم نے آئمہ حق پر یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ اپنی رعیت کے اوصاف سے متصف ہوں، یا فرمایا اپنی رعیت کے محتاج ترین افراد کے اوصاف سے متصف ہوں تاکہ فقیر کو اپنا فقر معیوب نظر نہ آئے۔ اور غنی اور تونگری پر خدا کی حمد و ثنا کرے۔ کئی اشخاص نے ہم سے بیان کیا (حذف اسناد کے ساتھ) اسمٰعیل بن ابراہیم بن مہاجر کہتا ہے کہ میں نے عبدالملک بن عمر کو یہ کہتے سنا کہ مجھ سے قبیلۂ ثقیف کے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علیؑ نے مجھے عبکر کا حاکم بنایا اور زمانے لگے ظہر کے بعد میرے پاس آنا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں کوئی دربان نہیں تھا جو مجھے روکتا۔ آپ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے سامنے لکڑی کا ایک پیالہ اور پانی کا ایک کوزہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے ایک مہر شدہ تھیلی منگوائی۔ میں نے دل میں کہا آپ مجھے امین بنانا چاہتے ہیں۔ اس میں سے کوئی موتی نکالیں گے جس کی قیمت بھی مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے مہر توڑی، اس میں ستو تھے۔ آپ نے اس پیالے میں پانی ڈالا اور اوپر سے ستو چھڑک دیا۔ پھر وہ آپ نے نوش فرمائے اور مجھے بھی دیے۔ مجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ میں نے عرض کی اے امیرالمومنین خدا نے آپ کو وسعت دی ہے اور عراق میں کھانوں کی بھی کثرت ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اس پر مہر بخل کی وجہ سے نہیں لگائی بلکہ میں اپنی کفایت بقدر خرید کرتا ہوں اور مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ ختم نہ ہو جائے اور کہیں اور شے اس میں نہ ڈال دی جائے۔ اور یہ اس لیے کرتا ہوں تاکہ میرے شکم میں غیر طیب مال نہ جا سکے۔

عبدالملک بن مظفر نے ہمیں خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ کوفہ کے قصر الامارۃ میں حضرت علیؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے سامنے جو کی روٹی اور ایک پیالا دودھ کا موجود تھا۔ روٹی خشک تھی، کبھی آپ اسے ہاتھ سے اور کبھی گھٹنے سے توڑ دیتے تھے۔ یہ بات مجھے شاق گزری۔ میں نے آپ کی

کنیز (کہ جس کا نام فضّہ تھا) سے کہا کیا اس مرد بزرگ پر تمھیں رحم نہیں آتا اور جَو کا آٹا کھیلے سے کیوں نہیں نکالتی۔ کیا دیکھتی نہیں ہو کہ اس کا چہرہ متغیّر ہو چکا ہے اور اس روٹی سے انھیں کیا تکلیف ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگی کہ کیوں ایسا کیا جائے کہ وہ تو ثواب دے جائیں اور ہم گنہ گار بنیں۔ انھوں نے خود حکم دیا ہے کہ ہم ان کی روٹی سے کبھی بھی چوکر الگ نہ کریں۔ آپ میری طرف ملتفت ہوئے۔ غفلہ کے بیٹے اسے کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے وہ بات آپ کو سنائی اور عرض کی اے امیر المومنینؑ آپ اپنے نفس سے سختی نہ کیجئے آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے اے سوید رسول اللہؐ اور ان کے گھر والوں نے کبھی گندم کی روٹی سے تین دن سے شکم پُر نہیں کیا۔ یہاں تک کہ آپ بارگاہِ الٰہی میں پہنچے آپ کے کھانے سے کبھی چوکر نہیں نکالا جاتا تھا۔ مجھے مدینہ میں ایک دفعہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں ایک کام سے باہر نکلا۔ ایک عورت کو میں نے ڈھیلے اکٹھے کرتے ہوئے پایا وہ انھیں پانی سے تر کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور پر فیصلہ کیا پس میں نے سولہ ڈول اس میں ڈالے جس سے میرے ہاتھ زخمی ہو گئے۔ پھر میں نے وہ کھجوریں لیں اور سرکار رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے یہ واقعہ انھیں بتایا تو آپؐ نے ان میں سے کچھ کھجوریں تناول فرمائیں۔ امام احمدؒ نے بھی یہ واقعہ کتاب فضائل میں درج فرمایا ہے۔

مزید امام احمدؒ نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ابی مطرف سے روایت ہے کہ میں نے علی ابن ابیطالبؑ کو دیکھا کہ آپ نے ایک چادر باندھی ہوئی تھی اور رداکندھے پر ڈالی ہوئی تھی، آپ کے ہاتھ میں ایک دُرّہ تھا گویا آپ ایک دیہاتی معلوم ہوتے تھے جو بازار کا چکر لگا رہا ہو۔ یہاں تک کہ آپ کپڑوں کے بازار میں پہنچے۔ ایک بوڑھے شخص کے پاس رُکے اور فرمایا۔ بڑے میاں میرے ساتھ ٹھیک ٹھیک معاملہ کرنا۔ ایک قمیص کے متعلق جس کی قیمت تین درہم ہو۔ اس بوڑھے نے آپ کو پہچان لیا۔

اور کہنے لگا بہت اچھا۔ آپ کو علم ہو گیا کہ وہ آپ کو پہچان گیا ہے۔ آپ اسے چھوڑ کر آگے چلے اور اس سے کوئی چیز خریدنہ کی۔ پس آپ ایک نوعمر لڑکے کے پاس آئے اور آپ نے اس سے تین درہم میں قمیص خریدی۔ پھر اس لڑکے کا باپ آیا اور اس نے اپنے باپ کو کہا کہ اس حلیے کے شخص نے تجھ سے تین درہم میں قمیص خریدی ہے۔ اس نے آپ کو پہچان لیا پس ایک درہم لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا اے امیر المومنینؑ ایک درہم قمیص کی قیمت سے زیادہ ہے۔ قمیص کی قیمت دو ہی درہم تھی۔ آپ نے فرمایا اے شیخ اپنا درہم لے جا اس نے میری رضا کے ساتھ بھیجا اور میں نے اسکی مرضی سے خریدکیا ہے۔ اور سفیان ثوری نے عمرو بن قیس سے روایت کی ہے کہ اس نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ نے پیوند لگی ہوئی چادر اوڑھی ہوئی ہے۔ کسی نے آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے اور مومن اس کی اقتدا کرتا ہے۔ قرشی کہتا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں حضرت کی خدمت میں آپ کے گھر حاضر ہوا اور آپ کے گھر صرف ایک پرانی چٹائی تھی جس پہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی اے امیر المومنینؑ آپ مسلمانوں کے بادشاہ، ان کے اور ان کے بیت المال کے مالک ہیں۔ آپ کے پاس وفد آتے ہیں حالانکہ آپ کے گھر میں اس چٹائی کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا اے سوید عقلمند شخص اس گھر میں اٹھا نہ رہنے رکھتا کہ جس سے اس نے منتقل ہو جانا ہو ہمارے آگے ایک ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔ ہم نے اپنا مال و متاع اس کی طرف منتقل کر دیا ہے اور عنقریب اس گھر میں جانیوالے ہیں۔ سوید کہتا ہے خدا کی قسم آپ کے کلام نے مجھے رُلا دیا ہے۔

امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ وقیع نے مسعر سے اس نے ابی بحر سے اس نے اپنے قبیلے کے ایک بزرگ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ ایک سخت قسم کی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا آپ نے فرمایا پانچ درہم

Marfat.com

کو خریدلی ہے۔ اگر کوئی ایک درہم نفع دیدے تو بیچ ڈالوں گا۔ وہ کہتا ہے کہ آپ ایک پرانی چادر باندھے ہوئے ہوتے اور رسّی کا کمربند بنائے ہوتے اور اپنے اونٹ کو خود گھاس کھلاتے حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔

نیز امام احمد نے فضائل میں کہا ہے اور سلسلہ سند کو ابن عبّاس تک پہنچایا ہے۔ ابن عبّاس کہتے ہیں میں ایک دن حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا اس جوتے کی کوئی قیمت نہیں تاکہ آپ اسے پیوند لگائیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ تمھاری دُنیا سے یا فرمایا تمھاری حکومت سے مجھے زیادہ پسند ہے مگر یہ کہ حق کو قائم کروں یا باطل کو دُور کروں۔ پھر آپ نے فرمایا رسول اللہؐ اپنے جوتے کی اصلاح اپنے ہاتھ سے کرتے، اپنے کپڑے کو پیوند لگاتے، گدھے پر سوار ہوتے اور کسی کو اپنے پیچھے بھی بٹھا لیتے تھے۔ ابن عبّاس کہتے ہیں کہ آپ پانچ سال کوفہ میں رہے لیکن وہاں کے کھانے سے کچھ نہیں کھایا۔ مدینہ سے جو کچھ آتا تھا صرف وہی کھاتے تھے۔

ابن عبّاس کہتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں فالودہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے نہ کھایا میں نے عرض کی کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں، لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ اپنے نفس کو عادی بناؤں ایسی چیز کا جس کا وہ عادی نہیں اور جسے رسول اللہؐ نے نہیں کھایا۔

امام احمد نے فضائل میں کہا ہے (حذف سند سے) کپڑا فروش ابو نوار نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور انھیں اوپر اوڑھنے والے کپڑے میں اٹھا لیا کسی شخص نے کہا کہ میں انھیں اٹھا کر لے جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اٹھانے کا فرض بچّوں کا باپ ہی ادا کر سکتا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ حالانکہ آپ اس وقت خلیفہ تھے۔

امام احمد کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حسن بن جرموز نے اپنے باپ کے حوالہ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت علیؓ کو دیکھا کہ وہ کوفہ کے قصر الامارہ سے نکلتے تو آپ کی چادر آدھی پنڈلی تک ہوتی۔ اور ردا بھی اسی کے قریب قریب۔ آپ کے ہاتھ میں ایک درّہ ہوتا آپ

Marfat.com

بازاروں میں پھرتے رہتے اور فرماتے اے قوم خدا سے ڈر! ایک روایت میں ہے کہ حُسنِ معاملہ کا حکم دیتے اور فرماتے ناپ تول پورا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم تول کر نہ دیا کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ گمشدہ چیز کی رہبری کرتے، مزدور کا بار اٹھوانے میں مدد کرتے اور یہ آیت پڑھتے۔ وہ آخرت کا گھر ہم لوگوں کے لیے قرار دیں گے جو زمین میں بڑائی کا ارادہ نہیں کرتے۔ اور فرماتے کہ یہ آیت حاکموں اور لوگوں میں صاحبانِ اقتدار کے لیے نازل ہوئی۔ زمخشری نے حضرت علیؑ سے نقل کیا ہے کہ جناب رسالتمآبؐ بھوکے ہوتے اور اپنے شکم پر پتھر باندھتے اور میں بھی آپ کے ساتھ ایسا کرتا تو کیا خداوند عالم نے اس معاملے میں رسول کی عزت کی ہے یا اہانت، اگر کوئی کہے کہ اہانت کی ہے تو وہ جھوٹا اور دین سے خارج ہے۔ اور اگر کہے کہ آپ کا احترام کیا ہے تو پھر جان لے کہ خدا نے دوسروں کی اہانت کی ہے کہ جن کو دُنیا کی وسعت دی ہے حالانکہ لوگوں میں سے زیادہ مقرب بندے سے دُور رکھی ہے۔ آپ دُنیا سے خالی پیٹ گئے اور آخرت میں سلامتی سے وارد ہوئے۔ آپ نے پتھر پر پتھر اور اینٹ پر اینٹ نہیں رکھی اور ہم بھی آپ کے بعد آپ ہی کے راستے پر چلے ہیں۔ میں نے اپنی اس قمیص کو اتنے پیوند لگائے کہ مجھے پیوند لگانے والے سے شرم آنے لگی۔ اور کسی نے مجھے کہا اب اسے تبدیل کیوں نہیں کر لیتے۔ تو میں نے کہنے والے سے کہا دُور ہو جا صبح کے وقت چلنے والی رات کے سفر کی تعریف کرتی۔

(حذفِ اسناد کے ساتھ) ابی اراکہ سے روایت ہے کہ ایک سائل آپکی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے ایک فرزند سے فرمایا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس سے کہو جو درہم تمھارے پاس ہے وہ دیدے۔ شہزادہ گیا اور والپس آکر کہا وہ کہتی ہیں کہ ہم نے آٹا خریدنے کیلئے رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور لے آؤ شہزادہ لیکر آیا اور سائل کو دیدیا آپ نے فرمایا اس وقت تک کسی بندے کا ایمان سچا نہیں ہوتا جب

Marfat.com

تک کہ اس کو خدا کے قبضے میں جو چیز ہے اس کا وثوق نہ ہو اس سے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہے۔ ہم ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہاں سے ایک شخص اونٹ بیچنے والا گزرا آپ نے اس سے وہ اونٹ سو درہم میں خرید کیا۔ پھر اسے دو سو درہم میں بیچ دیا اور یہ سو درہم اپنے اسی فرزند کو دیے اور فرمایا اسے اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ اور اس سے کہو یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ پیغمبر کی زبانی ہم سے خدا نے کیا ہے۔ رسول نے خدا کی طرف سے خبر دی ہے کہ جو ایک نیکی کرے اسے دس گنا بدلا ملتا ہے۔

(حذفِ اسناد سے) ابی صالح سے روایت ہے کہ ضرار ابن حمزہ معاویہ کے پاس گیا تو معاویہ اس سے کہنے لگا کہ علیؑ کے اوصاف بیان کرو ضرار نے کہا کہ مجھے اس سے معاف ہی رکھیں کرے معاویہ نے کہا کہ معافی نہیں ملے گی۔ یہ تین مرتبہ کہا ضرار نے کہا اگر اس سے کوئی مفر نہیں تو پس خدا کی قسم علیؑ ایسے تھے جن کی انتہا دور تھی، بہت صاحب قوت تھے دو ٹوک بات کرتے، عادلانہ حکم فرماتے۔ علم آپ کے پہلوؤں سے پھوٹتا حکمت کی باتیں آپ کے اطراف سے ظاہر ہوتیں۔ دنیا اور اس کی زینت سے آپ کو وحشت ہوتی۔ رات کی تاریکی سے مانوس تھے۔ خدا کی قسم (خوف خدا سے) آنسو آپ کی آنکھوں سے بہتے زیادہ فکر کرتے، اپنی ہتھیلی الٹتے پلٹتے اور اپنے ہی نفس کو مخاطب قرار دیتے۔ سخت قسم کا لباس آپ کو بھلا معلوم ہوتا اور موٹا کھانا پسند فرماتے۔ وہ اپنے کو ہم جلیسا ایک انسان سمجھتے۔ جب آپ سے سوال کرتے تو آپ جواب دیتے۔ اور جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو کلام کی ابتدا فرماتے۔ جب ہم بلاتے تو آپ تشریف لے آتے اور خدا کی قسم باوجودیکہ ہمارے قریب رہتے۔ ہم ان کی ہیبت و دبدبہ سے بول نہیں سکتے تھے اور ان کی عظمت کی وجہ سے ہم بات کی ابتدا نہ کر پاتے۔ جب آپ تبسم فرماتے تو آپ کے دندانِ مبارک پروئے ہوئے موتی معلوم ہوتے۔ آپ دیندار لوگوں کا احترام کرتے اور مساکین سے محبت فرماتے۔ قوت والے کو اپنے باطل میں ان سے طمع نہ ہوتا اور کمزور آپ کے عدل

Marfat.com

سے مایوس نہ ہوتا تھا۔ خدا کی قسم میں نے بعض اوقات رات کے وقت آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ جب رات کی تاریکی چھا چکی تھی اور ستارے غروب ہو چکے تھے آپ محراب عبادت میں کھڑے ہوئے تھے اور اپنی ریش مبارک ہاتھ میں پکڑے تھے ایسے مضطرب تھے جیسے اس شخص کا اضطراب جسے سانپ ڈس لے۔ اور محزون شخص کی طرح رو رہے تھے اور گویا میں آپ کو یہ کہتے سن رہا ہوں، اے دنیا میرے غیر کو جا کر دھوکا دے۔ کیا تو میرے سامنے آئی ہے یا میری طرف شوق رکھتی ہے۔ دور ہو جا، دور ہو جا میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں کہ جن کے بعد میں تیری طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ پس تیری عمر کوتاہ ہے تیری زندگی حقیر اور تیرا خطرہ بڑا ہے۔ ہائے افسوس زاد راہ کم ہے سفر دور کا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے پس معاویہ کے آنسو اس کی داڑھی سے بہنے لگے اور وہ انھیں روک نہ سکا اور اپنی آستین سے پونچھنے لگا۔ اور گریہ سب لوگوں کے گلوگیر ہو گیا۔ پھر معاویہ نے کہا خدا کی قسم خداوند عالم ابوالحسنؑ پر رحم کرے وہ ایسے ہی تھے پس ان پر تیرا حزن ایسا ہی ہے اے ضرار! ضرار نے کہا جس طرح وہ عورت محزون ہوتی ہے جس کے بیٹے کو اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے کہ نہ اس کے آنسو رکتے ہیں اور نہ غم و حزن میں سکون آتا ہے۔

کلام الامامؑ

حضرت علیؑ ایسا کلام کرتے جو عصمت پر محیط ہوتا اور علم و حکمت سے بات کرتے ایسا کلام جس پر خدا ہیبت ڈال دیتا۔ جو بھی آپ کا کلام سنتا اسے اچھا لگتا اور اس کلام کی ہیبت اس پر چھا جاتی۔ قدرت نے آپ کے کلام میں حلاوت ملاحت فصاحت و بلاغت اور تر و تازگی کو یکجا کر دیا تھا۔ آپ سے کبھی بیجا حکم صادر نہیں ہوا آپ کی حجت و دلیل میں نقص نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے بولنے والے کو عاجز

Marfat.com

کر دیا۔

آپ کلام میں سبقت کرنیوالوں سے گوئے سبقت لے گئے۔ آپ کے الفاظ ایسے ہوتے جن پر نبوت کا عکس تھا اور وہ افہام و تفہیم کو حیران کر دیتے۔ ہم نے آپ کے کلام سے علم و ادب کے مختلف فنون کو انتخاب کر کے اس کتاب کے حوالے کیا ہے ہم ابتدا خطبوں سے کرتے ہیں۔ :

ہمیں سید شریف ابو الحسن علی بن محمد حسینی نے اپنی اسناد سے شریف مرتضیٰ کے حوالہ سے خبر دی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ کے خطبوں میں سے چار سو خطبے ہم تک پہنچے ہیں، چونکہ ہماری کتاب ان کے شمار سے عاجز ہے لہٰذا ہم تبرک و تشرف حاصل کرتے ہیں صرف ان خطبات کے ساتھ جن کی سند ہم تک متصل ہے نظم و نثر میں :

ایک خطبہ جو خطبۂ منبریہ کے نام سے مشہور ہے

میں نے یہ خطبہ ابی حفص عمر سے قرأت لیا (حذف اسناد کے ساتھ۔ عبداللہ بن صالح عجلی نے بیان کیا کہ حضرت علیؑ نے منبر کوفہ پر ایک دن یہ خطبہ دیا۔ پس فرمایا حمد ہے اس خدا کی جسے میں لائق حمد سمجھتا ہوں اور اس پر میں ایمان رکھتا اور اس سے اعانت اور ہدایت طلب کرتا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں بیشک وہ بالکل یکہ و تنہا ہے اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی سہیم۔ لاریب بے شبہہ ——— اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔ جنھیں ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تا کہ اس کو تمام ادیان پر غلبہ دے اگرچہ مشرکین اسے پسند نہ کریں۔ پھر آپؑ نے فرمایا اے مختلف نفوس والوں اے متشتت دل والوں کو کہ جن کے بدن حاضر اور عقلیں غائب ہیں، کب تک میں تمھیں حق

Marfat.com

کی رہبری کرتا رہوں۔ حالانکہ تم اس طرح اس سے بھاگتے ہو جیسے بکری شیر کی آواز سے بھاگتی ہے۔ یہ بات دُور نظر آتی ہے کہ میں تمھیں عدل کے خطوط و نقوش پر مطلع کردں اور حق میں جو ٹیڑھا پن آگیا ہے اسے سیدھا کروں۔ خدایا تو جانتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے ہوا وہ سلطنت و حکومت کی آرزو اور فضول مالِ دُنیا کو چاہتے ہوئے نہیں تھا لیکن میں تیرے دین کے معالم پلٹانا اور تیرے بلاد میں اصلاح کا اظہار چاہتا تھا تاکہ تیرے بندوں میں سے مظلوم امن کی زندگی بسر کریں اور تیری معطل شدہ حدود دوبارہ قائم ہو جائیں۔ خدایا تو جانتا ہے کہ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جو تیری طرف آیا اور میں نے تیرا پیغام سُنا اور اُسے قبول کیا۔ اس معاملے میں تیرے رسول کے علاوہ کسی نے مجھ سے سبقت نہیں کی۔ خدایا دینار و خروج، مالِ غنیمت، احکام، معالم، حلال و حرام، امامت مسلمین اور مومنین کے مالک و حاکم بخیل نہیں ہونا چاہتے، کیونکہ وہ تو اموال کے جمع کرنے میں حریص ہوگا اور جاہل بھی نہ ہونا چاہئے کیونکہ وہ اپنی جہالت کی بنا پر انھیں گمراہی کی طرف لیجائیگا اور ظلم کرنیوالا بھی نہیں، ورنہ وہ اپنے ظلم سے لوگوں کو بھگا دے گا اور ڈرپوک بھی نہیں ورنہ وہ ایک گروہ سے مواخذہ کریگا دوسرے سے نہیں، حکم دینے میں رشوت لینے والا بھی نہیں ورنہ وہ حقوق کو ضائع کر دیگا اور صحیح راستوں کو چھوڑنے والا بھی نہیں ورنہ یہ چیز فسق و فجور تک پہنچا دے گی اور باغی بھی نہیں ورنہ حق کو دبا دے گا اور فاسق بھی نہیں ورنہ شریعت کو عیب دار بنا دیگا!

خطبۂ بالغہ

ہم سے علی بن حسین نے بیان کیا، ہمیں عبداللہ بن صالح عجلی نے بیان کیا وہ کہتا ہے ہمیں بنی شیبان کے ایک شخص نے خبر دی کہ میں حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ

Marfat.com

آپ نے ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کی پھر اللہ کے رسول محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی پھر فرمایا اے لوگو خداوند عالم نے تمھاری طرف ایک رسول بھیجا تاکہ اس کے ذریعہ تمھاری بیماریٔ کفر کو دُور کرے اور تمھیں غفلت سے بیدار کرے اور جس چیز کا تمھارے متعلق مجھے زیادہ خوف ہے وہ خواہشات کی پیروی اور طویل امیدیں ہیں پس خواہش کی اتباع حق سے گمراہ کر دیتی ہے اور طویل آرزو فکرِ آخرت بھلا دیتی ہے۔ یاد رکھو کہ تحقیق دُنیا پُشت پھیرتے ہوئے کوچ کر رہی ہے اور آخرت آگے بڑھتے ہوئے آ رہی ہے۔ ہر ایک کے بیٹے ہیں تم آخرت کے بیٹے بنو اور دُنیا کے بیٹے نہ بنو آج کے دن عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہیں اور جان لو تمھیں یقیناً ایک دن مرنا ہے اور موت کے بعد اٹھائے جاؤ گے اور تمھارے اعمال کا حساب لیا جائیگا اور انہیں کے مطابق جزا دی جائیگی۔ تمھیں یہ زندگی دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ یہ ایسا گھر ہے جو مصائب سے گھرا ہوا ہے سختی اور دھوکے بازی کے ساتھ اس کی توصیف کی جاتی ہے۔ جو کچھ اس میں ہے وہ زائل ہونیوالا ہے۔ یہ اپنے رہنے والوں کے درمیان منتقل ہوتی اور جُدا ہوتی رہتی ہے اس کے حالات ہمیشہ ایک جیسے نہیں رہتے۔ اس میں اترنے والے اس کے شر سے نہیں بچ سکتے۔ اس کے رہنے والے راحت و خوشی میں رہتے ہیں کہ اچانک بلا و مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کی زندگی مذموم ہے اور اس کی راحت دائمی نہیں۔ اس کے رہنے والے مصائب و آلام کے ہدف و نشانہ ہوتے ہیں کہ جنھیں مصائب کے تیر مارتے جاتے ہیں اس کے اسباب مختلف ہیں جو بھی اس میں ہے اس کی موت مقدر کی گئی ہے۔ اور اس کے مصائب میں اس کا زیادہ حصہ ہے، جان لو اے اللہ کے بندو تم اور جس زینتِ دُنیا میں تم ہو اُن لوگوں کے راستے پر گزر رہے ہو جن کی عمریں تمھاری نسبت طویل اور جو تم سے زیادہ طاقتور تھے گھروں کی تعمیر زیادہ کرتے اور زیادہ آثار والے تھے پس ان کے جسم پرانے، اُن کے گھر خالی اور اُن کے آثار مٹ چکے ہیں۔ انھیں پتھر کانوں

Marfat.com

میں بچھے ہوئے فرشوں کے بدلے پتھر اور ڈھیلے ملے ہیں۔ اُن قبروں میں کہ جن کے صحن غیر آباد اور جن کی یادیں اکھڑ گئی ہوں۔ ان کے رہنے کی جگہ تو قریب ہے لیکن اس جگہ میں رہنے والے مسافر ہیں وہ ایسے گھر میں رہتے ہیں جو وحشت سے گھرا ہوا ہے۔ ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں لیکن ایک دوسرے کی زیارت نہیں کر سکتے وہ آبادی سے انس نہیں رکھتے اور ایک دوسرے سے صلۂ رحمی نہیں کر پاتے جیسے کہ پڑوسی کرتے ہیں حالانکہ بالکل نزدیکی پڑوس ہے اور گھر بھی نزدیک نزدیک ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے صلۂ رحمی کس طرح کریں حالانکہ پرانے پن نے انھیں پیس ڈالا ہے۔ ان پر پتھروں اور مٹی نے اپنا سایہ کیا ہوا ہے، وہ زندگی کے بعد مر چکے ہیں اور تر و تازہ حیات کے بعد بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہیں۔ ان کی وجہ سے دوستوں کو تکلیف ہوئی اور وہ مٹی میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں اور ایسا کوچ کیا ہے کہ جس سے پلٹا نہیں جا سکتا۔ وہ واپس آنے کی خواہش تو کرتے ہیں لیکن انھیں اپنی اس آرزو سے روک دیا گیا ہے اور وہ کبھی بھی واپس نہیں آ سکتے۔ بلکہ یہ تو کہنے کی ہی بات ہے۔ اُن کے سامنے ایک برزخ ہے قبر سے مبعوث ہونے کے دن تک اور گویا تم بھی اسی حالت میں ہو گئے ہو جس میں وہ ہیں۔ اور تم بھی وہاں پہنچ گئے ہو جہاں وہ پہنچے ہیں تو تمھاری کیا کیفیت ہو گی۔ اور جب امور اپنی انتہا کو پہنچ گئے اور قبروں میں رہنے والوں کو نکالا گیا اور جو ان کے دلوں میں ہے اُسے ظاہر کیا گیا اور ان کا پالنے والا اُن کی حالت سے باخبر ہو گا اور گویا کہ خدا کی قسم میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تمھیں شہنشاہ معظم کے سامنے حساب کیلئے کھڑا کیا گیا ہے اور دل اُڑ رہے ہیں۔ گزشتہ گناہوں کے ڈر سے حجاب اور پردے درمیان سے اٹھا دیے گئے عیوب اور بھید ظاہر ہو گئے۔ شک و ریب جاتا رہا۔ وہاں ہر نفس کو اس کے کیے ہوئے کا بدلا دیا جائیگا اور بیشک خدا جلدی حساب لینے والا ہے۔ خداوند عالم ہمیں اور تمھیں اپنی کتاب پر عمل کرنیوالا اور اس کے رسول کی سنت کی اتباع کرنیوالا قرار دے تاکہ ہمیں اپنے فضل و

کرم سے اقامت کے گھر میں جگہ دے اور بیشک وہی اپنی رحمت کی وجہ سے لائق حمد و بزرگی ہے۔

خطبۂ شقشقیہ

اس خطبہ کے بعض حصے صاحب نہج البلاغہ نے ذکر کیے ہیں اور بعض چھوڑ دیے ہیں۔

ہمیں اس خطبہ کی خبر ہمارے استاد ابو القاسم تفیس انباری نے اپنی سند ابن عباس سے دی ہے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب امیر المومنین کی بیعتِ خلافت کی گئی تو ایک صف میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے کہ آپ کو اب تک کس چیز نے تاخیر میں رکھا تو آپ نے فی البدیہہ فرمایا خدا کی قسم فلاں (ابوبکر) نے میرا ہمن خلافت پہن لیا حالانکہ وہ میرے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے کہ میرا خلافت میں وہی حیثیت ہے جو چکی میں اس کی میخ کی ہوتی ہے۔ میں وہ (کوہِ بلند) ہوں جس پر سے سیلاب کا پانی گزر کر نیچے گر جاتا ہے۔ اور مجھ تک پرندہ پر نہیں مار سکتا (اس کے باوجود) میں نے خلافت کے آگے پردہ لٹکا دیا۔ اور اس سے پہلو تہی کر لی۔ اور سوچنا شروع کر دیا کہ اپنے کٹے ہوئے ہاتھ سے جو ہر کام کر گزرتا تھا حملہ کروں یا اس بھیانک تیرگی پر صبر کر لوں کہ جس میں بوڑھا چلتے سے رہ جاتا ہے اور چھوٹا بچہ گھٹنیوں چلنے لگتا ہے اور دوسری روایت میں ہے اور سوچنا شروع کیا کہ کٹے ہوئے ہاتھ سے حملہ کروں یا اس بھیانک تیرگی پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف اور بچہ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ اور مومن اس میں جدّ و جہد کرتا ہوا اپنے رب کے پاس پہنچ جاتا ہے پس مجھے اس میں صبر کرنا قرینِ عقل معلوم ہوا حالانکہ آنکھوں میں (غبار اندوہ کی) خلش تھی اور حلق میں (غم و رنج کے) پھندے لگے ہوئے تھے یہاں تک کہ میں

Marfat.com

کی موت کا وقت آگیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے صبر کیا۔ یہاں تک کہ پہلے نے اپنی راہ لی۔ پس عطا کر دی فلاں کو اپنے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ دوسرے کی طرف لڑکا دی پس تعجب ہے کہ وہ زندگی میں تو سبکدوش ہونا چاہتا تھا لیکن اپنے مرنے کے بعد اس کی بنیاد دوسرے کے لیے استوار کر گیا۔ پس اس نے خلافت کی بنیاد ایک سخت و درشت محل میں رکھ دی۔ جس کو چھو کر درشتی محسوس ہوتی جس کے چرکے کاری تھے، جہاں بات بات پر ٹھوکر کھانا اور پھر عذر کرنا تھا۔ پس لوگ اس شخص سے مبتلا ہو گئے کہ جس کے لیے وہ خلافت کو استوار کر گیا تھا یہاں تک کہ اس نے بھی اپنی راہ لی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تو اس سے معافی چاہتا تھا لیکن مرنے کے بعد دوسرے کے لیے اس کی بنیاد استوار کر گیا۔ بیشک ان دونوں نے سختی کے ساتھ خلافت کے بھتنوں کو آپس میں بانٹ لیا اس نے خلافت کو ایک سخت درشت محل میں رکھ دیا۔ وہ ایسا ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ اگر مہار کھینچتا ہے تو اس کی منہ زوری سے اس کی ناک کا درمیانی حصہ ہی شگافتہ ہوا جاتا ہے۔ اور اگر باگ کو ڈھیلا چھوڑتا ہے تو وہ اس کے ساتھ ہلاکت میں پڑ جائیگا۔ اور ایک روایت میں ہے اس کی وجہ سے لوگ کجروی، سرکشی، متلوّن مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے یہاں تک کہ یہ بھی جب اپنی راہ لگا تو خلافت کو چھ اشخاص میں شوریٰ قرار دیا۔ اور مجھے اس جماعت کا ایک فرد خیال کیا۔ پس اے اللہ مجھے اس شوریٰ سے تعجب ہے کہ یہ کس چیز میں تھا، کس کی طرف سے تھا، اور کیوں تھا اور مجھ سے کیوں اعراض کیا گیا۔ لیکن میں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب وہ زمین سے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں تو میں بھی ایسا کروں اور جب وہ اونچے ہو کر اڑنے لگیں تو میں بھی اسی طرح پرواز کروں۔ اور میں نے طویل سختی اور اس مدت کے ختم ہونے تک صبر کیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص کھڑا ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے اے اللہ مجھے اس شوریٰ سے کیا لگاؤ تھا۔ اور مجھ میں کب شک تھا کہ اب ان لوگوں میں میں شامل کر لیا گیا ہوں۔ پس ان میں سے ایک

Marfat.com

شخص تو کینہ و عناد کی وجہ سے مجھ سے منحرف ہو گیا۔ اور دوسرا دامادی اور ناگفتہ بہ حالات کی وجہ سے ادھر جھک گیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ بھلائے لیدر اور چارے کے درمیان کھڑا ہوا اور بنی امیہ اللہ کے مال کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل ربیع کا چارا چرتا ہے یہاں تک کہ اس کی بداعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور اسکی اجل نے اسے ہلاکت کے سپرد کر دیا۔ اور اس کی سواری نے اسے منہ کے بل گرا دیا۔ پس لوگوں کے ہجوم نے مجھے دہشت زدہ کر دیا جو میری طرف بجو کے ایال کی طرح ہر طرف سے لگاتار بڑھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ حسنؑ و حسینؑ کچلے جا رہے تھے۔ اور میری ردا کے دونوں کنارے کمزور ہو گئے۔ وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح ڈیرا ڈالے ہوئے تھے۔ پس جب میں امر خلافت کو لیکر اٹھا تو ایک گروہ نے میری بیعت توڑ ڈالی اور کچھ لوگ فاسق ہو گئے۔ اور دوسرا گروہ دین سے نکل گیا۔ اور تیسرا گروہ حق سے پھر گیا۔ گویا انھوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہیں تھا کہ یہ "آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کیلئے قرار دیا ہے جو دنیا میں نہ (بیجا) بلندی چاہتے ہیں نہ فساد پھیلاتے ہیں۔ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔" ہاں ہاں خدا کی قسم ان لوگوں نے اس آیت کو سنا اور یاد کیا تھا لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا تھا اور اسکی سج دھج نے انھیں لبھا لیا تھا۔

دیکھو اس رات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں اگر اللہ کا وہ عہد نہ ہوتا جو اس نے اپنے اولیاء سے کر رکھا ہے تو یہی خلافت کی باگ ڈور اس کے کندھے پر ڈال دیتا۔ اور اس کے آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس سے اس کے اوّل کو سیراب کیا تھا۔ آپ نے یہ شعر پڑھا:

شتّان ما یومی علی کورھاء ویوم حیان اخی جابرِ

ترجمہ: کہاں یہ دن جو ناقہ کے پالان پر کٹتا ہے اور کہاں وہ دن جو حیان برادر جابر کی صحبت میں گزرتا تھا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی روح چیزیں پیدا کیں۔ اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنیوالوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی اور وہ عہد نہ ہوتا جو اللہ نے علماء سے لے رکھا ہے کہ وہ ظالم کی شکم سیری اور مظلوم کی گرسنگی پر قرار سے نہ بیٹھیں تو میں خلافت کی باگ ڈور اس کے کاندھے پر ڈال دیتا۔ ایک روایت میں ہے اور تم اپنی دنیا کو میرے نزدیک بھیڑ کی بھینک سے بھی زیادہ بے اعتنا پاتے جب آپ اس مقام پر پہنچے تو کسی نے آپ کو ایک توشتہ پیش کیا۔ آپ اُسے دیکھنے لگے اور اپنا کلام قطع کر دیا تو ابن عباس نے کہا اے امیر المومنین آپ نے جہاں سے خطبہ چھوڑا تھا وہیں سے اس کا سلسلہ آگے بڑھائیں۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ابن عباس یہ توشقشقہ (گوشت کا وہ نرم لوتھڑا جو اونٹ کے منہ سے مستی و ہیجان کے وقت منہ سے نکلتا ہے) تھا جو ابھر کر دب گیا۔ اسی لفظ شقشقہ کی بنیاد پر اس خطبے کو شقشقیہ کہا جاتا ہے۔

خطبہ مدح رسولِ اکرمؐ

(حذف اسناد کے ساتھ) سعید بن عمیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ ایک دن امیر المومنین نے خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے زمینوں کو بچھایا اور آسمانوں کو سہارا دیا۔ جس نے شقی و سعید، گمراہ و ہدایت یافتہ دلوں کو اُن کی فطرت پر پیدا کیا۔ خدایا اپنی باشرافت رحمتیں اور بڑھنے والی برکتیں قرار دے۔ ہمارے آقا محمدؐ کے لیے جو تیرے رسول اور تیرے حبیب ہیں، گزشتہ انبیاء کے خاتم، بند دروازوں کے کھولنے والے، حق کا اعلان کرنے والے، سچی بات کرنے والے، اباطیل کے لشکروں کو دفع کرنیوالے، گمراہ لوگوں کے فتنوں کا قلع قمع کرنے والے پوری قوت کے ساتھ تیرے امر کو کھڑے ہوئے تیری مزید رضا کو چاہتے ہوئے نہ قدم پیچھے ہٹانے عزم میں کمزوری آئی۔

Marfat.com

تیرے عہد کی رعایت کرتے ہوئے۔ تیری محبت کی حفاظت کرتے ہوئے یہاں تک کہ روشنی لینے والے کے لیے آگ روشن کر دی اور بھٹکے بھولے کے لیے راستہ واضح کر دیا۔ آپ کے ذریعے لوگوں نے ہدایت حاصل کی۔ بعد اس کے کہ وہ فتنوں اور گناہوں میں غوطہ زن اور سخت تاریکی میں مخبوط الحواس پھر رہے تھے۔ اور احکام کے چراغ بلند میناروں پر روشن ہو گئے وہ تیرے امانت دار ہیں کہ جنھیں امین بنایا گیا ہے۔ اور تیرے مخزونِ علم کے خزانہ دار ہیں اور جزا و سزا کے دن تیرے گواہ ہیں اور عالمین پر تیری حجت ہیں۔ اور حق لیکر تیرے بھیجے ہوئے اور مخلوق کی طرف تیرے رسول ہیں۔ خدایا اپنے سایۂ رحمت میں انھیں وسعت عطا فرما۔ اور اپنے فضل سے چند در چند خیرات کی انھیں جزا دے۔ خدایا ہمیں اور انھیں آرام پہنچانے والی زندگی برقرار رہنے والی نصیحت انتہائی مرغوب اشیاء اور ثابت رہنے والی منتہی، اطمینان، اطراف راحت اور کرامت کے صحنوں میں جمع کر دے۔

خطبہ سانحۂ وفات رسول اکرمؐ

مجاہد نے بھی یہی کہا ہے۔ عکرمہ نے ابن عباس سے بیان کیا کہ جس وقت رسول اکرمؐ دفن ہو چکے تو عباس، ابوسفیان بن حرب اور بنی ہاشم کا ایک گروہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگے ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں نے آپ کو اس بات پر کافی اکسایا لیکن حضرت نے انکار کیا تو عباس نے کہا خدا کی قسم چند دنوں کے بعد آپ کی دقعت بالکل ختم ہو جائیگی۔ آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو فتنوں کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے عبور کرو اور منافرت پھیلانے کے راستے سے اپنے کو بلند کر لو۔ مخر و مباہات کے تاج اُتار دو، کامیابی اس کے لیے ہے جو پر و بال کے ساتھ کھڑا ہو ورنہ سلامتی کا راستہ اختیار کر لے۔ اور راحت میں رہے۔ گندلا پانی

اور وہ لقمہ جو کھانے والے کے حلق میں پھنس جائے۔ زیادہ قرینِ عقل ہے اس لقمہ سے جس کے سینے میں زنبور کا خوف ہو اور اس صاف پانی سے کہ جس سے پینے والے کو لذت تو حاصل ہو لیکن اس کی نظر انجام پر نہ ہو۔ اس وقت اگر میں کچھ کہوں تو کہیں گے کہ علیؑ میں ملک و سلطنت کی حرص ہے۔ اور اگر خاموش رہوں تو کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا ہے، دور ہے اور دور ہے بعد اس کے اور اس کے حالانکہ خدا کی قسم بچے کو اپنی ماں کے پستان سے اتنا انس نہیں ہوتا جتنا ابوطالبؑ کے فرزند کو موت سے ہے اور جتنا کسی شخص کو اپنے بھائیؑ اور چچا سے ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے البتہ میں اخمیر علم سے تیار ہوا ہے۔ اگر میں اُمت کو ظاہر کروں تو تم اس طرح مضطرب ہو جاؤ گے جیسے رسّی گہرے کنویں میں حرکت کرتی ہے۔

خطبہ در مدح نبیؐ اکرمؐ و ائمہ علیہم السلام

(حذفِ اسناد کے ساتھ) ہمیں حسن بن علی بن محمدؐ بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمدؐ بن علی بن حسین نے بیان کیا کہ میرے پدر بزرگوار حضرت امیر المومنینؑ نے مسجد کوفہ میں ایک دن ایک فصیح و بلیغ خطبہ مدح رسول میں ارشاد فرمایا۔ حمدِ خداوندی کے بعد فرمایا جب خدا نے ارادہ کیا کہ مخلوقات کو پیدا کرے اور موجودات کو خلق فرمائے تو زمین کے بچھانے اور آسمان کو بلند کرنے سے پہلے تمام خلائق کو ایک صورت میں مقیم کیا پھر اپنی عزت کے نور میں سے ایک نور کا فیضان کیا۔ اس کی روشنی سے ایک انگارہ چمکا اور وہ پھیل گیا۔ پھر وہ اسی صورت میں جمع ہو گیا اور اس میں ہمارے نبی کی ہیئت تھی۔ تو خداوند عالم نے اس سے کہا تو مختار ہے اور تجھ میں انوار ودیعت کئے گئے ہیں

اور تو مصطفٰے منتخب رضا منتخب اور مرتضٰی ہے تیری وجہ سے وادیاں بچھائیں اور آسمان
بلند کیے گئے اور پانی جاری کیا گیا اور ثواب و عذاب اور جنّت و جہنّم قرار دیا ہے اور تیرے
اہلبیت کے لیے ہدایت کا علم نصب کروں گا۔ اور اُن کے دلوں میں اپنا راز پوشیدہ رکھوں گا
اس طرح کہ پھر دقیق نکتہ بھی اُن کے لیے مشکل نہیں ہوگا۔ اور کوئی مخفی چیز ان سے غائب
نہیں ہوگی۔ اور انھیں اپنی مخلوق پر اپنی حجّت قرار دوں گا۔ وہ میری تقدیر سے باخبر
ہوں گے۔ میرے خزانوں کے اسرار کے واقف کار ہوں گے۔ پھر حق تعالٰی نے ان سے
اپنی ربوبیت کی گواہی لی اور اپنی وحدانیت کا اقرار لیا اور یہ کہ امامت ان میں
ہوگی، اور نور اُن کے ساتھ ہوگا۔ پھر خداوند عالم نے خلیفہ کو مخفی کر دیا۔ اور اپنے علم
مکنون میں غیب کے نشانات نصب کر دیے۔ پانی میں موج پیدا ہوئی اور اس سے
جھاگ اُبھری اور دھواں اٹھا۔ پھر عرش کو پانی پر رکھا، پھر ملائکہ کو ان انوار سے پیدا کیا
جن کو خلق کر چکا تھا اور مختلف انواع میں بنایا۔ پھر خداوند عالم نے زمین کو اور جو کچھ اس
میں ہے اسے پیدا کیا پھر اپنی توحید کا اپنے نبی محمدؐ کو قرین قرار دیا پس آسمانوں اور
زمین، ملائکہ، عرش و کرسی، آفتاب و ماہتاب، ستاروں اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے
آپکی نبوت کی گواہی دی پس جب اللہ تعالٰی نے آدمؑ کو خلق کیا تو ملائکہ کے سامنے آدمؑ
کے فضل کو واضح کیا اور انھیں دکھایا جس کے ساتھ اُسے اپنے علم سابق میں مخصوص کر
چکا تھا۔ پس آدمؑ کو ملائکہ کے لیے محراب و قبلہ قرار دیا پس انھوں نے اس کو سجدہ کیا اور
اس کے حق کو پہچانا۔ پھر آدمؑ کے سامنے اس نور کی حقیقت اور اس سر مکتوم کو بیان کیا
جب آدمؑ کی موت کا وقت قریب آیا تو اسے شیثؑ کے سپرد کر دیا۔ پھر وہ نور اصلاب
طاہرہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک عبدالمطلب تک پہنچا پھر عبداللہؑ کی
طرف پھر ہمارے نبی کی طرف پس آپ نے ظاہر و باطن، پوشیدہ اور علی الاعلان ان
لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور صاحبِ فہم لوگوں سے استدعا کی اے صاحبانِ علم و

فراست اس سرِ لطیف کے حقوق کو قائم رکھو۔ اور عقول کو پکارا یہ مقصود جو عالم وزمین نسل کے پہلے ودیعت کیا تھا اس کو قبول کر و پس جس نے موافقت کی تو اس نے اس نور کی کرنوں سے روشنی حاصل کی اور وہ اس عہد تک پہنچ گیا۔ جو امر باطن اور غامض علم میں ودیعت کیا گیا تھا اور جسے عقلت نے گھیر لیا۔ اور مشقتِ دنیا نے مشغول کر دیا۔ وہ دوری کا مستحق ہوا پھر یہ نور ہم میں منتقل ہوتا رہا اور ہماری طبائع میں چمکتا رہا پس ہم آسمان وزمین کے انوار اور نجات کی کشتیاں ہیں۔ اور ہم ہی علمِ مکنون ہیں اور ہماری ہی طرف امور کی بازگشت ہے۔ اور ہمارے مہدیؑ کے ذریعے حجتیں ختم ہونگی اور وہ خاتم الآئمہ ہے۔ امت کو ہلاکت سے نکالنے والا، منتہائے نور اور سرِ غامض ہے پس خوش گواری ہے اس کے لیے جو ہمارے حلقے کے ساتھ متمسک ہے اور وہ ہماری محبت پر محشور ہوگا۔

خطباتِ پند و نصائح

(حذفِ اسناد سے) عبد خیر سے مروی ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا خیر یہ نہیں کہ تیرا مال اور اولاد زیادہ ہو، بلکہ خیر یہ ہے کہ تیرا عمل کثیر اور حلم عظیم ہو۔ دنیا میں خیر صرف دو اشخاص کے لیے ہے ایک وہ جو گناہ کرنے کے بعد توبہ کے ساتھ ان کا تدارک کرے اور دوسرا وہ شخص جو اچھے کاموں میں جلدی کرے۔ اور تقویٰ کے ساتھ کوئی عمل بھی کم نہیں۔ اور وہ عمل کم بھی کس طرح ہو سکتا ہے جس کو سندِ قبولیت مل جاتی ہو۔

(حذفِ اسناد کے ساتھ) جعفر بن محمدؑ نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا حضرت امیر المومنینؑ نے ایک جنازہ کی مشایعت فرمائی

جب جنازہ مسجد میں رکھ دیا گیا تو جنازہ والوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی اور وہ آہ و بکا کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا تم کس بات پر روتے ہو۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں جو صاحب جنازہ دیکھ رہا ہے تو وہ چیز انھیں رونے سے غافل کر دے۔ خدا کی قسم اس (عزرائیل) کے لیے انھیں بار بار آنا ہے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا پھر آپ اُن کے درمیان کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں تمھیں خوف خدا کی وصیت کرتا ہوں اللہ کے بندو اس نے تمھارے لیے مثالیں بیان کی ہیں اور موت کا وقت معین کیا ہے تمھیں کان عنایت فرمائے جو یاد رکھ سکتے ہیں اُن چیزوں کو جو ان کی حسب پسند ہیں اور ایسے دل دیے جو سمجھتے ہیں ان باتوں کو جو اچانک ان پر وارد ہوتی ہیں۔ خداوند عالم نے تمھیں فضول پیدا نہیں کیا اور تمھیں بھلا بھی نہیں دیا بلکہ وسیع نعمتوں اور خوشگوار احسانات سے تمھیں مکرم کیا ہے۔ اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور طلب میں شوق کرو اور عمل کی طرف پشیمانی سے قبل اور لذتوں کو ختم کرنیوالی اور اجتماعات کو جدا کرنیوالی سے قبل جلدی کرو، دنیا کی نعمتوں کو ہمیشگی نہیں۔ اس کی تکالیف سے مامون نہیں رہا جا سکتا۔ یہ دھوکہ باز اور حیلہ ساز ہے۔ گرنے والا سہارا ہے۔ زائل ہونیوالی نعمت ہے خراب ہونیوالا مقام ہے۔ اللہ کے بندو! عبرتوں کے ساتھ وعظ حاصل کرو اور ڈرانیوالی چیزوں کے ساتھ ڈرو، گویا موت کے پنجے تم میں معلق ہو چکے ہیں مصیبت تمھیں اپنے گھیرے میں لے چکی ہے۔ نفخ صور، قبروں سے اٹھنا، محشر کی طرف جانا اور اٹھنے کے بعد حساب و کتاب کیلئے ٹھہرنے کی وجہ سے۔ اور دنیا کو ختم کرنیوالی چیزیں تمھیں ڈھانپ چکی ہیں۔ مخلوق اپنے پیدا کرنیوالے اور واپس بلانے والے کے پاس حاضر ہو گئی ہے اور نفس اپنے چلانے والے اور گواہی دینے والے کے پاس آگیا ہے اور ہر چھوٹی بڑی اور عظیم و حقیر چیز کو پرکھا جا رہا ہے اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک رہی ہے۔ کتابیں رکھ دی گئی ہیں۔ اور اس دن کی وجہ سے شہروں میں اضطراب آگیا ہے اور بندے

Marfat.com

خضوع وخشوع سے کھڑے ہیں۔ اور منادی ایک قریب جگہ سے پکار رہا ہے جانور محشور ہو چکے ہیں اور نفوس جوڑا جوڑا بنائے گئے ہیں اور جہنم کی آگ کو ظاہر کیا گیا ہے اس کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور اس کو زیادہ گرم کیا جا رہا ہے پس اللہ سے ڈرو اے اللہ کے بندو اس کا رحم چاہتے ہوئے۔ جو خدا سے ڈرتا ہے اور بصیرت رکھتا اور نصیحت حاصل کرتا ہے وہ جلدی استغفار طلب کرتا اور بھاگ کر نجات حاصل کرتا ہے اور مفاد کی طرف قدم بڑھاتا ہے۔ اپنی پشت زادِ راہ رکھتا ہے۔ اللہ انتقام لینے کے لیے کتاب خصومت جنت اور ثواب اور نعمتوں کے لحاظ سے کافی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت ثواب کے طور پر اور جہنم وبال وعذاب کے لیے کافی ہے۔ میں اللہ سے اپنے اور تمھارے لیے استغفار چاہتا ہوں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں اس کتاب حلیہ ابو نعیم کے کچھ الفاظ جو کہ فصل خطاب ہیں ہم تک پہنچے ہیں حذفِ اسناد کے ساتھ اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں :

● حضرت کا ارشاد یہ ہے کہ دنیا گزر جانے والا گھر اور آخرت رہنے والا گھر ہے۔ پس گزرگاہ سے جائے استقرار لیلیے کچھ لے لو اور اس کے سامنے پردے چاک نہ کرو جو تمھارے اسرار کا عالم ہے۔ دنیا کو اپنے دلوں سے نکال لو قبل اس کے کہ تمھارے اجسام سے خارج کیا جائے۔ دنیا تو تمھارے لیے جائے امتحان ہے تم اسی کے لیے تخلیق کیے گئے ہو۔ جب جنازہ اٹھتا ہے تو لوگ کہتے ہیں کیا چھوڑ گیا اور ملائکہ کہتے ہیں کہ ساتھ کیا لایا ہے۔ وہ آگے بھیجو جو تمھیں کچھ فائدہ پہنچا سکے، سارا یہیں چھوڑ کے نہ جاؤ وہ تمھارے لیے مضر ہوگا۔

● آپ نے فرمایا جب دیکھو کہ خداوند عالم پے در پے نعمات نازل فرما رہا ہے حالانکہ تم اس کی معصیت کر رہے ہو تو اس سے ڈرو۔

● آپ نے فرمایا بڑے گناہوں کے کفارہ کے اسباب میں سے فریاد کرنے والے کی

فریاد رسی اور مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرتا ہے اور آپ نے فرمایا جب تم پشت پھیر رہے ہو اور موت تمہاری طرف بڑھ رہی ہے تو کس قدر جلد ملاقات ہونیوالی ہے۔

● آپ نے فرمایا جو طویل امید رکھے برا عمل کریگا اور وہ برائی جو تجھے بری معلوم ہو اس نیکی سے بہتر ہے جو تجھے خوش کرے اور بھلی معلوم ہو۔

● آپ نے فرمایا کہ زمانہ جسموں کو کہنہ اور امیدوں کو نیا بنا دیتا ہے۔ موت کو قریب اور امید کو دور کرتا ہے۔ جو زمانہ پر کامیابی حاصل کر لیتا ہے تھک جاتا ہے اور جس سے زمانہ کا اقتدار چھن جاتا ہے وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

● آپ نے فرمایا مجھے تعجب ہے اس پر جو نا امید ہو جاتا ہے حالانکہ طلب بخشش اس کے پاس ہے۔

● آپ نے فرمایا زمین میں دو امانتیں موجود تھیں ایک اٹھ چکی ہے وہ رسول اکرمؐ تھے پس دوسری سے تمسک رکھو وہ استغفار ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے خدا ان پر عذاب نازل نہیں فرمائیگا جب تک تو (رسول) ان میں موجود ہے۔ آخر آیت تک۔

● آپ نے فرمایا جو اپنے اور خدا کے درمیان اصلاح کرے خدا اس کے اور لوگوں کے درمیان اصلاح کریگا۔ اور جو آخرت کے لیے عمل کرے خدا اس کے دنیا کے امور کو سنوار دیگا اور جس کا اپنے نفس میں واعظ موجود ہو خدا کی طرف سے بھی اس کا کوئی محافظ ہوگا۔

● آپ نے فرمایا کتنے ایسے لوگ ہیں کہ جن پر درجہ بدرجہ احسانِ خداوندی ہوتا رہتا ہے اور وہ خدا کی پردہ پوشی کی وجہ سے مغرور ہو جاتے ہیں۔ اور لوگوں کا اس کے متعلق اچھی باتیں کرنا اسے مفتون کر دیتا ہے۔ اور کس قدر فرق ہے دو عملوں کے درمیان: ایک عمل تو وہ ہے جس کی لذت ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کا ضرر باقی رہتا ہے اور ایک وہ عمل ہے جس کی تکلیف ختم اور اجر و ثواب باقی رہتا ہے۔

Marfat.com

● آپ نے فرمایا صدقہ کے ذریعے رزق کے نزول کو طلب کرو۔ جیسے یقین ہو کہ جانے والی چیز کی جگہ دوسری چیز لے لیگی وہ عطیہ دینے میں سخاوت کریگا۔

● آپ نے فرمایا جسے چار چیزیں دی گئی ہیں وہ چار چیزوں سے محروم نہیں رہتا جسے دعا کی توفیق حاصل ہے وہ قبولیت دعا سے محروم نہیں جس کے پاس توبہ موجود ہے وہ قبولِ توبہ سے محروم نہیں۔ جسے مغفرت دیگئی وہ مغفرت سے محروم نہیں جسے توفیق شکر دی

● آپ نے فرمایا اور اسکی تصدیق کتاب خدا میں موجود ہے۔ خداوند عالم دعا کے متعلق فرماتا ہے مجھے پکارو میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔ توبہ کے متعلق ارشاد ہے سوائے اس کے نہیں اللہ پر توبہ قبول کرنا لازم ہے۔ ان لوگوں کے لیے جو جہالت کی وجہ سے برے کام کرتے ہیں۔ استغفار کے لیے فرماتا ہے جو برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر طلبِ مغفرت چاہے آخر آیت تک۔ اور شکر کے بارے میں ارشاد ہے۔ اگر تم شکر کرو تو میں ضرور تمھیں زیادہ دوں گا۔

● آپ نے فرمایا استغفار کرنا علیین کا درجہ ہے اور یہ ایسا نام ہے جو چھ معانی پر صادق آتا ہے۔ پہلا یہ ہے کہ کیے ہوئے کام پر پشیمان ہونا، دوسرا یہ کہ ترک اور دوبارہ نہ کرنیکا قصد کرنا۔ اور تیسرا یہ کہ حقوق کو ادا کرنا تاکہ جب بارگاہِ الٰہی میں جائے تو اس پر کسی قسم کی پاداش باقی نہ رہے۔ اور چوتھا یہ کہ ہر فریضہ کو اپنے ذمے لے اور اس کو پوری طرح ادا کرے۔ اور پانچواں یہ کہ مغموم و احزان میں اس گوشت کو پگھلائے کہ جو حرام سے اگا ہے یہاں تک کہ اپنے جسم کو حلال کا گوشت دے اور چھٹا یہ کہ اپنے جسم کو اطاعت سے تکلیف کا مزہ چکھائے جس طرح اس نے گناہ کی لذت کا مزا لیا ہے۔

● آپ نے فرمایا ان لوگوں میں سے نہ ہو جو دنیا کے عمل سے آخرت کو طلب کرتے ہیں۔ اور طویل امیدوں سے توبہ میں تاخیر کرتے ہیں۔ دنیا میں رہ کر باتیں تو زاہدوں

Marfat.com

والی کرتے ہیں اور دُنیا میں عمل اس میں رعیت کرنے والوں جیسا کرتے ہیں۔ اگر دُنیا ان سے تھوڑا ملے تو اس سے سیر نہیں ہوتے اور اگر زیادہ ملے تو اس پر قناعت نہیں کرتے۔ لوگوں کو تو اچھی چیز کا حکم دیتے ہیں لیکن خود اچھے کام نہیں کرتے۔ برائی سے روکتے ہیں لیکن خود نہیں رُکتے۔ نیک لوگوں سے محبت رکھتے ہیں لیکن اُن جیسا عمل نہیں کرتے۔ گناہگاروں سے بغض تو رکھتے ہیں لیکن خود بھی انہی میں سے ہیں جو کثرتِ گناہ کو پسند نہیں کرتے اور وہ ہمیشہ وہی کام کرتے ہیں جنھیں خدا پسند نہیں کرتا۔ انھیں اپنا نفس بھلا معلوم ہوتا ہے جب تک وہ آرام میں ہوتے ہیں اور جب مبتلا ہو جاتے ہیں تو نا امید ہو جاتے ہیں جب کوئی مصیبت آتی ہے تو مضطر ہو کر دعا مانگتے ہیں اور جب اس مصیبت سے نجات مل جاتی ہے تو غرور سے مُنہ پھیر لیتے ہیں۔ وہ چیزیں جن کا صرف گمان ہوتا ہے اس میں نفس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ اور جن باتوں کا انھیں یقین ہے اس میں نفس کو اپنے تابع نہیں کرتے۔ اگر تونگر ہو جاتے ہیں تو تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اگر محتاج ہو جاتے ہیں تو مایوس بن جاتے ہیں معصیت کی طرف توجہ تو کرتے ہیں لیکن توبہ کو التوا میں ڈال دیتے ہیں عبرتوں کو بیان کرتے ہیں لیکن ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے۔ وعظ و نصیحت میں مبالغہ کرتے ہیں لیکن خود نصیحت نہیں پکڑتے۔ وہ باتیں تو زیادہ کرتے ہیں لیکن عمل کم کرتے ہیں۔ فنا ہونے والی چیز میں رغبت اور باقی رہنے والی چیز میں سماحت برتتے ہیں۔ فائدہ کی چیز کو تاوان خیال کرتے ہیں۔ اور تاوان کو غنیمت سمجھتے ہیں موت سے ڈرتے ہیں لیکن فنا ہونے سے پہلے سبقت نہیں کرتے۔ دوسروں کے گناہوں کو عظیم اور اپنے گناہوں کو قلیل سمجھتے ہیں جو اطاعت اُن سے سرزد ہوئی اسے کثیر اور دوسرے کی اطاعت کو کم خیال کرتے ہیں۔ وہ لوگوں پر تو طعن و تشنیع کرتے ہیں اور اپنے نفس سے نفاق برتتے ہیں۔ تونگر لوگوں کے ساتھ لغویات میں وقت گزارتا ہے اور فقراء کے

Marfat.com

ساتھ بیٹھ کر ذکر خدا سے زیادہ محبوب ہے۔ دوسروں کو ہدایت اور اپنے نفس کو گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو؟ اور اپنے کو بھول جاتے ہو!

- آپ نے فرمایا جو اس حالت میں صبح کرے کہ وہ دُنیا پر حریص ہو تو وہ قضائے الٰہی پر ناراض ہے۔ اور جو اس حالت میں صبح کرے کہ جو مصیبت اس پر نازل ہوئی ہے اس کی شکایت اپنی ہی ایسی مخلوق سے کرے تو وہ خدا کی شکایت کر رہا ہے۔ اور جو کسی غنی کے پاس جائے اور اس کی دولت کی وجہ سے اس کی عزت کرے تو اس کے دین کے دو ثلث گئے۔ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان بدن دل اور زبان کے مجموعہ کا نام ہے۔ اور تواضع میں جسم اور زبان کا استعمال ہوتا ہے اور اگر ان کے ساتھ دل بھی ملا لیا جائے تو پھر سارا دین چلا جاتا ہے۔
- آپ نے فرمایا کچھ لوگ اللہ کی عبادت (جنّت کی) آرزو میں کرتے ہیں۔ یہ تاجروں والی عبادت ہے۔ اور کچھ لوگ اس کی عبادت (جہنّم کے) خوف سے کرتے ہیں یہ غلاموں والی عبادت ہے اور کچھ لوگ شکرانہ کے طور پر عبادت کرتے ہیں یہ شریفوں والی عبادت ہے۔
- آپ نے فرمایا نعمتوں کے چلے جانے سے ڈرو کیونکہ ہر جانے والی چیز واپس نہیں لوٹتی۔ اس کی نعمات کی شکر گزاری میں
- آپ نے فرمایا اگر خدا نے معصیت کی وجہ سے بندوں کو جہنّم کی دھمکی نہ بھی دی ہوتی تب بھی لازم تھا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جانی چاہیے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ دونوں شعر امیر المومنینؑ ہی کے ہیں:

هب البعث لم تاتنا رسله   وجاحمة النار كم تضرم

اليس من الواجب المستحق   حياء العباد من المنعم

ترجمہ: فرض کرو کہ موت کے بعد میدان حشر میں اٹھنے کی خبر اس کے رسول ہمارے

پاس نہیں لائے اور زیادہ گرمی پہنچانے والی آگ روشن نہیں کی ہے تو کیا یہ ضروری اور
قابلِ استحقاق نہیں کہ بندے احسان کرنیوالے سے شرم وحیا کریں۔

• آپ نے فرمایا عبرتیں کس قدر زیادہ اور عبرت حاصل کرنیوالے کس قدر کم ہیں۔

• آپ نے فرمایا کہ کم از کم جو چیز اللہ کی طرف سے تم پر لازم ہے یہ ہے کہ اس کی
نافرمانی کرنے کے لیے اسکی نعمتوں سے امداد نہ لو۔

• آپ نے فرمایا مدت طویل ہونے کے باوجود کوتاہ ہے۔ جانیوالا رہنے والے
کے لیے عبرت ہے میت زندہ کے لیے نصیحت ہے۔ گزرا ہوا کل واپس نہیں آئیگا
اور آنیوالے کل کا تجھے وثوق نہیں۔ اور ہر ایک دوسرے سے جدا ہونیوالا اور اس
سے ملحق ہونیوالا ہے۔ اس دن کے لیے تیاری کر جس دن مال و اولاد کوئی نفع نہیں
دے گی مگر وہ جو قلب مطمئنہ کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوا۔

• صبر کرو اس کام کے کرنے پر جس کے ثواب کی تمہیں ضرورت ہے اور اس عمل
سے باز رہو جس کے عتاب پر تم سے صبر نہیں ہو سکے گا۔ کیونکہ اطاعت پر صبر کرنا عذاب
پر صبر کرنے کی نسبت زیادہ آسان ہے۔ تم تو گنے چنے سانس لے رہے ہو، امید
لمبی ہے اور مدت محدود ہے اس مدت کیلئے ختم ہونا ضروری ہے اور ان سانسوں
نے شمار ہونا ہے اور امیدیں لپیٹ دی جائیں گی اور تمہارے اوپر محافظ موجود ہیں
وہ قابلِ احترام کاتب ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو۔

• آپ نے فرمایا خلوتوں میں خدا کی نافرمانیاں کرنے سے بچو کیونکہ دیکھنے والا
ہی فیصلہ کرنے والا ہے۔

• آپ نے فرمایا کتنے امید کرنیوالے ہیں ایسی چیزوں کی جن تک نہیں پہنچ سکتے۔
اور کتنے بنانیوالے ہیں ایسے مکانات کو جن میں رہ نہیں سکیں گے۔ ان میں سے
جن کو عنقریب چھوڑ کے چلے جائیں گے۔ اور ہو سکتا ہے انھوں نے یہ مال باطل سے

جمع کیا ہو۔ اور حرام مال پایا ہو اور اس سے کئی گناہوں کا ارتکاب کیا ہو۔ اور بہت سے لوگ کسی دن کی طرف رُخ کرتے ہیں لیکن اس سے پُشت نہیں پھیرتے۔ اور کتنے ہیں کہ دن کی ابتدا میں ان پر رشک کیا جاتا ہے اور دن کے آخری حصّے میں اس پر کھڑے ہو کر گریہ کرتے ہیں۔

• آپ نے فرمایا تمام زہد و پرہیزگاری قرآن مجید کے دو کلمات میں موجود ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تاکہ تم افسوس نہ کرو اس پر جو تمھارے ہاتھ سے نکل چکا ہے اور اس پر خوشی نہ کرو جو تمھیں مل گیا ہے۔ جو جانیوالے کا افسوس نہ کرے اور آنے والی چیز پر خوش نہ ہو وہی زاہد ہے۔

• آپ نے فرمایا بہترین زہد اخفائے زہد ہے۔

• آپ نے فرمایا خدا سے اتنا ڈرو جتنا اس نے تمھیں ڈرایا ہے۔ اور اس طرح ڈرو کہ اس کا اثر تمھارے اوپر ظاہر ہو۔ دکھاوے اور شہرت کے لیے کوئی عمل نہ کرو۔ کیونکہ جو چیز خدا کیلئے عمل کرتا ہے خدا اسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے جس کے لیے اس نے عمل کیا ہے۔

• آپ نے فرمایا وقت قریب ہے کہ جب لوگ تین چیزوں کو ڈھونڈھیں گے حلال کا پیسہ، سچی زبان اور ایسا بھائی جس سے راحت ملے۔

• آپ نے فرمایا موت کے لیے تیار ہو جاؤ اس کا بادل تم پہ چھا چکا ہے اور ایسا گروہ ہو کہ جسے پکارا گیا وہ بیدار ہو گیا اور مقصد تک پہنچ گیا۔ تمھارے اور جنّت و جہنّم کے درمیان موت کے علاوہ کچھ نہیں۔ اور جس غایت کو لحظے اور گھڑیاں ختم کر رہے ہوں وہ اس لائق ہے کہ اس کی مدّت ختم ہو جائے اور وہ غائب جس کو نئے دن و رات ہنکار رہے ہوں وہ اس قابل ہیں کہ جلدی لوٹ آئیں۔ خدا رحم کرتا ہے اس بندے پر جو حکمت کی بات سنے اور اُسے یاد رکھے۔ اور اسے اخلاص کی طرف

بلایا جائے یا خلاصیٔ نفس کی طرف بلایا جائے، وہ قریب ہو اور سیدھے راستے پر چلے او
نجات پائے، اپنے رب سے محبّت کرے، اپنے گناہ سے خوف کھائے، نیک ہو کر آگے
بڑھے اور خالص عمل کرے اور وہ کسب کرے جو ذخیرہ بنے اور اس چیز سے اجتناب
کرے جس سے ڈرایا گیا ہو، نشانہ پر تیر مارے اور انعام پائے، خواہش کو کچلے اور امید
کو جھٹلائے، صبر کو نجات کی سواری بنالے اور تقویٰ موت کے وقت اس کا زادراہ ہو
واضح راستے کو پکڑے، مہلت کے وقت کو غنیمت جانے اور اجل کی طرف جلدی کرے
اور عمل کو زادراہ بنائے۔

- آپ نے دُنیا کی تعریف میں فرمایا۔ وہ ایسا گھر ہے جس کی ابتدا تکلیف اور اس
انجام فنا ہے۔ اس کے حلال میں حساب اور حرام میں عقاب ہے۔ جو اس میں تونگر ہو جا
وہ فاسد ہو جاتا ہے جو فقیر ہو وہ محزون رہتا ہے جو اس کے حاصل کرنے کی کوشش کر
یہ اس سے دُور بھاگتی ہے جو اس کی تحصیل سے مُنہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے پاس یہ
چل کر آتی ہے۔
- آپ نے فرمایا جسے تھوڑا مال منافع نہیں دیتا اسے زیادہ بھی نہیں دے گا۔
- آپ نے فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کر، علماء کا اکرام اور بھائی
کی لغزشوں سے چشم پوشی کر۔ تجھے اوّلین و آخرین کے سردار نے اپنے اس قول کے سا
ادب سکھایا ہے کہ جو تجھ پر ظلم کرے اسے معاف کر دے۔ جو تجھ سے قطع رحمی کرے اس
سے صلۂ رحمی کر اور جو تجھے محروم کرے اسے عطا کر۔
- جب آپ قبرستان سے گزرے آپ نے فرمایا: تم پر سلام ہو اے قبروں
رہنے والو! تم ہمارے سلف اور ہم تمھارے خلف ہیں اور انشاء اللہ تمھارے س
ملنے والے ہیں۔ تمھارے گھروں میں سکونت کر لی گئی ہے تمھاری بیویوں نے نکاح کر
ہیں تمھارے مال تقسیم کر لیے ہیں۔ یہ تو ہمارے ہاں کی خبریں ہیں افسوس! (یہ معلوم ہو

Marfat.com

ہمارے پاس کیا اطلاعات ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اگر وہ بول سکیں تو ہمیں بتائیں کہ ہم نے تقویٰ کو بہترین زادِ راہ پایا ہے۔

- آپ نے فرمایا تعجب ہے اس شخص سے جو دعا کرتا ہے اور قبولیت کو مؤخر سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس کے راستے کو تو اس نے گناہوں کی وجہ سے بند کر رکھا ہے۔
- آپ نے توبہ کرنیوالوں کی صفت میں فرمایا۔ انھوں نے گناہوں کے درخت بوئے جو ان کی آنکھوں اور دلوں کی آرزو تھی۔ لیکن اسے ندامت کے پانی سے سیراب کیا تو انھیں سلامتی کا پھل ملا اور رضائے الٰہی و کرامتِ خداوندی انجام میں پائی۔

خطبۂ مدحِ صحابۂ کرامؓ

قرشی کہتا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) ابی اراکہ سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی۔ بعد سلام دائیں طرف مڑ کر بیٹھ گئے۔ پھر آپ رُکے رہے گویا آپ پر حزن طاری تھا۔ یہاں تک کہ دھوپ دیوارِ مسجد پر پڑی ایک نیزہ یا دو نیزے برابر۔ آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے پلٹائے۔ اور فرمایا میں نے اصحابِ محمدؐ کو دیکھا کہ آج کوئی بھی ان جیسا نہیں۔ وہ اس حالت میں صبح کرتے کہ ان کے بال پریشان، چہرے غبار آلود اور زرد ہوتے اور ان کی پیشانی پر بکری کے گھٹنے کی طرح گھٹے پڑے ہوتے۔ انھوں نے رات عبادتِ خدا میں سجدہ اور قیام کی حالت میں گزاری کتابِ خدا کی تلاوت کرتے۔ وہ پیشانیوں اور قدموں کے ذریعے راحت حاصل کرتے، جب صبح ہوتی تو یادِ خدا میں اس طرح مضطرب ہوتے جیسے سخت آندھی کے دن درخت میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو اتنے بہتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے

تھے۔ خدا کی قسم گویا ایسا معلوم ہوتا کہ انھوں نے رات غفلت میں کاٹی۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو عبادت میں سستی کرتے نہ پایا گیا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم لعین نے آپ کو ضربت لگائی۔

ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیہ میں لکھا ہے (حذف اسناد سے) حسن بصری سے روایت ہے وہ کہتا ہے حضرت علیؑ نے فرمایا خوشخبری ہے ان کے لیے جو لوگوں کو پہچانتے ہیں لیکن لوگ انھیں نہیں پہچانتے۔ وہ تاریکی کے چراغ اور ہدایت کے امام ہیں۔ انہی کے سبب خداوند عالم اس امت سے فتنہ اور ظلمت کو دور کرتا ہے انھیں خداوند عالم اپنی رحمت و فضل میں داخل کریگا۔ وہ بیہودگیوں کو نہیں پھیلاتے اور نہ وہ جھگڑالو ہیں۔

مجاہد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک دن مومن کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا اس کا غم و اندوہ اس کے دل میں ہوتا ہے۔ اس کے چہرے پر خوشی ہوتی ہے۔ وہ پسند کے لحاظ سے زیادہ وسیع اور قدر و منزلت میں بلند ہوتا ہے بلندی کو ناپسند کرتا ہے۔ شہرت کو دوست نہیں رکھتا۔ اس کا غم طویل اور مقصد بعید ہوتا ہے، زیادہ خاموش رہتا ہے۔ منافع بخش چیز میں مشغول رہتا ہے۔ زیادہ شکر اور زیادہ صبر کرنیوالا ہوتا ہے، اس کا دل یادِ خدا سے آباد ہوتا ہے اسکا خلق آسان اور طبیعت نرم ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ مومن کی زبان اس کے دل کے پیچھے اور منافق کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے کیونکہ مومن جب کلام کرنیکا ارادہ کرتا ہے پہلے دل میں اسے سوچتا ہے اگر وہ بات اچھی ہوتی ہے تو اسے ظاہر کرتا ہے اور اگر بری ہوتی ہے تو اسے چھپا لیتا ہے۔ اور منافق، جو اسکی زبان پر آتا ہے کہہ ڈالتا ہے معلوم نہیں ہوتا کہ کونسی بات اس کے لیے مفید اور کونسی مضر ہے۔ اور میں نے رسول اللہ کو کہتے

Marfat.com

ہوئے سُنا کہ کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست نہیں جب تک اس کی زبان مستقیم نہ ہو۔ اور تم میں سے جو اس کی طاقت رکھتا ہے کہ خدا کی ملاقات اس حالت میں کرے کہ اس کی زبان مسلمانوں کی بدگوئی سے بچی ہوئی ہو اور ہاتھ ان کے مال سے پاک ہوں تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔

اور مجاہد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امیر المومنینؑ کو کہتے ہوئے سُنا کہ اما بعد تحقیق خداوند عالم نے مخلوق کو پیدا کیا جب بھی پیدا کیا وہ ان کی اطاعت سے بے پرواہ تھا اور ان کی نافرمانی سے اسے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ کیونکہ نافرمان کی نافرمانی اسے ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اور اطاعت گزار کی اطاعت سے اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

پس اس دارِ دنیا میں متقی ہی صاحبانِ فضائل ہیں۔ وہ درست بات کرتے ہیں اُن کا لباس میانہ روی ہے۔ ان کی زندگی تواضع و انکساری ہے وہ محرمات سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ انھوں نے اپنے کان نفع بخش علم کے لیے وقف کر دیے ہیں۔ اگر امید نہ ہوتی تو ثواب جزیل کے شوق اور دردناک عذاب کے خوف سے ان کی ارواح اور ان کے ابدان میں آنکھ جھپکنے کی دیر تک بھی نہ ٹھہر سکتے۔ ان کے دلوں میں خالق کی عظمت اتنی پیدا ہو گئی ہے کہ اس کے علاوہ اور چیزیں ان کی نظروں میں حقیر ہیں۔ وہ گویا جنت کو دیکھ چکے ہیں۔ اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اور وہ جہنم کو بھی دیکھ رہے ہیں۔ اور اس کے عذاب میں اپنے کو مبتلا سمجھ رہے ہیں ان کے دل محزون ہیں لوگ ان کے شر سے محفوظ ہیں، ان کے جسم نحیف ہو چکے ہیں ان کی حاجات مختصر ہیں۔ انھوں نے چند دن صبر کیا ہے اور اس کے بدلے میں انھیں ابدی راحت نصیب ہوئی ہے۔ رات کو ان کے قدم صف بستہ ہیں۔ وہ انتہائی محترم اور بہترین نظم کے کلام کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کو مزین کر کے اور ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

جب وہ کسی ایسی آیت سے گزرتے ہیں جس میں جنّت کی تشویق کا ذکر ہے تو اس کی خواہش میں اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور ان کے دل شوق و محبت سے اس کی طرف جھک جاتے ہیں اور جب کسی ایسی آیت سے گزرتے ہیں جس میں جہنّم کا خوف دلایا گیا ہے تو وہ دل کے کانوں سے اسے بغور سنتے ہیں۔ انھوں نے اپنے کانوں میں جہنّم کی آواز کی تمثیل پیدا کر لی ہے۔ انھوں نے اپنی پیشانیاں، گھٹنے اور قدموں کے کنارے فرش بنا لیے ہیں۔ وہ اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر جہنّم سے اپنی گردنوں کو آزاد کرانے کی تمنّا کرتے ہیں۔ اور دن کے وقت وہ علماء بُردبار، ابرار اور متقی ہیں۔ ان کو خوف نے اس طرح چھیل دیا ہے جیسے تیر کو چھیلا جاتا ہے۔ دیکھنے والا انھیں دیکھ کر مریض سمجھتا ہے حالانکہ انھیں کوئی بیماری نہیں۔ اور دیکھنے والا کہتا ہے کہ ان کے دماغ میں خلل آگیا ہے حالانکہ ایک امرِ عظیم نے انھیں پریشان کر رکھا ہے۔ وہ اپنے قلیل اعمال پر راضی نہیں ہوتے اور زیادہ اعمال کو کثیر نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے لیے راستہ ہموار کر رہے ہیں یا اہتمام میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہ اپنے اعمال سے ڈرتے رہتے ہیں جب ان میں سے کسی کی پاکیزگی بیان کی جائے تو اسے سخت ڈر لگتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں۔ خدایا مجھ سے مواخذہ نہ کرنا اس بات پر جو یہ کہہ رہے ہیں۔ اور مجھے اس سے بہتر قرار دے جس کا انھیں میرے متعلق گمان ہے۔ اور میرے وہ گناہ بخش دے جنھیں یہ نہیں جانتے۔ ان میں سے ہر ایک کی علامت یہ ہے کہ تو اسے دین میں قوی، یقین میں باورع، علم میں ہوشیار، حلم میں صاحبِ عزم تونگری میں میانہ رَو، عبادت میں خضوع و خشوع کرنے والا، فقر و فاقہ میں متحمل، سختی و شدّت میں صابر، حلال کا طلب گار، طمع سے رُکنے والا دیکھے گا، نیک اعمال کے باوجود وہ خوفناک ہوگا، آپس میں صلح کے لیے کوشاں۔ شام اس حالت میں کریگا کہ اس کی صحت شکر ادا کرتی ہوگی۔ صبح کریگا تو اس کا مشغلہ تفکّر ہوگا۔ اس سے اچھائی کی امید کی جائیگی

اور اس کی بدی سے لوگ محفوظ ہوں گے۔ جو اس پر ظلم کریگا وہ اسے معاف کر دیگا۔ جو اسے محروم کرے گا اسے یہ عطا کریگا۔ جو اس سے قطع رحمی کریگا یہ اس سے صلۂ رحمی برتے گا۔ پھسلنے کی جگہوں میں زیادہ صابر، مکارم میں زیادہ باوقار اور رضا کی حالت میں زیادہ شکر گزار ہوگا۔ بُرے الفاظ سے کسی کو یاد نہیں کریگا، کسی کی عیب جوئی کرتا نظر نہیں آئیگا۔ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہیں دیگا۔ کسی کے مصائب پر اس کی شماتت نہیں کریگا۔ باطل میں داخل نہیں ہوگا۔ حق سے نہیں نکلے گا۔ اگر کوئی اس کے خلاف بغاوت کرے تو صبر کریگا تاکہ خدا ہی اس کا انتقام لے۔ اس کا نفس سختی میں ہوگا اور لوگ اس سے راحت میں ہوں گے۔ اپنے نفس کو آخرت کی طلب میں تھکا دیگا اور اپنے آقا و مولا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے شوق میں دنیا سے پرہیز کریگا!

توصیفِ فقیہ

ابونعیم کہتا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) عاصم بن حمزہ امیرالمومنینؑ سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا مکمل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس اور اس کے عذاب سے مامون نہ کرے، انھیں نافرمانی کی کھلی چھٹی نہ دے اور دوسری چیزوں میں رغبت کرنیکی وجہ سے قرآن کو نہ چھوڑے۔ اس عبادت میں اچھائی نہیں جس میں علم نہ ہو اور وہ قرأت اچھی نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

مروّت

آپ سے ایک شخص نے مروّت کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ کھانا کھلانا اور بھائیوں

Marfat.com

کی دیکھ بھال کرنا۔ پڑوسیوں کی تکالیف دُور کرنا۔ پھر یہ آیت پڑھی کہ بیشک خداوند
عالم تمھیں انصاف اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

وَصَایا

(حذف اسناد کے ساتھ) عامر شعبی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا لوگو یہ باتیں
مجھ سے لے لو۔ اگر تم اپنی سواریوں پر سوار ہو کر انھیں نحیف و کمزور بھی بنا دو تو ایسی
باتوں کو نہیں پا سکو گے۔ بندہ اپنے پالنے والے کے علاوہ کسی سے ایسی امید نہ
رکھے اور گناہ کے علاوہ اُسے کسی چیز کا خوف نہ ہو اور جو چیز نہیں جانتا اس کے سیکھنے
سے شرم نہ کرے۔ اور جس چیز کے متعلق اسے کوئی علم نہ ہو اور اس کی بابت اس سے
سوال کیا جائے تو اس بات کے کہنے سے نہ شرمائے کہ میں نہیں جانتا۔

اور جان لو کہ صبر کو ایمان سے وہی نسبت ہے جو سر کو جسم سے ہے۔ وہ جسم کوئی
جسم ہی نہیں جس میں سر نہ ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم نے ایک نبی کی طرف وحی کی کہ کوئی خاندان
کوئی بستی والے ایسے نہیں کہ جو میرے لیے ایسے ہو جائیں جیسا میں دوست رکھتا ہوں
پس وہ اس حالت کو چھوڑ کر ایسے ہو جائیں کہ جسے میں مکروہ سمجھتا ہوں تو ان کی پسندیدہ
حالت کو ان کی ناپسندیدگی کی طرف بدل دوں گا۔ اور کوئی اہلِ خانہ یا اہلِ بستی ایسے
نہیں کہ وہ اس حال میں ہوں جسے میں ناپسند کرتا ہوں اور وہ اپنے کو ایسی حالت
بتدیل کر لیں کہ جو مجھے محبوب ہے تو میں بھی ان کی ناپسند حالت کو ان کی پسند کے
مطابق کر دوں گا۔

Marfat.com

وصیت بنام کمیل بن زیاد

(حذف اسناد سے) کمیل بن زیاد کہتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیؑ میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے جبان کی طرف لے گئے۔ جب ہم صحرا میں پہنچے تو آپ بیٹھ گئے اور ایک لمبی سانس لی۔ پھر فرمایا اے کمیل بن زیاد یہ دل ظرف ہے۔ ان میں سے بہترین وہ ہے جو زیادہ حفاظت کرنے والا ہو۔ جو بات میں تمھیں کہتا ہوں اسے محفوظ رکھنا۔ لوگ تین قسم کے ہیں۔ ایک عالمِ ربانی ہے ایک تعلیم حاصل کرنیوالا ہے جو نجات کی راہ پر چل رہا ہے۔ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جو فضول اور بیوقوف ہیں، بُلانے والے کے پیچھے لگ جاتے ہیں ہر ہوا کے ساتھ جھک جاتے ہیں۔ انھوں نے نورِ علم کے ساتھ روشنی حاصل نہیں کی اور قابلِ وثوق رکن کو اپنی پناہ گاہ نہیں بنایا۔ اے کمیل علم مال سے بہتر ہے (اس لیے) کہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور مال کی تو حفاظت کرتا ہے۔ علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے اور مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے۔ محبتِ علم وہ دین ہے کہ جسے اپنایا جاتا ہے۔ علم سے زندگی میں اطاعت کسب کی جاتی ہے اور مرنے کے بعد ذکرِ جمیل باقی رہتا ہے۔ مال کو خرچ کرنا کم کر دیتا ہے اور علم کو خرچ کرنا اس کی زیادتی کا باعث بنتا ہے۔ علم حاکم اور مال محکوم ہے۔ اے کمیل! مال جمع کرنیوالے زندگی میں مر جاتے ہیں اور علماء رہتی دُنیا تک زندہ ہیں۔ ان کے جسم مفقود ہوتے ہیں لیکن ان کی تصویریں دلوں میں موجود رہتی ہیں۔ پھر فرمایا ہائے افسوس! اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہاں بہت زیادہ علم موجود ہے اگر اس کے حاملین مجھے مل جاتے پھر فرمایا ہاں ایسے امین ملتے ہیں جو امین نہیں، وہ دین کو دُنیا کا آلۂ کار بناتے ہیں۔ وہ اللہ کے احسانات کے ساتھ اس کے بندوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لکھنے والوں سے اُسے چھپاتے ہیں۔ یا ایسے لوگ ہیں جو اہلِ حق سے عناد رکھتے ہیں کہ پہلا شبہ جو انھیں پیش آتا ہے

Marfat.com

اس سے اس کے دل میں شک پیدا ہو جاتا ہے۔ نہ وہ حاملِ علم بن سکتا ہے، بلکہ یہ تو لذّاتِ دُنیوی کے حریص ہیں۔ آسانی سے شہوت کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ مال کے جمع کرنے اور ذخیرہ کرنے کے دھوکے میں آگئے ہیں وہ دین کے کسی حصّے میں نہیں۔ انھیں زیادہ تشبیہ جنگل میں چرنے والے جانوروں سے دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح علم حاملینِ علم کے مرنے سے ختم ہو جائیگا۔ لیکن ہاں زمین کبھی بھی خالی نہیں رہ سکتی ایسے شخص سے جو اللہ کی حجّت کو قائم رکھے تاکہ اللہ کی حجّتیں بندوں پر باطل نہ ہو جائیں۔ ایسے لوگ تعداد میں تو کم ہیں لیکن قدر و منزلت کے لحاظ سے بہت بلند ہیں۔ انہی کے ذریعے خداوند عالم اپنے دین کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے اپنے جیسوں تک پہنچاتے ہیں اور اپنے مشابہ اشخاص کے دلوں میں اس کی زراعت کرتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے سینے سے خداوند عالم اپنی حجّتوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ان پر حقیقی علم اچانک وارد ہوتا ہے۔ پس ان کیلئے آسان ہوتی ہیں وہ چیزیں جنھیں نعمتوں کے پلے ہوئے مشکل سمجھتے ہیں اور انھیں انس ہو جاتا ہے ان چیزوں سے جن سے جاہل وحشت کرتے ہیں۔ وہ اہلِ دُنیا کے ساتھ اپنے جسموں سے رہتے ہیں، لیکن ان کی ارواح محلِ اعلیٰ سے تعلق رکھتی ہیں۔ وہ اللہ کی زمین پر اس کے خلیفہ ہیں۔ اور اس کے دین کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ آہ کس قدر شوق ہے مجھے انھیں دیکھنے کا۔ اور میں اللہ سے اپنے اور تیرے لیے مغفرت چاہتا ہوں جب تمھارا دل چاہے اٹھ کے چلے جانا۔

وصیّت اپنی اولاد کے نام

(حذفِ اسناد سے) ضرار بن حمزہ سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ

اپنے فرزندوں سے وصیت کی۔ فرمایا بیٹا لوگوں سے اچھا سلوک کرو ایسا سلوک کہ اگر ان میں نہ رہو تو تمھاری زیارت کے شائق رہیں۔ اور اگر تم وفات پا جاؤ تو وہ تم پر گریہ کریں اور یہ اشعار پڑھے:

یرید بذاکم ان یہشر الطاعتی وان یکثروا بعدی الدفاء علی قبری
وان یمنحونی فی المجالس دوہم وان کنت عنہم غائبا احسنوا ذکری

ترجمہ: اس سے مقصد یہ ہے کہ وہ میری اطاعت خوشی سے کریں اور میری قبر پر میرے بعد زیادہ دعا کریں۔ اور اپنی مجالس میں اپنی محبت کے پھول نچھاور کریں اور اگر میں ان سے غائب ہو جاؤں تو میرا ذکر اچھائی سے کریں۔

ابن عباس کہتے ہیں ایک شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اپنے نفس سے فقر و فاقہ اور طویل عمر کی باتیں نہ کیا کرو۔

احادیثِ رسول اور کلام امیر المومنینؑ

اور یہ بات شعبی نے کہی ہے مجھے اس شخص نے بیان کیا کہ جس نے حضرت علیؑ سے سنا اور آپ سے حدیث میں لوگوں کے اختلاف کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لوگ چار قسم کے ہیں۔ ایک منافق ہے جو ایمان کا اظہار کرتا ہے اور اسلام کو ضائع کرنے والا ہے اس کا دل ایمان کا منکر ہے۔ وہ گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا اور نہ اس کی پرواہ کرتا ہے اس نے جان بوجھ کر رسول اللہؐ پر جھوٹ بولے۔ اگر لوگوں کو اس کا حال معلوم ہو تو وہ اس سے قولِ رسول نہ لیں لیکن وہ کہتے ہیں کہ یہ صحابیٔ رسول ہے لہٰذا اس سے احادیث لے لیتے ہیں حالانکہ خدا و ند عالم منافقین کے متعلق خبر دے چکا ہے اور ان کے اوصاف بھی بیان کر چکا ہے جیسی بھی خبر دی ہے اور صفت بیان کی ہے یہ لوگ رسول اللہؐ کے بعد زندہ

Marfat.com

رہے۔ انھوں نے جھوٹ اور بہتان کے ذریعے آئمہ ضلالت اور جہنم کی طرف بلانے والو
قرب حاصل کرلیا۔ انھوں نے انھیں حکومتیں اور گورنریاں دیں اور لوگوں کی گردنوں پ
کیا۔ پس یہ اُن کے ذریعے دُنیا کھاتے کماتے رہے۔ اور لوگ تو بادشاہوں کے ہی تا
ہیں۔ مگر وہ کہ جسے خدا بچالے۔ اور ایک وہ کہ جس نے رسول اللہؐ کو بات کہتے سُنا یا
کام کرتے ہوئے دیکھا پھر یہ شخص حضورؐ کی خدمت سے غائب رہا اور وہ قول یا فعل منسو
ہوگیا۔ اور اُسے معلوم نہ ہوسکا۔ اور اگر اسے معلوم ہوجاتا کہ وہ منسوخ ہوگیا ہے تو
کو بیان کرتا۔ اور ایک وہ شخص ہے جس نے رسول اللہؐ سے کوئی بات سنی لیکن اسے
کے متعلق غلطی عارض ہوئی۔ اور اگر اسے معلوم ہوجاتا کہ میں نے سمجھنے میں غلطی کی تو نہ
بیان کرتا اور نہ اس پر عمل کرتا۔ اور ایک وہ شخص ہے جس نے رسول اللہؐ کا قول (صحیح طر
سے) سُنا اور ویسے ہی بیان کیا جس طرح سُنا اور اس پر عمل بھی کیا۔ پہلے شخص کی روا
کا تو کوئی اعتبار ہی نہیں اور نہ اس کو لینا جائز ہے اور باقی جو گروہ ہیں ان کی بازگ
ایک ہی غایت و نہایت کی طرف ہے وہ ایک ہی کنوئیں کا پانی پیتے ہیں اور ان کے
کو نورِ نبوت سے ہی روشنی ملی ہے اور انھوں نے شجرۂ مبارکہ سے ہی اکتسابِ نور کیا ہے
یہ تو شعبی کی روایت تھی۔

اور کمیل بن زیاد کی روایت آپ سے اس طرح ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں حق، با
سچ، جھوٹ، ناسخ، منسوخ، خاص، عام، محکم، متشابہ، محفوظ اور محکوم موجود ہے۔ رسولؐ
کے زمانہ میں بھی آپ پر جھوٹ بولا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا
شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے پس وہ اپنی جگہ جہنم میں قرار دے۔ اور میرے پاس حدی
لے کر چار قسم کے اشخاص آئیں گے ان کی پانچویں قسم نہیں ہے۔ اور آپ نے (گزشتہ) چا
اقسام بیان فرمائیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہے یہ حدیث اور وہ رسول اکرمؐ کا یہ قول کہ جو مجھ پر عمداً جھوٹ

Marfat.com

وہ اپنی جگہ جہنم میں سمجھے۔ ایک سو بیس صحابہ نے روایت کی ہے کہ جن کے نام میں نے اپنی کتاب "حق الیقین" میں ذکر کیئے۔ باقی رہی اس حدیث کی وہ سند جو حضرت علیؓ کے طریق سے ہے تو ہم سے بہت سے لوگوں نے بیان کیا (حذف سند سے) ربعی بن خراش کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو کہتے سنا کہ میں نے سرکارِ رسالت کو کہتے سُنا تھا کہ عمداً جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنی جائے قرار جہنم کو سمجھے۔ یہ روایت حضرت علیؓ سے بخاری و مسلم اور مسند احمد وغیرہ میں موجود ہے۔

حضرت عمر بن خطاب کا کہنا

میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس مشکل سے کہ جسکے حل کرنیکیلئے ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں

یا جو عبارت اسی مفہوم کو ادا کرتی ہیں

امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ابی مسیب سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب کہا کرتے تھے کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس مشکل سے جس کے حل کرنے کے لیے ابوالحسنؑ نہ ہوں۔

ابن مسیب کہتا ہے کہ حضرت عمر کے اس قول کا ایک سبب ہے اور وہ یہ کہ بادشاہِ روم نے حضرت عمر کی جانب ایک خط لکھا اور ان سے کچھ مسائل پوچھے۔ ان مسائل کو حضرت عمر نے تمام صحابہ کے سامنے پیش کیا۔ لیکن کسی سے کوئی جواب نہ مل سکا پھر حضرت امیرالمومنین علیؑ کی خدمت میں پیش کیا تو امیرالمومنینؑ حضرت علیؑ نے ان مسائل کے مدلّل اور مسکت جوابات دیے۔

Marfat.com

مسائل

ابن مسیب کہتا ہے کہ بادشاہِ روم نے حضرت عمر کی طرف یہ خط لکھا۔ یہ خط قیصر بنی اصفر کے بادشاہ کا ہے خلیفہ عمر کی طرف۔ امابعد میں تم سے چند مسائل کا سوال کرتا ہوں، مجھے ان کی خبر دیجیے۔ وہ کونسی چیز ہے جسے خدا نے پیدا نہیں کیا اور وہ کونسی شے ہے جسے خدا نہیں جانتا اور وہ کونسی شے ہے جو اللہ کے پاس نہیں وہ کونسی شے ہے جو سب کے منہ ہے اور وہ کونسی شے ہے جو سب کے سب پاؤں ہے وہ کونسی شے ہے جو سب کی سب آنکھ ہے وہ کونسی شے ہے جو سب کی سب پر ہے اس مرد کے متعلق بتاؤ جسکا خاندان و قبیلہ نہیں اور ان چار چیزوں کے متعلق کہ جو رحم مادر میں نہیں رہیں اور اس شے کے متعلق جو سانس لیتی ہے لیکن اس میں روح نہیں اور ناقوس کے متعلق کہ وہ کیا کہتا ہے۔ اور اسی کوچ کرنیوالے کے متعلق کہ جس نے ایک ہی مرتبہ کوچ کیا اور اس درخت کے بارے میں کہ جس کے سایہ میں گھوڑا سوار سو سال تک چلتا رہے تو اس کو عبور نہ کر سکے۔ اس کی مثال دنیا میں کیا ہے اور اس جگہ کے متعلق کہ جس پر سورج صرف ایک مرتبہ چمکا اور اس درخت کے متعلق جو پانی سے پیدا نہیں ہوا۔ اور اہلِ جنت کے متعلق کہ وہ کھاتے پیتے تو ہیں لیکن بول براز نہیں کرتے۔ اس کی دنیا میں کونسی مثال ہے اور جنت کے دسترخوانوں کے متعلق کہ ان پر پیالے رکھے ہوں گے اور ہر پیالے میں مختلف رنگ ہوں گے جو ایک دوسرے سے نہیں ملیں گے اس کی دنیا میں کونسی مثال ہے؟ اور اس لڑکی کے متعلق جو جنت کے ایک سیب سے نکلے گی۔ اور سیب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔؟ اور اس لڑکی کے متعلق جو دنیا میں دو اشخاص کیلئے اور آخرت میں ایک کیلئے ہوگی اور جنت کی چابیوں کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیا ہیں؟

پس حضرت علیؓ نے یہ خط پڑھا اور اسی وقت اسکی پشت پر تحریر فرمایا:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم امابعد واضح ہو کہ میں تیرے خط سے مطلع ہوا۔ اے بادشاہ میں اللہ تعالیٰ کی مدد، قوت اور اس کی اور اپنے نبی محمدؐ کی برکت سے تجھے جواب دیتا ہوں۔ وہ شے کہ جسے خداوند تعالیٰ نے خلق نہیں فرمایا وہ قرآن مجید ہے کیونکہ وہ اس کا کلام اور صفت ہے اور اسی طرح اللہ کی اور کتابیں جو نازل ہوئی ہیں (یعنی صفت پر اطلاق خلق نہیں ہوتا) خداوند عالم اور اسکی صفات قدیم ہیں۔ اور وہ چیز جو خدا کے علم میں نہیں تو وہ تمھارا قول ہے کہ اس کا بیٹا، بیوی اور شریک ہے حالانکہ خدا نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں ظلم ہے کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اور وہ چیز جو سب کی سب منہ ہے وہ آگ ہے۔ وہ کھالتی ہے ہر اس چیز کو جو اس میں ڈال دی جائے۔ اور جو شے سب کی سب پاؤں ہے وہ پانی ہے اور جو سب کی سب آنکھ ہے وہ سورج ہے۔ جو سب کی سب پر ہے وہ ہوا ہے اور جس کا کوئی خاندان و قبیلہ نہیں وہ حضرت آدمؑ ہیں اور جو چیز کسی رحم میں نہیں رہی وہ عصائے موسیٰؑ، دنبہ ابراہیمؑ، آدمؑ اور حوّا ہیں اور وہ چیز کہ جو رُوح کے بغیر سانس لیتی ہے وہ صبح ہے خدا کے اس ارشاد کی بنا پر اور صبح سانس لیتی ہے اور ناقوس یہ کہتا ہے طقا طقا حقاً حقاً مهلا مهلا عدلا عدلا صدقا صدقاً ان الدنیا قد غرتنا واسهتونا بمضی الدنیا قرناً قرناً من یوم یمضی انا الا اوهی متارکنا ان الموتی قد اخبرنا انا نرحل فاستوطنا۔ ترجمہ: طقا طقاً پتھر کے ایک دوسرے پر لگنے کی آواز کو کہتے ہیں حق بات کرو حق ترمی کرو نرمی کرنا، عدل و انصاف کرو انصاف کرنا۔ سچ بولو، سچ بولنا، بیشک دُنیا نے ہمیں دھوکا دے رکھا ہے اور ہمیں اپنی محبت میں پھنسا دیا ہے اور یہ دُنیا قرن بہ قرن گزر رہی ہے، دُنیا کا کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ ہمارا ایک رُکن سُست ہو جاتا ہے اور مرنے والے

Marfat.com

ہیں خبر دیتے ہیں کہ ہم کوچ کر رہے ہیں باوجود اس کے ہم دُنیا کو اپنا وطن سمجھے ہوئے ہیں اور وہ چیز جس نے ایک مرتبہ کوچ کیا تو وہ طورِ سینا ہے۔ جب بنی اسرائیل نے نافرمانی کی حالانکہ ارضِ مقدس اور طورِ سینا کے درمیان کئی دن کا راستہ تھا پس خداوندِ عالم نے اس کا ایک ٹکڑا اکھاڑا اور نور کے دو پر اس کے لیے قرار دیے اور اس کو بنی اسرائیل پر بلند کیا اور اِس کو بتاتا ہے خدا کا یہ قول کہ ہم نے بنی اسرائیل کو پہاڑ پر بلند کیا گویا کہ وہ ان کے اوپر ایک سایہ تھا۔ انھوں نے گمان کیا کہ وہ ان پر گر پڑے گا۔ اور بنی اسرائیل سے کہا کہ اگر تم ایمان نہ لائے تو اسے تم پر گرا دیا جائیگا۔ جب انھوں نے توبہ کر لی تو اسے اس کی جگہ پر پلٹا دیا۔ اور وہ جگہ کہ جس پر صرف ایک مرتبہ سورج کی روشنی پڑی ہے وہ دریائے نیل کی وہ زمین ہے کہ جس وقت اسے خدا نے موسیٰؑ کے لیے شگافتہ کیا اور پانی پہاڑ کی مانند کھڑا ہو گیا اور سورج کی دھوپ کے پڑنے کی وجہ سے زمین خشک ہو گئی۔ پھر دریا کا پانی مل گیا۔ اور وہ درخت کہ جس کے سایہ میں سو سال تک گھوڑا سوار چلتا رہے گا وہ شجرِ طوبیٰ ہے اور وہ سدرۃ المنتہیٰ ہے جو ساتویں آسمان پر ہے کہ جہاں تمام بنی آدم کے اعمال پہنچتے ہیں اور یہ شجرہ جنت میں سے ہے اور جنت کا کوئی قصر اور گھر ایسا نہیں کہ جس میں اسکی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی نہ ہو اور دُنیا میں اس کی مثال سورج ہے جس کی اصل ایک جگہ اور روشنی ہر جگہ ہے اور وہ درخت جو پانی کے بغیر وہ حضرت یونسؑ کا درخت ہے اور وہ آپ کا معجزہ تھا۔ خداوندِ عالم اس کے متعلق فرماتا ہے کہ ہم نے اس کے لیے کدو کا ایک درخت لگایا اور باقی رہا اہلِ جنت کا غذا کھانا (اور پول و براز کا خارج نہ ہونا) تو دُنیا میں اس کی مثال وہ بچہ ہے جو شکمِ مادر میں ہوتا ہے ماں کی ناف کے ذریعے غذا کھاتا ہے اور پول و براز نہیں کرتا۔ اور باقی رہے وہ رنگ جو ایک پیالہ میں ہونگے (اور ایک دوسرے سے نہیں ملیں گے) دُنیا میں اس کی مثال انڈا ہے جسمیں سفید اور زرد دو رنگ ہوتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے نہیں ملتے اور وہ لڑکی جو سیب سے نکلے گی اس کی مثال دُنیا میں وہ

Marfat.com

کیڑا ہے جو سیب سے نکلتا ہے اور سیب میں تغیر و تبدّل نہیں آتا۔ اور وہ لڑکی جو دُنیا میں دو اشخاص کیلئے ہو گی تو یہ کھجور کا درخت ہے جو دُنیا میں میرے جیسے مومن اور تیرے جیسے کافر کیلئے ہے۔ اور آخرت میں صرف مجھے ملے گا اور تو اس سے محروم ہو گا کیونکہ یہ درخت جنّت میں ہو گا اور تو اس میں داخل نہیں ہو گا۔ اور باقی رہیں جنّت کی چابیاں تو وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

ابن مسیّب کہتا ہے کہ جب قیصر نے یہ خط پڑھا تو کہنے لگا کہ یہ کلام صرف نبوت کے گھر سے ہی نکل سکتا ہے۔ پھر اس نے سوال کیا کہ یہ جوابات کس نے دیے ہیں؟ تو بتایا گیا کہ یہ جواب محمدؐ کے چچازاد بھائی کے ہیں تو اس نے آپؐ کو خط لکھا:

سلام علیک! امابعد واضح ہو کہ میں آپ کے جوابات سے مطلع ہوا اور مجھے علم ہوا کہ آپ اہلبیتِ نبوت اور معدنِ رسالت میں سے ہیں آپ شجاعت اور علم سے متّصف ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ روح کے متعلق (جسکو خداوند عالم نے تمھاری کتاب میں ذکر کیا ہے اس قول میں کہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہہ دو کہ روح میرے رب کا امر ہے) اپنا نظریہ بیان کیجیے۔ پس امیر المومنینؑ نے تحریر فرمایا۔ امابعد روح ایک نکتہ لطیف اور ایک لمعہ شریف ہے جو اپنے پیدا کرنے والے کی صنعت اور انشا کرنے والے کی قدرت میں سے ہے۔ اُسے اُس نے اپنے ملک کے خزانوں میں سے نکال کر اپنے ملک میں سکونت دی ہے یہ روح اس کے نزدیک تیرے لیے سبب اور تیرے پاس اس کی امانت ہے جب تو اس سے وہ لیگا جو تیرے لیے ہے تو وہ تجھ سے وہ حاصل کریگا جو اس کے لیے ہے والسلام!

امام احمد نے کتاب فضائل میں بیان کیا اور مسند میں بھی لکھا (حذف اسناد کے ساتھ) ابی ظبیان سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک عورت کو پیش کیا گیا جس نے زنا کیا تھا انھوں نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا پس لوگ اسے رجم کرنے کے لیے لے

Marfat.com

چلے۔ راستے میں حضرت علیؑ نے انھیں دیکھا، فرمایا سے کہاں لے جا رہے ہو؟ انھوں نے آپ کو واقعہ بتایا تو آپ نے اس عورت کو ان کے قبضے سے رہا کر دیا۔ جب وہ حضرت عمر کے پاس تشریف لائے تو حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں رہا کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ فلاں قبیلہ کی مجنوط الحواس عورت ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ تین اشخاص سے قلم اٹھا دیا گیا ہے۔ سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہو، بچے سے جب تک بالغ نہ ہو اور مجنون سے جب تک اس کا دماغی توازن درست نہ ہو جائے۔ اس وقت حضرت عمر نے کہا "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا"۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک عورت کو لایا گیا جس نے دورانِ عدت نکاح کر لیا تھا۔ حضرت عمر نے اسے نکاح کرنیوالے سے جدا کر دیا اور اس کا حق مہر بیت المال سے ادا کیا اور کہا کہ تم کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے۔ حضرت علیؑ کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا۔ نکاح کرنیوالے پر اس عورت کا حق مہر لازم ہے کیونکہ اس نے اس کی عصمت کو حلال سمجھا ہے۔ اور اب اس کو اس سے الگ ہو جانا چاہیے۔ جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو وہ شخص بھی اس کی خواستگاری کر سکتا ہے۔ حضرت عمر کو یہ خبر ملی تو کہنے لگے "اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا"۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا۔ حضرت عمر نے واقعہ سن کر اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس کو رجم نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں جو پوری رضاعت کو چاہتا ہے۔ حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا اور کہا "خدایا مجھے اس مشکل کے لیے باقی نہ رکھ جس کے حل کرنے کے لیے ابوطالبؑ کا فرزند نہ ہو"۔

ایک روایت میں ہے کہ قریش میں سے دو شخصوں نے ایک عورت کے پاس

سو دینار امانت رکھی اور اس سے کہا کہ ہم میں سے کسی ایک کو واپس نہ کرنا جب تک دوسرا اس کے ساتھ نہ ہو، وہ دونوں ایک مدت تک غائب رہے۔ پھر ان میں سے ایک اس عورت کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے اور میں وہ مال لینا چاہتا ہوں۔ اس عورت نے وہ مال اسے دیدیا۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے مطالبہ کیا۔ عورت کہنے لگی کہ تیرا ساتھی لے گیا ہے اس نے کہا کہ کیا یہ شرط نہ تھی۔ انھوں نے اپنا مقدمہ حضرت عمر کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے پوچھا کیا کوئی تیرا گواہ ہے وہ کہنے لگا یہی عورت۔ حضرت عمر اس عورت سے کہنے لگے کہ کیا تم اس کی ضامن ہو؟ اس عورت نے کہا میں تمھیں خدا کی قسم دیکر کہتی ہوں کہ ہمارا معاملہ علی ابن ابیطالبؑ کے سامنے پیش کریں۔ پس حضرت عمر انھیں علی ابن ابیطالبؑ کے پاس لے گئے۔ عورت نے واقعہ بیان کیا تو حضرت نے اس شخص سے کہا کیا تو نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم میں سے کسی کے سپرد نہ کرنا جب تک دوسرا ساتھ نہ ہو۔ اس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا ہمارے پاس کیا لینے آیا ہے دوسرے ساتھی کو لے آؤ اور مال لے جاؤ۔ وہ شخص لاجواب ہو گیا۔ وہ حیلہ باز تھا۔ حضرت عمر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے کہا کہ خداوند عالم مجھے فرزند ابوطالبؑ کے بعد زندہ نہ رکھے۔ اور اسی کے متعلق صاحب من عباد کہتا ہے:

هل مثل قولک اذ قالوا مجاهدة لولا علی هلکنا فی فتا دینا

ترجمہ: کیا تیرا قول بھی کسی کا قول ہے جبکہ ان لوگوں نے علی الاعلان کہا کہ اگر علیؑ نہ ہوتے تو ہم اپنے فتووں میں ہلاک ہو جاتے۔

یہ شعر ایک طویل قصیدہ کا ہے جس کے ابتدائی اشعار یہ ہیں:

حب النبی و اهل البیت معتمدی اذا الخطوب اسائت رأیها فینا

ایا ابن عم رسول اللہ افضل من ساد الانام و ساس الهما شمینا

یا ستره الدین یا فرد الزمان اصخ بمدح مولی یری تفضیلکم دینا

Marfat.com

هل مثل سبقک فی الاسلام لو عرفوا وهذه الخصلة الغراء تکفینا
هل مثل علمک ان زلوا وان وهنوا وقد حدیث کما اصبحت تهدینا
هل مثل جهدک للقرآن تعرفه لفظاً ومعنی وتاویلا وتبیینا
هل مثل صبرک ان خانوا واذ قتلوا حتی جری ماجری فی یوم صفینا
هل مثل بذلک للعانی اسیرهم للطفل الصغیر وقد اعطیت مسکینا
یارب سهل زیارانی مشاهدهم فان روحی تهوی ذالک الطینا
یارب صیر حیاتی فی محبتهم ومحشری معهم امین امینا

ترجمہ: نبی اور ان کے اہلبیت کی محبت پر ہمارا بھروسہ ہے۔ جب حوادث زمانہ کی رائے ہمارے متعلق بُری ہو جائے۔ اے رسولؐ کے چچازاد اے افضل جنھوں نے لوگوں کی سرداری کی ہے اور اے وہ جس نے بنی ہاشم کی تدبیر کی۔ اے دین کے نادر موتی اے فرید زمانہ اپنے غلام کی مدح کو سنئے کہ جو تمھاری تفضیل کو اپنا دین سمجھتا ہے۔ اگر لوگ پہچانیں تو آپ جیسی سبقت اسلامی کس میں ہے اور ہمارے لیے تو یہی واضح فضیلت کافی ہے اور کیا آپ جیسا علم کسی میں ہے جبکہ وہ پھسل جاتے اور سست ہو جاتے اور آپ ہدایت فرماتے جیسے آج ہماری ہدایت فرماتے ہیں۔ کیا آپ جیسا کوئی جامع علوم قرآن ہے جبکہ آپ قرآن کے الفاظ معانی تاویل اور وضاحت کو جانتے ہیں۔ کیا آپ جیسا صبر کسی میں ہے جبکہ انھوں نے خیانت کی اور بزدلی دکھائی۔ یہاں تک کہ ہوا جو کچھ ہوا جنگ صفین میں کیا آپ جیسا کوئی راہ خدا میں خرچ کرنے والا ہے کہ آپ نے تکلیف میں رہنے والے قیدی، یتیم اور مسکین کو عطا کیا۔ خدایا میرے لیے ان کے مشاہد کی زیارت کو آسان کر دے کیونکہ میری روح اس مٹی سے والہانہ محبت رکھتی ہے۔ اے پالنے والے میری حیات اور آخرت انکی محبت میں قرار دے۔ آمین ثم آمین!

Marfat.com

واقعہ قاضی شریح

شعبی نے بیان کیا ہے کہ شریح نے ایک مکان اسی دینار میں خریدکیا۔ اس کی خبر حضرت علیؑ کو ہوئی۔ آپ نے شریح کو بلایا اور اس سے کہا اے حارث کے بیٹے مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تو نے اپنے مال سے ایک مکان خریدکیا ہے اور تو نے کچھ گواہ بھی اس کیلئے بنائے ہیں اور ایک اسٹام بھی اس پر تحریر کیا ہے۔ شریح نے عرض کی ہاں ایسا ہوا تھا اے امیرالمومنین۔ آپ نے اس کی طرف غیظ و غضب کی نگاہ سے دیکھا۔ پھر فرمایا اے شریح عنقریب تیرے پاس وہ آئیگا جو تیری تحریر کو دیکھے بغیر اس گھر سے تجھے نکال لے جائیگا اور تجھے تیری جائے قرار کے سپرد کر دیگا۔ تو اس بات سے بچو کہ کہیں یہ گھر تم نے اپنے غیر کے مال سے نہ خریدکیا ہو اور اس کی قیمت غیر حلال مال سے ادا نہ کی ہو۔ اگر تم اس گھر کو خریدتے وقت میرے پاس آتے تو میں تمھیں ایک تحریر لکھ کر دیتا کہ جس کے بعد تم اسے ایک درہم پر خریدنے کے لیے بھی تیار نہ ہوتے۔ شریح نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ کیا تحریر فرماتے آپ نے فرمایا میں لکھتا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ چیز ہے کہ جسے ایک عبد ذلیل نے ایسے مرنیوالے سے خریدکی ہے کہ جسے کوچ کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اس نے غرور کے گھروں میں سے ایک گھر اس سے خریدکیا ہے جو گھر فنا ہونے والوں کے پہلو اور ہلاک ہونیوالوں کی جگہ میں ہے۔ اس گھر کو چار حدود میں گھیرا ہوا ہے۔ پہلی حد آفتوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ دوسری حد چیخ و پکار کرانے والی مصیبتوں کی طرف ہے۔ تیسری حد ہلاک کرنیوالی خواہشوں تک اور چوتھی حد اذیت دینے والے شیطان تک پہنچتی ہے، اور اسی چوتھی حد میں اس گھر کا دروازہ کھلتا اور اسباب جمع ہوتے ہیں۔ اس امید کے فریب خوردہ شخص نے اس برگشتہ اجل والے سے یہ گھر عزت قناعت سے خارج ہوتے ہوئے۔ اور طلب و ذلت میں داخل ہوتے ہوئے

Marfat.com

خرید کیا ہے۔ پس خریدنے والے نے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ پس بادشاہوں اور کبیر
کے زیر و زبر کرنے والے پر اور فراعنہ و جبابرہ (مثل کسریٰ و قیصر اور تبع و نمیر اور جس نے
مال پر مال جمع کیا اور زیادہ مال بنا لیا اور جس نے مکان بنائے اور انھیں پختہ بنایا اور ان پر
نقش و نگار کیے اور ذخیرہ کیا اور اپنے خیال میں اسے اپنی اولاد کیلئے سمجھا اور کسی سے
وعدہ کیا اور کسی کو دھمکیاں دیں) کے نقوش کو چھپنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان سب کو
موقف عرض و حساب ثواب اور عقاب کی طرف نکال کے لے جائے اور وہ وقت قریب
ہے جبکہ قضاوت فیصلہ کن ثابت ہوگی۔ اور سینگوں والے جانوروں سے ان کا بدلا لیا
جائے کہ جن کے سینگ نہیں ہیں اور وہاں باطل پر عمل کرنیوالے خسارے میں ہوں گے
اور اُن کے درمیان حق پر فیصلہ کیا جائیگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔ اس پر گواہ ہوئی
سُستی جو فقر و فاقہ کی بہن ہے۔ اور عزور جو اُمید کا بھائی ہے اور حرص جو رغبت کا
بھائی ہے اور لہو جو لعب کا بھائی ہے اور وہ گواہ ہے جس نے اس وقتی قیام کی جگہ کو
ہمیشہ کا گھر بنا لیا اور دُنیا کی طرف راغب ہوا۔ اور آخرت سے جس نے اعراض کیا۔

(حذف اسناد سے) ابن عباس سے روایت ہے میں نے رسول اللہ کے کلام کے
بعد کسی کلام سے اتنا نفع حاصل نہیں کیا جتنا امیر المومنینؑ کے اس کلام سے کیا آپ نے
مجھے خط لکھا:

سلام علیک! تجھ پر سلام ہے۔ اما بعد تحقیق انسان کو اس چیز کا فوت ہونا برا معلوم
ہوتا ہے کہ جس کو اسے ملنا ہی نہ تھا اور اس چیز کا حاصل ہو جانا اُسے خوش کرتا ہے کہ
جس نے اس سے فوت ہی نہ ہونا تھا۔ تیری خوشی اس چیز میں نہ ہونی چاہیئے جو امورِ آخرت
میں سے تجھے حاصل ہو جائے۔ اور افسوس اس بات پر ہونا چاہیے جو آخرت کے ہی امور
میں سے فوت ہو جائے اور دُنیا کی جو چیز تیرے ہاتھ سے نکل جائے اس پر بھی افسوس
نہ کرنا اور تیرا اہتمام و غم مابعد الموت کیلئے ہونا چاہیے۔ والسلام!

Marfat.com

عکرمہ کہتا ہے کہ ابن عباس نے کچھ لوگوں کی باتیں سنیں جو حضرت علیؑ کی بدگوئی کر رہے تھے۔ آپ ان لوگوں سے کہنے لگے تم پر افسوس ہے کہ تم اس شخص کی بات کرتے ہو جو جبرئیل کے قدموں کی آہٹ اپنے گھر کے اوپر محسوس کرتا تھا اور بیشک خداوند عالم نے اپنے اصحاب رسول کو قرآن مجید میں عتاب و سرزنش کی ہے اور علیؑ کا ذکر خیر ہی کیا ہے۔

کلام برائے ابتلا و مصائب

ابوارا کہ نے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ مصائب و ابتلا کی ایک انتہا ہے جہاں جا کر وہ رک جاتے ہیں پس عاقل کا طریق کار یہ ہے کہ مصیبت کے وقت ٹھہر جائے۔ یہاں تک کہ اس کا وقت ختم ہو جائے کیونکہ ان کے ختم کرنے میں حیلہ بازیاں انھیں مزید بڑھا دیتی ہیں۔ اور حضرت علیؑ نے فرمایا جبکہ آپ نے ایک شخص کو دنیا کی مذمت کرتے ہوئے سنا۔ اے دنیا کی مذمت کرنیوالے حالانکہ تو اس کے دھوکے میں آیا ہوا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ دنیا نے کب تجھے اپنی طرف رغبت دلائی یا کب اس نے تجھے دھوکا دیا۔ کیا تیرے آباو اجداد کے پرانے ہو جانے والی جگہ کے ساتھ جہاں وہ پڑے تھے یا مٹی کے نیچے تیری ماں اور دادیوں کے سونے کی جگہ سے کتنی مرتبہ تو نے اپنے ہاتھوں ان کی تیمارداری کی، ان کیلئے تو شفا چاہتا اور حکیموں سے ان کی دوا پوچھتا لیکن تیری شفقت ان کے لیے فائدہ مند نہ ہو سکی اور تیری کوشش انھیں بے پرواہ نہ کر سکی۔ اور اپنی پوری طاقت سے ان کی بیماری کو نہ روک سکا۔ دنیا ایک سچا گھر ہے اس کے لیے جو اس کی تصدیق کرے اور عافیت کی جگہ ہے اس کے لیے جو اس سے زادراہ اکٹھا کرے۔ اور وعظ و نصیحت کا گھر ہے۔ اس کے لیے جو اس سے نصیحت لے۔ خدا کے دوستوں کی مسجد اور ملائکہ کی جائے نماز ہے، خدا کی وحی کے اترنے کی جگہ اور اولیائے خدا کی تجارت گاہ ہے۔ انھوں نے

Marfat.com

اس میں رہ کر رحمت کسب کی اور جنّت حاصل کی ہے۔ پس کون اس کی مذمّت کرتا ہے
حالانکہ دُنیا نے اپنے فراق کی خبر دی ہے اور اپنی جُدائی کی منادی کی ہے اور اپنے
اور اپنے رہنے والوں کے اوصاف بیان کئے ہیں اور اپنے مصائب و آلام کی تصویر
کشی کی ہے۔ اور انھیں خوشی کے گھر کی طرف ہنکایا ہے نعمات کا تذکرہ کیا ہے۔ اور
اس نے اپنی نعمات کے ذریعے پاکیزہ اثرات یاد دلائے ہیں پشیمانی کی صبح کو لوگ
اس کی مذمّت کرتے ہیں اور دوسرے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس نے انھیں
قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے باخبر کیا ہے۔ اور قیامت کے دن سے ڈرایا ہے

قرآن مجید کے متعلق آپ کا کلام

عکرمہ نے ابن عبّاس سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ سے سُنا جبکہ آپ
سے ایک شخص نے قرآن مجید کے متعلق سوال کیا تو فرمایا وہ اللہ کا کلام ہے تم پر لازم
ہے اللہ کی کتاب سے تمسک کرنا۔ وہ ایک مضبوط رسّی ہے واضح نور ہے۔ صراط مستقیم
ہے، نفع بخش شفا ہے، سیراب کرنے والی ہے، تمسک کرنے والے کے لیے بچاؤ
ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے کے لیے نجات ہے، وہ ٹیڑھی نہیں ہوتی کہ اُسے
سیدھا کیا جائے۔ بار بار پڑھنے سے وہ پرانی نہیں ہوتی۔ جو قرآن کی بات کرے وہ
سچّا ہے اور جو اس پر عمل کرے وہ (صلحاء) سے ملحق ہونے والا ہے۔

جوسدی نے آپ سے روایت کی ہے۔ ہر شخص کی قیمت وہ چیز ہے جو اسے حسین
بنائے اور آپ کے اسی قول پر شاعر کہتا ہے:

قال علی ابن ابیطالب — وھو اللبیب العالم المتقن
کل امرء قیمتہ عندنا — وعند اھل الفضل ما یحسن

ترجمہ: علیؑ ابن ابیطالب فرماتے ہیں اور وہ عقل مند اور پختہ عالم ہیں ہر شخص کی قیمت

ہمارے اور اصل فضل کے نزدیک وہ چیز ہے جو اسے حسین بنائے۔

اہلِ شام

آپ نے اپنے اصحاب میں سے ایک گروہ کو جنگِ صفین کے دنوں اہلِ شام کی مذمت کرتے ہوئے سُنا (تو فرمایا) میں تمھارے لیے اچھا نہیں سمجھتا کہ تم سب شتم کرو، لیکن اگر تم ان کے حالات بیان کرو تو درست بات ہوگی۔ اور زیادہ بلیغ عذر ہوگا۔ اور اگر یہ ہو (تو بہتر ہے) خدایا اُن کے اور ہمارے خون محفوظ کر۔ ہمارے اور ان کے درمیان صلح قرار دے اور انھیں گمراہی سے ہدایت دے تاکہ وہ شخص حق کو پہچان لے جو جاہل ہے اور لغویات سے رُک جائے جن میں وہ پڑا ہوا ہے۔ اور امام احمد نے مسند میں ذکر کیا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ کے پاس اہلِ شام کا ذکر ہوا جبکہ آپ عراق میں تھے تو آپ سے کہا گیا کیا آپ اُن پر لعنت نہیں کرتے۔ فرمایا کہ نہیں میں نے رسول اللہؐ کو کہتے سُنا تھا کہ ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس آدمی ہیں۔ جب ان میں سے ایک مرجاتا ہے تو خداوند عالم اس کی جگہ دوسرا بدل دیتا ہے۔ ان کے ذریعے بارش ہوتی ہے اور ان کے ذریعے دشمن پر نصرت و مدد حاصل ہوتی ہے اور انہیں کی وجہ سے اہلِ شام سے عذاب کو پھیر دیا جاتا ہے۔

خوفِ ظلم

مجاہد نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنینؑ کو ایک دن کہتے ہوئے سُنا کہ اگر میں سعدان بوٹی کے کانٹوں پر رات بیداری سے گزاروں اور یا مجھے بیڑیوں میں جکڑ کر کھینچا جائے تو یہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں خدا

یہ روایت مؤلف نے اپنے عقیدہ کے مطابق لکھی ہے۔ اگر روایت پر ذرا غور کرتے تو تہ تک پہنچ جاتے کہ جناب رسول اللہؐ کے وصال تک تمام شامی کافر تھے لہٰذا یہاں قطب کی موجودگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

Marfat.com

سے ملاقات کروں اس حالت میں کہ میں نے اس کے کچھ بندوں پر ظلم کیا ہو یا مالِ دُنیا میں سے کوئی چیز غصب کی ہو اور میں کسی پر کیسے ظلم کر سکتا ہوں حالانکہ نفس کہنگی کی طرف جلدی پلٹ رہا ہے اور ایک طویل مدت تک اسے مٹی میں رہنا ہے۔ خدا کی قسم اگر مجھے سات بادشاہیاں ان چیزوں سمیت جو اُن کے آسمانوں کے نیچے ہے دیدی جائیں اس بات کیلئے میں خدا کی نافرمانی کروں، ایک چیونٹی کے بارے میں کہ اس کے مُنہ سے جَو کا دانہ چھین لوں تو میں ایسا نہیں کروں گا۔ اور بے شک تمھاری دُنیا میرے نزدیک اس پتّے سے حقیر ہے جو مکڑی کے مُنہ میں ہوتا ہے۔

حضرت ابوذرؓ

شعبی نے ابی ارا کہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوذرؓ ربذہ کی طرف جلاوطن کیے گئے تو حضرت علیؑ نے انھیں ایک خط لکھا:

امابعد اے ابوذر تم تو خداوند عالم کیلئے غضب ناک ہوئے پس اُسی سے اُمید رکھو جس کیلئے غضب ناک ہوئے ہو۔ یہ لوگ اپنی دُنیا پر تم سے ڈرتے ہیں اور تم اپنے دین کے بارے میں ان سے خوف کھاتے ہو پس اُن کے لیے چھوڑ دو وہ چیز جس کے لیے وہ تم سے ڈرتے ہیں، اور جس چیز کا تمھیں اُن سے خوف ہے اس کو لیکر بھاگ جاؤ۔ پس وہ لوگ کس قدر محتاج ہیں اس چیز کی طرف جو تم نے ان سے روک لی ہے اور تم کس قدر بے پرواہ ہو اس چیز سے جو انھوں نے تم سے روکی ہے اور عنقریب تمھیں کل معلوم ہوگا کہ کس سے نفع حاصل کیا۔ اگر آسمان و زمین کسی شخص کے اتفاق کر لے اور وہ خدا سے ڈرے تو خداوند عالم ان سے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دیتا ہے۔ تجھے صرف حق سے اُنس اور باطل سے محبت ہونی چاہیے۔ اور اگر تم ان کی دُنیا قبول کر لیتے تو وہ تم سے محبت کرنے لگتے اور اگر دُنیا کا قرضہ اُن سے لیتے تو تمھیں امین سمجھتے!

Marfat.com

قدر و قضا

شعبی نے ضرار بن حمزہ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا جو کچھ مقدر ہو چکا ہے اس پر راضی رہنا اطاعت حکم ہے۔ ضرار کہتے ہیں اور آپ نے فرمایا لوگ کسی چیز کے متعلق جب یہ کہتے ہیں کہ کس قدر عمدہ ہے تو قدر و قضا اور زمانہ اس کے برے دن کو ظاہر کر دیتے ہیں۔

اور والبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے قدر کے متعلق سوال کیا مجھے بتائیے کہ قدر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک تاریک راستہ ہے اس پر نہ چلو۔ پھر اس نے کہا کہ قدر کے متعلق مجھے بتائیے فرمایا خدا کا راز ہے اسے فاش نہ کرو۔ پھر اس نے کہا کہ قدر کے متعلق مجھے خبر دیں تو فرمایا گہرا سمندر ہے اس میں داخل نہ ہو۔ پھر فرمایا اے سوال کرنے والے خدا نے تجھے جیسا تو نے چاہا ہے پیدا کیا ہے یا جس طرح اس نے چاہا۔ اس نے کہنے لگا جیسا اس نے چاہا، فرمایا تیرا دایاں ہاتھ تیری چاہ کے مطابق ہے یا اس کی چاہ پر ہے۔ پھر فرمایا کیا تیری مشیت خدا کی مشیت کے اوپر ہے یا اس کی مشیت کے ساتھ ہے یا اس کی مشیت سے الگ ہے۔ اگر تم کہو کہ اس کی مشیت کے اوپر ہے تو ہم نے اللہ پر غالب ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اگر کہو کہ اس کی مشیت کے ساتھ ہے تو تم نے شرکت کا دعویٰ کیا اور اگر کہو کہ تمہاری مشیت اس کی مشیت سے الگ ہے تو تم نے اس کی مشیت کے بجائے اپنی مشیت کو کافی سمجھا۔ پھر آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ جب وہ شخص یہ فقرات کہہ چکا تو کہنے لگا اے امیر المومنینؑ ان کی تفسیر مجھے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا خدا کی نافرمانی سے اسکے بچاؤ کے بغیر نہیں بچا جا سکتا۔ اور اسکی اطاعت پر اس کی مدد کے بغیر قوت حاصل نہیں ہوتی۔ کیا تو اللہ کے متعلق

Marfat.com

کچھ سمجھا ہے کہنے لگا ہاں آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمھارا بھائی اب مسلمان ہوا
ہے اُٹھ کر اس سے مصافحہ کرو۔

توحید

عطیہ عوفیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امیرالمومنینؑ سے
سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا میں تو اس کی عبادت
کرتا ہوں جسے نہیں دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں اس رب کی عبادت
نہیں کرتا جسے نہ دیکھا ہو تو وہ شخص کہنے لگا کس طرح آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے
یا کہا آپ کیسے اسے دیکھتے ہیں؟ فرمایا کہ انسانی آنکھیں اسے عینی مشاہدہ کے طور
پر ادراک نہیں کر سکتیں بلکہ دل حقائقِ ایمان کے ساتھ اس کا ادراک کرتا ہے
وہ چیزوں سے قریب ہے مگر ان سے ملا ہوا نہیں، اُن سے دُور ہے اُن سے جُدا
نہیں۔ وہ متکلم ہے نہ فکر سے اور وہ ارادہ کرتا ہے نہ سوچ کر، وہ صانع ہے آلہ
سے نہیں، وہ لطیف ہے اسے خفا سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ وہ کبیر ہے اس
نعت جفا نہیں، وہ بصیر ہے لیکن حاقہ نہیں، وہ رحیم ہے لیکن رعونت یا رقت
نہیں۔ چہرے اس کی عظمت پر جھکتے ہیں اور دل اس کے خوف سے دہل جاتے
ہیں۔

خطوط برائے اُمرائے لشکر

اس کو شعبی نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ سلام علیک۔ اما بعد
یہ مختصر گروہ اطاعت کی طرف پلٹ آئے تو یہی وہ چیز ہے جسے میں چاہتا ہوں اور
اگر انھیں نافرمانی بدبختی کی طرف کھینچ لے جائے تو اُن لوگوں کو ساتھ لیکر اُٹھ جو تیری

کرتے ہیں ان کے مقابلے میں جو نافرمان ہیں۔ اور مدد طلب کر اُن لوگوں سے جو تیرے مطیع ہیں ان کو چھوڑ کر جو تجھ سے پہلو تہی کرتے ہیں کیونکہ جس کو مجبوراً لایا جائے اس کا غائب رہنا حاضر ہونے سے بہتر ہے۔ اور اس کا عدم وجود سے بہتر ہے۔ اور اس کا بیٹھا رہنا اٹھنے سے بے پرواہ کر دیتا ہے!

علم نجوم

عکرمہ نے ابن عباس سے اور شعبی نے ارا کہ سے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنینؑ مقام انبار یا کوفہ سے خوارج کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے نہروان کی طرف مڑے تو آپ کے ساتھ مسافر بن عوف بن الحمر بھی تھا اور وہ علم نجوم میں درک رکھتا تھا اس نے عرض کی اے امیر المومنینؑ آپ اس ساعت میں کوچ نہ کیجیے، دن کی تیسری ساعت میں کوچ کریں۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ وہ کہنے لگا کہ اگر آپ اس ساعت میں چلے تو آپ اور آپ کے ساتھی سختی و مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور اگر تیسری ساعت میں چلے تو کامیاب و کامران ہوں گے تو آپ نے فرمایا اللہ وہ ہے کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور مومنین کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے۔ خداوند عالم نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے کہہ دو کہ میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جو خدا چاہتا ہے اور اگر میں غیب کو جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا۔ اور برائی مجھے چھو نہ سکتی۔ اور میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی نجومی یا کاہن کی تصدیق کرے گویا اس نے اس چیز کو جھٹلایا جو محمدؐ پر نازل ہوئی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ کافر ہے۔ اور میں نے آپ کو کہتے سنا مجھے اپنی امت سے دو چیزوں کا خوف ہے نجومی کی تصدیق کرنا اور قضا و قدر کو جھٹلانا۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میری اس گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے۔ کہنے لگا اگر میں حساب کروں تو جان سکوں گا۔ آپ نے فرمایا

جو شخص تیرے اس قول کی تصدیق کرے اس نے قرآن کی تکذیب کی۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ بیشک اللہ کے پاس ہے علم الساعۃ (قیامت کا علم) الخ جس چیز کے علم کا تو نے دعویٰ کیا ہے اس کا تو رسول اللہ نے بھی ذکر نہیں کیا پس جو تیرے قول کی تصدیق کرے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خدا کے علاوہ اور شرکا کا قائل ہو۔ خدایا کوئی نیک فال نہیں ہے مگر تیری فال اور کوئی اچھائی نہیں ہے مگر تیری طرف سے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابن احمر! ہم تیری تکذیب کرتے اور مخالفت کرتے ہیں اور اسی ساعت میں کوچ کرتے ہیں جس سے تو نے روکا ہے پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم علم نجوم کے سیکھنے سے بچو مگر جس سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں رہبری حاصل کی جائے۔ نجومی کافر ہے اور کاہن آتش جہنم میں ہے۔ اے احمر کے بیٹے خدا کی قسم اگر مجھے یہ خبر پہنچی کہ تم آج کے بعد علم نجوم میں غور و خوض کرتے ہو تو میں تمہیں عنان باندھنے والے شخص کی طرح کوڑے لگاؤں گا اور تمہاری اور اپنی زندگی بھر تمہیں قید میں رکھوں گا اور تجھے بخشش سے محروم کر دوں گا۔ اور جب تک تم زندہ اور میں حکمران رہا پھر اب اسی ساعت میں چلے جس میں اس نے منع کیا تھا۔ اور خوارج پر فتح پائی اور انھیں ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا ہم نے تو کسریٰ و قیصر کے تخت و خزینے شہر اور باقی تمام شہر بغیر نجومی کے کہنے سے فتح کئے ہیں۔

لوگو! اللہ پر توکل رکھو، اسی سے ڈرو اور اسی پر اعتماد رکھو۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اگر ہم اس ساعت میں چلتے جس کا اشارا نجومی نے کیا تھا تو لوگ کہتے کہ ہمیں نجومی کے کہنے پر کامیابی حاصل ہوئی ہے پس اللہ پر بھروسہ رکھو اور جانو کہ یہ ستارے تو چراغ ہیں کہ جنھیں زینت اور شیاطین کو مارنے کے لیے بنایا گیا ہے اور خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں ان سے رہبری لی جاتی ہے۔

اور نجومی تو رسولوں کی ضد ہیں اور یہ تکذیب کرتے ہیں اس چیز کی جو رسول خدا

Marfat.com

کی طرف سے لیکر آئے ہیں۔ یہ قرآن اور شریعت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ یہ تو ظاہری انسان کا پردہ ڈال لیتے ہیں اور باطنی طور پر انبیاء کا مذاق اڑاتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں خدا کہتا ہے۔ ان کی اکثریت اللہ پر ایمان لانیکا دعویٰ نہیں کرتی مگر یہ کہ وہ مشرک ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ابن احمر نے کہا اے امیرالمومنینؑ آپ اس ساعت میں نہ جائیے۔ آپ نے فرمایا کس لیے وہ کہنے لگا چونکہ قمر در عقرب ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارا قمر یا ان کا! ـــــ اور یہ بہترین جواب ہے۔

قضائے حوائج کا تذکرہ؟

حسن بصری نے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے جریر بن عبداللہ بجلی سے فرمایا اے جریر خداوند عالم کسی بندے پر کسی نعمت کا انعام نہیں کرتا مگر یہ کہ لوگوں کی حاجتیں اس کی طرف زیادہ ہو جاتی ہیں۔ پس جو ان میں قیام کرے اللہ کی پسند کے مطابق تو اس نے اس نعمت کو بقا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اور جو کوتاہی کرے اس میں جسے خدا دوست رکھتا ہے تو اس نے اپنی نعمت کو زوال کے لیے پیش کیا ہے۔

آپ کا کلام والدین سے نیکی کرنے کے بارے میں

کمیل بن زیاد نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنینؑ (والدین) سے نیکی کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے۔ اور کہتے تھے اے بیٹا تمہیں ان دونوں سے نیکی کرنا چاہیے کیونکہ ان کی دعائیں معاملہ سنوارتی اور بگاڑتی ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں ہمارے اساتذہ نے اس موضوع کے کئی حصص کئے ہیں

Marfat.com

خبر دی. (حذف اسناد کے ساتھ) امام حسن بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں ایک رات اپنے والد بزرگوار کے ساتھ طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھا جبکہ آوازیں خاموش اور آنکھیں سو چکی تھیں۔ تو آپ نے ایک پکارنے والے کی پکار کو سنا جو دردناک آواز میں کہہ رہا تھا:

یامن یجیب المضطر فی الظلم	یا کاشف الضر والبلوای مع الالم
قد نام وفدک حول البیت وانتبهوا	یدعوا وعینک یا قیوم لم تنم
هب لی بجود وفضل العفو عن جرمی	یامن الیه الی المحتاج فی الحرم
ان کان عفوک لا یرجوه ذو سرف	فمن یجود علی العاصین یا کرم

ترجمہ: اے وہ جو تاریکیوں میں مضطر کی دعا کو قبول کرتا ہے اور وہ جو مصیبت اور درد کو دور کرتا ہے۔ تیری بارگاہ میں آئے ہوئے تیرے گھر کے گرد سونے کے لئے بیدار ہو کر تجھ سے دعا کر رہے ہیں، اے قیوم ذات حالانکہ تو نہیں سوتا۔ اپنے جود سخا کے زیادہ عفو سے میرے جرم کو بخش دے، اے وہ کہ حرم میں جس کے پاس حاجتمند ہیں۔ اور اگر اپنے نفس پر ظلم کرنے والا تیرے عفو کی امید نہ رکھے تو گنہ گاروں پر کون کرم کی بارش کریگا!

امام حسنؑ کہتے ہیں کہ مجھے فرمایا اے بیٹا کیا اپنے گناہ پر بلند آواز سے رونے کی آواز تم نہیں سن رہے جو اپنے رب سے معافی طلب کر رہا ہے، جاؤ اور اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا رسول اللہؐ کے چچازاد بھائی بلا رہے ہیں۔ وہ کہنے لگا سمعاً وطاعاً یعنی میں ان کے حکم کو سننے اور ان کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے سلام کیا آپ نے اس سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد فرمایا تیرا نام کیا ہے۔ کہنے لگا منازل بن لاحق۔ آپ نے فرمایا تو عرب ہے اس نے کہا کہاں، تو فرمایا تیری کیا علت اور داستان ہے وہ رو

Marfat.com

اور کہنے لگا کیا قصہ ہے اس کا جسے گناہوں نے (ہلاکت کے) سپرد اور عیبوں نے قید کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا تفصیل سے اپنے حالات بتاؤ۔ کہنے لگا میں ایک نوجوان تھا جو لہو ولعب اور خوشی میں لگا ہوا تھا میرے والد مجھے وعظ و نصیحت کرتے اور کہتے کہ بیٹا جوانی کی بیہودگیوں اور لغزشوں سے بچ کیونکہ اللہ کی طرف سے عملہ اور ایسے انتقامات ہیں جو ظالمین سے دور نہیں جب تو وہ وعظ و نصیحت میں اصرار کرتا میں اسے مارنے پیٹنے پر مصر ہوتا ایک دن اس نے زیادہ اصرار کیا تو میں نے اسے کافی مارا جس سے اُسے تکلیف ہوئی۔ اور اس نے قسم کھائی میں بیت اللہ الحرام کی طرف جاتا اور کعبہ کا غلاف پکڑ کر تیرے لیے بددعا کرتا ہوں پس وہ مکہ میں آیا اور غلاف کعبہ کو پکڑ کر میرے لیے بددعا کی اور یہ کہا:

یا من الیہ الی الحجاج قد قطعوا ۔۔۔ ارض التہامۃ من قرب ومن بعد

انی اتیتک یا من لا یخیب من ۔۔۔ یدعوہ مبتہلاً یا واحد الصمد

ھذا منازل لا یبتد عن عقق ۔۔۔ فخذ بحقی یا رحمان من ولدی

وھتل منہ بحول منک جانبہ ۔۔۔ یا من تقدس لم یولد ولم یلد

ترجمہ: اے وہ ذات کہ حاجی زمین تمام کرنے کے لیے دور سے عبور کر کے جس کے پاس آتے ہیں۔ میں تیرے پاس آیا ہوں اسے وہ واحد و صمد کہ گڑگڑا کر دعائیں مانگنے والے کو نا امید نہیں پلٹاتا۔ یہ منازل میری نافرمانی سے نہیں باز آتے اے رحمان میرا حق مجھے میرے بیٹے سے لیکر دے۔ اپنی قوت سے اس کے جسم کے ایک حصے کو شل کر دے اے وہ ذات جو منزہ ہے نہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے۔

کہنے لگا خدا کی قسم اس کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ پھر اس نے اپنا دائیں طرف کا کپڑا ہٹا کر دکھایا وہ خشک ہو چکا تھا۔

Marfat.com

کہنے لگا پھر میں اس کو راضی کرنیکی کوشش میں لگا رہا۔ اور عجز و انکساری ظاہر کرتا رہا اور اس سے کہتا کہ مجھے معاف کر دے۔ اسے مجھ پر رحم آیا اور وعدہ کیا کہ میں اس مقام پر جاکر دوبارہ تیرے لیے دعائے خیر کروں گا۔ میں نے اسے دس ماہ کی حاملہ ناقہ پر سوار کیا اور میں اس کے پیچھے چلا۔ جب ہم وادیٔ اراک میں پہنچے تو ایک درخت سے ایک پرند اڑا جس سے اونٹنی ڈر گئی اور اس نے اسے پتھروں کے درمیان گرا دیا جس سے اس کا سر ریزہ ریزہ ہو گیا اور وہ مر گیا۔ میں نے اسے وہیں دفن کیا اور مایوس ہو کر آگے بڑھا۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ میں مشہور ہو گیا ہوں کہ باپ کی نافرمانی نے میری یہ حالت کر دی ہے اور میں اسی عذاب میں گرفتار ہوں۔

امام حسنؑ کہتے ہیں کہ اس سے میرے والد گرامی نے فرمایا کہ تجھے بشارت ہے تیری فریاد رسی ہو گئی ہے۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور اسے حکم دیا کہ اپنی تکلیف کی جگہ کو ظاہر کرے۔ آپ نے اس پر کئی بار دعا پڑھی اور اپنے دست مبارک سے اسے مس کرتے رہے۔ پس وہ تندرست ہو گیا جس طرح پہلے تھا۔ قریب تھا کہ وہ شخص خوشی سے دیوانہ ہو جائے۔ اس کے بعد میرے والد گرامی نے اس سے فرمایا اگر تیرے باپ نے تجھ سے دعا کرنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا تو میں تیرے لیے دعا نہ کرتا، پھر فرمایا: بیٹا والدین کی بد دعا سے بچو، کیونکہ ان کی دعا سے زیادتی اور حیران بھی ہوتا ہے اور ہلاکت و تباہی بھی!

قوسِ قزح

سدی نے اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے ایک دفعہ آسمان کی طرف نظر کرتے ہوئے قوسِ قزح دیکھا تو فرمایا تم اسے کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی کہ ہم اسے قوس قزح کہتے ہیں۔ فرمایا ایسا نہ کہا کرو بلکہ یوں کہو کہ خدا

Marfat.com

(قوس) کمان ہے اور غرق ہونے سے امان ہے۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ لوگ قوس قذح ذال کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ سخت قسم کی غلطی ہے۔ کیونکہ اس کا نام قوس قزح اس لیے پڑا کہ وہ پہاڑ جس سے لوگ مزدلفہ میں کنکریاں اٹھاتے ہیں اسے قزح کہتے ہیں اور اسی کی طرف منسوب ہے کہ زمانہ جاہلیت میں سب سے پہلے یہ قوس وہاں دیکھا گیا تھا۔

مناظرہ

شعبی اور ابن مسیب نے روایت کی ہے کہ یہودیوں کا ایک عالم حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے مناظرہ کیا جب لاجواب ہو گیا تو کہنے لگا تم لوگوں نے ابھی اپنے نبی کو دفن بھی نہیں کیا تھا کہ اس میں اختلاف کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا بچھ پر وائے ہو تو جھوٹ بکتا ہے ہم نے رسول میں اختلاف نہیں کیا ہے اور تمہارے تو نبی دریا کے پانی سے پاؤں بھی خشک نہیں ہوئے تھے کہ موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ ہمیں ایک خدا بنا دے۔ پس وہ یہودی مسلمان ہو گیا۔

علوم مختلفہ

مختلف علوم میں جو کتابیں منثور و منظوم اپنی رائے کے مطابق ہم نے ذکر کیں اب جو ہم تک آپ کے درر منظومہ پہنچے ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ امیرالمومنینؑ کی طرف جو اشعار منسوب ہیں ان کے متعلق علماء کے ایک گروہ نے جن میں ابراہیم بن محمد علوی ابو القاسم خطیب موصلی اور عمر بن صافی وغیرہ ہیں۔ انھوں نے اپنی اسناد سے اپنے بزرگوں سے خبر دی اور وہ مختلف فنون میں ہیں۔ ان اشعار میں آپ کا ارشاد ہے جبکہ آپ ولید بن عتبہ کے مقابلہ میں جنگ بدر میں آئے اور اسے قتل کیا۔

الم تر ان اللہ ابلی رسولہ ... بلاء عزیز ذی اقتدار وذی فضل
بما انزل الکفار دار مذلۃ ... قد اتوھوا نا من اسار ومن قتل
دامسی رسول اللہ قد عز نصرہ ... وکان رسول اللہ ارسل بالعدل
فجاء ببرھان من اللہ منیر ... مبینۃ آیاتہ وذوی العقل
فآمن اقوام بذاک وایقنوا ... فاسو بحمد اللہ مجتمع الشمل
وانکر اقوام فزالت عقولھم ... وزادھم الرحمن خبلا علی خبل
وامکن منھم یوم بدر رسولہ ... وقوما غضاما فعلھم احسن الفعل
بایدیھم بیض خفاف جنونھا ... وقد زینوھا بالجلاء وبالعقل
فکم جدلوا من دائص ذی حمیۃ ... صریعا ومن شیخ کبیر ومن کھل
تبیت عیون النائحات علیھم ... تجود باسباب الرشاش وبالوبل
نوائح تنعی عتبۃ الغی وابنہ ... وشیبۃ تنعاہ وتبکی اباجھل
تنعی ابن جدعان وذا الرجل بعدہ ... سبلہ جری مبینۃ الشکل
تری منھم فی بئر بدر عصابۃ ... زدو نجدات فی الحروب وفی العمل
فاصخر الذی دار الجحیم قرارہ ... من الذل والاغلال فی اسفل السفل

ترجمہ: کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا نے اپنے رسول پر احسان کیا وہ احسان ایسی ذات کا جو عزیز صاحب اقتدار اور صاحب فضل تھا۔ کفار کو مقام ذلت میں جگہ دی خواری کا قید و قتل سے انھوں نے چکھا۔ رسول اللہ کی مدد عزت دار بنانیوالی تھی اور وہ عدل انصاف کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اللہ کی طرف سے روشن برہان لیکر آئے جس کی علامات صاحب عقل کے لیے واضح تھیں۔ ایک گروہ ایمان لایا اور اس نے یقین کیا اور الحمد للہ ان کی پراگندگی دور ہوگئی۔ اور ایک گروہ نے انکار کیا ان کی عقل زائل ا خدائے رحمن نے ان کی بیوقوفی میں زیادتی کر دی۔ بدر کے دن رسول اور ایک ایسی قوم

غلبہ دیا جو ان پر غضبناک اور بہترین افعال بجالانیوالی تھی۔ ان کے ہاتھوں میں ایسی تلواریں تھیں جن کے نیام خفیف اور وہ جلاء وصیقل سے مزیّن تھیں انھوں نے کتنے ہی بوڑھوں اور جوانوں کو جو گمراہ اور متعصّب تھے پچھاڑ دیا۔ نوحہ کرنیوالوں کی آنکھیں ان پر کم و زیاد آنسوؤں کا مینہ برساتی تھیں۔ وہ نوحہ گر گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے شیبہ کی موت کی خبر دیتیں اور ابوجہل کی موت پر روتی تھیں۔ ابن جدعان اور اس کے بعد سبلہ کی موت کی خبریں سناتی تھیں یہ ظاہر کرتیں کہ ان کے بیٹے مارے گئے مجھے بدر کے کنوئیں میں ایک جنگجو اور حیلہ باز بہادروں کا گروہ پڑا ہوا نظر آئیگا۔ جہنّم کے اسفل السافلین طبقے میں بیڑیوں اور ذلّت کے ساتھ وہ رہ رہے ہیں۔

ذیل کے اشعار آپ نے جنگِ احد کے دن ارشاد فرمائے جبکہ کفّار نے کہا کہ ہم نے محمدؐ سے اپنا بدلا لے لیا۔

اللہ ربی وھو الواحد الصمد — فلیس یشرکہ فی حکمہ احد
وینصر اللہ من والاہ معتمداً — ویمحق الکافرین الغم اذ عندوا
ومن قتلتم علی ما کان من دخل — فانھم طابقوا خیراً وقد سعدوا
لھم جنان من الفردوس طیبۃ — لا یعتریھم بھا حر ولا برد
قوم وفوا لرسول اللہ واحتسبوا — شم العدانین فھم حمزۃ الاسد
لیسو کقتلاکم فاللہ ادخلھم — نار الجحیم علی ابوابھا رسد

ترجمہ: اللہ میرا رب ہے وہ بے نیاز ہے حکم کرنے میں اس کا کوئی شریک نہیں خدا اس کی مدد کرتا ہے جو اس پر اعتماد کرے اور اس سے مدد طلب کرے اور کافروں کو ان کے عناد کی بنا پر پیس دیا جاتا ہے۔ اور جنھیں تم نے قتل کیا کینہ کی بنا پر انھوں نے خیر کی مطابقت کی اور سعادت مند ہوئے ان کے لیے جنّتِ فردوس کے پاکیزہ باغات ہیں جہاں انھیں گرمی اور سردی محسوس نہیں ہوگی وہ ایسی قوم ہے جنھوں نے وفا کی رسول سے قرب الٰہی کیلئے

Marfat.com

جنگ کی وہ عزت مند ہیں جن میں سے حمزہ شیر خدا ہیں۔ وہ تمھارے مقتولوں کی طرح نہیں کہ جنھیں اللہ نے جہنم کی آگ میں ڈالا ہے جس کے دروازہ پر پہریدار ہیں۔

قناعت کے متعلق فرمایا:

لاتخضعن لمخلوق طمعاً　　فان ذاک مضر منک بالدین

واسترزق اللہ مما فی خزائنہ　　فان ذالک بین الکاف والنون

ترجمہ: مخلوق کے سامنے لالچ کرتے ہوئے نہ جھک۔ یہ بات تیرے دین کیلئے مضر ہے۔ اللہ سے اس کے خزانہ میں سے رزق طلب کر کیونکہ وہ کاف و نون کے درمیان ہے

نیز قناعت کے متعلق ارشاد فرمایا:

اغن عن المخلوق بالخالق　　تغن عن الکاذب والصادق

واسترزق الرحمان من فضلہ　　فلیس غیر اللہ من رازق

ترجمہ: خالق کے سبب مخلوق سے بے پرواہ ہوجا۔ جھوٹے اور سچے سے بے پرواہ ہوجا۔ خدائے رحمان سے اس کے فضل و کرم سے رزق طلب کر کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی رازق نہیں۔

من ظن ان الناس یحسنونہ　　لم یک بالرحمٰن بالواثق

اوظن ان الرزق فی کفہ　　زلت بہ النعلان من خالق

ترجمہ: جو یہ گمان کرے کہ لوگ اسے تونگر بنادیں گے اسے خدائے مہربان پر وثوق نہیں یا گمان کرے کہ اس کا رزق اس کے قبضے میں ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو بلند سے گرے۔

مذمت دنیا میں آپ کی طرف یہ شعر منسوب ہے:

ومن یصحب الدنیا یکن مثل قابض　　علی الماء خانت فروج الاصابع

جو دنیا کو اپنا ساتھی بنائے وہ اس شخص کی طرح ہے جو پانی کو اپنی مٹھی میں بند کر رہا ہو کہ

Marfat.com

انگلیوں کے شگاف اسی سے خیانت کریں گے۔

نیز اسی مقصد میں یہ شعر بھی ہے :

ماالدھر الا یقظۃ ونوم ولیلۃ بینھا ویوم

زمانہ بیداری اور نیند کا نام ہے جن کے درمیان رات اور دن ہوتے ہیں۔

یعیش قوم ویموت قوم والدھر قاض ماعلیہ یوم

ایک گروہ زندگی حاصل کرتا ہے ایک مرجاتا ہے زمانہ ایسا قاضی ہے کہ جسے ملامت نہیں کی جا سکتی۔

نیز اسی مقصد کو اس شعر میں ادا کیا ہے۔

دنیا تحول باھلھا فی کل یوم مرتین فغدوھا لتجمع ورواحھا شتان بین

دنیا اپنے رہنے والوں پر ہر دن دو حالتیں بدلتی ہے صبح اس کو جمع کر دیتی ہے اور شام انھیں جدا کر دیتی ہے

ذیل کے شعر بھی آپ کی طرف منسوب ہیں :

ولو انا اذ متنا ترکنا لکان الموت راحۃ کل حی

اگر مرنے کے بعد ہمیں چھوڑ دیا جاتا تو موت ہر زندہ کیلئے باعث راحت ہوتی

ولکنا اذا متنا بعثنا ونسئل بعدہ عن کل شی

لیکن جب ہم مرتے ہیں تو دوبارہ ہمیں زندہ کیا جاتا ہے اور ہر چیز کے متعلق ہم سے سوال ہوتا ہے

قناعت کے متعلق فرمایا :

وان البلاء للبلاء علامۃ ان لا تری لک من ھواک نزوع

مصیبت اور مصیبت کی نشانی یہ ہے کہ تو اپنی خواہش نفس کو نہ چھوڑے

العبد عبد النفس فی شھواتھا والحر یشبع تارۃ ویجوع

غلام تو وہ ہے جو خواہشات نفس کا غلام ہو اور آزاد شخص کبھی سیر اور کبھی بھوکا رہتا ہے

Marfat.com

نیز اسی کے متعلق فرمایا:

صبر الفتی لفقرہ یجلہ ۔۔۔ وبذلہ لوجہہ یذلہ

انسان کا حالت فقر میں صبر کرنا اُسے جلیل القدر بنا دیتا ہے اور اس کا اپنی آبروریزی کرنا اسے ذلیل کر دیتا ہے۔

الخبز للجائع ادم کلہ ۔۔۔ والماء ان جف بہ یبلہ

روٹی بھوکے کے لیے سارا سالن ہے اور اگر خشک ہو جائے تو اسے پانی تر کر سکتا ہے

وقطعۃ من الحائط تظلہ ۔۔۔ والموت یاتی بعد ذا یتلہ

اور دیوار کا ایک ٹکڑا اس کے سایہ کیلئے کافی ہے اور اس کے بعد موت آتی ہے جو اُسے مُنہ کے بل لٹا دیتی ہے۔

امام غزالی کی کتاب سر العالمین میں میں نے دیکھا ہے کہ اس نے ذیل کے اشعار کی نسبت آپ کی طرف دی ہے:

المرء فی زمن الاقبال کالشجرۃ ۔۔۔ وحولہا الناس ما دامت بہا الثمرۃ

بخت و اقبال کے زمانہ میں انسان کی مثال درخت کی ہے کہ لوگ اس کے گرد جمع رہتے ہیں۔ جب تک اس میں پھل موجود ہو۔

حتی اذا ما عرت من حملہا انصرفوا ۔۔۔ عنہا ممتوتا وقد کانوا بہا بررۃ

جب وہ پھل سے عاری ہو جاتا ہے تو لوگ اس سے نافرمانی کرتے ہوئے مڑ جائیں گے حالانکہ پہلے اس سے نیکی کرتے تھے۔

وہاولوا قطعہا من بعد ما شفقوا ۔۔۔ دہرا علیہا من الارباح والغبرۃ

وہ اس کے کاٹنے پر تیار ہو جائیں گے بعد اس کے کہ ایک زمانہ تک اس پر ہوا اور غبار پڑنے سے بھی ڈرتے تھے۔

قلت مروات اہل الارض کلہم ۔۔۔ الا الاقل فلیس العشر من عشرہ

Marfat.com

میں کہتا ہوں چند اشخاص کے علاوہ تمام اہلِ زمین کی مروّت مروّت کے عشر عشیر بھی نہیں۔

لا تحمدن امرءاً حتی تجربہ　　فربما لم یوافق خبر خبرہ

جب تک کسی شخص کا تجربہ نہ کر لے اسکی تعریف نہ کر اکثر اوقات اس کا تجربہ اسکی دی ہوئی خبر کے موافق نہیں ہوتا۔

قدر و قضا کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اذا عقد القضا علیک عقدا　　فلیس یحلہ الا القضاء

جب قضا و قدر تیرے اوپر کوئی گرہ لگا دے تو پھر اسی کو قضا کے علاوہ کوئی نہیں کھول سکتا

فمالک قد اقمت بدار ذل　　وارحمن اللہ واسعۃ فضاء

تجھے کیا ہو گیا کہ تو ذلّت کے گھر میں مقیم ہو گیا ہے حالانکہ اللہ کی زمین کی فضا وسیع ہے۔

تبلغ بالیسیر فکل شیء　　من الدنیا یکون لہ انقضاء

تو تھوڑے سے زادِ راہ سے مقصد کو پالے گا اور دُنیا کی ہر شے فنا ہونیوالی ہے۔

نیز اسی مضمون کے متعلق فرمایا:

للناس حرص علی الدنیا بتدبیر　　وصفوھا لک مخروج بتکدیر

لوگ تدبیر کے ساتھ دُنیا پر حریص ہیں حالانکہ دُنیا کا صاف پانی گدلے سے ملا ہوا ہے۔

لم یرزقوھا فیما رزقوا　　لکنما رزقوھا بالمقادیر

یہ رزق ان کی عقل کی بنا پر نہیں ملا بلکہ تقدیر کی وجہ سے ملا ہے۔

لو کان عن قوۃ او عن مخالطۃ　　طار البزاۃ بارزاق العصافیر

اگر رزق قوت و طاقت یا مغالطہ کی وجہ سے ہوتا تو باز چڑیا کا رزق لے اُڑتا۔

اسی سلسلے میں فرمایا:

مالا یکون فلا یکون بحیلۃ　　ابداً وما ھو کائن سیکون

جس چیز کو نہ ہونا ہے وہ حیلے بہانوں سے نہیں ہو گی اور جسے ہونا ہے وہ ہو کر رہے گی۔

سیکون ماھو کائن فی وقتہ واخو البھالۃ متعب محزون

جو چیز ہونے والی ہے وہ اپنے وقت پر ہو جائیگی اور جاہل اپنے آپ کو تعب و حزن میں ڈالے رہتا ہے۔

یسعی القوی فلا ینال لبیعۃ خطاویدرک عاجز موھون

طاقت ور کوشش کرتا ہے لیکن کوشش سے اپنا حصہ نہیں لے سکتا۔ اور عاجز و حقیر اسے پالیتا ہے۔

علم کی فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا:

الناس من جھۃ التمثال اکفاء ابوھم اٰدم والام حوّاء

لوگ شکل و شباہت میں برابر ہیں ان کے باپ آدمؑ اور ماں حوّا ہیں۔

وان یکن فلم من اصلھم شرفاء یفاخرون بہ فالطین والماء

اگر ان کی اصل میں کوئی شرف ہے کہ جس پر وہ فخر کریں تو وہ مٹی اور پانی ہے۔

ما الفخر الا لاھل العلم انھم علی الھدیٰ لمن استھدی ادلاء

فخر صرف صاحبانِ علم کے لیے ہے جو ہدایت حاصل کرنیوالوں کے لیے رہبر ہیں۔

وقیمۃ المرء ما قد کان یحسنہ والجاھلون لاھل العلم اعداء

انسان کی قیمت وہ چیز ہے جو اُسے حسین بنا دیتی ہے جاہل اہلِ علم کے دشمن ہیں۔

اور آپ نے فرمایا:

فلا تجب اخا الجھل وایاک وایاہ فکم من جاھل اردی حلیما حین اخاہ

جاہل کو اپنا ساتھی نہ بنا اور اس سے بچ کر رہ کیونکہ جاہل ہیں کہ جنھوں نے صاحبانِ حلم کو ہلاک کر دیا جب ان کے ساتھ ان کا بھائی چارہ ہو گیا۔

یقاس المرء بالمرء اذا ما المرء ماشاہ وللشیء علی الشیء علامات واشباہ

جب دو شخص ایک دوسرے کے ساتھ چلتے ہوں تو ایک کا دوسرے پر قیاس کیا جاتا ہے ایک

ایک چیز دوسری کی علامت اور شبیہ ہوتی ہے

وللقلب علی القلب دلیل حین یلقاہ

اور ایک دل دوسرے کا رہبر ہوتا ہے جب ملاقات ہو جائے

رسولِ اکرمؐ کی وفات پر یہ اشعار آپ نے کہے :

الا طرق النائی بلیل فراعنی وارقنی لما استقل منادیا

موت کی خبر دینے والے نے دروازہ کھٹکھٹایا اور مجھے گھبراہٹ میں ڈال دیا اور مجھے رقت طاری ہوئی جب وہ پکارنے لگا۔

فقلت لہ لما رثیت الذی اعیر رسول اللہ ان کنت ناعیا

جب وہ خبر دینے لگا تو میں نے کہا کہ تو رسول اللہؐ کے علاوہ کس کی موت کی خبر دیتا ہے۔

محق ما اشفقت منہ ولم یبل وکان خلیلی صدق ورجائی

اس نے اس بات کو ثابت کیا جس سے میں ڈرتا تھا اور کوئی پرواہ نہ کی، حالانکہ آپ میرے دوست پشت پناہ اور حبائے امید تھے۔

فواللہ ما انساک احمد ماحدت بی العیس فی ارض وجاورت وادیا

پس خدا کی قسم اے احمد مجتبیٰ میں آپکو نہیں بھولوں گا جب تک زندہ رہا۔

لبیک رسول اللہ جیران طیبۃ وبیک علی الاسلام من کان باکیا

مدینہ میں رہنے والے رسول اللہؐ پر روئیں اور اسلام پر گریہ کریں جو رونا چاہتا ہے۔

شعبی کہتا ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ امیر المومنینؑ رسول اللہؐ کی قبر پر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے آپ کے علاوہ کسی پر جزع فزع کرنا قبیح ہے اور آپ کے علاوہ کسی کے فقدان پر صبر کرنا جمیل ہے۔ فرمایا :

ما فاض دمعی عند نازلۃ الا جعلتک للبکاء سببا

کسی مصیبت میں میرے آنسو نہیں بہتے مگر یہ کہ اپنے رونے کا سبب آپکی جدائی کو قرار دیتا ہوں

Marfat.com

واذا ذکرتک سامعتک بہ منی الجنون خفاض والمنسکبا

جب میں آپ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھیں برسنے لگتی ہیں۔

انی اجل مثوی حللت بہ ان لا اری بثراہ مکتئبا

میری نظر میں وہ مقام اس سے جلیل ہے کہ جسمیں آپ اترے ہیں کہ میں اس مقام پر حزین و مغموم نظر نہ آؤں۔

آپ نے فرمایا: (دُنیا کے بارے میں)

ما احسن الدنیا واقبالہا اذا اطاع اللہ من نالہا

دُنیا اور اس کا اقبال کس قدر اچھا ہے اگر اللہ کی اطاعت کرے وہ شخص جسے دُنیا مل گئی

من لم یواس الناس من فضلہ عرض للادبار اقبالہا

جو شخص اپنی بچت سے لوگوں کی مدد نہ کرے تو اس نے دُنیا کے اقبال کو ادبار کے سپرد کر

فاحذر الفقر یا ذا الغنی واعط من الدنیا لمن نالہا

اے تونگر فقر کے آنے سے بچ اور جو تجھ سے دُنیا کی بخشش طلب کرے اسے عطا کر۔

فان ذا العرش العظیم الجزاء یضعف للحبۃ امثالہا

بیشک صاحب عرش عظیم بدلا دینے والا ایک دانہ کے کئی دانے اس جیسے بنا دیتا ہے

اور ابن عباس نے کہا ہے جیسا کہ عوفی نے ان سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے ذیل کے شعر پڑھے اور آپ سے سورۂ فاتحہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ (تو فرمایا کہ یہ سورہ عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے اس سے نازل ہوئی۔ اگر میرے سامنے مسند علم بچھا دی جائے تو میں اس سورہ کے فضل کے بارے میں ایک اونٹ کا بار ذکر کروں اور قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں مگر میں جانتا ہوں کہ کب اور کس بارے میں اتری ہے پھر یہ اشعار کہے:

اذا المشکلات تعدین لی کشفت حقائقہا بالنظر

Marfat.com

جب مشکلات تیرے درپے ہوں تو میں نظر و فکر سے ان کے حقائق کو منکشف کر لیتا ہوں

وان سبوقت فی خلال الصواب عمیاء لا تعتر منین

اگر صحیح نظریہ فکر کے درمیان بجلی جہالت کی چمکے تو بھی مجھے فکر لاحق نہیں ہوتی۔

مقنقہ بعیون الامور وحضت علیہا نفیس الدرر

وہ امور جن پر نقاب پڑے ہوئے ہیں میں ان پر نفیس موتی (الفاظ) رکھ دیتا ہوں۔

لسانا کشقشقہ الارحبی اوکا الحسام اذا ما سطر

درآنحالیکہ زبان مثل شقشقہ (مستی کے دوران اونٹ کے منہ سے جو کف نکلتا ہے) ہے یا کاٹنے والی تلوار کی طرح۔

ولست بامعہ فی الرجال اسائل ھذا ذوا ما الخبر

اور میں ہر شخص کے پیچھے جانیوالا نہیں کہ اس سے یا اس سے پوچھتا پھروں کہ فلاں بات کیسی ہے

ولکنی مدرہ الاصفرین وجلاب خیر ودفاع شر

لیکن میں تو دل و زبان کا خطیب خیر کو کھینچ کے لانیوالا اور شر کو دور کرنیوالا ہوں۔

اور صبر کے بارے میں فرمایا:

ولربما نطق الفتی فنا فست فیہ العیون وانہ لمموہ

اور بعض اوقات انسان بولتا ہے اور آنکھیں اسکو دیکھنا پسند کرتی ہیں حالانکہ وہ گنگ ہوتا ہے

ولربما سکت الفتی عن خصمہ حذر الجواب وانہ لمفوہ

اور بعض اوقات انسان خاموش ہو جاتا ہے دشمن کے جواب کے خوف سے حالانکہ وہ بول سکتا ہے

ولربما صبر الفتی عند الاذی وفؤادہ من حرہ یتاوہ

اور بعض اوقات انسان تکلیف کے وقت صبر کرتا ہے حالانکہ اسکا دل اس تکلیف کی گرمی سے آہیں بھر رہا ہوتا ہے۔

اسی مضمون کے متعلق فرمایا:

Marfat.com

یمثل ذوالالباب فی نفسہ مصائبہ قبل ان تنزلا

عقلمند انسان مصائب کے آنے سے پہلے اپنے نفس میں ان کی تصویر کشی کرتا ہے۔

فان نزلت بغتۃ لم تروعہ لما کان فی نفسہ مثلا

جب مصائب اچانک اس پر وارد ہو جائیں تو ان سے نہیں گھبراتا کیونکہ انکی تصویر اس کے دل میں موجود ہوتی ہے۔

رأی الامر یفضی الی آخرہ یصیر اخرہ اولا

وہ سمجھتا ہے کہ ایک چیز دوسری تک پہنچاتی ہے تو پہلی چیز کی وجہ سے دوسری پر صبر کرتا ہے۔

وذوالجہل یامن امیامہ دہتہ مصارع من قد خلا

اور جاہل شخص زمانہ سے مامون ہو جاتا ہے اور گزرے ہوئے لوگوں کے پچھڑنے کو بھول جاتا ہے

فان سددتہ صروف الزمان بعض عجائبہ اعول

اگر گردش دہر اسے اپنے بعض عجائب میں اچانک گھیرے تو رونے لگتا ہے۔

ولو قدم الصبر فی نفسہ لعلمہ الصبر حسن البلاء

اور اگر وہ پہلے سے اپنے نفس کو صابر بنا لے تو صبر اسے مصیبت کو خوبصورتی سے نبھانا سکھا دے۔

شعبی کہتا ہے کہ امیر المومنینؑ نے ایک شخص کو چلتے ہوئے دیکھا جو اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتا اور ناز و نخرے سے چل رہا تھا تو آپ نے فرمایا:

یامؤثر الدنیا علی دینہ والتائہ الحیران فی قصدہ

اے دنیا کو دین پر ترجیح دینے والے اور اپنے مقصد میں حیران و پریشان

اصبحت ترجو الخلد فیہا وقد ابرز ناب الموت عن حدہ

تو دنیا میں ہمیشہ رہنے کی امید رکھتا ہے حالانکہ موت نے اپنے دانت حد سے باہر نکالے ہوئے ہیں

ھیہات ان الموت ذو رسلہم من یرعہ یوما بہا یردہ

دنیا کی بقا دور ہے موت کے ایسے تیر ہیں کہ جسے ان سے مارتی ہے اسے واپس پلٹا دیتی ہے۔

Marfat.com

لا یشرح الواعظ قلب اجوع لم یقدم اللہ علی رشدہ

وعظ کرنیوالا اس شخص کے دل کو نہیں کھول سکتا جسکی ہدایت کا خدا عزم نہ رکھتا ہو

آپؒ نے اسلام پر گریہ کرنے کے متعلق فرمایا:

لبیک علی الاسلام من کان باکیا فقد ترکت ارکانہ وھو عالم

جو رونا چاہتا ہے وہ اسلام پر روئے کیونکہ اسلام کے ارکان اور علامات چھوڑ دیے گئے ہیں

فقد ذھب الاسلام الا بقیۃ قلیل من الدنیا الذی ھو لازمہ

تھوڑے سے اسلام کے علاوہ باقی ختم ہوگیا ہے وہ لوگ قلیل ہیں جو اسے اپنائے ہوئے ہیں

آپ نے راز کو چھپانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

ولا تفش سرک الا الیک فان لکل نصیحۃ تصیحا

اپنے علاوہ کسی کے سامنے اپنا راز فاش نہ کر کیونکہ ہر نصیحت کرنیوالے کے لیے ایک نصیحت کرنیوالا ہے

فانی رئیت عواۃ الرجال ولا یستریکون اویماسیحی

کیونکہ میں نے گمراہ لوگوں کو دیکھا ہے کہ کسی شخص کو صحیح نہیں رہنے دیتے۔

زمانہ اور دوستوں کی مذمت میں فرمایا:

ھذا زمان لیس اخوانہ یا ایھا المرء مباخوان

یہ ایسا زمانہ ہے کہ اس کے بھائی سچے بھائی نہیں اے شخص

اخوانہ کلھم ظالم لہ لسانان ووجھان

اس زمانہ کے سب دوست ظالم ہیں ان کی دو زبانیں اور دو رُخ ہیں۔

یلقاک بالبشر فی قلبہ دائ وادیہ مکتمان

تجھ سے کشادہ روئی سے ملتا ہے لیکن اس کے دل میں بیماری ہے جس نے اسے چھپا رکھا ہے۔

حتی اذا ما غبت عن عینہ رماک بالزور وبھتان

جب بھی تو اسکی آنکھ سے اوجھل ہوا تو جھوٹ اور بہتان کی بمباری تجھ پر کرے گا۔

Marfat.com

هٰذا زمان هکذا اهله تعزعن روئت انسان

اس زمانہ والے ایسے ہی ہیں، تو کسی انسان کو دیکھ کر ہی دھوکا کھا جاتا ہے۔

اپنے مکارمِ اخلاق کے متعلق فرمایا:

ان المکارم اخلاق محمدۃ فالعقل اولها والعلم ثانیها

مکارم کہتے اچھے اخلاق کا نام ہے پہلا ان میں سے عقل اور دوسرا علم ہے

والحلم ثالثها والعرف رابعها والعفو خامسها والصبر سادسها

تیسرا حلم چوتھا نیکی، پانچواں عفو و بخشش اور چھٹا صبر ہے

والحمد تختبر عن عین مورثها انکان من حزبها او من اعادیها

آنکھ اس سے بات کرنیوالے کی خبر دیتی ہے کہ آیا اسکے دوستوں یا دشمنوں میں سے ہے

والنفس تکلف الدنیا وقد علمت ان السلامۃ فیها ترک ما فیه

نفس دنیا کے لیے تکلیف اٹھاتا ہے حالانکہ اسے علم ہے کہ جو کچھ اسمیں ہے اسے چھوڑ جاتا ہے

دیکھنے کے بارے میں فرمایا:

وکم نظرۃ تاوت الی القلب سترۃ فاصبح منها القلب فی الهلکات

کتنی نگاہیں ہیں جو دل کی طرف شہوت کو کھینچ لاتی ہیں جن سے دل ہلاکتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے

ابولہب کی مذمت میں فرمایا:

ابالهب بتت ید اک ابی لهب وتبت ید اها تلک حمالۃ الحطب

اے ابی لہب تیرے ہاتھ شل ہو جائیں اور اس عورت کے ہاتھ جو لکڑیاں اٹھانے والی ہے

خذمت نبیا خیر من وطی الحصا فکنت کمن باع السلامۃ بالعطب

تو نے نبی کو چھوڑ دیا جو زمین پر چلنے والوں میں بہترین ہے اور سلامتی کو ہلاکت کے بدلے فروخت

وخفت ابی جهل فاصبحت تابعا له وکذاک الهر یتبعه الذنب

تو ابوجہل سے ڈر گیا اور اس کا تابع بن گیا اور دُم سر کے ہی تابع ہوتی ہے۔

Marfat.com

فاصبح ذاک الامر عارا یهیلنا علیک صبیح الله فی موسم العرب

یہ چیز تیرے لیے ننگ و عار ہے جسکو ظاہر کرتا ہے اللہ کی حجت پیش کرنیوالا موسم حج میں عرب کے سامنے

ولو کان من بعض الاعادی محمد لحامیت عنه بالرماح و بالقضب

اگر محمدؐ تیرے دشمن ہوں تو بھی تجھے انکی نیزے اور تلوار کے ساتھ حمایت کرنی چاہیے تھی۔

آپ نے فرمایا جبکہ آپ عمرو بن عبدود کے مقابلے میں نکلے اور عمرو خندق کے دن میدانِ جنگ میں آیا اور مبارز طلب ہوا لیکن اس کے مقابلے میں کوئی بھی نہ نکلا تو عمرو نے کہا:

ولقد بحوت من النداء لجمعکم هل من مبارز

تمھاری جماعت کو آواز دیتے دیتے میری آواز بیٹھ گئی کہ کیا کوئی مبارز ہے

ووقفت اذ جبن الشجاع موقف القرن المناجز

میں ایسی جگہ کھڑا ہوا جہاں شجاع بزدل ہو جاتا ہے جو مقام ہے جنگ کرنیوالے حریف کا

انی کذالک لم ازل متسرعا لهوا هز

اور میں ہمیشہ جنگوں کی طرف جلدی کرتا ہوں

ان الشجاعة للفتی والجود من خیر السجایا

کیونکہ شجاعت اور سخاوت جوان کی بہترین عادات میں سے ہیں

پس رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؑ جاؤ اس کے مقابلے میں اور میری تلوار ذوالفقار لے جاؤ آپ نے دعا کی تو حضرت علیؑ اس کے مقابلے میں نکلے اور فرمایا:

لاتعجلن فقد اتاک مجیب صوتک غیر عاجز

جلدی نہ کر تیری آواز کا جواب دینے والا آگیا جو عاجز و کمزور نہیں۔

ذو نیة و بصیرة والصدق منجا کل فائز

جو نیک نیت اور صاحب بصیرت ہے اور سچائی پر کامیاب ہونیوالے کیلئے نجات کی جگہ ہے

الی لاوجوات اقیم علیک نائحۃ الجنائز

میں امید کرتا ہوں کہ تجھ پر نوحہ کرنیوالی عورتوں کو کھڑا کر دوں گا جو جنازوں پر نوحہ کرتی ہیں۔

من ضربۃ عجلاء یسمع عند ناحوت الھزاھز

ایسی وسیع ضرب کے ساتھ کہ جس کے پڑنے کے وقت تمام جنگوں کی آواز آنے لگے گی۔

پھر دونوں طرف سے وار چلے تو حضرت علیؓ نے عمرو کو قتل کر دیا پھر واپس لوٹتے ہوئے کہہ رہے تھے۔

اعلی یقتحم الفوارس ھکذا وتتوء عنھا اسرتی وصحابی

اے علیؓ شاہسوار اسی طرح میدان جنگ میں گھس جاتے ہیں اور میرے قبیلہ والے اور صحابی دُور ہٹتے ہیں۔

علمہ ابن عبد حین البصر صارحی یھتز ان الاھر عنین لعاب

عبدود کے بیٹے کو معلوم ہو گیا جب اس نے میری کاٹنے والی تلوار کو حرکت کرتے دیکھا کہ یہ بات کھیل نہیں۔

عبد الحجارۃ من سفاھۃ رایہ وعبدت رب محمد بصوات

اس نے اپنی احمقانہ رائے سے پتھر کی عبادت کی اور میں نے درست رائے سے محمدؐ کے رب کی عبادت کی۔

لاحسبن الرحمٰن خاذل دینہ ونبیہ یامعشر الاحزاب

اے گروہ احزاب یہ نہ کہنا کہ خدائے رحمٰن اپنے دین اور نبی کو چھوڑ دیگا اور مدد نہیں کریگا۔

وفاتِ حسرت آیات

علماء تاریخ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ اپنے قاتل کی تاخیر کا اظہار کرتے اور فرماتے، کب اٹھے گا اس امت کا بدترین شخص۔ امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے

Marfat.com

(حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا اے علیؓ کیا جانتے ہو کہ اولین کا بدترین شخص کون تھا۔ میں نے عرض کی کہ خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا (ناقہ) صالح کی کوچیں کاٹنے والا۔ پھر فرمایا جانتے ہو کہ آخرین کا بدترین کون ہے میں نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جو اس کو اس سے خضاب کریگا۔ یعنی تیری داڑھی کو سر کے خون سے! نیز یہی روایت احمد کے بیٹے عبداللہ نے اپنی کتاب زہد میں اپنی سند سے اپنے باپ سے نقل کی ہے اور امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف سند کے ساتھ) زید بن وہب سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں اہل بصرہ کے خارجیوں کا ایک وفد حاضر تھا ان میں ایک شخص تھا جس کا نام جعدہ بن نعجہ تھا۔ تو وہ (خبیث) آپ سے کہنے لگا خدا سے ڈرو آپ مرنے والے ہیں آپ نے فرمایا بلکہ میں شہید ہونے والا ہوں اس پر ضرب لگے گی جس سے یہ خضاب ہوگی یعنی ریش مبارک سر کی ضربت سے۔ یہ ایک عہد کیا گیا ہے اور فیصلہ ہو چکا ہے اور غائب و خاسر ہے وہ جو افترا باندھے ابو نعجہ نے آپ کے لباس کی درشتی پر آپ کو عتاب کیا تو فرمایا یہ تکبر سے دور اور اس قابل ہے کہ مسلمان اس کی اقتدا کریں۔

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) فضالہ بن ابو فضالہ انصاری سے روایت ہے اور یہ ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھا۔ فضالہ کہتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت علیؓ کی عیادت کے لیے گیا۔ اس مرض میں جس میں آپ مبتلا ہوئے اور پھر اس سے صحت یاب ہو گئے تھے تو میرے باپ نے آپ سے کہا کہ آپ جہینہ کے اعراب میں قیام کیوں کئے ہوئے ہیں آپ مدینہ کی طرف کوچ کیجیے، اگر آپ کی اجل آگئی تو آپ کے سامنے اور قرآن کے قاری آپ کے متولی بنیں گے اور آپ پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اکرمؐ نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب تک یہ اس سے خضاب نہیں ہو گی۔ یعنی آپ کی ریش مبارک سر کے خون سے یہ ابو فضالہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی

Marfat.com

معیت میں شہید ہوئے۔

اور ہمیں (مؤلف) میرے جدّ ماوری ابوالفرج نے خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابوطفیل عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی بھی آیا۔ آپ نے دو مرتبہ اسے واپس کیا۔ پھر وہ آیا تو آپ نے فرمایا اس امت کے شقی ترین کو کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ خضاب کرے یاد رکھ اس سے۔ پھر آپ نے یہ دو اشعار تمثیل کے طور پر کہے:

اشدد حیازیمک للموت ۔۔۔ فان الموت لاقیک

ولا تجزع من الموت ۔۔۔ اذا حل بوادیک

(اپنی کمر موت کے لیے مضبوطی کے ساتھ کس لے کیونکہ موت تجھ سے ملاقات کرنے ہی والی ہے اور موت سے نہ گھبرا جب وہ تیری وادی میں آکر اترے)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ابن ملجم کو دو یا تین مرتبہ واپس کیا پھر اس کی بیعت لے لی۔ اس کی بیعت کے وقت فرمایا اس امت کے شقی ترین شخص کو کس نے روک رکھا ہے پھر قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے وہ ضرور اس کو آگ سے خضاب کریگا۔ اور آپ نے اپنا ہاتھ ریش مبارک اور سر مبارک پر رکھا اور مندرجہ بالا دونوں شعر کہے۔

اور ابن سعد نے کہا ہے حذف اسناد کے ساتھ کہ آپ کی خدمت میں قبیلہ مراد کا ایک شخص آیا جب کہ آپ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے تو کہنے لگا اپنی حفاظت کیجیے کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں جب تک اس کی تقدیر نہیں آتی اور جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ اس سے الگ ہو جاتے ہیں اور اجل ایک حفاظت کرنے والی ڈھال ہے۔

Marfat.com

ایک اور روایت آپ سے ہے آپ نے فرمایا میری آنکھ لگ گئی تو رسول اکرمؐ میرے سامنے آئے میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا کیا مصیبتیں میں نے آپ کی امت کے ٹیڑھے پن اور جھگڑوں میں پائی ہیں تو فرمایا ان کے لیے بددعا کرو تو میں نے کہا کہ خدا ان کے بدلے مجھے ان سے بہتر دے اور میرے بدلے خدا انھیں برائی دے پس چند دن بعد ابن ملجم نے آپ کو ضربت لگائی۔

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے مرادی (ابن ملجم) سے کہا جب وہ آپ سے عطا لینے کے لیے آیا:

اریدُ حیاتہ ویریدُ قتلی عذیرک من خلیلک من مرادی

میں اس پر بخشش کرنا چاہتا ہوں وہ میرا قتل چاہتا ہے تیرے مرادی ساتھی سے کون تیرا عذر قبول کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابن ملجم نے کہا اے امیرالمومنین مجھے ایک گھوڑا سواری کے لیے عطا فرمائیے۔ آپ نے بلق گھوڑا اسے دیا۔ وہ اس پر سوار ہو کر جب واپس مڑا تو آپ نے مندرجہ بالا شعر فرمایا۔

ابو سعد کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) کہ حضرت علیؑ نے فرمایا تم میں سے بدترین شخص کو کیا چیز روکے ہوئے ہے کہ آئے اور مجھے قتل کر لے خدا یا میں نے انھیں تھکا دیا ہے۔ اور انھوں نے مجھے تھکایا ہے پس انھیں مجھ سے اور مجھے ان سے راحت دے آرام دے۔

ابن سعد کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن نجیح سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو کہتے ہوئے سنا کہ ضرور یہ اس سے خضاب ہوگی۔ بدترین شخص کو کس بات کا انتظار ہے لوگوں نے کہا اے امیرالمومنینؑ ہمیں اس کی خبر دیجیے ہم اس کے قبیلے کو ختم کر دیں۔ فرمایا پھر تو خدا کی قسم تم میرے قاتل کے غیر کو قتل کرو گے۔

Marfat.com

ابن سعد کہتا ہے (حذف سند کے ساتھ) ام جعفر حضرت علیؑ کی کنیز سے روایت ہے وہ کہتی ہے میں حضرت علیؑ کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی کہ آپ نے اپنا سر بلند کیا اور اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر ناک کی طرف بلند کیا۔ اور فرمایا افسوس ہے تیرے لیے کہ تو ضرور میرے خون سے خضاب ہوگی! پس جمعہ کے دن آپ کو ضربت لگی ــــ!

سببِ شہادت

مؤرخین کا بیان ہے کہ جن میں سے محمد بن اسحٰق، ہشام بن محمد اور سدی وغیرہ ہیں کہ خارجیوں میں سے تین اشخاص اکٹھے ہوئے:

۱: عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی اور وہ قبیلہ حمیر سے ہے اور بعض کہتے ہیں مضحج سے

۲: برک بن عبداللہ تمیمی حنظلی۔ اور بعض کہتے ہیں اس کا نام حجاج تھا۔

۳: عمرو بن بکر سعدی۔ ان کا اجتماع موسم حج کے ختم ہونے کے بعد مکہ میں ہوا انھوں نے مقتولینِ نہروان کا تذکرہ کیا کہ جنھیں حضرت علیؑ نے قتل کیا تھا، گریہ کیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ اور کہنے لگے کہ ان کے بعد ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ وہ ہمارے بھائی تھے۔ انھیں اللہ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت نہیں روک سکی پھر انھوں نے یاد کیا ان تکالیف کو جو لوگوں کو جنگ جمل اور صفین میں (جو حضرت علیؑ و معاویہ اور عمر بن عاص کے درمیان تھی) پیش آئیں اور کہنے لگے کیوں نہ ہم ان کے بقیہ بیچ دیں اور آئمہ ضلالت کو قتل کر دیں اور مسلمانوں کے شہروں اور لوگوں کو ان سے سکھ اور راحت میں کر دیں۔ اور اپنے بھائیوں کے خون کا بدلا بھی لے لیں تو ابن ملجم کہنے لگا ابوطالبؑ کے بیٹے کو میں اپنے ذمے لیتا ہوں اور برک نے کہا میں معاویہ کے لیے کافی ہوں اور عمر نے کہا میں عمرو بن عاص کے لیے پس وہ کعبہ میں داخل ہوئے اور کعبہ میں

Marfat.com

میں بیٹھ کر انھوں نے ایک دوسرے کے سامنے قسمیں کھائیں، معاہدہ کیا اور عقد باندھا کہ اُن میں سے کوئی بھی اپنے صاحب سے کہ جس کی طرف جا رہا ہے پیچھے نہیں ہٹے گا۔ جب تک کہ اسے قتل نہ کر لے یا اس کے سامنے خود قتل نہ ہو جائے۔ پھر انھوں نے اپنی تلواریں اٹھالیں۔ انھیں زہر آلود کیا اور طے کیا کہ سترہ ماہ رمضان کو ہمارا اجتماع ہو۔ (یعنی اس تاریخ کو اپنا اپنا کام کریں۔) اور پھر ہر شخص اسی جانب روانہ ہوا جس کا وہ ارادہ رکھتا تھا۔ پس ابن ملجم نے کوفہ کا قصد کیا۔ اس کی اس کے ساتھی خارجیوں سے ملاقات ہوئی لیکن ان سے اس نے اپنا ارادہ ملتوی رکھا۔ یہ ان سے ملتا وہ اس کے پاس آتے، لیکن خاموش رہتا کہ کہیں وہ یہ بات ظاہر نہ کر بیٹھے جس کے لیے وہ یہاں آیا ہے۔

یہ ایک دن بنی تیم رباب میں جو اس کے ساتھی تھے ان سے ملنے گیا اور جنگ نہروان میں حضرت علیؓ نے ان کے کچھ آدمی قتل کیے تھے پس ابن ملجم نے ان میں ایک عورت دیکھی۔ جسے قطام بن شجنہ بن عدی بن عامر کہتے تھے، حضرت علیؓ نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ حد درجہ حسین تھی۔ یہ اس پر عاشق ہو گیا۔ اور وہ اس کے دل و دماغ پر چھا گئی۔ وہ کام اسے بھول گیا جس کے لیے یہ آیا تھا پس اس نے اس کی خواستگاری کی تو وہ کہنے لگی میں اس وقت تک تجھ سے شادی نہیں کروں گی جب تک تو تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کنیز اور علی ابن ابی طالب کو قتل نہ کرے۔ اس نے کہا درہم غلام اور کنیز تو تجھے دوں گا باقی رہا ابی طالب کے بیٹے کا قتل تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ بیان کرنے کے بعد تو مجھے چاہتی ہے کیونکہ میں اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں! کہنے لگی کہ تو اسے دھوکہ سے قتل کر۔ اگر تو نے اسے قتل کر لیا تو تو نے اپنے اور میرے نفس کو شفا بخشی اور میرے ساتھ تیری زندگی نفع بخش ہو گی، اور دوستوں کا بدلا بھی تو چکا لے گا۔ اور اگر تو مارا گیا تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور زیادہ باقی رہنے والا ہے تو وہ کہنے لگا خدا کی قسم مجھے یہی ارادہ یہاں لے کر آیا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابن ملجم نے اس سے بدکاری کی، جب فارغ ہوا تو اس کا عشق اور بڑھ گیا تو وہ اس سے کہنے لگی خدا کی قسم تو مجھ سے سکون نہیں حاصل کر سکتا جب تک کہ علیؑ کو قتل نہ کرے۔ پھر کہنے لگی میں تیرے لیے ایسا شخص تلاش کروں گی جو تیری اس معاملے میں مدد کریگا۔ پھر اس نے اپنے قبیلہ تیم رباب سے ایک شخص کو بلا بھیجا جس کا نام وردان بن مجالد تھا۔ اس سے اس معاملہ میں بات چیت کی تو وہ تیار ہو گیا۔ پھر ابن ملجم کے پاس قبیلہ اشجع میں سے ایک شخص آیا اس کا نام شبیب بن بجرہ تھا، وہ ابن ملجم سے کہنے لگا تو شرف دنیا و آخرت چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کیا ہے۔ وہ کہنے لگا ابوطالب کے بیٹے کا قتل کرنا۔ ابن ملجم نے کہا تیری ماں تیرے ماتم میں روئے تو ایک عجیب بات کہتا ہے کس طرح تو اس تک پہنچ سکتا ہے؟ اس نے کہا میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاؤں گا جب وہ صبح کی نماز کے لیے نکلے گا تو ہم اس پر سختی سے حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے۔ پھر اگر ہم بچ نکلے تو کلیجے ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ اور ہم اپنا بدلا لے چکے ہوں گے۔ اور اگر ہم قتل ہو گئے تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور باقی ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر ابن ملجم قطامہ کے پاس آیا۔ وہ مسجد جامع میں اعتکاف کیے ہوئے تھی اور ایک خیمہ لگا رکھا تھا پھر ان دونوں نے اسے آکر یہ بات بتائی۔ وہ کہنے لگی تیرا کس وقت ارادہ ہے؟ کہنے لگے آج رات اور وہ جمعہ کی رات تھی۔ وہ دونوں اس کے پاس چھپ بیٹھے اور وردان بھی آگیا۔ قطامہ نے اس کو ریشم کی پٹیاں باندھیں۔ انھوں نے اپنی تلواریں اٹھائیں اور اس دروازہ کے سامنے جا بیٹھے جہاں سے امیرالمومنینؑ آتے تھے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اشعث بن قیس بھی امیرالمومنینؑ کے قتل میں شریک تھا۔ پس رات کو یہ لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ عمرو بن حریث مسجد میں سوئے ہوئے تھے۔ انھوں نے سنا کہ اشعث ان سے کہہ رہا ہے جلدی کرو صبح ہونے والی ہے۔ حجر نے اس سے کہا اے کانے کیا کہتا ہے؟ پھر وہ حضرت علیؑ کی طرف گئے کہ انھیں جا کر بتائیں تو حجر کو معلوم ہوا کہ آپ دوسرے راستے سے چلے گئے ہیں۔

Marfat.com

اور بعض نے کہا کہ جب آپ نماز صبح کے لیے گھر سے نکلنے لگے تو بطخیں آپ کے سامنے آکر چیخنے لگیں۔ آپ نے فرمایا یہ نوحہ کر رہی ہیں۔ جب آپ گھر اب میں پہنچ گئے تو ان ملاعین نے آپ پر حملہ کر دیا۔ ابن ملجم نے آپ کے سر پر کاری ضرب لگائی اور وردان و شبیب بھاگ گئے۔ اور ابن ملجم چیخنے لگا اے ابو طالب کے بیٹے اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ جب اس نے آپ کے سر پر ضرب لگائی تو حضرت علیؓ نے بلند آواز سے کہا یہ کتا تم لوگوں سے نکلنے نہ پائے پس لوگوں نے اسے حملہ کر کے پکڑ لیا اور وردان قتل ہو گیا۔ اور شبیب نکل بھاگا۔ حضرت علیؓ کو قصر کی طرف اٹھا کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کو حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اے دشمن خدا کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں کیا تھا۔ کہنے لگا بیشک۔ آپ نے فرمایا پھر کس چیز نے تجھے اس بات پر آمادہ کیا؟ حضرت علیؓ کا اشارہ آپ کے اس پر احسان کرنے اور ابلق گھوڑا سواری کیلئے دینے کی طرف تھا!

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس سے فرمایا بیشک میں جانتا تھا کہ تو میرا قاتل ہے اور میں نے تجھ پر احسان اس لیے کیا تھا کہ خدا عزوجل کو تیرے خلاف اپنا مددگار بنا لوں۔ پھر آپ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا اے بیٹا اگر میں فوت ہو جاؤں تو نفس کے بدلے نفس ہے، اسے قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں اپنی رائے کا مختار ہوں۔

بعض کہتے ہیں کہ آپ کو ضربت انیسویں کی رات لگی۔ اور آپ جمعہ اور ہفتہ کے دن زندہ رہے اور اتوار کی رات رحلت فرمائی۔ اور بعض کہتے ہیں اتوار کے دن۔ آپ کے دونوں بیٹوں حسنؓ اور حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا۔ اور نماز جنازہ حضرت امام حسنؓ نے پڑھائی۔ اور آپ پر چار اور بعض نے کہا کہ پانچ اور بعض نے چھ یا سات تکبیریں کہیں۔ اور آپ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا بچا ہوا حنوط تھا جس سے حنوط دیا گیا

اور وقتِ سحر آپ کو دفن کیا گیا!

آپ کے مقامِ قبر کے متعلق اختلاف ہے۔ معتبر قول یہ ہے کہ آپ نجف میں دفن ہوئے۔ اس مشہور جگہ میں جہاں آج تک آپ کی زیارت کی جاتی ہے۔ اور یہی قول صحیح ہے اور کافی روایات اس پر موجود ہیں۔

بعض نے کہا ہے کہ آخری کلمہ جو حضرت علیؑ نے فرمایا تھا وہ من یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ تھا یعنی جو ذرہ برابر بھی نیکی کرے اس کو دیکھے گا۔

واقدی نے زہری سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو ابن ملجم کو میرے ساتھ ملحق کرنا تاکہ میں رب العالمین کے پاس اس سے مخاصمت کروں۔ جب آپ کو دفن کر دیا گیا تو امام حسنؑ نے اسے قتل کرانے کے لیے حاضر کرایا ابن ملجم کہنے لگا۔ کیا آپ میری ایک بات قبول کریں گے خدا کی قسم میں خدا کے ساتھ کوئی وعدہ نہیں کرتا مگر یہ کہ اسے پورا کرتا ہوں میں نے تحکیم کے دن خدا سے عہد کیا تھا کہ میں علیؑ اور معاویہ کو قتل کروں گا یا ان کے سامنے مر جاؤں گا۔ پس اگر تم چاہو تو مجھے معاویہ کے لیے چھوڑ دو اور میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ تمہارے پاس لوٹ آؤں گا اور اپنا ہاتھ تمہارے ہاتھ پر رکھوں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا نہیں، خدا کی قسم جب تک کہ تو جہنم کی آگ کو نہ دیکھے!

حضرت امیر المومنینؑ کے سنِ مبارک کے متعلق مؤرخین نے چند اقوال پر اختلاف کیا ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کا سن مبارک ۶۳ سال کا تھا۔ رسولِ اکرمؐ کی عمر کے برابر۔ یہ قول ابن جریر نے جعفر بن محمدؑ سے نقل کیا ہے۔ اور واقدی نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک بھی یہی ثابت ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ آپ کی (ظاہری) خلافت تین ماہ کم پانچ سال تھی کیونکہ آپ کی بیعت ۱۸۔ ذی الحجہ کے دن ۳۵ھ میں کی گئی اور رمضان ۴۰ھ

آپ شہید ہوئے۔

ابن جریر نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ جب حضرت علیؓ شہید ہوئے اور عائشہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

فالقت عصاها واستقر بها النوی کما قر عینا بالایاب المسافر

اس عورت نے اپنا عصا پھینک دیا اور اس دور کے مقام پر اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں جس طرح مسافر واپس لوٹ کر آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے۔

پھر کہنے لگیں علیؓ کو کس نے قتل کیا ہے۔ لوگوں نے کہا قبیلہ مراد کے ایک شخص نے تو عائشہ نے کہا:

فان یک هالکا فلقد نصاه نعی لیس فی نیه التراب

اگر وہ مر گیا ہے تو اس کی موت کی خبر ایسے شخص نے دی ہے کہ جس کے منہ میں خاک نہیں!

لوگوں نے عائشہ کی اس بات کا بہت برا مانا اور زینب بنت سلمہ بن ابی سلمہ نے کہا کیا تم علیؓ کے لیے یہ کہتی ہو تو کہنے لگی میں بھول جاتی ہوں مجھے یاد دلا دیا کرو۔

بہت سے لوگوں نے آپ کا مرثیہ کہا ان میں سے ابو اسود دؤلی بھی ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔: (ان اشعار کو غور سے پڑھیں:)

الا ابلغ معاویه بن حرب فلا قرت عیون الشامتین

خبردار معاویہ بن حرب کو یہ خبر دیدینا کہ شماتت کرنے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں

انی شهر الصیام فجعتمونا بخیر الناس طرا اجمعینا

کیا روزوں کے مہینہ میں تم نے ہمیں درد پہنچایا ایسے شخص کا جو تمام لوگوں سے بہتر تھا

قتلتم خیر من رکب المطایا ببیّ خیر من رکب السفینا

تمہیں نے قتل کیا اس شخص کو جو خشکی کی سواریوں اور کشتیوں پر سوار ہونیوالوں میں سے بہترین تھا

Marfat.com

ومن لبس النعال ومن تمسک بالسبع المثانی والمئین

اور ان میں سے بہتر تھا جنھوں نے جوتا پہنا اور جو سبع مثانی (سورہ فاتحہ) اور باقی سورہ قرآ
سے متمسک ہیں۔

لقد علمت قریش حیث کانت بانک خیرھا اصلا ودینا

قریش جہاں بھی ہوں وہ جانتے ہیں کہ تو (اے علیؑ) ان سے حسب و نسب اور دین کے لحاظ
بہتر تھا۔

اذا استقبلت وجہ ابی تراب رأیت البدر حار الناظرینا

جب تو ابوتراب کے چہرے کی طرف متوجہ ہو تو تجھے چودھویں کا چاند نظر آئیگا جو دیکھنے والوں کو
حیران کر دیتا ہے۔

امام احمد نے مسند میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ہبیرہ سے روایت
حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد امام حسنؑ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا کہ کل تم میں سے ا
شخص فوت ہوا ہے کہ جس سے اولین سبقت نہیں لے سکے اور آخرین اس مرتبہ کو پا
سکے۔ جناب رسالت مآبؐ اس کو علم دیکر بھیجتے تو جبرئیل و میکائیل اس کے دائیں بائیں
وہ اس وقت تک نہ پلٹتا جب تک کہ خدا اس کے ہاتھوں پر فتح نہ دے دیتا۔

واقدی کہتا ہے کہ جب آپ کی شہادت کی خبر صحابہ کو پہنچی تو انھوں نے آپ پر گریہ
اور ابومسعود انصاری نے کہا ہے کہ ہم آپ کو خیر البشر سمجھتے تھے۔

اور ابن ملجم لعین کی مذمت میں طاہر بن محمد نے کہا ہے:

یا ضربۃ من لعین ما اراد بھا الا امام الھدیٰ ظلما وعدوانا

اے لعین کی ضربت کہ جس سے اس کا قصد ظلم و عدوان کی بنا پر امام ہدیٰ کے علاوہ کوئی نہ تھا

انی لاذکرہ یوما فاتبعہ اشقی البریۃ عند اللہ خسرانا

میں کسی دن اسے یاد کرتا ہوں تو اللہ کے نزدیک خسران کے لحاظ سے اسے بدترین خلائق سمجھتا ہوں

Marfat.com

وقال هٰذا رسول اللہ سیدنا وخاتم الرسل اعلاناً واعلاناً

اور یہ بات اعلان و اعلام کے طور پر ہمارے آقا خاتم المرسلین نے فرمائی ہے۔

(عمران بن حطان خارجی نے ابن ملجم کی تعریف میں کچھ اشعار کہے تھے جب وہ اشعار قاضی ابو الحارث طبری کے پاس پہنچے تو انھوں نے عمران ملعون کے جواب میں یہ اشعار کہے:

انی لابرء حمالۃ قائلہ عن ابن ملجم الملعون بہتانا

میں بری ہوں اس چیز سے جو تو نے بہتان باندھتے ہوئے ابن ملجم ملعون کے متعلق کہی ہے۔

انی لاذکرہ یوماً فالعنہ دینا والعن عمران بن حطانا

میں کسی دن اسے یاد کرتا ہوں تو دین سمجھ کر اس پر اور عمران بن حطان پر لعنت کرتا ہوں۔

علیہ ثم علیک الدھر متصلاً لعائن اللہ اسراناً واعلانا

ابن ملجم پر پھر تجھ پر متصل زمانہ بھر اللہ کی لعنتیں ہوں پوشیدہ اور علی الاعلان

فانتم من کلاب النار جاء بہ نص الشریعۃ برھاناً وتبیانا

تم جہنم کے کتے ہو اس پر شریعت کی نص آئی ہے جو برہان واضح ہے۔

قاضی نے اشارہ کیا ہے حضور اکرمؐ کے اس ارشاد کی طرف کہ خارجی اہل جہنم کے کتے ہیں۔

میراثِ امیر المومنینؑ

علماء تاریخ کا اتفاق ہے کہ آپ نے کوئی دینار و درہم نہیں چھوڑے۔

انگشتری

آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش تھا:

اللہ الملک غنی عبدہ یعنی اللہ ہی اپنے بندہ کا مالک و بادشاہ ہے۔

Marfat.com

آپ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ اور اسی طرح امام حسنؑ و امام حسینؑ بھی۔

غلام امیر المومنینؑ

قنبر اور یحییٰ بن ابی کثیر تھے۔ یحییٰ نے اوزاعی سے روایت کی ہے یحییٰ عالم و فاضل تھے اور ان کا بیٹا عبداللہ بن یحییٰ بھی عالم تھا۔ اور آپ کے کچھ اور غلام بھی تھے

ازواج

واقدی کہتا ہے جب حضرت علیؑ شہید ہوئے تو آپ نے چار آزاد بیویاں چھوڑیں

۱: امامہ بنت زینب بنت (ربیبہ) رسول اللہؐ

۲: لیلیٰ تمیمیہ۔

۳: ام البنین کلابیہ۔

۴: اسماء بنت عمیس۔ اور اٹھارہ کنیزیں جو ام ولد تھیں۔

یہ تھیں وہ چیزیں جو آپ کی سیرت کے سلسلے میں ہم نے اس مختصر کتاب میں ذکر کرنے کے لیے انتخاب کی تھیں۔ خداوند عالم آپ کی محبت سے نفع پہنچائے اور ہمیں آپ کے گروہ میں محشور فرمائے!

Marfat.com

تذکرہ جعفر بن ابیطالب

ہم نے ابتدا میں چونکہ آپ کے والد، بھائی اور بہنوں کے حالات کا تذکرہ کیا تو یہ (مناسب) سمجھا کہ اختتام پر کچھ حالات حضرت جعفر طیّار کے ذکر کیے جائیں ہم کہتے ہیں کہ یہ ذکر کر آئے ہیں کہ جعفر کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں اور یہ کہ جعفر حضرت علیؑ سے دس سال بڑے ہیں۔ وہ ابتدائی مسلمان تھے اور ہجرت کر کے حبشہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ ۷ھ میں جنگ خیبر فتح ہوئی تو اس سال وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور جعفر سے معانقہ کیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ کس بات پر زیادہ خوشی کروں جعفر کے آنے یا خیبر کے فتح ہونے پر یہ بات ابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ سے ذکر کی ہے۔ نبی اکرمؐ نے جعفر سے فرمایا تم خلقت اور خلق میں میرے مشابہ ہو۔ ابوہریرہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ جعفر کو ابوالمساکین کہتے تھے۔ کیونکہ جعفر مساکین و فقراء سے محبت کرتے، انھیں کھانا کھلاتے اور ان کے پاس بیٹھ کر ان سے رفق و مدارات کرتے تھے ان کی مشہور کنیت ابوعبداللہ تھی۔

ہجرتِ حبشہ

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذفِ سند کے ساتھ) جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب ہم زمین حبشہ میں پہنچے ہم بہترین پڑوسی نجاشی کے پڑوس میں اپنے دین پر

Marfat.com

مامون تھے اللہ کی ہم عبادت کرتے اور کوئی ہمیں اذیت نہ پہنچاتا۔ جب یہ خبر قریش کو ہوئی تو انھوں نے مشورہ کیا کہ ہمارے سلسلے میں نجاشی کے پاس دو سخت قسم کے آدمی بھیجیں اور نجاشی کے پاس کچھ عمدہ قسم کے ہدیے مکہ کی چیزوں میں سے بطور ہدیہ پیش کریں پس انھوں نے بہت سا چمڑا جمع کیا اور اس کے قائدین لشکر میں سے کوئی قائد ایسا نہ چھوڑا کہ جس کے پاس ہدیہ نہ بھیجا ہو۔ اور یہ سب چیزیں انھوں نے عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی اور عمرو بن عاص کی وساطت سے بھیجیں اور ان سے کہا کہ ہر قائد و مشیر کو یہ ہدیہ پیش کریں قبل اس کے کہ مہاجرین کے متعلق کوئی بات نجاشی سے کرو، پھر نجاشی کے پاس ہدایا لے جانا، پھر اس سے التماس کرنا کہ مہاجرین کو اُن سے بات کیے بغیر تمھارے حوالے کر دے۔

یہ دونوں مکہ سے نکلے یہاں تک کہ نجاشی کے پاس پہنچے اور ہر قائد و مشیر کو اس کا ہدیہ دیا۔ اور اس سے کہا کہ بادشاہ کے شہر میں ہمارے کچھ بیوقوف لڑکے چلے آئے ہیں۔ انھوں نے اپنا دین ترک کر دیا ہے اور تمھارے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے انھوں نے ایک نیا دین گھڑ لیا ہے۔ ہمیں ان کے اشراف و بزرگوں نے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ انھیں واپس کر دے جب ہم بادشاہ سے اس معاملے میں بات چیت کریں تو تم بادشاہ کو یہ مشورہ دینا کہ وہ انھیں ہمارے سپرد کر دے اور اُن سے کوئی بات نہ کرے کیونکہ اُن کی اپنی قوم اُن کے معاملات کو بہتر سمجھتی ہے انھوں نے کہا ہاں ایسا ہی ہوگا۔ پھر ان دونوں نے وہ تحفہ جات نجاشی کی خدمت میں پیش کیے۔ نجاشی نے وہ قبول کر لیے پھر اُن سے گفتگو شروع کی تو وہ دونوں کہنے لگے کہ اے نجاشی ہمارے کچھ بے وقوف چھوکرے تیرے شہر میں آ گئے ہیں۔ انھوں نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے آپ کے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے بلکہ ایک نیا دین گھڑ لائے ہیں کہ جسے نہ ہم جانتے ہیں نہ آپ اور ہمیں ان کی قوم کے اشراف

Marfat.com

ان کے آبا و اجداد، چچاؤں اور قبیلے والوں نے ان کے سلسلے میں آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ انھیں واپس کر دیں کیونکہ وہ ان کی کڑی نگرانی کر سکتے ہیں اور زیادہ جانتے ہیں کہ جو انھوں نے ان پر عیب لگائے ہیں۔ نجاشی کے قائدین و مشیر بھی کہنے لگے یہ سچ کہتے ہیں آپ انھیں ان کے سپرد کر دیں۔ نجاشی کو غصہ آیا۔ وہ کہنے لگا نہیں خدا کی قسم میں ان کو ان کے حوالے نہیں کروں گا اور میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ ایک قوم میرے پڑوس میں آ رہی ہے اور میرے شہروں میں انھوں نے قیام کیا اور مجھے انتخاب کیا جب تک میں انھیں بلا کر سوال نہ کر لوں کہ یہ دونوں ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں اگر وہ ایسے ہی ہوئے جس طرح یہ کہتے ہیں تو میں انھیں ان کے سپرد کر دوں گا ورنہ میں ان کی حفاظت کروں گا اور ان سے حسن سلوک کروں گا جب تک وہ میرے ملک میں رہیں گے۔

پھر نجاشی نے کسی کو اصحاب رسالت مآبؐ کی طرف بھیجا۔ جب اس کا قاصد ان کے پاس آیا تو یہ جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ بادشاہ سے کیا کہو گے۔ کہنے لگے ہم اس سے کہیں گے کہ ہمیں کسی بات کا علم نہیں اور ہمیں کچھ کہنے کا رسول اللہؐ نے حکم نہیں دیا۔ جو بھی ہونا ہو ہو جائے۔ جب نجاشی کے پاس آئے نجاشی نے اپنے پادریوں کو بھی بلایا ہوا تھا۔ انھوں نے اس کے گرد اپنی کتابیں کھول رکھی تھیں۔ نجاشی نے کہا یہ کونسا دین ہے کہ جس کی وجہ سے تم اپنی قوم سے الگ ہو گئے ہو؟ اور تم میرے دین اور ان مختلف امتوں میں سے کسی اور دین میں داخل نہیں ہوئے۔ ام سلمہ کہتی ہیں بادشاہ نے گفتگو جعفر بن ابی طالب سے شروع کی تو وہ کہنے لگے اے بادشاہ ہم اہل جاہلیت میں سے ایک قوم تھے بتوں کی عبادت کیا کرتے، مُردار کھاتے، بُرے کام کرتے، قطع رحمی کرتے، پڑوس سے برا سلوک کرتے، ہم میں سے قوی ضعیف کو کھا جاتا، ہم اسی طریقے پر تھے یہاں تک

Marfat.com

کہ خداوند عالم نے ہماری طرف ایک امین رسول بھیجا جس کے نسب، صداقت
امانت اور عفت کو ہم پہچانتے تھے۔ اس نے ہمیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا، تاکہ
ہم اس کی وحدانیت کا اقرار اور اس کی عبادت کریں۔ اور ان چیزوں کو چھوڑ دیں
جن میں ہم مبتلا تھے۔ اور ان پتھروں اور بتوں کی عبادت ترک کر دیں جن کی عبادت
ہم اور ہمارے بڑے کرتے تھے اور ہمیں حکم دیا کہ ہم سچ بولیں، امانت ادا کریں،
صلۂ رحمی، پڑوسی سے حسن سلوک، محرمات اور خون بہانے سے بچیں اور ہمیں فواحش
جھوٹ، یتیم کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں کو تہمت لگانے سے منع کیا ہے
اور ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک قرار
نہ دیں۔ اور ہمیں نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا ہے۔ ہم نے اس کی تصدیق کی
اس پر ایمان لائے، خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی، اس کا کسی کو شریک
نہیں بناتے۔ ہم نے اس کو حرام سمجھا جسے اللہ نے ہم پر حرام قرار دیا ہے اور
حلال قرار دیا اُسے جسے اللہ نے ہم پر حلال قرار دیا ہے۔ پس ہماری قوم نے ہم
سے زیادتی کی اور ہمیں تکالیف دینے لگی وہ ہمیں اپنے دین سے پھسلانے لگے تاکہ
ہمیں بتوں کی پرستش کی طرف پلٹا دیں۔ اور یہ کہ ہم حلال سمجھیں اُن چیزوں کو جن پر
چیزوں کو پہلے حلال سمجھتے تھے۔ جب ہم پر انھوں نے مظالم اور سختیاں شروع
کیں اور ہمیں مشقت میں مبتلا کیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل
ہوئے تو ہم نے تیرے ملک کی طرف خروج کیا اور تجھے تیرے غیر پر ترجیح دی۔
تیری ہمسائیگی کو پسند کیا اور یہ امید کی کہ اے بادشاہ تیرے یہاں رہتے ہوئے
ہم پر کوئی ظلم نہیں کر سکتا۔

راوی کہتا ہے کہ نجاشی نے کہا: کیا تمھارے پاس کوئی چیز اس میں سے
ہے جو تمھارا نبی تمھارے پاس اللہ کی طرف سے لایا ہے۔ جعفر نے جواب دیا

ان۔ نجاشی نے کہا وہ میرے سامنے پڑھو تو جناب جعفرؓ نے سورہ کہیعص کی ابتدائی
یات کی تلاوت کی۔ پس خدا کی قسم نجاشی اتنا رویا کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی
ور پادریوں نے اتنا گریہ کیا کہ ان کی کتابیں تر ہو گئیں۔

پھر نجاشی نے کہا بیشک یہ اور جو کچھ حضرت موسیٰؑ لے کر آئے تھے ایک ہی مشکوٰۃ
روشنی) سے ہیں۔ تم دونوں چلے جاؤ میں انھیں کبھی بھی تمھارے حوالہ نہیں کروں گا۔

ام سلمیٰ کہتی ہیں جب نجاشی کے دربار سے باہر آئے تو عمرو ابن عاص کہنے لگا خدا
ی قسم میں کل نجاشی کے پاس آؤں گا اور ان کے سامنے میں انھیں ایسے عیوب کا نشانہ
ناؤں گا کہ جن سے ان کے وجود کو ختم کر دوں گا تو عبداللہ بن ابی ربیعہ اس سے کہنے لگا
اور وہ ان دونوں میں سے ہمارے بارے میں زیادہ پرہیز سے کام لیتا تھا) ایسا نہ
رنا کیونکہ یہ لوگ ہمارے عزیز و رشتہ دار ہیں۔ کہنے لگا خدا کی قسم میں نجاشی سے کہوں گا
یہ لوگ گمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بندہ ہے۔ ام سلمیٰ کہتی ہیں دوسرے
ن عمرو عاص صبح کے وقت نجاشی کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ اے بادشاہ یہ لوگ حضرت
یسیٰؑ کے بارے میں ایک عظیم بات کہتے ہیں۔ پس ان کے پاس کسی کو بھیج کر ان سے
وال کیجئے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کیا کہتے ہیں پس نجاشی نے قاصد بھیجا اور یہ
سوال پیش کیا کہ ام سلمیٰ کہتی ہیں کہ ہم پر اس جیسی کوئی مصیبت نازل نہ ہوئی تھی پس
گروہ مہاجرین جمع ہوا اور ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق جب
نجاشی نے سوال کیا تو کیا جواب دو گے تو کہنے لگے ہم وہی کچھ کہیں گے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا
اور جو نبی کریمؐ لے کر آئے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہو ہو جائے جب یہ لوگ نجاشی کے دربار میں
داخل ہوئے تو اس نے ان سے سوال کیا کہ حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟
تو جناب جعفرؓ نے کہا کہ ہم وہی چیز کہتے ہیں جو ہمارے نبیؐ لے کر آئے ہیں کہ عیسیٰؑ اللہ کے
بندے اس کی روح، اس کے رسول اور اس کے کلمہ تھے کہ جسے اس نے مریم عذرا بتولؑ

Marfat.com

کی طرف القا کیا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ نجاشی نے اپنا ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور اس
ایک لکڑی اٹھائی۔ پھر کہنے لگا اس لکڑی کی طرح حضرت عیسیٰؑ اس کے علاوہ کچھ ا
نہیں جو کچھ تم نے ان کے بارے میں کہا ہے۔ پھر کہنے لگا تم لوگ جاؤ تم اس زمین
میں امن میں ہو جو تمھاری برائی کرے گا وہ سخنی میں مبتلا ہوگا۔ پھر جو تمھیں برا بھ
کہے وہ نقصان اٹھائے گا۔ یہ بات اس نے تین بار دہرائی۔ پھر کہنے لگا کہ ان دونو
کے تحفے اور ہدیے انھیں واپس کر دو مجھے اُن کی ضرورت نہیں۔ خدا کی قسم یہ مجھ
رشوت نہیں لے سکے جبکہ میرا ملک میرے پاس ہے؟

اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں لکھا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابی بردہ
اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہمیں رسول اللہؐ نے حکم دیا کہ ہم
جعفر بن ابی طالبؑ کے پاس سرزمین حبشہ کی طرف یا نجاشی کی طرف جائیں۔ یہ
خبر قریش کو مل گئی تو قریش نے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو بہت سے تحفے
ہدیے دیکر روانہ کیا۔ اور وہی واقعہ ذکر کیا ہے جو گزر چکا ہے۔ اور اس میں
ہے کہ جعفر نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا آج میں تمھاری طرف سے تقریر کرو
گا۔ تم میں سے کوئی بھی بات نہ کرے۔ جب اس کے دربار کے پاس پہنچے تو دربار
میں سے بعض لوگ بڑھ کر کہنے لگے کہ بادشاہ کو سجدہ کرو تو انھوں نے جواب دیا کہ
سوائے خدا کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے تو نجاشی نے کہا تمھارے لیے اور جس کی طر
سے تم آئے ہو مرحبا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی شخص ہے جس کی عیسیٰؑ
مریم نے خوشخبری دی تھی۔ اگر میں ملک و بادشاہی میں پھنسا نہ ہوا ہوتا تو ان کی خ
میں جاکر قدمبوسی کا شرف حاصل کرتا۔

نیز ابو نعیم نے حلیہ میں عمرو بن عاص سے نقل کیا ہے کہ جب ہم نجاشی
دربار کے دروازہ پر پہنچے تو میں نے پکار کر کہا کہ عمرو بن عاص کو اذنِ حضوری دیا

میرے عقب سے جعفر نے پکارا کہ خدا کے گروہ کو اذن ملے اور نجاشی نے ان کی آواز سن لی تو انھیں مجھ سے پہلے اجازت دیدی!

اور ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے ایک چھوٹا سا دروازہ بنایا ہوا تھا تو جب بھی اس کے دربار میں داخل ہوتا وہ اسے سجدہ کرتا۔ جب جناب جعفر آئے تو آپ نے اس کی طرف پشت کی اور داخل ہوئے جب نجاشی نے یہ دیکھا تو یہ بات اس کی نظروں میں عظیم اور بڑی معلوم ہوئی اور آپ کے ہاتھ پر اس نے اسلام قبول کیا۔

شہادت حضرت جعفر طیارؓ

مؤرخین کہتے ہیں کہ جناب جعفر مقام موتہ میں شہید ہوئے اور یہ مقام زمین بلقاء کا حجاز سے قریب ترین خطہ تھا۔ اور آپ کی شہادت ماہ جمادی الاولیٰ ۸ سنہ ہجری میں واقع ہوئی۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ جناب رسالت مآبؐ نے حرث بن عمیر ازدی کو بادشاہ بصریٰ کی طرف ایک خط دیکر بھیجا تھا جب حرث مقام موتہ میں وارد ہوا تو شرجیل بن عمرو غسانی سے حرث کا سامنا ہوا۔ اس نے حرث کو قتل کر دیا اور اس کے علاوہ اس نے رسول اللہؐ کے کسی شخص کو قتل نہیں کیا تھا۔ رسول اللہؐ کو یہ شاق گزرا۔ آپ نے لوگوں کو بلایا اور مقام جرف پر لشکر بندی کی اس لشکر کی تعداد تین ہزار تھی اور ثنیۃ الوداع تک آپ نے اس لشکر کی مشایعت کی۔ پس یہ لوگ چلے یہاں تک کہ سرزمین موتہ میں پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے۔ ان کے مقابلہ میں ہرقل چار لاکھ کا لشکر لے کر آیا اُن میں سے چالیس ہزار اشخاص ایسے تھے جو شجاعت میں ایک دوسرے کے مدمقابل تھے پس جنگ شروع ہوگئی مسلمان ثابت قدم

Marfat.com

رہے۔ زید بن حارثہ، جعفر اور ابن رواحہ جو کہ سردار لشکر تھے شہید ہو گئے۔

ابن سعد نے طبقات میں ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ جناب جعفر کے بدن اگلے حصے میں دونوں کندھوں کے درمیان تلوار اور نیزہ کے نوّے زخم تھے۔

ابن سعد نے طبقات میں (حذف سند سے) انس بن مالک سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے جعفر، زید اور ابن رواحہ کی شہادت کی خبر ان کی موت کی اطلاع آنے سے پہلے دی اور ان کی شہادت کی خبر اس حالت میں دے رہے تھے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں جعفر کو جنّت میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے دونوں پروں کے ساتھ اڑ رہے ہیں۔

اولاد جعفر طیّارؑ

۱: عبداللہ اور اسی سے آپ کی کنیّت ہے۔ ۲: محمّد۔ ۳۔ عون ان تینوں کی والدہ اسماء بنت عمیس ہے۔ یہ سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئے جب کہ جعفر دوسری مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ ان میں سے عبداللہ زیادہ مشہور ہیں وہ سخت ترین لوگوں میں سے تھے۔ اور پانچویں طبقے میں سے ہیں کہ جو رسول اللہؐ کی وفات کے وقت نوعمر تھے۔

جب یہ سرزمین حبشہ میں اسماء کے بطن سے پیدا ہوئے تو چند دنوں کے بعد نجاشی کا ایک بیٹا پیدا ہوا اس نے ان کے نام پر تبرّکاً اس کا نام بھی عبداللہ رکھا۔ اور اسماء نے عبداللہ بن نجاشی کو اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ دودھ پلایا اور ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) یحییٰ ابن ابی لیلیٰ سے نقل ہے کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے وہ منظر یاد ہے جب

Marfat.com

رسول اللہؐ میری والدہ کے پاس تشریف لائے اور انھیں میرے والد کی شہادت کی خبر دی اور مجھے نظر آ رہا تھا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیرتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور ان کے قطرات ریشِ مبارک پر پڑ رہے تھے۔ پھر فرمایا خدایا بیشک جعفر بہترین ثواب کی طرف گئے ہیں پس تو ان کا بہترین جانشین بنا۔ اس کی اولاد میں جس طرح بہترین جانشینی کرتا ہے اپنے بندوں کی اولاد میں۔

پھر فرمایا اے اسماء کیا میں تمھیں خوشخبری نہ دوں؟ میری والدہ نے کہا ہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے فرمایا بیشک خداوند عالم نے جعفر کے لیے دو پر پرواز قرار دیے ہیں جن سے وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ تو اسماء نے کہا اے اللہ کے رسولؐ یہ بات لوگوں کو بھی بتا دیجیے۔ عبداللہ کہتے ہیں پس رسول اللہؐ کھڑے ہو گئے، میرا ہاتھ پکڑا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور مجھے اپنے سامنے منبر کے نچلے درجہ پر بٹھا دیا۔ حزن و ملال آپ کے چہرہ سے ٹپک رہا تھا۔ آپ نے تقریر شروع کی اور فرمایا۔ انسان کو اپنے بھائی اور چچا زاد کی بڑی ڈھارس ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ جعفر شہید ہو گئے ہیں اور خداوند عالم نے ان کے لیے پر پرواز قرار دیے ہیں جن سے وہ جنت میں پرواز کرتے ہیں۔ پھر آپ منبر سے اترے اور گھر میں تشریف لے آئے اور مجھے بھی ساتھ لے آئے اور ہمارے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا۔ پھر میرے بھائی کو بلوا بھیجا۔ ہم نے آپ کے ساتھ بیٹھ کر پاکیزہ و بابرکت کھانا کھایا۔ ام سلمیٰ نے کچھ جَو لیے انھیں پیسا پھر انھیں چھانا، پھر پکایا۔ پھر ان پر زیتون ملا اور اس پر فلفل ڈالی۔ پس میں نے اور میرے بھائی نے آپ کے ساتھ وہ کھانا کھایا۔ تین دن تک ہم وہیں رہے۔ آپ کے ساتھ آپ کی ازواج کے گھروں میں پھرتے رہے۔ پھر

Marfat.com

ہم اپنے گھر واپس آ گئے۔ رسول اللہ تشریف لائے۔ میں اپنے بھائی سے ایک بکری (مصنوعی) فروخت کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا اس کو تجارت میں برکت عطا فرمائے عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی چیز کی فروخت نہیں کی مگر یہ کہ مجھے اس میں برکت نصیب ہوئی۔

ابن سعد کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حسن بن سعد غلام حسنؑ بن علیؑ سے منقول ہے کہ آپ نے جعفر کی اولاد کو تین دن کی مہلت دی۔ ان کی شہادت کی خبر آجانے کے بعد پھر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میرے بھائی پر آج کے بعد گریہ نہیں کرنا میرے بھائی کے بیٹوں کو بلاؤ۔ راوی کہتا ہے کہ تین چھوٹے بچے لائے گئے وہ مرغ بچوں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ محمد، عون اور عبداللہ۔ آپ نے فرمایا حجام کو بلاؤ۔ حجام آیا اور اس نے بچوں کی حجامت کی اور آپ نے فرمایا۔ محمد تو ہمارے چچا ابی طالبؑ سے مشابہ ہے۔ اور عون سیرت و صورت میں میرا شبیہ ہے۔ پھر آپ نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اسے بلند کیا اور فرمایا خدایا جعفر کی اولاد کا تو بہترین محافظ بن اور عبداللہ کو اس ہاتھ کی تجارت میں برکت دے۔ راوی کہتا ہے ان کی والدہ آئی وہ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہو رہی تھی تو رسول اللہؐ نے فرمایا کیا تجھے ان کے فقر و فاقہ کا خوف ہے حالانکہ دنیا آخرت میں میں ان کا ولی ہوں۔

ابن سعد کہتا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن جعفر سے منقول ہے کہ رسول اللہؐ جب سفر سے آیا کرتے تو اپنے اہلبیت کے بچوں سے ملاقات کرتے۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو میں نے آپ کی طرف سبقت کی آپ نے مجھے اٹھا کر اپنے آگے بٹھا لیا۔ پھر فاطمہؑ کے دونوں بیٹوں حسنؑ و حسینؑ میں سے ایک آیا تو اسے آپ نے اپنے پیچھے بٹھایا۔ ہم تینوں آپ کے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ میں داخل ہوئے اور نیز ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن جعفر سے نقل ہے کہ

Marfat.com

رسول اللہؐ نے اپنی سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھالیا اور مجھے ایک راز کی بات بتائی جو میں کسی کے سامنے کبھی بیان نہیں کروں گا۔

اور بخاری و مسلم نے عبداللہ بن زبیر کے متعلق روایت کی ہے کہ اس نے عبداللہ بن جعفر سے کہا کیا تجھے یاد ہے جب میں تم اور ابن عباس نے رسول اللہؐ سے ملاقات کی تھی۔ تو عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ ہاں ہمیں آپ نے اٹھالیا تھا اور مجھے چھوڑ دیا تھا۔

اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے (حذفِ سند سے) کہ عبداللہ بن عمر جب عبداللہ بن جعفر سے ملاقات کرتے تو کہتے کہ السلام علیک یا ابن ذی الجناحین یعنی سلامتی ہو تمہارے لیے اے دو پر پرواز والے شخص کے بیٹے!

عبداللہ بن جعفرؓ

واقدی نے کہا ہے کہ عبداللہ بن جعفر کی وفات ۸۰ھ میں ہوئی۔ وہ سیلاب کا سال تھا۔ مکہ میں سیلاب آیا تھا جس میں حاجی اور اونٹ سامان سمیت غرق ہو گئے تھے۔ اور یہ عبدالملک بن مروان کی خلافت کا زمانہ تھا اور اس وقت مدینہ کا حاکم ابان بن عثمان تھا۔ عبداللہ کی نماز جنازہ ابایان نے پڑھائی تھی۔ جب آپ کو چارپائی پہ رکھا گیا اور نماز جنازہ ہو چکی تو ابان نے آپ کی چارپائی کو کندھا دیا۔ اور اس وقت تک وہ اپنی گردن پر اٹھائے رہا جب تک کہ جنت البقیع میں آپ کی قبر تک جنازہ نہ پہنچا۔ عبداللہ بن جعفر کی عمر اس وقت نوّے سال تھی۔

اولاد عبداللہ بن جعفر

آپ کی کئی ایک اولادیں تھیں ان میں سے ایک جعفر اکبر ہیں کہ جن سے آپ کی کنیّت

Marfat.com

ان کی ماں امّ عمرو بنت حزامی بن یعیض تھیں ۔ ۲ علی ۔ ۳ عون اکبر ۔ ۴ محمد ۔ ۵ عبّا
۶ ام کلثوم ۔ ان کی والدہ جناب زینب بنت علی ہیں کہ جن کی والدہ جناب فاطمہ بنت
رسول تھیں ۔ ۷ حسن ورج ۔ ۸ عون اصغر ۔ یہ عون حضرت امام حسینؑ کے ساتھ کربلا
میں شہید ہوئے ان کی کوئی اولاد نہیں ۔ ان دونوں بھائیوں کی ماں جمانہ بنت
مسیّب بن نجبہ فزاری تھیں ۔ ۹ ابوبکر ۔ ۱۰ عبیداللہ ۔ ۱۱ محمدؑ ان کی والدہ خوصا
بنت حفصہ تھیں جو قبیلہ بکر بن وائل سے تھیں ۔ ۱۲ صالح ۔ ۱۳ یحییٰ ان دونوں کی
کوئی اولاد نہیں ۔ ۱۴ موسیٰ ان کی بھی کوئی اولاد نہیں ۔ ۱۵ جعفر ۱۶ ام ابیہا ۔ ۱۷
ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود ہے ۔ ۱۸ حمید ۔ ۱۹ ام الحسن یہ ایک کنیز سے ہیں ۔ ۲۰ حسین
۲۱ ۔ ابوسعید ان دونوں کی والدہ ام الحسین بنت عمر بنی صعصعہ میں سے ہے ۔ ۲۲ محمد
۲۳ اسحاق ۔ ۲۴ اسماعیل ۔ ۲۵ قثم ۔ ۲۶ عباس ۔ ۲۷ ام عون مختلف کنیزوں سے

(خاندان بنی ہاشم میں کسی فرد کا نام معاذیہ سننے میں نہیں آیا یقیناً راوی کو
تسامح ہوا ہے)

Marfat.com

تذکرہ امام حسن علیہ السلام

آپ کی کنیت ابو محمدؐ ہے اور القاب قائم مجتبیٰ، سیّد، سبط اور ولی ہیں۔ آپ ۳ سنہ ہجری پندرہ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان کہی۔

امام احمد بن حنبل نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جب میرا بیٹا حسن پیدا ہوا تو میں نے اس کا نام اپنے چچا کے نام پر حمزہ رکھا اور جب حسینؑ پیدا ہوا تو اس کا نام اپنے بھائیؑ کے نام پر جعفر رکھا پس مجھے رسول اللہؐ نے بلایا اور فرمایا اے ابو تراب! مجھے خداوند عالم نے حکم دیا ہے کہ میں ان دونوں بچوں کے نام تبدیل کر دوں۔ اور آپ نے ان کے نام حسنؑ و حسینؑ رکھے۔

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا عقیقہ دو مینڈھوں سے کیا۔ اور جناب فاطمہؑ نے جب ان کے سر تراشوائے تو اُن کے بالوں کو وزن کیا اور اتنی مقدار میں چاندی اور بعض کہتے ہیں سونا اور چاندی کا صدقہ دیا یہ ساتویں دن کیا گیا اور اُن کے بالوں کا وزن ایک درہم تھا۔

فضائل

آپ بہت بڑے سخی و جواد تھے۔ روشن ضمیر تھے اور رسول اللہؐ آپ سے

Marfat.com

بے حد محبت کرتے تھے۔

امام احمد نے مسند میں (حذف اسناد کے ساتھ) براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ امام حسنؑ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے خدایا میں بیشک اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔ یہ روایت متفق علیہ ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خدا سے محبت رکھ جو اس سے محبت کرے۔

نیز امام احمد نے کہا ہے (حذف سند سے) عقبہ بن حارث سے کہ جس کی ابوسروعہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر وفات رسولؐ سے چند دن بعد عصر سے فارغ ہو کر جا رہے تھے حضرت علیؑ بھی ساتھ تھے کہ حضرت ابوبکر نے حسن بن علی کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو انھیں اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور کہنے لگے بابالی شبه النبي لیس شبیها بعلی (اے وہ جس پر میرا باپ قربان جو نبی کی شبیہ ہے نہ علیؑ کی) اور حضرت علیؑ مسکرانے لگے۔ یہ روایت مفردات بخاری سے ہے۔

نیز امام احمد نے کہا ہے (حذف سند سے) ابوبکرہ اور نفیع بن حرث سے کہ کیا کہ میں نے رسول اللہ کو منبر پر دیکھا حسنؑ بھی آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور ایک دفعہ حسنؑ کی طرف اور فرماتے میرا یہ بیٹا سردار اور ہو سکتا ہے خدا اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے یہ روایت مفردات بخاری میں سے ہے۔

بخاری کے مفردات میں سے ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرمؐ حسنؑ و حسینؑ کے لیے محفوظ رہنے کی دعا فرماتے اور کہتے تھے میں تم دونوں کو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں اس کے کلمات تامہ کے ساتھ ہر شیطان اور ہر بُرے قصد

کرنے والے اور بُری نگاہ سے۔ اور فرماتے کہ تمھارے باپ جناب ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ کے لیے یہ دعا کیا کرتے تھے۔

بخاری نے انس سے روایت کی ہے کہ امام حسن بن علیؑ کے علاوہ کوئی شخص نبی اکرمؐ کے مشابہ نہیں تھا۔ بخاری نے حسینؑ کے متعلق بھی یہی کہا ہے جسے عنقریب ہم آپ کے مقتل میں بیان کریں گے۔ جب آپ کا سر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوا

مسند احمد میں ہے کہ امام حسنؑ چہرہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ شبیہ رسولؐ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سر سے لیکر ناف تک امام حسنؑ مشابہ رسولؐ تھے۔ اور ناف سے لیکر دونوں پاؤں تک حسینؑ۔

ابن سعد نے طبقات میں اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول اکرمؐ کو دیکھا کہ وہ سجدہ میں ہوتے اور حسنؑ آکر پشتِ رسالت پر سوار ہو جاتے آپ انھیں نہ اتارتے جب تک کہ حسنؑ خود نہ اتر جاتے اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ حالتِ رکوع میں ہوتے اور حسنؑ آجاتے تو آپ اپنے پاؤں کشادہ کر دیتے یہاں تک کہ حسنؑ دوسری طرف نکل جاتے۔

بخاری و مسلم میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہؐ کے ساتھ مدینہ کے ایک بازار میں تھا جب آپ واپس آئے تو میں بھی ساتھ تھا۔ مجھ سے تین مرتبہ فرمایا اے کم علم و کم مقدار حسنؑ بن علیؑ کو بلاؤ۔ میں انھیں بلا لایا۔ ان کی گردن میں ایک ہار تھا۔ رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا خدایا میں اسے دوست رکھتا ہوں تو بھی اسے دوست رکھ اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔ ابوہریرہ کہتا ہے کہ رسول اکرمؐ کے اس ارشاد کے بعد کوئی بھی میرے نزدیک حسن بن علیؑ سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ اور ابوہریرہ کہتا ہے کہ رسولؐ اللہ حسنؑ کے بوسے لیا کرتے تھے۔

ابو نعیم اصفہانی نے حلیہ میں لکھا ہے کہ (حذف سند سے) محمد بن علی سے ر
ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حسن بن علیؑ نے مدینہ سے مکہ تک بیس حج پاپیادہ کیے۔ حا
سواریاں بھی آپ کے ساتھ ہوتیں۔ اور وہ فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے
میں اس کی بارگاہ میں جاؤں تو اس کے گھر کی طرف پیدل چل کے نہ جاؤں!

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ آپ نے پچیس حج پیادہ پا کیے اور تین
اپنا مال نصف نصف خدا کی راہ میں تقسیم کیا۔ یہاں تک کہ ایک جوتہ رکھ لیتے اور ایک
راہِ خدا میں دیدیتے۔ اور دو مرتبہ سارا مال اللہ کے لیے دے دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ خدا سے دس ہزار در
سوال کر رہا ہے۔ آپ نے وہ رقم اس کو بھیج دی۔ یہ کتاب میرے جد مادری نے کہ
صفوہ میں ذکر کی ہے۔

پیش آمدہ واقعات

مورخین کا کہنا ہے کہ امام حسنؑ کی بیعتِ خلافت اسی دن کی گئی جس دن حضرت
شہید ہوئے۔ اور سب سے پہلے قیس بن سعد بن عبادہ نے بیعت کی۔ قیس کہنے لگا
کا کہنا ہے کہ آپ ہاتھ بڑھائیں میں کتاب خدا اور سنتِ رسول پر آپ کی بیعت کرتا ہوں
کیونکہ ان میں ہر قسم کی شرط آجاتی ہے۔ پس قیس نے بیعت کی اور اس کے بعد سب
لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت علیؑ کی شہادت کے دو دن
بعد آپ کی بیعت ہوئی۔

زہری کہتا ہے کہ حضرت علیؑ کی اہلِ عراق میں سے چالیس ہزار آدمیوں نے
کی۔ وہ حضرت کی معیت میں شام کی طرف جائیں گے۔ اور جب حضرت علیؑ شہید ہو گئے
تو ان لوگوں نے امام حسنؑ کی بیعت کر لی۔ امام حسنؑ چھ مہینے ماہ ربیع الاول کے گزرنے

۴۱ھ میں کوفہ میں رہے۔ پھر آپ کوفہ سے نکلے اور مدائن میں قیام کیا۔ اور قیس بن سعد کو مقدمۃ الجیش کے طور پر بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور معاویہ اپنا لشکر لے کر شام کی طرف سے آگیا۔

شعبی کہتا ہے کہ امام حسنؑ مدائن میں اپنے خیام میں تشریف فرما تھے کہ قیس بن سعد آگئے۔ (لشکر معاویہ کی طرف) بڑھ چکا تھا۔ اچانک کسی نے لشکر میں منادی کر دی۔ یاد رکھو قیس قتل ہو گیا ہے پس بھاگ چلو۔ یہ لوگ امام حسنؑ کے خیام کی طرف بھاگے اور آپ کو لوٹنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ مسند بھی کھینچ لی جو آپ کے نیچے تھی اور ایک شخص نے آپ کو خنجر مارا جس سے آپ زخمی ہو گئے۔ اور ابن سعد کہتا ہے کہ جب امام حسنؑ نے لوگوں کا آپ سے متفرق ہو جانا اور اہل عراق کا اختلاف کرنا اور اہل کوفہ کا عذر و دھوکا دینا دیکھا تو صلح کی طرف مائل ہو گئے اور معاویہ نے بھی پوشیدہ طور پر حضرت کو خط لکھا تھا اور صلح کی دعوت دے چکا تھا لیکن ابھی تک آپ نے اسے جواب نہیں دیا تھا پھر (ان حالات) میں آپ نے صلح کی پیشکش منظور کر لی۔

شعبی کہتا ہے کہ معاویہ سے امام حسنؑ نے ان شرائط پر صلح کی کہ کوفہ کے بیت المال سے آپ پانچ لاکھ دینار لیں گے۔ اور یہ کہ معاویہ حضرت علیؑ پر سب و شتم نہیں کریگا۔ اور کچھ اور شرائط بھی تھے اور اس سلسلے میں ایک تحریر بھی لکھی گئی۔ اور سدی کہتا ہے کہ امام حسنؑ نے معاویہ سے طمع دنیا کے لیے صلح نہیں کی تھی۔ بلکہ اس لیے صلح کی تھی کہ آپ نے دیکھ لیا تھا اہل کوفہ مجھ سے عذر و دھوکا کرنا چاہتے ہیں اور انھوں نے کیا آپ کو جو کچھ کیا آپ کو یہ خدشہ محسوس ہوا کہ کہیں انھیں معاویہ کے سپرد نہ کر دیں اور اس امر کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے صلح سے پہلے مقام نخیلہ میں خطبہ دیا اور فرمایا ہے اے لوگو یہ امر خلافت جس میں

Marfat.com

میرا اور معاویہ کا اختلاف ہو رہا ہے۔ یہ وہ حق ہے کہ جسے میں اصلاح امت اور اُن کے خون محفوظ رہنے کی غرض سے چھوڑ رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ تمھارے امتحان کے لیے ایک اور وقت تک فائدہ حاصل کرنے کے لیے پھر معاویہ چلا اور کوفہ میں داخل ہوا تو عمرو عاص نے مشورہ دیا کہ امام حسنؑ کو حکم دے کہ وہ خطبہ پڑھیں تاکہ لوگوں کے سامنے ان کا عجز ظاہر ہو جائے۔ معاویہ آپ سے کہا اٹھ کر خطبہ ارشاد فرمائیے۔ آپ کھڑے ہو گئے اور خطبہ دینے لگے اے لوگو بیشک خدا نے ہمارے پہلے کے سبب تمھیں ہدایت کی اور آخری کے ذریعے تمھارے خون محفوظ کیے۔ ہم تمھارے نبی کے اہلبیت ہیں کہ جن سے خدا نے ہر قسم کے رجس کو دُور رکھا ہے اور ہمیں پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے اس امر خلافت کی ایک مدت ہے اور دُنیا منتقل ہونے والی چیز ہے۔ اور خداوند عالم نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ تمھارے آزمائش اور ایک وقت تک نفع دینے والی ہے پس لوگ فریاد کر کے رونے لگے۔ معاویہ عمرو عاص کی طرف ملتفت ہوا۔ اور کہنے لگا یہ بھی تیری رائے۔ پھر امام حسنؑ سے کہنے لگا اے ابا محمد یہی کافی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہم اللہ کا فلاح پانے والا گروہ اس کے رسولِ پاک کی عترت اور ان کے اہلبیت طیب وطاہر اور ثقلین میں سے ایک ہیں کہ جنھیں رسول اللہ تم میں چھوڑ کر گئے ہیں بس ہماری اطاعت خدا کی اطاعت کی قرین ہے پس اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اللہ اور رسول کی طرف اسے رد کر دو۔ اور معاویہ نے ہمیں ایک ایسی چیز کی طرف بلایا ہے کہ جس میں نہ عزت ہے اور نہ انصاف، اگر تم ساتھ دو تو ہم اس کی بات کو رد کر دیں اور ہم اللہ کے لیے اس کا مقابلہ کریں گے۔ تلواروں کی دھار پر اور اگر تم انکار کرتے ہو تو ہم قبول کر لیں

Marfat.com

لوگوں نے ہر طرف سے پکار کر کہا کہ رحم کیا جائے رحم کیا جائے!

اور ابن عبدالبر مالکی کی کتاب استیعاب میں روایت ہے کہ ابو عامر بن سفیان یا لیل خارجی، بعض کہتے ہیں کہ ابن لیلیٰ نے آپ کو پکار کر کہا اے مومنین کے ذلیل کرنیوالے اور ہشام کی روایت میں ہے اے مومنین کے چہرے سیاہ کرنیوالے۔ آپ نے فرمایا واے تجھ پر اے خارجی مجھ سے سخت کلامی نہ کر۔ چونکہ مجھے جس چیز نے اس صلح کرنے پر مجبور کیا ہے وہ تمہارا میرے باپ کو قتل کرنا اور مجھے خنجر مارنا اور میرے مال و متاع کو لوٹنا ہے۔ جب تم جنگ صفین کی طرف چلے تھے تو تمہارا دین دنیا سے آگے تھا اور آج کے دن تمہاری دنیا دین سے آگے ہے۔ تجھ پر وائے ہو اے خارجی میں نے دیکھا ہے کہ اہل کوفہ ایسی قوم ہے کہ جن پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اور جو بھی ان کے دھوکے میں آئیگا وہ ذلیل ہو جائیگا ایک کی رائے دوسرے سے نہیں ملتی۔ اور بتحقیق میرے باپ کو ان سے سخت تکالیف اور تلخ شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ شہر بہت جلد تباہ ہو جائیگا اور اس شہر والے وہ لوگ ہیں جنھوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہوں میں بٹ گئے۔

اور ابن جریر وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کر لی تو آپ نے کوفہ میں قیام فرمایا اور تیاری میں مشغول تھے جب آپ کا زخم ٹھیک ہو گیا تو آپ مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا اے اہل کوفہ اپنے پڑوسیوں اور مہمانوں کے بارے میں جو تمہارے نبی کے اہلبیت ہیں، خدا سے ڈرو ــــ پس تمام لوگ رونے لگے۔

مورخین کا بیان ہے جب امام حسنؑ نے حکومت معاویہ کے سپرد کر دی اور کوفہ میں مقیم تھے اور مدینہ کی طرف تیاری کر رہے تھے تو معاویہ کے پیروؤں کا ایک گروہ معاویہ کے پاس جمع ہوا

Marfat.com

جن میں عمرو بن عاص، ولید بن عقبہ (ولید عثمان کا مادری بھائی تھا جسے حضرت علیؑ نے شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگائے تھے) اور عتبہ تھا۔ کہنے لگے ہم چاہتے کہ ہم امام حسنؑ کو زیارت کے بہانے اپنے دربار میں بلاؤ تاکہ مدینہ جانے سے پہلے انھیں شرمسار کریں۔ معاویہ نے انھیں منع کیا اور کہنے لگے۔ یہ بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحب لسان ہیں۔ انھوں نے زیادہ اصرار کیا تو معاویہ نے کسی کو آپ کی طرف بھیجا اور زیارت کا شوق ظاہر کیا۔ جب آپ تشریف لائے یہ لوگ حضرت علیؑ کی بدگوئی کرنے لگے۔ امام حسنؑ خاموش بیٹھے رہے۔ جب یہ فارغ ہوئے تو امام حسنؑ نے خدا کی حمد و ثنا اور اس کے رسول محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی اور فرمایا کہ وہ شخص جس کی طرف تم اشارہ کر رہے ہو اس نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور دونوں بیعتیں کیں جب کہ تم سب مشرک تھے۔ اور جو کچھ اللہ نے اپنے نبیؐ پر نازل کیا تھا اس کے منکر و کافر تھے۔ اور اس شخص نے اپنے نفس کو شہوات سے محروم اور لذات سے محفوظ رکھا۔ یہاں تک کہ خداوند عالم نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی کہ اے وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہو اپنے نفوس کو ان طیبات سے محروم نہ رکھو جو اللہ نے تم پر حلال قرار دیے ہیں اور تو اے معاویہ ان اشخاص میں سے ہے کہ جن کے متعلق رسول اللہؐ نے فرمایا خدا اس کے شکم کو سیر نہ کرے (یہ روایت مسلم نے ابن عباس سے نقل کی ہے) اور امیر المومنینؑ نے مشرکین سے رسول اللہؐ کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے بستر پر رات گزاری اور شب ہجرت اپنا نفس ان کا فدیہ قرار دیا یہاں تک کہ خداوند عالم نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی "اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو رضائے الٰہی چاہتے ہوئے اپنے نفس کو بیچتے ہیں" اور انھیں وصف ایمان کے ساتھ متصف کر کے خداوند عالم نے فرمایا "پس تمہارا ولی اللہ اس کا" اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اس سے مراد امیر المومنینؑ ہیں اور

ان سے کہا "تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ اور تم دنیا و آخرت میرے بھائی ہو"۔ اور تو اے معاویہ وہی شخص ہے جس کی طرف جنگ احزاب (خندق) ن رسول اللہؐ نے نگاہ کی۔ آپ نے دیکھا کہ تیرا باپ اونٹ پر سوار تھا اور وہ ان کو آپ سے جنگ کرنے پر اکسا رہا تھا۔ تیرا بھائی اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تو پیچھے سے اونٹ کو ہنکا رہا تھا۔ پس آپ نے فرمایا خدا اونٹ کے سوار اس کے چنے والے اور ہنکانے والے پر لعنت کرے۔ کسی مقام پر تیرا باپ آپ کے ابل نہیں آیا مگر یہ کہ آپ نے اس پر لعنت کی اور تو بھی اس کے ساتھ ہوتا تھا۔ تجھے نے شام کا گورنر بنایا اور تو نے خیانت کی۔ پھر عثمان نے بنایا تو تو نے اس کی مدد میں ہی کی۔ اور تو ہی وہ شخص ہے جو اپنے باپ کو اسلام لانے سے روکتا تھا۔ ل تک کہ تو نے اسے خطاب کرتے ہوئے یہ کہا:

صخر لا تسلمین طوعاً فتفضحنا بعد الذین ببدر اصبحوا مزقا

ے صخر اطاعت کرتے ہوئے اسلام قبول نہ کر ورنہ ہمیں تو رسوا کر دیگا بعد ان لوگوں کے نھیں جنگ بدر میں چیرا پھاڑا گیا۔

اور تو جنگ بدر، احد اور خندق بلکہ تمام جنگوں میں رسول اللہؐ سے جنگ کرتا رہا اور مسلمانوں کو اس فراش نے متعارف کرایا جس پر تو ہوا۔

پھر عمرو بن عاص کی طرف ملتفت ہوئے بیتر ادعوی قریش ن سے پانچ اشخاص نے کیا تھا اور ان میں سے جو زیادہ سداقۃ الھذا سے غلبہ حاصل ہوا ر وہ عاص ہے اور تو ایک مشرک کے بستر پر پیدا ہوا۔ اور تیرے متعلق یہ آیت زی کہ تیرا دشمن ابتر (جس کی نسل نہ چلے) ہے اور تو اللہ کے رسول اور مسلمانوں کا شمن تھا اور تو تمام مشرکین میں سے مسلمانوں کے لیے زیادہ مضر تھا اور تو نے یہ اشعار ہے تھے:

لا انثنی عن بنی ھاشم　　بما استطعت فی الغیب والمحـ

وعن عائب اللات لا انثنی　　ولولا رضی اللات لم تمطر

میں حضور و غیاب میں جتنی میری طاقت ہوگی بنی ہاشم کے مقابلہ سے منہ نہیں موڑوں گا۔ اور لات بُت کی عیب جوئی کرنیوالے سے منہ نہیں موڑوں گا اور اگر لات راضی نہیں تو بارش نہیں برسے گی۔

اور تو اے ولید میں تجھے امیر المومنینؑ سے بغض رکھنے پر ملامت نہیں کرتا کیونکہ انھوں نے تیرے باپ کو سختی سے قتل کیا تھا اور تجھے شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگائے تھے۔ جب کہ تو نے مسلمانوں کو صبح کی نماز حالتِ نشہ میں پڑھائی تھی۔ اور تو نے کہا تھا کہ اور زیادہ کردوں اور تیرے متعلق حطیئہ کہتا ہے:

شھد الحطیئۃ حین یلقی ربہ　　ان الولید احق بالعذر

نادی وقد تمت صلوٰتھم　　ازیدکم سکراً وما یدری

لیزیدھم اخری ولو قبلوا　　لاتت صلاتھم علی الحشر

فاتوا ابا وھب ولو قبلوا　　لقرنت بین الشفع والوتر

حبسوا عنانک اذ جریت ولو　　ترکوا عنانک لم تزل تجری

حطیئہ گواہی دیگا [illegible] ایگا کہ بیشک ولید زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کا عذر قبول کیا جائے (ہے) اور امیر المومنینؑ (حالانکہ ان کی نماز تمام ہو چکی تھی کیا زیادہ کردوں تمھارے لیے) نشے کی حالت [illegible] اور وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ نماز اور زیادہ کر رہا ہے اور اگر وہ قبول کر لیتے تو ان کی نماز دس رکعت تک پہنچ جاتی۔ انھوں نے ابو وہب سے تجاوز کیا اور اگر قبول کر لیتے تو تم شفع و وتر کو ملا دیتے۔ انھوں نے تیری مہار روک لی جب تو چلنے لگا اور اگر تیری مہار کو چھوڑ دیتے تو تو چلتا رہتا۔

اور خداوند عالم نے اپنی کتاب میں تیرا نام فاسق رکھا ہے اور امیر المومنین کو مومن

ہا ہے۔ اس قول میں کیا وہ جو مومن ہے اس کی مثل ہے جو فاسق ہے۔ یہ آپس میں مساوی نہیں ہو سکتے۔

تیرے اور امیر المومنین کے بارے میں حسان بن ثابت کہتا ہے:

نزل اللہ ذو الجلال علینا — فی علی وفی الولید قرانا
لیس من کان مومنا عمرک اللہ — کمن کان فاسقا خوانا
سوف یدعی الولید بعد قلیل — وعلی اے الجزاء عیانا
فعلی یجزی ھناک جنانا — وولید یجزی ھناک ھوانا

خدائے ذوالجلال نے ہم پر علیؑ اور ولید کے بارے میں قرآن نازل فرمایا ہے۔ خدا تجھے زندگی دے مومن، فاسق و خائن کی طرح نہیں ہو سکتا۔ عنقریب ولید اور علیؑ کو آنکھوں کے سامنے بدلہ دینے کے لیے بلایا جائیگا۔ علیؑ کو وہاں جزا و بدلہ میں جنّت اور ولید کو ذلّت و خواری ملے گی۔

اور باقی رہا تو اے عتبہ تو تجھے بھی امیر المومنین کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ انھوں نے جنگِ بدر کے دن تیرے باپ کو قتل کیا تھا اور تیرے چچا زاد شیبہ کے قتل میں شریک تھے اور کیا تجھے بُرا نہ لگا وہ شخص جس نے تیرے بستر پر قبضہ کیا اور تو نے اسے اپنی بیوی کے ساتھ پایا یہاں تک کہ تیرے متعلق نصر بن حجاج نے کہا:

نبئة عتبة میاته عرسه — بصداقة الھذلی من الحیان
الفاہ معما فی الفراش فلم یکن — مخلا راسک خشیة النسوان
لا تعتبن یا عتب نفسک — ان النساء حبائل الشیطان

مجھے عتبہ کے متعلق خبر ملی ہے کہ اس کی بیوی نے اسے قبیلہ حیان کے ہذلی نامی شخص کی دوستی کے لیے تیار کیا۔ عتبہ نے اسے اپنی بیوی کے پاس سویا ہوا پایا تو جوانمرد نہ بنا اور عورتوں کی طرح

Marfat.com

خوف کے مارے رک گیا۔ اے عتبہ اپنے نفس کو اپنی بیوی کی محبت پر ملامت نہ
عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

پھر امام حسنؑ نے اپنے دامن کو جھاڑا اور کھڑے ہو گئے پس معاویہ نے

امرتکم امراً فلم تسمعوا لہ — وقلت لکم لا تبعثن الی الح
فلا ابیتم کنت فیکم کبعضکم — وکان خطابی فیہ غبنا من ا
فحسبکم ما قال مما علمتم — وحسبی بما القاہ فی القبر والک

میں نے تمھیں ایک چیز کا حکم دیا لیکن تم نے میری بات نہ سنی۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ
کو نہ بلاؤ۔ جب تم نے انکار کیا تو میں بھی تم میں سے بعض کی طرح تھا اور میرے متعلق
نقصان در نقصان تھا۔ پس تمھارے لیے کافی ہے جو کچھ اس نے کہا کہ جسے تم خود بھی
تھے اور میرے لیے کافی ہے کہ جسے میں قبر و کفن میں بھی محسوس کروں گا۔

تفسیر عجیب

احمص نے اور ہشام بن کلبی نے اپنی کتاب (جس کا نام مثالب ہے) کہ
اور اس کتاب میں امام حسنؑ کے اس قول کی تشریح کی ہے جو آپ نے معاویہ سے کہ
بستر معلوم ہے جس پر تو پیدا ہوا۔ میں مطلع ہوا کہ معاویہ کے متعلق کہا جاتا تھا کہ
کے چار اشخاص سے ہے۔ ۱: عمارہ بن ولید بن مغیرہ مخزومی۔ ۲: مسافر ابن ابی
۳: ابوسفیان۔ ۴: عباس بن عبدالمطلب اور یہ لوگ ابوسفیان کے ندیم تھے اور
ان میں سے ہر ایک ہند کے ساتھ متہم تھا۔ عمارہ بن ولید قریش میں سے حسین بن م
تھا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس کی چغلی عمرو بن عاص نے نجاشی کے پاس کی تھی۔ نجاشی نے
ایک جادوگر کو بلایا اس سے اس کے آلہ تناسل میں پھونکا تو یہ دیوانہ ہو گیا۔ اور جنگلی
جانوروں کے ساتھ پھرنے لگا۔ اور نجاشی کی بیوی اس پر عاشق ہو گئی تھی اور مسافر بن ابی

Marfat.com

عمرو کے متعلق کلبی کا بیان ہے کہ عام لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ معاویہ اسی کے نطفہ سے پیدا ہوا کیونکہ اسے ہند سے بڑی محبت تھی۔ جب ہند حاملہ ہوئی تو مسافر کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ یہ مجد سے ہے۔ لہٰذا حیرہ کے بادشاہ ہند بن عمرو کے پاس بھاگ گیا اور اسی کے پاس رہنے لگا۔ جب ابوسفیان حیرہ میں گیا تو مسافر سے اس کی ملاقات ہوئی۔ وہ ہند کے عشق میں بیمار ہو گیا تھا اور اس کے پیٹ میں پانی پڑ گیا تھا اس نے ابوسفیان سے مکہ کے حالات پوچھے وہ بتاتا رہا۔ بعض کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے مکہ سے مسافر کے چلے آنے کے بعد ہند سے شادی کی۔ ابوسفیان نے اس سے یہ بھی کہا کہ تیرے آنے کے بعد میں نے ہند سے شادی کر لی ہے۔ یہ سننے کے بعد اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا اور یہ پگھلنے لگا۔

اور نیز ہشام بن محمد کلبی نے کتاب مثالب میں ذکر کیا ہے کہ ہند بڑی شہوانی عورت تھی، سیاہ رنگ کی طرف مائل تھی۔ جب کوئی سیاہ بچہ پیدا ہوتا تو اسے مار دیتی تھی۔

ہشام کہتا ہے کہ یزید بن معاویہ اور اسحٰق بن طلحہ بن عبید کے درمیان معاویہ کے سامنے جبکہ وہ خلیفہ تھا طعن و تشنیع کی بات ہوئی۔ یزید نے اسحٰق سے کہا کہ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ تمام بنی حرب جنت میں داخل ہوں۔ یزید نے اس سے اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ اسحٰق کی ماں بنی حرب کے ایک شخص سے متہم تھی۔ تو اسحٰق نے یزید سے کہا کہ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ بنی عباس سارے جنت میں داخل ہوں۔ یزید اس کی بات نہ سمجھا اور معاویہ سمجھ گیا۔ جب اسحٰق چلا گیا تو معاویہ نے یزید سے کہا کہ کس طرح لوگوں سے گالی گلوچ کی بات کرتا ہے جب تجھے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تجھے کیا کیا کہا جا رہا ہے۔ کہنے لگا کہ میں نے اسحٰق پر طنز کیا ہے اور وہ سمجھے بھی ایسا ہی۔ معاویہ نے کہا اور اس نے کیا کہا؟ تمہیں معلوم نہیں کہ بعض

Marfat.com

قریش کا زمانہ جاہلیت میں یہ گمان تھا کہ میں جواس سے ہوں۔

شعبی نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ نے فتح مکہ کے دن ہند کی طرف اس بات کی
کچھ اشارہ کیا تھا کہ جب ہند بیعت کرنے کے لیے آئی۔ حالانکہ آپ نے اس کا خو
مباح قرار دیا تھا۔ وہ کہنے لگی کس شرط پر آپ کی بیعت کروں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ
زنا نہیں کروگی۔ کہنے لگی تو کیا کوئی شریف عورت زنا کرتی ہے تو آپ نے اسے
پہچان لیا اور حضرت عمر کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔

اور امام حسنؑ کا عمرو بن عاص سے یہ فرمانا کہ تو مشترک فراش پر پیدا ہوا ہے
نیز کلبی نے مثالب میں ذکر کیا ہے کہ نابغہ عمرو کی ماں ان زانیہ عورتوں میں سے
کہ جنھوں نے مکہ میں اپنے نشان لگا رکھے تھے۔

پس عاص بن وائل نے چند قریش کے ساتھ جن میں ابولہب، امیہ بن خلف
ہشام بن مغیرہ اور ابوسفیان بن حرب تھے ایک ہی طہر میں اس سے بدفعلی
کلبی کہتا ہے کہ جو لوگ مکہ میں زانی مشہور تھے وہ ایک جماعت تھی۔ ان
سے مذکورہ بالا اشخاص کے علاوہ امیہ بن عبدشمس، عبدالرحمٰن بن حکم بن ابی عا
مروان بن حکم کا بھائی عتبہ بن ابوسفیان معاویہ کا بھائی اور عقبہ بن ابی معیط
تھے۔ پس جب نابغہ عمرو سے حاملہ ہوئی تو لوگوں نے اس بارے میں باتیں کی
جب اسے جن چکی تو ان پانچ آدمیوں نے (جن کا ہم نے ذکر کیا ہے) جھگڑا
ہر ایک یہ گمان رکھتا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ان میں سے عاص بن وائل اور ابوسفیان
زیادہ مصر تھے۔ ہر ایک کہتا تھا خدا کی قسم یہ میرا نطفہ ہے۔ ان دونوں نے
کو فیصل مقرر کیا اس نے عاص کا انتخاب کیا۔ کہنے لگی یہ اس کا ہے۔ لوگوں نے
اس سے کہا کہ تجھے اس بات پر کس چیز نے اکسایا ہے حالانکہ ابوسفیان اس سے
زیادہ بزرگ ہے وہ کہنے لگی تمھاری بات درست ہے لیکن ابوسفیان بخیل

اور عاص سخی ہے یہ میری بیٹیوں پر خرچ کریگا۔ لیکن ابوسفیان نہیں کریگا۔ نابغہ کی کچھ لڑکیاں تھیں۔ اور رہا امام حسنؑ کا ولید بن عقبہ سے یہ فرمانا کہ حضرت علیؑ نے شراب پینے کی وجہ سے تجھے کوڑے لگائے تھے تو سب مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے ولید بن عقبہ کو ۲۶ھ میں کوفہ کا حاکم بنایا تھا، ولید ہمیشہ شراب پیتا تھا وہ شراب کی محفل جماتا اور اس کے ندیم اور گانے والے ساری رات صبح تک اس کے ساتھ رہتے اور جب مؤذن اسے صبح ہونے کی اطلاع دیتا تو وہ نشہ کی حالت میں جاکر نماز پڑھاتا۔ ایک دن وہ شب خوابی کے لباس میں نکلا اسے ہوش نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے اسی حالت میں محراب کی طرف بڑھا اور نماز فجر چار رکعت پڑھادی اور کہنے لگا کیا زیادہ کروں؟ تو عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم آج تک تجھ سے زیادتی میں ہیں۔ جب سجدہ میں گیا تو کہنے لگا تو پی اور مجھے پلا۔ پس ابن غیلان ثقفی نے کہا تجھے اور جس نے تجھے ہم پر امیر بنا کر بھیجا ہے خداوند عالم پیپ پلائے۔ پھر ابن غیلان اور اہل مسجد نے ولید کو کنکریاں ماریں۔ ولید قصر الامارہ میں داخل ہوگیا۔ وہ نشے میں جھوم رہا تھا، جاتے ہی تخت پر سو گیا۔ ایک جماعت نے اس پر ہجوم کیا جن میں ابوجندب بن زہیر اسدی، ابن عوف ازدی وغیرہ تھے لیکن وہ نشے میں دُھت پڑا تھا انھوں نے اسے بیدار کرنا چاہا لیکن وہ بیدار نہ ہوا۔ پھر اس نے ان پر شراب کی قے کردی۔ اس کے ہاتھ سے انھوں نے اس کی انگوٹھی اتاری اور فوراً مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ پس دربار خلافت میں داخل ہوئے اور ولید کے خلاف انھوں نے گواہی دی کہ اس نے شراب پی ہے۔ وہ کہنے لگا تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ جو اس نے پی تھی وہ شراب ہے؟ وہ کہنے لگے وہی شراب اس نے پی ہے جو زمانۂ جاہلیت میں ہم پیتے تھے پس عثمان نے ان دونوں (ابوجندب اور ابن عوف کو) جھڑک دیا اور بُرا بھلا کہا

Marfat.com

وہ دونوں حضرت عثمان کے پاس سے نکل کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپ عثمان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم نے گواہوں کو رد اور حدود کو باطل کر دیا ہے تو عثمان کہنے لگے آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اس فاسق کی طرف کسی کو بھیج کر اسے حاضر کر پس اگر گواہ قائم ہو گئے تو اس پر حد جاری کر۔ پس عثمان نے کسی کو ولید کے پاس بھیجا اور اس کو حاضر کیا پس لوگوں نے اس کے خلاف گواہی دی۔ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی عثمان نے کوڑا حضرت علیؑ کی طرف پھینکا اور کہنے لگے پھر آپ اس پر حد جاری کریں۔ آپ نے کوڑا اٹھایا اور ولید کے قریب ہوئے ولید حضرت سے ہٹتا جاتا تھا پس آپ نے اسے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ عثمان نے کہا آپ کو یہ حق نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اسلئے کہ یہ فاسق ہو گیا ہے پھر یہ اپنا بچاؤ کرتا ہے اس سے کہ اس سے خدا کا حق لیا جا رہا ہے۔ پھر آپ نے اسے چالیس کوڑے لگائے

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ رسول اللہ نے ولید کو بددعا دی جبکہ اس نے آپ کی اذان کو رد کر دیا تھا جس کی تفصیل اس طرح ہے:

امام احمد مسند میں کہتے ہیں (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ عقبہ کی بیوی رسول اللہؐ کی خدمت میں اس کی شکایت لے کر آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسولؐ ولید مجھے مارتا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ رسول اللہؐ نے مجھے پناہ دی ہے۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہی عورت پھر آئی اور کہنے لگی کہ اس نے تو مجھے اور زیادہ پیٹا ہے۔ آپ نے اپنے کپڑے کا ایک کنارہ پھاڑ کر اسے دیا اور کہا کہ اس سے جا کر کہو کہ یہ میری امان ہے رسول اللہؐ کی طرف سے۔ تھوڑی ہی دیر ہم رکے کہ وہ پھر آئی اور کہنے لگی اس نے

مجھے اور زیادہ مارا ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا خدایا تو ہی ولید سے بدلہ لے۔ اور ایک روایت میں ہے خدایا فاسق کو کیفر کردار تک پہنچا۔

ولید کے فاسق ہونے کے متعلق دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ ولید نے ایک دن حضرت علیؓ سے کہا کیا میں آپ سے زیادہ زبان دراز اور زیادہ نیزہ باز نہیں! تو یہ آیت نازل ہوئی۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لایستوٗن کیا مومن مثل فاسق کے ہے یہ دونوں مساوی نہیں ہیں۔ یہ ابن عباس نے ذکر کیا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ نبی اکرم نے ولید کو ۸ھ میں بنی مصطلق کی طرف زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا وہ مسلمان ہو گئے تھے اور انھوں نے مسجد بھی بنالی تھی جب انھیں ولید کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ اس کے استقبال کے لیے ہدایا اور ہتھیار لیکر خوشی میں باہر نکلے جب اس نے اپنی طرف آتے دیکھا تو یہ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آیا اور کہنے لگا یارسول اللہؐ انھوں نے زکوٰۃ نہیں دی اور ہتھیار لیکر میری طرف چل پڑے پس ان کی طرف کوئی لشکر جنگ کیلئے بھیجیے۔ پس حارث بن عباد رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تو نے میرے قاصد کے قتل کا ارادہ کیا اور زکوٰۃ بھی نہیں دی۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بھیجا ہے وہ تو ہم تک پہنچا ہی نہیں اور راستے سے پلٹ آیا ہے اور جھوٹ کہتا ہے پس خداوند عالم نے یہ آیت نازل کی یاایھاالذین اٰمنوا اذاجاءکم فاسق بنباء فتبینوا اے ایمان والو جب فاسق کوئی خبر دے تو اس کی دیکھ بھال کرو۔

ہشام بن محمد کلبی نے محمد بن اسحٰق سے بیان کیا ہے کہ مروان بن حکم نے جبکہ وہ مدینہ کا حاکم تھا امام حسنؑ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور کہا کہ حسنؑ سے کہنا مروان بن حکم کہتا ہے کہ تیرا باپ وہ تھا جس نے افتراق ڈالا، حضرت عثمان بن عفان کو قتل کیا اور علماء و زہاد کو ختم کر دیا یعنی خوارج اور تو اپنے غیر پر فخر کرتا ہے جب تجھے کہا جائے کہ تمھارا

Marfat.com

باپ کون ہے تو تم کہتے ہو کہ میرا ماموں گھوڑا ہے۔ پس قاصد امام حسنؑ کی خدمت
حاضر ہوا اور کہنے لگا اے ابو محمدؑ میں ایسے شخص کا پیغام لے کر آیا ہوں جس کے
کا خوف اور تلوار کا ڈر ہے۔ اور اگر آپ پسند نہ کریں تو میں وہ پیغام نہیں پہنچ
اور اپنے نفس سے آپ کا بچاؤ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں پیغام پہنچاؤ
پر اللہ کی مدد چاہتے ہیں۔ پس اس نے پیغام دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مروان
کہو اگر تو سچا ہے تو خدا تجھے سچائی کی جزا دے اور اگر جھوٹا ہے تو خدا سخت انتق
والا ہے۔ وہ قاصد امام حسنؑ کی بارگاہ سے نکلا تو امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی
نے فرمایا کہاں سے آرہے ہو کہنے لگا آپ کے بھائی امام حسنؑ کی خدمت میں سے
آپ نے فرمایا وہاں کیا کرنے گیا تھا؟ کہنے لگا مروان کا پیغام لے کر آیا تھا۔ آ
فرمایا وہ کیا پیغام تھا۔ قاصد نے بتانے سے انکار کیا آپ نے فرمایا بتاؤ ورنہ
قتل کر دوں گا۔ امام حسنؑ نے یہ بات سن لی۔ تشریف لائے اور فرمایا بھائی اسے
دو۔ امام حسینؑ نے کہا نہیں خدا کی قسم جب تک یہ بتائیگا نہیں۔ قاصد نے وہ ف
دہرائے۔ آپ نے فرمایا حسین بن علی اور فرزند فاطمہؑ تجھے کہتا ہے اے زرقا
بیٹے جو لوگوں کو اپنی طرف بازار ذی المجاز میں بلاتی اور بازار عکاظ میں صاحب
تھی اور اے رسول اللہؐ کے دھتکارے ہوئے اور لعنت کیے ہوئے کے
پہچان کہ تو کون ہے، تیری ماں کون تھی اور تیرا باپ کون تھا! وہ قاصد مروان
پاس آیا اور انہی فقرات کا اعادہ کیا۔ جو دونوں بزرگواروں نے فرمایا۔ تو م
لگا کہ حسنؑ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ رسول اللہؐ کے بیٹے ہیں اور حسینؑ
یہ گواہی دیتا ہوں کہ تم علی ابن ابیطالبؑ کے بیٹے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ مروان
یہ دونوں باتیں میرے لیے ہیں اور تیری ناک رگڑنے کے لیے۔

اصمعی کہتا ہے کہ حسینؑ کا یہ کہنا اے اپنی طرف بلانے والی کے بیٹے۔

Marfat.com

نے ذکر کیا ہے کہ مروان کی ماں جس کا نام امیہ تھا یہ زمانۂ جاہلیت کی بدکار عورتوں میں سے تھی اور اس کا جھنڈا تھا بیطار (نعل لگانے والے) جھنڈے کے ساتھ جس طرح وہ مشہور تھی اور اس کا نام ام حبتل رزقا تھا۔ مروان کا باپ نامعلوم تھا اور حکم کی طرف ایسے ہی منسوب ہو گیا تھا جس طرح عمرو عاص کی طرف منسوب تھا اور آپ کا یہ فرمانا کہ اے رسول اللہؐ کے نکالے ہوئے کے بیٹے اس سے آپ کا اشارہ حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس کی طرف تھا۔ حکم فتح مکہ کے دن اسلام لایا اور مدینہ میں سکونت اختیار کی یہ رسول اللہؐ کی خبریں کفار مکہ کی طرف منتقل کرتا اور آپ کے خلاف جاسوسی کرتا تھا۔ شعبی کہتا ہے کہ اس نے اسلام صرف اسی مقصد کے لیے قبول کیا تھا اور یہ حقیقت میں مسلمان نہیں ہوا تھا۔ رسول اللہؐ نے اسے ایک دن دیکھا کہ وہ چل رہا ہے اور چلتے چلتے جھک جاتا ہے اور رسول اللہؐ کی نقل اتارتا ہے۔ آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ تو ہمیشہ کے لیے ایسا ہی ہو جائے۔ اس کے بعد جب وہ چلتا تو معلوم ہوتا کہ وہ ابھی گر پڑے گا۔ آپ نے اسے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اور اسے لعنت کی۔ جب سرکار رسالت مآبؐ کی وفات ہو چکی تو حضرت عثمان نے حضرت ابوبکر سے بات چیت کی کہ اسے واپس بلا لے کیونکہ حکم عثمان کا چچا تھا۔ تو حضرت ابوبکر نے کہا یہ کام میرے بس میں نہیں کیونکہ یہ وہ امر ہے جو رسول اللہؐ نے کیا ہے۔ خدا کی قسم میں حضورؐ کی کسی طرح مخالفت نہیں کروں گا۔ جب ابوبکر انتقال کر گئے اور ان کی جگہ عمر کی حکومت ہوئی تو عثمان نے عمر سے یہی بات کی تو حضرت عمر نے کہا اے عثمان تمہیں رسول اللہؐ اور ابوبکر سے حیا و شرم نہیں آتی تم اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کو مدینہ میں واپس بلانا چاہتے ہو! خدا کی قسم یہ بات کبھی نہیں ہوگی۔ پس جب وفات پا گئے اور عثمان ان کی جگہ آئے تو اسی دن جس دن تخت نشین ہوئے اسے واپس بلا لیا۔ اسے اپنے قریب بٹھایا اور اسے مال عظیم دیا، اس کی قدر و منزلت کو بلند کیا۔

مسلمان عثمان کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی اس حرکت کو بُرا مانا اور یہ پہلی چیز تھی کہ جسے مسلمانوں نے برا جانا۔ کہنے لگے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کے دشمن کو واپس بلایا ہے۔ اور خدا اور رسول کی مخالفت کی ہے تو عثمان کہنے لگے رسول اللہ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ واپس بلالیں گے۔ پس اسی سبب سے حجاز کے ایک گروہ نے عثمان کے پیچھے نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ پھر حکم عثمان کی خلافت ہی کے زمانہ میں فی النار ہوا۔ حضرت عثمان نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازہ کے پیچھے چلے پس یہ بات مسلمانوں کو بہت شاق گزری اور کہنے لگے کیا وہ کافی نہیں تھا جو تم نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ تم نے منافق ملعون کی نماز جنازہ پڑھائی۔ کہ جس پر رسول اللہ نے لعنت کی اور اسے شہر بدر کر دیا تھا۔ پس مسلمانوں نے عثمان کی بیعت توڑ دی اور انہیں قتل کر دیا۔ اور حضرت عثمان نے حکم کے بیٹے مروان کو افریقہ کا خمس جو کہ پانچ لاکھ دینار تھا دیدیا۔ جب یہ خبر حضرت عائشہ کو ملی تو حضرت عثمان کو پیغام بھیجا کہ کیا تمہارے لیے یہ کافی نہیں تھا کہ تم نے منافق کو واپس بلالیا یہاں تک کہ تم نے اسے مسلمانوں کا مال بھی واپس دے دیا اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی اور تشییع جنازہ بھی کی۔ اسی وجہ سے انہوں نے فرمایا تھا کہ نعثل کو قتل کر دو خدا اسے قتل کرے بیشک یہ کافر ہو گیا ہے۔

جب مروان کو پتہ چلا کہ بی بی عائشہ نے اس کا بہت بُرا مانا ہے تو وہ ان کے پاس آیا اور عتاب و ملامت کرنے لگا۔ بی بی عائشہ نے فرمایا نکل جا یہاں سے اے زرقا کے بیٹے میں رسول اللہ پر گواہی دیتی ہوں کہ آپ نے تیرے باپ پر لعنت کی جب کہ تو اس کی پشت میں تھا۔

شعبی کہتا ہے کہ مروان ۲ ھ میں پیدا ہوا۔ اس کا باپ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے اسے شہر بدر کیا۔

وفات امام حسنؑ

مؤرخین کا بیان ہے کہ معاویہ سے صلح کرنے کے بعد ۴۹ھ تک آپ مدینہ میں مقیم رہے۔ چالیس دن تک بیمار رہے اور ۲۵۔ ربیع الاوّل کو وفات پائی۔ آپ کے سن مبارک میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کا سن ۴۷ سال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ ۴۸ سال ہے۔ پہلا قول صحیح ہے۔ آپ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر مشہور ہے جہاں زیارت کی جاتی ہے۔

سببِ شہادۃ

مؤرخین کہتے ہیں جن میں سے عبدالبر بھی ہے کہ آپ کو آپ کی بیوی جعدہ بنتِ اشعث بن قیس کندی نے زہر دیا تھا۔ اور شعبی کہتا ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے مکاری کی اور اس سے کہا کہ امام حسنؑ کو زہر دیدو اور جس کے عوض میں تیری شادی یزید سے کر دوں گا اور ایک لاکھ درہم بھی تجھے دوں گا جب امام حسنؑ شہید ہو گئے تو جعدہ نے معاویہ کی طرف پیغام بھیجا اور وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا تو معاویہ نے رقم تو اسے بھیج دی اور کہلا بھیجا کہ میں یزید سے محبت کرتا ہوں اور اس کی زندگی چاہتا ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو یزید سے تیری شادی کر دیتا۔

شعبی کہتا ہے اس بات کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ امام حسنؑ اپنی شہادت کے وقت فرماتے تھے۔ اور آپ کو وہ معلوم ہو چکا تھا جو معاویہ نے کہا تھا کہ معاویہ کا بھیجا ہوا زہر اپنا کام کر چکا ہے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا ہے۔ خدا کی قسم جو اس نے جعدہ سے وعدہ کیا ہے وہ اسے پورا نہیں کریگا اور جو کچھ وہ کہتا ہے۔

(۱) ارشاد معصومینؑ کے مطابق حضرت امام حسنؑ ۲۸ صفر ۵۰ھ میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

Marfat.com

وہ قابلِ اعتماد نہیں۔

اور میرے جدِ امادری نے کتاب صفوۃ میں بیان کیا ہے کہ یعقوب بن سفیان نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ جعدہ نے ہی آپ کو زہر دیا تھا۔ شاعر اسی ضمن میں کہتا ہے:

تعزنکم لک من سلوۃ تفرج عنک غلیل الحزن

صبر کریں کتنے مقام تسلی کے تیرے لیے موجود ہیں جو تجھ سے حزن و ملال کی سوزش کو دور کر دینگے

بموت النبی وقتل الوصی وقتل الحسین وسم الحسن

(تسلی حاصل کر) وفاتِ رسول، قتلِ وصی، شہادت حسینؑ اور زہر حسنؑ کے ساتھ

ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ معاویہ نے آپ کو کئی مرتبہ زہر دیا کیونکہ امام حسنؑ اور ان کے بھائی حسینؑ شام میں معاویہ کے پاس گئے تھے۔

ابو نعیم نے کہا ہے (حذف السناد کے ساتھ) عمیر بن اسحٰق کہتا ہے کہ میں اور ایک دوسرا شخص امام حسنؑ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس گئے کہ جس بیماری میں آپ نے وفات پائی تو آپ نے فرمایا اے شخص جو حاجت ہو سوال کر۔ وہ شخص کہنے لگا نہیں خدا کی قسم ہم آپ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے جب تک خداوند عالم آپ کو عافیت نہیں بخشتا۔ آپ نے فرمایا سوال کر لے قبل اس کے کہ سوال نہ کر سکے۔ کیونکہ میرے جگر کے کئی ٹکڑے باہر آچکے ہیں۔ اور مجھے کئی مرتبہ زہر پلایا گیا ہے لیکن اس مرتبہ جیسا کوئی زہر نہیں تھا۔

راوی کہتا ہے کہ دوسرے دن میں پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنجنابؑ کا آخری وقت تھا۔ حسینؑ ان کے سرہانے بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے اے بھائی آپ کس کو ملزم جانتے ہیں؟ فرمایا کیوں؟ تاکہ تم اسے قتل کر دو۔ حسینؑ نے کہا ہاں اگر وہی ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو خدا زیادہ طاقتور اور سخت عذاب کرنے والا ہے۔

Marfat.com

اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میرے بدلے کوئی بے گناہ قتل ہو۔

ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ جب امام حسنؑ کا وقتِ احتضار آیا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنے نانا کے پاس دفن کرنا یعنی رسول اللہؐ کے پاس۔

پس امام حسینؑ نے چاہا کہ آپ کو رسول اللہؐ کے حجرہ میں دفن کریں پس بنی امیہ مروان اور سعید بن عاص جو کہ حاکمِ مدینہ تھا اس امر سے مانع ہوئے۔ اس پر تمام بنی ہاشم تیار ہو گئے کہ ان سے جنگ کریں۔ ابوہریرہ نے کہا تمھارا کیا خیال ہے اگر موسیٰؑ کا بیٹا فوت ہو جاتا تو کیا وہ اپنے باپ کے ساتھ دفن نہ ہوتا؟!

ابن سعد نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ بھی ان کے ساتھ تھیں وہ کہنے لگیں کہ رسول اللہؐ کے ساتھ کوئی دفن نہیں ہو سکتا۔

ابن سعد کا بیان ہے کہ مروان نے معاویہ کی طرف خط لکھا کہ بنی ہاشم نے چاہا تھا کہ حسنؑ کو رسول اللہؐ کے پاس دفن کریں اور سعید بن عاص بھی اس معاملے میں بنی ہاشم کا ہمنوا ہو گیا تھا۔ میں نے عثمانِ مظلوم کی وجہ سے انھیں روک دیا کہ عثمان تو جنت البقیع میں دفن ہوں اور حسنؑ رسول اللہؐ اور ابوبکر کے ساتھ دفن ہو جائے۔ اس پر معاویہ نے شکریہ کا خط اس کی طرف لکھا اور سعید بن عاص کو معزول کر کے مروان کو مدینہ کا حاکم بنا دیا۔

جب آپ دفن ہو چکے تو آپ کے بھائی محمد بن حنفیہ قبر پر کھڑے ہو گئے درآنحالیکہ آپ رو رہے تھے اور کہا اے ابو محمدؑ خدا آپ پر رحمت نازل کرے اگر آپ کی زندگی باعثِ عزت تھی تو آپ کی وفات نے کمر توڑ دی ہے۔ اور بہترین روح وہ تھی جس نے آپ کے بدن کے ساتھ زندگی گزاری اور بہترین بدن وہ تھا کہ جسے آپ کے کفن نے چھپایا ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو حالانکہ آپ ہدایت کے فرزند، پرہیزگاری کے حلیف اور خامسِ اصحابِ کسا رہے تھے۔ اسلام کی گود میں پلے اور ایمان کے سینے

Marfat.com

سے دودھ پیا تھا۔ آپ کے کارنامے عظیم اور مدارج انتہائی تھے۔ اور آپ کے ذریعے خداوند عالم نے دو گروہوں میں مصالحت کرائی۔ آپ کے سبب دین کی پراگندگی مجتمع ہوئی۔ پس آپ پر سلام ہے۔ آپ زندگی اور وفات کے بعد طیب و طاہر ہیں۔

واقدی کہتا ہے جب آپ کی وفات کی خبر معاویہ کو ملی تو وہ اس وقت مقام خضرا میں تھا اس نے تکبیر کی آواز بلند کی جسے تمام اہل مسجد نے سنا۔

ابن سعد کہتا ہے کہ جب امام حسنؑ فوت ہوئے تو ابن عباس اس وقت شام میں تھے، ان کی بصارت جاتی رہی تھی۔ وہ معاویہ کے پاس گئے اور رہنے چلانے والے سے کہا کہ مجھے نہ کھینچنا تاکہ معاویہ شماتت نہ کرے۔ معاویہ کہنے لگا خدا کی قسم میں تجھے ایسی بات کی خبر دیتا ہوں جو میری شماتت سے بھی زیادہ سخت ہے پھر کہنے لگا حسنؑ ابن علیؑ فوت ہو گئے ہیں۔ ابن عباس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون! اور خدا کی قسم اے معاویہ تو بھی ان کے بعد نہ رہ سکے گا۔

اولاد امام حسنؑ

واقدی اور ہشام نے کہا ہے کہ آپ کے پندرہ فرزند اور آٹھ بیٹیاں تھیں ان میں سے علی اکبر، علی اصغر، جعفر، فاطمہ، سکینہ، ام حسن، عبداللہ، قاسم، زید، عبدالرحمٰن احمد، اسمٰعیل، حسین، عقیل اور حسن ہیں۔ اور وہ ابو عبداللہ حسن بن حسن بن علی ہیں۔ یہ ترتیب جو ذکر ہوئی ہے یہ واقدی اور محمد بن ہشام کی ہے۔

لیکن محمد بن سعد نے طبقات میں ان کی ترتیب اس کے علاوہ بیان کی ہے اور اس نے کہا ہے کہ امام حسنؑ کی اولاد میں سے محمد اصغر، جعفر، حمزہ، فاطمہ ان کی والدہ ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب تھی اور محمد اکبر کہ جن سے آپ کی کنیت ہے

اور حسنؑ ان کی والدہ خولہ بنتِ منظور غطفانیہ ہے۔ اور زید ام حسن اور ام غیر کی والدہ ام بشر بنتِ ابو مسعود انصاری ہے کہ جس کا نام عقبہ بن عمرو تھا۔ اسمٰعیل اور یعقوب کی ماں جعدہ بنت اشعث بن قیس ہے جس نے آپ کو زہر دیا تھا۔ قاسم ابوبکر اور عبداللہ جو امام حسینؑ کی معیت میں کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کی ماں کنیز تھی اور ان کی نسل نہیں چلی۔ بعض کہتے ہیں ان کی ماں کا نام نفیلہ تھا۔

حسین الثرم، عبدالرحمٰن، ام سلمہ ایک کنیز سے ہیں جس کا نام ظمیا تھا۔ عمر بھی کنیز سے پیدا ہوئے۔ ان کی اولاد بھی نہیں ہے۔ اور ام عبداللہ یہ امام ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین کی والدہ ہیں ان کی والدہ ایک کنیز تھی جس کا نام صافیہ تھا۔ طلحہ کی کوئی اولاد نہیں اس کی ماں ام اسحٰق بنتِ طلحہ بن عبداللہ تیمی ہے اور عبداللہ معز کی ماں زینب بنت سبیع بن عبداللہ تھی یہ سبیع جریر بن عبداللہ بجلی کا بھائی تھا اور قول زیادہ صحیح ہے۔

واقدی نے ذکر کیا ہے کہ زید بن حسن کی اولاد تھی جن میں سے محمد ایک کنیز سے پیدا ہوا۔ آگے اس کی اولاد نہیں اور نفیسہ بنتِ زید ہے نفیسہ کی والدہ کا نام جانتہ بنت عبداللہ بن عباس ہے اور حسن بن زید ابوجعفر منصور کی طرف سے حاکم مدینہ ہوئے تھے ان کی ماں کنیز تھی۔

واقدی کہتا ہے کہ زید بن حسن نے بطحا بن ازہر میں وفات پائی یہ مقام مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ان کا جنازہ بقیع میں لایا گیا۔ ان کی تاریخ وفات نہیں معلوم ہو سکی۔ مگر یہ کہ وہ تابعین کے دوسرے طبقے میں سے ہیں۔

حسن بن حسن بن علیؑ کی اولاد میں سے عبداللہ بن حسن بن حسن حسن بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی ہیں یہ سب منصور کی قید میں کوفہ میں وفات پا گئے ہم آئندہ ان کا تذکرہ کریں گے اور زینب بنت حسن بن حسن اور ام کلثوم بنت حسن اور ان سب

Marfat.com

کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علیؑ ہیں۔ اور فاطمہ کی والدہ ام اسحٰق بنت طل
عبداللہ ہیں اور جعفر بن حسن بن حسن اور فاطمہ ام قاسم بلیکہ یہ ایک کنیز سے ہ
ہوئے۔ جسے حبیبہ فارسیہ کہا جاتا تھا۔ ام کلثوم ایک کنیز سے ہے یہ س
بن حسن بن علی کی اولاد ہیں۔ جن میں سے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی علیہ السلا
ہم عبداللہ کے کچھ حالات ذکر کرتے ہیں۔ واقدی نے آپ کے حالات
کہا ہے کہ عبداللہ کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ مدینہ میں رہتے تھے یہاں تک کہ بنی ا
سلطنت ختم ہوئی۔ جب ابو عباس سفاح نے خلافت پر قبضہ کیا تو اولاد ابو ط
کی ایک جماعت کے ساتھ عبداللہ اس کے پاس گئے وہ مقام انبار میں تھا اس
سب کو بہترین جائزہ دیا۔ اور عبداللہ کو مقدم رکھا انھیں عطیہ دیا اور اپنے
بٹھایا۔ اور ان سے وہ سلوک کیا جو دوسروں سے نہیں کیا تھا۔ اور وہ رات
وقت اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے۔ ایک رات آدھی رات تک
ہوتی رہیں۔ ابو عباس نے ایک ڈبیہ منگوائی جس میں کچھ جواہرات تھے اسے ک
کہنے لگا اے ابو محمد خدا کی قسم یہ ان جواہرات میں سے ہیں جو بنی امیہ کے قبضہ
تھے اور ہمیں ملے ہیں۔ اور وہ عبداللہ کے ساتھ تقسیم کر لیے پھر ابو العباس کو
اونگھ آگئی وہ اپنا سر رکھ کر سو گیا تو عبداللہ نے یہ اشعار کہے:

الم تر حوشبا امسی دیبنی — قصورا نفعها لبنی نفیلہ
یؤمل ان یعمر عمر نوح — وامر اللہ یاتی کل لیلۃ

(کیا تو حوشب کی طرف نہیں دیکھتا کہ وہ محلات تعمیر کرتا ہے جن کا نفع بنی نفیلہ کو
پہنچے گا۔ وہ امید رکھتا ہے کہ نوح جتنی عمر گزارے گا۔ حالانکہ خدا کا حکم ہر رات آتا ہے۔
ابو العباس بیدار ہو گیا اور اس نے آپ کے اشعار کا مفہوم سمجھ لیا اور کہنے
لگا کیا یہ شعر میرے پاس مثالاً پڑھے جا رہے ہیں۔ حالانکہ تمھیں معلوم ہے جو ان

Marfat.com

ئلاں نے تمھارے ساتھ کیا ہے اور میں نے کوئی چیز تم سے چھپا نہیں رکھی پس انھوں
ے کہا اے امیر المومنین خدا کی قسم میں نے برائی کا ارادہ نہیں کیا بلکہ یہ اشعار یوں ہی
یری زبان پر آگئے تھے۔ اور اگر آپ اس چیز کو برداشت کر سکتے ہیں جو مجھ سے
رزد ہوئی ہے تو کر لیجیے۔ کہنے لگا میں نے برداشت کر لیا۔

صولی نے کتاب اوراق میں ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں اشعار عبداللہ نے ایک
دوسرے موقع پر کہے تھے۔ وہ کہتا ہے جب عبداللہ ابوالعباس کے پاس آئے تو
س نے ان کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو ان محلات اور مکانات میں پھراتا رہا جنھیں اس
نے ہاشمیہ میں تعمیر کیا تھا۔ اور ان پر بڑا اتراتا تھا۔ عبداللہ نے اس وقت یہ دونوں
شعار پڑھے۔ تو سفاح آگ بگولا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور اپنا ہاتھ
ن کے ہاتھ سے کھینچ لیا۔ اور کہنے لگا تمھاری کیا مراد ہے۔ وہ کہنے لگے خدا کی قسم
یرا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ میں تمھیں ان سے زہد اور پرہیزگاری کی تلقین
روں۔ سفاح نے کہا: اوید حیات ویرید قتلی الخ (میں اس کی زندگی
چاہتا ہوں اور وہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے) تو عبداللہ نے کہا مجھے معاف کر دیجیے
سفاح کہنے لگا خدا مجھے معاف نہ کرے اگر تجھے کبھی بھی معاف کر دوں۔

عبداللہ بن حسن کی اسیری

مؤرخین کا بیان ہے کہ عبداللہ بن حسن کی کئی اولادیں تھیں جن کا تذکرہ آگے
کریں گے۔ ان میں سے ممتاز حیثیت کے محمدؐ اور ابراہیم تھے اور یہ دونوں حصولِ
خلافت کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ منصور ان سے خائف تھا اور یہ منصور کے
خوف سے دیہاتوں میں رہتے تھے۔ پھر یہ شہروں کی طرف منتقل ہو گئے۔ حجاز سے
یمن کی طرف پھر بصرہ کی طرف پھر سندھ چلے گئے۔ جب ۱۴۴ھ میں منصور حج پر

کیا تو مدینہ میں عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ ملاقات کی اور ان سے ان کے دو
بیٹوں کے متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم مجھے ان کا علم نہیں تو منصور
ان سے سخت کلامی کی پھر انھیں قید کر دیا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ جب ان سے
کے بیٹوں کے متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگے خدا کی قسم اگر وہ دونوں میرے قدم
نیچے ہوتے تو بھی میں قدموں کو نہ اٹھاتا۔

اور صولی نے کتاب اوراق میں ذکر کیا ہے کہ جب لوگوں نے عبداللہ کو ا
دونوں بیٹوں کے معاملے کو چھپانے کے سلسلے میں ملامت کی تو وہ کہنے لگے کہ م
امتحان ابراہیمؑ خلیل اللہ کے امتحان سے زیادہ عظیم ہے کیونکہ خداوند عالم نے ا
اپنے بیٹے کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اللہ کی اطاعت بھی تو خدا نے فرما
بیشک یہ واضح ابتلا ہے۔ یہ مجھ سے مطالبہ کرتا ہے کہ میں اپنے بیٹوں کی اس
مخبری کروں۔ تاکہ یہ انھیں بے قتل کر دے۔ اور یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ پس منصور نے
کی قید کا حکم دے دیا۔ وہ تین سال قید رہے۔ ان کے ساتھ ایک جماعت قید بھی جو
میں حسن اور ابراہیم عبداللہ کے بھائی حسن کے بیٹے تھے۔ اور حسن بن جعفر بن حسن
ابوبکر بن حسن بن حسن جو عبداللہ کے بھائی تھے۔ سلیمان عبداللہ علی عباس جو داؤد بن
بن حسن کے بیٹے تھے اور محمد داحق جو ابراہیم بن حسن بن حسن کے بیٹے تھے اور عبا
بن حسن بن حسن بن علی کو اس وقت گرفتار کیا گیا جب وہ اپنے دروازہ پر بیٹھے
ان کی والدہ نے فریاد کی کہ خدا کے لیے اسے چھوڑ دو کہ میں اسے آخری بار دیکھ
لوں۔ لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا۔ علی بن حسن بن حسن بڑے عابد و پرہیزگار تھے
بن عبداللہ بن حسن بن حسن اور علی بن محمد بن عبداللہ اور ان کی گرفتاری کا کام ریاح
بن عثمان کے سپرد کیا گیا۔ یہ منصور کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا اس نے انھیں بیڑیاں
پہنا دیں اور بہت سختی سے پیش آیا۔

Marfat.com

ان میں سب سے پہلے عبداللہ کو قید سے رہا کیا گیا۔ پھر باقی کے بعد دیگرے قید ہوئے۔ اور اسی حالت میں قید رہے۔ یہاں تک کہ ابوجعفر منصور ۱۴۳ھ میں حج کے لیے آیا اور بعض کے قول کے مطابق عبداللہ ۱۴۱ھ میں قید ہوئے۔ جب منصور حج سے پلٹا تو ریاح کی طرف پیغام بھیجا وہ ان کو لے چلا۔ اور ان کے ساتھ ہی محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان کو (جو حسن بن حسن کی اولاد کا مادری بھائی تھا اور جسے دیباج کہا جاتا تھا) بھی ساتھ لیا۔ اور ان سب کی دادی جناب فاطمہ بنت حسین بن علی بن ابیطالبؑ تھیں۔ پس ریاح نے ان کو مزید بیڑیوں اور طوقوں میں جکڑا اور ان کے حلقے تنگ کر دیے یہاں تک کہ ان کے پاؤں میں زخم ہو گئے۔ اور انھیں مقام ربذہ میں لے کر آیا۔ کیونکہ منصور اس سال مدینہ میں داخل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ ربذہ ہی میں قیام ٹھہرا ہوا اور یہ لوگ بے کجاوہ اونٹوں پر وہاں پہنچے۔ ان کے نیچے کوئی کپڑا یا گدا وغیرہ نہیں تھا۔ اور ابوجعفر پردہ کے پیچھے ان کی حالت دیکھ رہا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابوموالی کہتا ہے کہ میں نے ان لوگوں کی ربذہ میں حالت دیکھی کہ یہ لوگ دھوپ میں پڑے ہوئے تھے۔ ابوجعفر منصور نے محمد دیباج کو بلایا ان کی بیٹی ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں تھی اور کہنے لگا مجھے بتاؤ کہ کہاں ہیں دونوں جھوٹے اور فاسق محمد و ابراہیم عبداللہ بن حسن بن حسن کے بیٹے محمد نے کہا خدا کی قسم مجھے معلوم نہیں۔ اس ملعون نے آپ کو چار سو کوڑے مارے پھر ایک سخت درشت قمیص ان پر ڈال دی۔ پھر اس قمیص کو کھینچا تو ان کا چمڑا بھی ساتھ ہی آ گیا۔ یہ ایک حسین ترین انسان تھے اسی لیے انھیں دیباج کہا جاتا تھا۔ ان کی آنکھ پر ایک کوڑا لگا جس سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی۔ انھیں بیڑیوں سمیت ان کے بھائی عبداللہ کے پاس لایا گیا یہ پیاسے تھے لیکن کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ انھیں پانی پلا دیتا۔ جناب عبداللہ نے فریاد کی کہ اے گروہ مسلمین کیا اولاد رسول پیاسی مریگی؟

پھر ابو جعفر منصور ایک محمل میں سوار ہوا اس کے دوسری جانب اس کے مدمقابل ربیع تھا۔ اور اولادِ حسنؑ کو اونٹوں کے پالانوں پر سوار کیا گیا۔ ان کے سر ننگے تھے، دھوپ ان پر پڑتی تھی۔ ان کے نیچے بھی کوئی کپڑا نہیں تھا۔ ننگے، پیاسے اور بھوکے تھے۔ ایک دن ابو جعفر منصور ان کے قریب سے گزرا۔ وہ محمل میں تھا کہ جس پر ریشم و دیباج کے پردے پڑے تھے۔ تو عبداللہ بن حسن نے پکار کر کہا کیا ہم نے جنگ بدر میں یہی سلوک کیا تھا؟۔ اس ملعون نے کوئی جواب نہ دیا ان کا اشارہ جناب رسالت مآبؐ کے سلوک کی طرف تھا جو آپ نے عباس سے کیا تھا۔ جب وہ جنگ بدر میں قید ہوئے تھے اور تکلیف سے کراہتے تھے تو آپ نے فرمایا عباس کے کراہنے سے آج رات میں سو نہیں سکا۔ پھر انھیں چھوڑ دیا تھا۔ صولی نے کتاب اوراق میں ذکر کیا ہے کہ جب ان بیکسوں کو اونٹوں پر مدینہ سے باہر نکالا گیا، ہر ایک کے ساتھ ایک سپاہی تھا۔ اسوقت ابن زنادسعدی نے یہ اشعار کہے:

من لنفس کثیرۃ الاشفاق ولعین کثیرۃ الاطواق

زیادہ ڈرائے ہوئے نفس اور زیادہ نیچے دیکھنے والی آنکھ کا کون ہے

جمدت الذی دھاھا زمانا ثم جادت بدمعھا المھراق

ایک زمانہ تک وہ خشک رہی اس مصیبت کے سبب جس نے اسے گھیرے رکھا پھر خون کے آنسو بہائے

نفراق الذین راحوا الی الموت عیانا والموت ھر المذاق

ان کے فراق میں آنسو بہائے جو کھلی ہوئی موت کی طرف جا رہے تھے موت کا ذائقہ تلخ ہے

ثم ظلموا یسلمون علینا باکف مشدودۃ فی وثاق

پھر وہ ہم پر سلام کرنے لگے ایسی ہتیلیوں سے جو مضبوط رسیوں سے بندھی ہوئی تھیں۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ دیباج کی اس بیٹی کا نام جس کی شادی انھوں نے ابراہیم سے کی رقیہ تھا۔ یہ لوگ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ ابو جعفر منصور انھیں بدترین

Marfat.com

حالت کے ساتھ کوفہ میں لایا۔

واقدی کہتا ہے کہ یہ لوگ اولاد امام حسنؑ میں سے بیس افراد تھے کہ جنھیں کوفہ میں قید کر دیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں ہاشمیہ میں۔ جو کوفہ کے مقابل تھا۔ انھیں ایک سرداب میں رکھا گیا جو زمین کے نیچے تھا جس میں نہ رات کا پتہ تھا نہ دن کا۔ یہ سرداب کوفہ کے پل کے سامنے معروف جگہ ہے جہاں اب زیارت کی جاتی ہے۔ ان کے پاس پانی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ وہ وہیں بول و براز کرتے تھے اس لیے وہاں سخت بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ ان کے پاؤں پر ورم آگیا۔ جب ان میں سے کوئی مرجاتا تو دفن بھی نہیں ہو سکتا تھا بلکہ ان کے سامنے گل کر مٹی ہو جاتا اور وہ اسے دیکھتے رہتے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سرداب ان پر گر پڑا اور وہ سب وہیں مر گئے۔

طبری کا کہنا ہے کہ وہ پیاس سے مر گئے کیونکہ ان کے پاس پینے کے لیے پانی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔

مورخین کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا عبداللہ بن حسن اپنے بیٹوں محمد و ابراہیم کے منصور کے خلاف خروج کرنے کے بعد فوت ہوئے یا پہلے! زیادہ صحیح یہی ہے کہ ان کا خروج عبداللہ کی زندگی ہی میں تھا جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

خروجِ محمدؐ و ابراہیم

مورخین کا بیان ہے کہ جب ابو جعفر منصور عبداللہ بن حسن اور ان کے خاندان کو گرفتار کر کے کوفہ لایا تو محمد و ابراہیم اس سے خوف زدہ ہوئے پس وہ یمن کی طرف چلے گئے، پھر سندھ و ستان کی طرف، پھر خفیہ طور پر کوفہ آئے اور ابو جعفر ان کے پیچھے جاسوس لگا رکھے تھے۔ منصور کے لشکر میں سے بہت سے لوگوں نے محمد و ابراہیم کی بیعت کر لی پھر انھیں خوف محسوس ہوا۔ محمدؐ حجاز اور ابراہیم بصرہ کی طرف چلے گئے

شہادت محمّد بن عبداللہ بن حسن

مورخین کا بیان ہے کہ منصور کی تمام شہروں میں بیعت لی گئی لیکن جب لوگوں نے اس کا قہر و ظلم دیکھا تو محمّد نے دو سو پچاس شہسواروں کے ساتھ ماہ رجب میں مدینہ میں خروج کیا۔ انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور قید خانہ پہنچ کر اس کا دروازہ توڑ دیا جتنے قیدی تھے سب کو باہر نکال لیا۔ ریاح بن عثمان کو ہشام کے گھر میں محبوس کر دیا۔ محمّد منبر پر گئے اور خطبہ دیا کہ اے لوگو اس سرکش، خدا کے دشمن ابو جعفر منصور کا معاملہ تم سے مخفی نہیں۔ اس نے خدا کی دشمنی میں کعبہ محترم کی اہانت کرتے ہوئے قبہ خضرا بنایا ہے اور خداوند عالم نے فرعون کو اس وقت پکڑا جب اس نے یہ کہا تھا کہ میں تمھارا ربِّ اعلیٰ ہوں۔ اس امر کے قیام میں زیادہ حقدار مہاجرین و انصار کی اولاد ہیں۔ خدایا ان لوگوں نے تیرے حرام کو حلال اور تیرے حلال کو حرام قرار دیا ہے۔ اور جسے تو نے ڈرایا ہے انھوں نے امان دے رکھی ہے۔ اور جسے تو نے امان دی اُسے ڈراتے ہیں۔ ان کی تعداد کو ختم کر دے اور انھیں علیحدہ علیحدہ ختم کر دے۔ ان میں سے کسی کو نہ باقی رہنے دے۔ پھر وہ منبر سے اتر آئے۔

واقدی کہتا ہے کہ مکّہ، مدینہ اور یمن پر محمّد کا قبضہ ہو گیا تھا۔

ابن جریر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ مالک بن انس سے محمّد کے ساتھ خروج کرنے کا مسئلہ پوچھا گیا اور کہا گیا کہ ہماری گردنوں میں منصور کی بیعت پڑی ہوئی ہے تو مالک نے کہا تم لوگوں نے مجبور اً بیعت کی تھی اور مجبور کی قسم کا کچھ مواخذہ نہیں ہوتا۔ پس لوگوں نے محمّد کا ساتھ دینے میں جلدی کی۔ مالک اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور باہر نہ نکلا۔

واقدی وغیرہ نے کہا ہے کہ عبداللہ بن علی بن عبداللہ ابن عباس منصور کا چچا بھی

اس کی قید میں تھا۔ ابوجعفر منصور نے کہا کہ اس معاملے میں ان سے مشورہ کرو تو عبداللہ نے کہا کہ ابوجعفر کو بخل نے قتل کیا ہوا ہے اس سے کہو کہ مال خرچ کرے۔ اگر غالب آ گیا تو وہ مال دوبارہ اس کے پاس واپس آجائیگا اور اگر مغلوب ہو گیا تو اس کے دشمن کے پاس ایک درہم بھی نہ ہوگا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب ابوجعفر کو محمد کے خروج کی خبر ملی تو اس نے اسے خط لکھا۔ امیر المومنین ابوجعفر کی طرف سے محمد بن عبداللہ کی طرف۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ان لوگوں کی جزا جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کی کوشش کرتے ہیں خدا کے اس قول تک مگر وہ جو توبہ کرلیں قبل اس کے کہ تمھیں ان پر قدرت حاصل ہو تو جان لو کہ خدا بخشش کرنیوالا مہربان ہے اور مجھ پر تمھارے لیے اللہ کا میثاق اور اللہ رسول کا ذمہ ہے اگر تم توبہ کرلو اور لوٹ آؤ قبل اس کے کہ مجھے تمھارے اوپر قدرت حاصل ہو تو تم، تمھارے تمام فرزند، بھائی عزیز اور جنھوں نے تمھارا ساتھ دیا ہے ان کے خون اور مال محفوظ ہیں اور میں تمھیں دس لاکھ درہم عطا کروں گا۔ اور جس شہر میں تم چاہو گے وہاں رہنے دوں گا اور تمھارے عزیزوں میں سے جو قید ہیں سب کو رہا کردوں گا۔ اور اگر تم چاہتے ہو کہ اپنے متعلق پختہ میثاق و عہد لو تو جیسے چاہو بھیج دو وہ مجھ سے امان نامہ اور مواثیق و عہود لے جائے۔ والسلام!

پس محمد بن عبداللہ نے اس کی طرف خط لکھا:۔

محمد بن عبداللہ مہدی کی طرف سے عبداللہ بن محمد کی طرف! طسم یہ واضح کتاب کی آیات ہیں۔ ہم تجھ پر موسیٰ و فرعون کی خبر کی حق کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں اس قوم کیلئے جو ایمان لاتے ہیں بیشک فرعون نے اپنے آپ کو زمین میں بلند سمجھا اور اہل زمین کو کئی فرقے بنا دیا، ایک گروہ کو اس نے کمزور سمجھا، ان کے بیٹوں کو ذبح

Marfat.com

کرتا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھتا اور بیشک وہ مفسدین میں سے تھا اور ہم چاہتے
ہیں کہ احسان کریں ان پر جنھیں زمین میں کمزور بنا دیا گیا۔ انھیں امام بنائیں اور
انھیں وارث قرار دیں اور زمین پر انھیں تمکین و اقتدار بخشیں اور فرعون و ہامان
اور ان کے لشکر کو وہ کچھ دکھائیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔ اور میں بھی اسی قسم
کی امان پیش کرتا ہوں جیسی تو نے پیش کی، اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم نے اس امر کا
دعویٰ ہماری وجہ سے کیا۔ اور ہمارے شیعوں کی وجہ سے خروج کیا۔ اور ہمارے
فضل و کرم کے خطبے پڑھے اور ہمارے باپ علیؑ ہی وصی تھے اور وہی امام
پس تم ان کی ولایت و حکومت کے وارث کس طرح بن گئے؟ جبکہ ان کی اولاد
زندہ ہے۔ پھر تمھیں معلوم ہے کہ کسی نے اس امر خلافت کا دعویٰ نہیں کیا کہ جس
کا نسب اور شرف ہم جیسا ہو۔ ہم نہ طلقاء (فتح مکہ کے وقت رسول اللہؐ نے
جنھیں آزاد کیا تھا) کے نہ دھتکارے ہوئے لوگوں کے نہ ملاعین کے بیٹے ہیں
اور بنی ہاشم میں سے کسی کے پاس وہ وسیلہ اور ذریعہ نہیں جو ہمارے پاس
قرابت، سبقت اور فضل میں ہے۔ ہم رسول اللہ کی زمانۂ خلوطیت کی والدہ
بنت عمرو کے بیٹے ہیں۔ اور اسلام میں فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی اولاد ہیں ہمارا
باپ تمام لوگوں میں سے پہلا مسلمان ہے اور پہلا وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ
کے ساتھ نماز پڑھی۔ ہمارے جدامجد رسول اللہؐ عبدہٗ ماجدہ خدیجہؓ طاہرہ ہیں۔
اور ہمارا باپ دو طرف سے ہاشمؓ کی اولاد ہے، ایک باپ کی طرف سے اور
ایک ماں فاطمہ بنت اسد کی طرف سے اسی طرح حسنؑ دونوں طرف سے ہیں
پس میں اوسط ہی ہاشم ہوں نسب کے لحاظ سے اور اشرف ہوں میں ماں باپ
کی نسبت سے۔ نہ ماؤں کی وجہ سے کوئی جھگڑ سکتا ہے اور نہ اولاد کے سبب
اور نہ اس کی اصل عجم میں ہے اور تیرے لیے امان ہے جس طرح تو نے ذکر کیا

Marfat.com

اگر تو میری اطاعت میں داخل ہو جائے۔ اور میری دعوت کو قبول کرلے۔ میں تجھے تیری ذات تیری اولاد، مال، عزیز اور ہر وہ کام جو تو نے کیا ہے اس میں امان دیتا ہوں۔ مگر اللہ کے حدود میں سے کوئی حد، کسی مسلمان یا ذمی کا کوئی حق ہو۔ اور باقی رہا تیری امان، تو تو کونسی امان مجھے دیتا ہے اپنے چچا عبداللہ بن علی یا ابو مسلم یا ابن ہبیرہ والی۔ والسلام!

پس ابو جعفر نے محمد کی طرف خط لکھا:

اما بعد میں تمہارے خط مطلع ہوا، تمہارا زیادہ زور اور فخر عورتوں کی قرابت سے تھا تاکہ بے راہ اور گھٹیا لوگوں کو تم گمراہ کر سکو۔ حالانکہ خداوند عالم نے عورتوں کو چچاؤں کی مانند قرار نہیں دیا۔ اور عورتیں قرابت داروں اور اولیاء کی طرح نہیں ہیں۔ کیونکہ خداوند عالم نے چچا کو باپ قرار دیا ہے۔ اور یہ جو تم نے ذکر کیا ہے کہ اولاد فاطمہ بنت عمرو میں سے ہو تو کفو اس کے لیے حاجب ہو گیا، نہ وہ وارث ہے نہ اس کی اولاد۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ علیؑ دو طرف سے ہاشم کی اولاد میں سے ہیں تو رسول اللہؐ اول و آخرین کے سردار ہیں اور ان کو ہاشم نے صرف ایک طرف سے خلق کیا ہے۔ اور تم نے یہ خیال جو ظاہر کیا ہے کہ تم کنیزوں کی اولاد میں سے نہیں ہو تو تم نے اس شخص پر فخر کیا ہے جو تم سے بہتر ہے اور وہ ابراہیم فرزند رسول اللہؐ ہیں۔ حالانکہ تم میں سے بہترین اشخاص کنیزوں کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہؐ کے بعد علی بن الحسینؑ تم میں ایسا شخص پیدا نہیں ہوا۔ اور ان کی والدہ کنیز ہے اور وہ تم سے اور تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر ہیں۔ اسی طرح اسمعیلؑ بن ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کی والدہ کنیز تھیں۔ اسی طرح محمد بن علی بن الحسینؑ کی والدہ کنیز سے تھیں۔ حالانکہ تم میں سے ان ایسا کوئی نہیں اور نہ ان کے بیٹے جعفرؑ جیسا، حالانکہ ان کی والدہ کنیز تھیں۔ الخ (طوالت کی وجہ سے ترک کر دیا گیا)

Marfat.com

اور جب ابو جعفر محمدؑ سے مایوس ہو گیا تو ان کے مقابلہ کے لیے اپنے چچا عیسیٰ کو بھیجا اور کہنے لگا مجھے پرواہ نہیں ان میں سے جو دوسرے کو قتل کر دے کیونکہ سفاح نے ابو جعفر کے بعد ولی عیسیٰ کو بنایا تھا لیکن ابو جعفر اس کو اچھا نہیں سمجھتا تھا۔ عیسیٰ کو چار ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا۔ پھر اس سے کہا کہ جنگ کرنے سے پہلے اسے امان پیش کرنا۔ عیسیٰ روانہ ہوا۔ جب وہ مقام صید پر پہنچا تو محمدؑ کے ساتھیوں میں سے ایک گروہ سے خط و کتابت کی وہ محمد کو چھوڑ کر چلے گئے۔ محمدؑ کے ساتھ ایک لاکھ جمع ہو گئے تھے۔ پس محمدؑ نے خندقیں مدینہ کے گرد کھودلیں اور تیار ہو گیا۔ صولی کہتا ہے کہ جب ابو جعفر کا لشکر محمدؑ کے محلہ میں آگیا تو محمدؑ کو کسی چیز کی اتنی فکر نہیں تھی جتنا آپنے دفتر کے جل جانے کا تھا۔ کیونکہ اس میں ان لوگوں کا ریکارڈ تھا جنھوں نے محمدؑ سے خط و کتابت کی تھی۔ اور اس کی بیعت کی تھی۔ جب اس سے فارغ ہوا تو کہنے لگا اب میں طیب خاطر سے مروں گا۔ اگر محمدؑ یہ نہ کرتے تو لوگ مصیبت عظیم میں مبتلا ہو جاتے۔ عیسیٰ آیا اور وہ ایک ٹیلہ پر کھڑا ہو گیا۔ پھر کہنے لگا اے محمدؑ تمھارے لیے امان ہے۔ محمدؑ نے چلا کر کہا خدا کی قسم میں تیری بات نہیں سنتا اور بیشک عزت کی موت ذلت کی زندگی سے بہتر ہے۔ پھر محمدؑ گھوڑے سے اتر پڑے۔ آپ کے ساتھ ایک لاکھ میں سے صرف تین سو تیرہ افراد اہل بدر کی تعداد جتنے باقی رہ گئے تھے۔ پھر محمدؑ اور ان کے ساتھیوں نے غسل کیا کافور لگایا پھر عیسیٰ اور اس کے لشکر پر حملہ کیا اور تین دفعہ ان کو شکست دی۔ پھر ان کی تعداد زیادہ ہو گئی اور محمدؑ کو شہید کر دیا۔ حمید بن قحطبہ نے محمدؑ کو شہید کیا۔ وہ انھیں پہچان نہ سکا ان کا سر لیکر وہ عیسیٰ کے پاس آیا۔ محمدؑ کی بہن زینب اور بیٹی فاطمہ نے ان کا جسم جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ ان کا سر ابو جعفر کے پاس پہنچایا گیا۔ اس نے سر کو کوفہ میں نصب کرایا اور شہروں میں بھی

تشہیر کیا ۔ محمد خروج کے بعد شہادت تک دو مہینے سترہ دن زندہ رہے کیونکہ اوّل رجب میں خروج کیا تھا اور رمضان کی چودہ راتیں تھیں کہ شہادت پر فائز ہوئے ۔ ان کا سنِ شہادت کے وقت ۴۵ سال تھا وہ احجار زیت کے پاس شہید ہوئے ۔

جب جنگ شروع ہوئی تو ایک شخص ابوجعفر منصور کے پاس آیا تو منصور نے اس سے پوچھا کیا حالات ہیں ؟ وہ کہنے لگا محمد بھاگ گئے ہیں ۔ ابوجعفر نے کہا تو جھوٹ بکتا ہے ہم ایسے خاندان سے ہیں جو بھاگتے نہیں ۔

ابن سعد کہتا ہے کہ محمد کی اولاد میں سے عبداللہ کو ہشام بن عمر نے بلاد قشمیر میں میدانِ جنگ میں قتل کیا اور علی مصر کی قید میں وفات پا گیا ۔ حسن کو موسیٰ بن عیسیٰ نے مقام فخ میں بیدردی سے قتل کیا ، فاطمہ سے حسن بن ابراہیم نے شادی کی ۔ زینب سے محمد بن سفاح کا عقد ہوا ۔ ان سب کی والدہ ام سلمہ بنت محمد بن حسن بن حسنؑ بن علیؑ بن ابیطالبؑ تھیں اور طاہر کی ماں فاختہ بن ملیح اولادِ زبیر میں سے تھی ۔ ابراہیم کنیز سے پیدا ہوئے !

شہادت ابراہیم بن عبداللہ برادر محمد بن عبداللہ

مؤرخین کا بیان ہے کہ اسی سال عبداللہ منصور نے بغداد کی تعمیر شروع کی کہ اسے خبر ملی کہ ابراہیم بن عبداللہ نے بصرہ میں خروج کیا ہے ۔ اہواز اور فارس پر اس کا قبضہ ہو چکا ہے ۔ اور اس کے ساتھ ایک انبوہ کثیر جمع ہو گیا ہے ۔ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے ہیں ۔

جب سے ابوجعفر نے محمد کو شہید کیا تھا ابراہیم ابوجعفر سے جنگ کرنے کے لیے بہت مشتعل اور بیتاب تھے ۔

Marfat.com

ابراہیم کا خروج ابتداءِ شوال اور بعض کے نزدیک ابتداءِ رمضان میں اسی سال تھا۔ ابوجعفر نے تعمیرِ بغداد کا کام روک دیا۔ عورتوں اور لذات سے کنارہ کشی کی۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم میں ان میں سے کسی چیز کی طرف اس وقت تک رغبت نہیں کروں گا جب تک مجھے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ ابراہیم کا سر میرے لیے ہے یا میرا سر اس کے لیے۔ ابراہیم کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر مل گیا تھا۔ ابوجعفر کے پاس اس وقت صرف دو ہزار شاہسوار تھے کیونکہ وہ اپنا لشکر شام اور خراسان میں تقسیم کر چکا تھا۔

ابراہیم اپنا لشکر لیکر کوفہ کی طرف چلے اور مقام باخمری میں جو کوفہ کے نزدیک تھا ڈیرے ڈال دیے۔ اہلِ بصرہ نے ابراہیم کو مشورہ دیا تھا کہ بصرہ سے نہ جاؤ۔ لیکن کوفہ سے جو وفد آیا تھا اس نے کہا کہ کوفہ میں ایک لاکھ افراد آپ کی آمد کے منتظر ہیں اور جب آپ کو دیکھ لیں گے تو آپ پر کٹ مریں گے۔ وہ اسی لالچ میں کوفہ کی طرف آئے۔ جب باخمری میں اترے تو ایک رات ابراہیم نکل کر اپنے لشکر کا جائزہ لینے لگے۔ انھوں نے لشکر میں گانے بجانے کی آواز سنی تو کہنے لگے میں خیال نہیں کر سکتا کہ جس لشکر میں یہ چیز ہو وہ کامیابی سے ہمکنار ہو!

پھر ابوجعفر نے عیسیٰ کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لیے تیار کیا۔ ابراہیم سے کہا گیا کہ عیسیٰ پر شبخون ماریں۔ انھوں نے کہا میں شبخون کو پسند نہیں کرتا تو لوگوں نے کہا کہ ملک چاہتے ہیں لیکن قتل کرنا پسند نہیں کرتے۔ پھر باخمری میں جنگ شروع ہوئی۔

شعبی کہتا ہے کہ یہ مقام کوفہ سے سولہ فرسخ پر واقع ہے۔ جنگ شروع ہوئی ابوجعفر کے لشکر کو شکست ہوئی۔ مگر عیسیٰ اپنے اعزہ اور خواص کے سو

کے ساتھ ثابت قدم رہا۔ ابراہیم کی کامیابی ظاہر تھی۔ وہ میدان جنگ میں ہی تھے کہ ایک تیر آیا جو نہ معلوم ہو سکا کہ کس طرف سے آیا، وہ چھری کا کام کر گیا۔ پس ابراہیم زمین پر گرے اور کہنے لگے کہ امر الٰہی مقدر ہو چکا ہے۔ ہم کچھ ارادہ کرتے ہیں اور خدا کا ارادہ کچھ اور ہوتا ہے۔ اس کے بعد ابراہیم کے ساتھی بھاگ نکلے عیسیٰ کے ساتھی آئے اور انھوں نے ابراہیم کا سر کاٹ لیا۔ عیسیٰ کے پاس لے گئے۔ اس نے سجدۂ شکر کیا، پھر وہ سر ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔

ابراہیم کی شہادت پیر کے دن اسی سال ۲۵۔ ذیقعدہ کو ہوئی۔ شہادت کے دن ان کا سن ۴۸ سال تھا۔ خروج سے لیکر شہادت تک کی مدت پانچ دن کم تین مہینے تھی۔

جب ابراہیم کا سر ابو جعفر کے پاس لایا گیا تو وہ رو پڑا۔ یہاں تک کہ اس کے آنسو ابراہیم کے رخسار پر بہنے لگے۔ پھر کہا کہ خدا کی قسم میں اس بات کو پسند نہیں کرتا تھا۔ پھر ان کا سر کوفہ میں نصب کر دیا گیا۔ ابو جعفر نے ربیع سے کہا کہ اس کا سر اس کے باپ عبداللہ کے پاس قید خانہ میں لے جا۔ پس ربیع ابراہیم کا سر لیکر اس وقت پہنچا جب عبداللہ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہنے لگا کہ جلدی نماز ختم کرو۔ انھوں نے جلدی کی اور سلام پھیرا، سر کو دیکھا اسے اٹھایا اور اپنی گود میں رکھا پھر کہا خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اے ابوالقاسم اھلاً وسہلاً بیشک تم نے اللہ کے عہد و میثاق کو پورا کیا ہے۔

ربیع کہنے لگا ابوالقاسم تمھارے نزدیک کیسا تھا؟ عبداللہ نے جواب دیا جیسا اس شعر میں کہا گیا ہے:

فتی کان یحمیہ من الذل سیفہ ویکفیہ سوات الذنوب اجتنابہا

(ایسا جوان تھا کہ اس کی تلوار ذلت سے بچاتی اور گناہوں سے ان کا اجتناب کافی تھا۔)

پھر ربیع سے کہا اپنے صاحب سے جاکر کہنا کہ ہماری تنگی و ترشی اور تیری ناز و نعمت کے دن گزر گئے ہیں ہماری ملاقات قیامت کو ہوگی اور خدا فیصلہ کرنیوالا ہوگا۔

Marfat.com

ربیع کہتا ہے کہ میں نے عبداللہ کا پیغام ابوجعفر کو پہنچایا۔ میں نے اسے کبھی اتنا متاثر نہیں پایا تھا جتنا میرے اس کہنے سے متاثر ہوا۔ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ ابراہیم کی والدہ ہند بنت ابی عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب ہیں۔ وہ کہتا ہے کہ جب محمد بن عبداللہ نے مدینہ میں خروج کیا اور اس پر خلیفہ کہہ کر سلام ہونے لگا تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ کی طرف بھیجا۔ وہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کو بصرہ میں اسی سال یعنی ۱۴۵ھ میں داخل ہوا۔ اور اس نے بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ فقہاء میں سے عیسیٰ بن یوسف، معاذ بن معاذ، عباد بن عوام اسحاق بن یوسف، ازرق اور معاویہ بن ہیثم بن بشیر نے علماء کے ایک گروہ کے ساتھ ابوجعفر کے خلاف خروج کیا۔ ابراہیم بصرہ میں مقیم رہا یہاں تک کہ اس کا بھائی مدینہ میں شہید ہوا تو یہ بھی عراق کی طرف گیا اور وہاں شہید ہو گیا۔ ابراہیم کی اولاد میں سے حسن بن امامہ بنت عصمت کلابیہ تھا اور علی جو ایک کنیز سے تھا۔

اسی سال ابوجعفر منصور نے محمد دیباج کو شہید کیا۔ حالانکہ اسے معلوم تھا کہ وہ بری الذمہ اور بے قصور ہیں۔ ان کی شہادت کا سبب یہ تھا کہ انھیں عبداللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا تھا اور منصور کے نائب ابوعون نے خراسان سے اسے خط لکھا کہ محمد و ابراہیم کے خروج کی وجہ سے اہل خراسان ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ اور وہ ان کے خروج کو بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ منصور نے محمد دیباج کا سر قلم کر کے ابوعون کی طرف بھیجا اور کچھ اشخاص بھی ساتھ روانہ کیے جو خدا کی قسم کھا کر کہتے تھے کہ یہ محمد بن عبداللہ بن حسنؑ کا سر ہے اور اس کی والدہ فاطمہ بنت رسول ہیں۔ پس جب اہل خراسان پر یہ بات منکشف ہوئی تو وہ کہنے لگے ابوجعفر کے اس جیسے جھوٹ پہلے مطلع نہ تھے۔

اسی سال عبداللہ بن حسن بن حسن اور جو ان کے ساتھ تھے ان کی وفات ہوئی

Marfat.com

ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ واقدی نے ہم سے بیان کیا کہ قیدیوں میں سے سب سے پہلے عبداللہ بن حسن نے وفات پائی تو قید خانہ کا داروغہ کہنے لگا تم میں سے اس کا جو زیادہ قریبی ہو وہ باہر اس کی نماز جنازہ پڑھے تو ان کے بھائی حسن بن حسن بن حسن باہر آئے اور انھوں نے نماز جنازہ پڑھی۔ یہ عید قرباں کا دن تھا اور اس وقت عبداللہ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ اور بعض کے نزدیک ۷۲ سال اور بعض نے کہا ہے کہ ۷۰ سال تھی۔ لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

ابو فرج اصفہانی نے ذکر کیا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز عبداللہ بن حسن بن حسن کا بڑا تعظیم کیا کرتا تھا، ان کی ضروریات پوری کرتا رہتا۔ ایک مرتبہ اس نے عبداللہ کو اپنے دروازہ پر کھڑا دیکھا تو کہنے لگا میں نے آپ سے نہیں کہا ہوا کہ جب آپ کو کوئی حاجت درپیش ہو تو مجھے اطلاع بھیج دیا کیجیے۔ خدا کی قسم مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ وہ آپ کو میرے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھے۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن حسن کی والدہ فاطمہ بنت الحسینؑ ہیں اور عبداللہ کی اولاد محمد و ابراہیم جن کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور موسیٰ ہارون و فاطمہ زینب و رقیہ و ام کلثوم ان سب کی ماں ہند بنت عبید بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب ہیں۔ اور علیؑ و ادریس اصغر جو کہ صاحب اندلس اور بربر تھے اور داؤد کی والدہ عاتکہ بنت عبدالملک بن حرث شاعر مخزومی ہیں۔ اور سلیمان و یحییٰ صاحب دیلم ان دونوں کی ماں قریبہ بنت ابیج بن ابو عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب ہیں۔ ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن کی کنیت ابو محمد تھی اور وہ مدینہ کے چوتھے طبقے کے تابعین میں سے تھے۔ واقدی نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ عابد صاحب ہیبت و شرافت اور فصیح و بلیغ تھے واقدی نے کہا ہے کہ ان کا بیٹا ادریس بن عبداللہ بچپن میں مدینہ میں رہا۔ حبیب حسین

بن علی نے مقام فخ میں خروج کیا تو ادریس بھی ان کے ساتھ تھے۔ لیکن حسین کی شہا
کے بعد یہ اندلس چلے گئے۔ وہیں سکونت اختیار کرلی اور وہیں اولاد ہوئی اور
کی اولاد اس علاقہ پر قابض ہوگئی۔ ادریس مدینہ میں ایک دختر بنام فاطمہ چھوڑ گ
تھے جس سے ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے شادی کرلی تھی۔

ہشام کہتا ہے کہ علی نے ہارون الرشید نے تلاش کرنا شروع کیا۔ یہ دیلم کی
چلے گئے۔ وہاں کافی تعداد میں لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے۔ ہارون نے ان کے
میں یحییٰ کو بھیجا اس نے انھیں امان دی۔ پس وہ ہارون کے پاس آئے اور اس
انھیں مدینہ واپس بھیج دیا۔ جب حسین بن علی نے مقام فخ میں خروج کیا تو یہ بھی
کے ساتھ تھے اور وہاں سے بچ نکلے۔

واقدی کہتا ہے کہ علی نے عبداللہ بن حسن بن حسن کے بعد وفات پائی پھر
دیباج نے کہ جن کے سر کو ابو جعفر منصور نے خراسان کی طرف بھیجا تھا وہ محمد بن
بن عمرو تھے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں، ان کے والد کو ان کے
جمال کی وجہ سے مسطرف کہا جاتا تھا۔ وہ اپنی والدہ کی اولاد میں سب سے چھو
تھے۔ اور اُن کے مادری بھائی اُن سے محبت کرتے اور ان کی وجہ سے ہی محمد کو
جعفر نے قتل کیا تھا۔ اور محمد کی اولاد میں سے خالد عبدالعزیز، عبداللہ، قاسم
عثمان تھے۔ ان سب کی والدہ ام کلثوم بنت ابراہیم بن محمد بن طلحہ تیمی تھیں ا
ام کلثوم کی والدہ سبانتہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب تھیں۔

ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ ان کے ساتھ قید میں علی بن حسن بن حس
بن حسن بن علی بن ابیطالب تھے۔ اور وہ ابو حسین بن علی بن حسن بن حسن بن حس
صاحب فخ ہیں۔ وہ عبادت و ریاضت کے لحاظ سے اپنے زمانہ کے افضل تر
شخص تھے۔ وہ اپنے اہلبیت میں سے کسی کا کھانا اور جو جاگیریں ابوالعباس نے

Marfat.com

اور ابو جعفر منصور نے لوگوں کو دے رکھی تھیں ان میں سے نہیں کھاتے تھے، بلکہ ان کے چشموں سے نہ وضو کرتے اور نہ پانی پیتے تھے اور یہ لوگ قید خانہ میں ان پر گریہ کرتے اور کہتے کہ یہ بیچارے بھی ہماری وجہ سے مصیبت میں پڑے ہوئے ہیں۔

Marfat.com

سیّد الشہداء امام حسین علیہ السّلام

آپ کی کنیت ابو عبداللہ۔ القاب سید، وفی، ولی، مبارک، سبط او
شہید کربلا ہیں۔ آپ ماہ شعبان ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت چھ ما
ہونی یہ خصوصیت صرف آپ کو حضرت یحییٰ ابن زکریا اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو
حاصل ہوئی۔

ابن سعد کہتا ہے جب آپ پیدا ہوئے تو رسول اللہؐ نے کان میں اذان کہی

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ حسینؑ سے بے انتہا محبت کرتے اور انہیں
اپنے کاندھوں پر سوار فرماتے اور ان کے ہونٹوں اور دانتوں کے بوسے لیا کرتے
کہتے اور کہتے ہیں کہ جبریل ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ حسینؑ کے
بوسے لے رہے تھے۔

جبریل نے کہا کیا آپ ان سے محبت کرتے ہیں فرمایا ہاں۔ جبریل نے کہا عنقریب
آپ کی امت انھیں شہید کرے گی۔

بخاری نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن عمر سے روایت ہے وہ
کہتے ہیں سرکار رسالتؐ نے فرمایا یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں یعنی حسنؑ و حسینؑ
یہ روایت مرویات بخاری میں ہے۔

امام احمد نے کہا ہے (حذف سند سے) ابو سعید خدری سے روایت ہے

Marfat.com

کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا حسنؑ و حسینؑ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں اور ترمذی نے بھی یہ روایت نقل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن و صحیح ہے۔

ابو محمدؒ جوہری نے ہمیں خبر دی ہے (حذف اسناد سے) عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے رسول اللہؐ نے فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں جو ان سے محبّت کرے اس نے مجھ سے محبّت کی اور جو اِن سے بغض رکھے اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ یعنی حسنؑ و حسینؑ۔

امام احمد نے کتابِ فضائل میں کہا ہے (حذف اسناد سے) واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ میں فاطمہؑ کے (دروازہ کے) پاس آیا اور اُن سے حضرت علیؑ کے متعلق پوچھا وہ کہنے لگیں کہ رسول اللہؐ کی طرف گئے ہیں۔ میں ان کا بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اچانک رسولؐ اللہ تشریف لائے اُن کے ساتھ حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ تھے۔ اُن میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑا اور حجرہ میں داخل ہوئے حسنؑ کو اپنے دائیں زانو پر حسینؑ کو بائیں زانو پر اور حضرت علیؑ و فاطمہؑ کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر ان پر اپنی ردا ڈال دی۔ پھر یہ آیت پڑھی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ پھر فرمایا خدایا یہ میرے حقیقی اہلبیت ہیں اور یہ حدیث حسنینؑ اور باقی حضرات کی فضیلت پر مشتمل ہے۔

امام احمد نے کتابِ فضائل میں حضرت علی بن الحسینؑ سے انھوں نے اپنے والد گرامی سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے حسنؑ و حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھ سے ان دونوں سے اور ان کے باپ سے محبّت رکھتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن عبید کہتا ہے کہ حسینؑ نے پچیس حج پاپیادہ ادا کئے حالانکہ سواریاں آپکے ساتھ ہوتی تھیں۔

Marfat.com

نیز ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ امام حسینؑ ایک دن حضرت عمر کے پاس آئے اُس وقت وہ رسول اللہؐ کے منبر پر بیٹھے خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت امام حسینؑ نے حضرت عمر سے کہا میرے باپ کے منبر سے اتر آ۔ لیکن حضرت عمر نے انھیں اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور کہنے لگے کہ کیا ہمارے سروں پر بال آپ کے باپ کے علاوہ کسی اور نے اگائے ہیں؟

عکرمہ کہتا ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عباس نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب حسنؑ و حسینؑ سے (اظہار) محبت کرتے تھے اور انھیں اپنے بیٹے سے مقدم رکھتے تھے انھوں نے ایک دن مالِ غنیمت تقسیم کیا تو حسن و حسین علیہم السلام میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار درہم دیے اور اپنے بیٹے عبداللہ کو ایک ہزار درہم دیے اس پر عبداللہ اپنے باپ سے کچھ ناراض ہوئے اور کہنے لگے آپ میری سبقتِ اسلامی اور ہجرت کو جانتے ہیں اور پھر بھی ان دو نوعمر لڑکوں کو آپ مجھ پر فضیلت دیتے ہیں۔ تو حضرت عمر نے کہا وائے ہو تجھ پر اسے عبداللہ تو ان کے نانا جیسا نانا ان کے باپ جیسا باپ، ان کی ماں جیسی ماں ان کی نانی جیسی نانی، ان کے ماموں جیسا ماموں، ان کی بہن جیسی بہن، ان کے چچا جیسا چچا، ان کی پھوپھی جیسی پھوپھی لے آ۔ ان کے نانا رسول اللہؐ، ان کا باپ علیؑ ماں فاطمہؑ نانی خدیجہ، ماموں ابراہیم، فرزند رسول اللہ، ان کی بہن زینب و ام کلثوم۔ ان کے چچا جعفر بن ابیطالب اور ان کی پھوپھی ام ہانی بنتِ ابوطالب ہیں۔

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ ابن عباس حسنؑ و حسینؑ کی رکاب تھاما کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ دونوں حضرات سوار ہوتے اور کہا کرتے تھے کہ یہ دونوں فرزندانِ رسول اللہ ہیں۔

ثعلبی نے خداوند عالم کے اس ارشاد مرج البحرین یلتقیان بینھما برزخ لایبغیان یعنی دو دریا موجزن ہوئے ان کے درمیان برزخ ہے وہ ایک دوسرے

پر تجاوز نہیں کرتے۔ کی تاویل میں سفیان ثوری اور سعید بن جبیر سے ذکر کیا ہے کہ بحرین علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ برزخ محمدؐ رسول اللہ اور یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان (یعنی ان سے لولو و مرجان نکلتے ہیں) وہ حسنؑ و حسینؑ ہیں!

سیرت مبارکہ

مؤرخین کہتے ہیں کہ اپنے بھائی امام حسنؑ کے بعد امام حسینؑ کا دستور تھا کہ ہر سال مدینہ سے مکہ کی طرف پیدل حج کرتے تھے یہاں تک کہ ۶۰ھ میں معاویہ مرگیا۔ اس کی جگہ یزید برسر اقتدار آیا۔ معاویہ نے یزید سے کہا تھا جب اسے وصیت کی تھی کہ میں نے تیرے لئے زمین ہموار کردی ہے۔ تمام شہر اور لوگوں کو تیرے سامنے بچھا دیا ہے اور عرب کی گردنیں تیرے لیے جھکا دی ہیں اور مجھے کوئی ڈر نہیں کہ تیرے ساتھ اس امر حکومت میں کوئی تنازعہ کرے کہ جس کی میں نے بنیاد ڈالی ہے سوائے قریش کے چار افراد کے حسین بن علیؑ۔ عبداللہ بن زبیر۔ عبداللہ ابن عمر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ عبداللہ بن عمر کو عبادت نے پچھاڑ دیا ہے، جب اس کے علاوہ کوئی نہ رہا تو وہ تیری بیعت کرلیگا۔ حسینؑ کو اہل عراق کبھی نہ چھوڑیں گے۔ یہاں تک کہ ان سے خروج کروائیں گے۔ اگر وہ خروج کرے اور تو اس پر کامیاب ہوجائے تو ان سے اعراض کرنا کیونکہ ان کی قریبی رشتہ داری اور حق عظیم ہے اور ابوبکر کا بیٹا تو اس کی ہمت عورتوں اور لہو و لعب کے علاوہ کچھ نہیں جب وہ دیکھے گا کہ اس کے ساتھی کچھ کر رہے ہیں تو وہ بھی کرنے لگے گا اور باقی رہا وہ جو شیر کی طرح گھٹنے ٹیکے گا اور سانپ کی طرح سر نیچا کریگا اور لومڑی کی طرح چالبازیاں دکھائیگا وہ زبیر کا بیٹا ہے اگر وہ کود پڑے اور تجھے فرصت ملے تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کردینا!

Marfat.com

پس جب معاویہ مرا تو اس وقت مدینہ کا حاکم ولید بن عتبہ بن ابی سفیان مکہ کا عمرو بن سعید بن عاص اور کوفہ کا نعمان بن بشیر اور بصرہ کا عبید اللہ بن زیاد باپ کی موت کے بعد یزید کا کوئی مقصد نہ تھا مگر یہ کہ ان اشخاص سے بیعت لے جن کے نام اس کے باپ نے اسے گنوائے تھے۔

پس یزید نے ولید بن عتبہ کو خط لکھا اور اسے حکم دیا کہ ان اشخاص سے سختی سے بیعت لے جسمیں کسی قسم کی ڈھیل نہ ہو۔ پس جب ولید نے خط پڑھا تو مروان بن حکم کو طلب کیا۔ اسے یزید کے خط سے آگاہ کرنے کے بعد اس سے مشورہ کیا کہ میری کیا رائے ہے میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ میری رائے یہ ہے کہ اسی وقت کسی کو بھیج کر انھیں بلالے اور انھیں بیعت اور اطاعت کی دعوت دے اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کی گردنیں اڑا دے قبل اس کے کہ انھیں معاویہ کی موت کا علم ہو کیونکہ اگر انھیں علم ہو گیا تو ہر ایک کود پڑے گا اور اختلاف و مخالفت کا اظہار کریگا۔ اور اپنی طرف لوگوں کو بلائے گا سوائے ابن عمر کے کہ وہ جنگ و جدال کرنا نہیں چاہتا مگر یہ کہ اسے اپنا دفاع کرنا پڑے یا سختی سے یہ معاملہ اس کے سپرد کر دیا جائے پس ولید نے عمر بن عثمان کو حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر کی طرف بھیجا اس نے ان دونوں کو مسجد میں پایا اور کہنے لگا امیر تمھیں بلا رہا ہے انھوں نے کہا تم جاؤ ہم ابھی آتے ہیں۔ پھر ابن زبیر نے امام حسینؑ سے کہا آپ کا کیا ارادہ ہے کہ اس نے ہمیں کیوں بلایا ہے حالانکہ اس وقت وہ کسی خاص امر کے علاوہ نہیں بیٹھا کرتا آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ ان کا سرپرست سرکش مر گیا ہے پس اس نے اس لیے بھیجا ہے کہ ہم سے یزید کے لیے بیعت لے قبل اس کے کہ لوگوں میں وفات سرکش کی خبر پھیلے۔

ابن زبیر کہنے لگا یہی بات ہو گی۔ پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ امام حسینؑ نے فرمایا میں اپنے جوانوں کو جمع کرتا ہوں اور انھیں ہمراہ لے کر اس کے پاس جاتا ہوں پس آپ نے

Marfat.com

اپنے اعزّا اور جوانوں کو جمع کیا پھر اُن سے فرمایا جب میں تمھیں بلاؤں تو اندر گھس آنا۔
پھر آپ ولید کے دربار میں داخل ہوئے۔ مروان اس کے پاس موجود تھا ولید
نے یزید کا خط آپ سے پڑھوایا اور بیعت کی دعوت دی۔ آپ نے فرمایا میرا جیسا شخص
پوشیدہ بیعت نہیں کرسکتا۔ بلکہ وہ مجمع عام میں ہوگی اور یہی بات تمھیں محبوب ہے
ولید عافیت کو دوست رکھتا تھا۔ کہنے لگا آپ خدا کی عافیت و پناہ میں تشریف
لے جائیں۔ یہاں تک کہ آپ اور لوگوں کے ساتھ ہمارے پاس آئیں تو مروان نے
ولید سے کہا خدا کی قسم اگر یہ اس وقت تجھ سے جدا ہو گئے تو پھر بیعت نہیں کرینگے
اور تجھے ان پر کبھی قدرت حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ تمھارے درمیان بہت سے
لوگ قتل نہ ہوں۔ انھیں اسی وقت گرفتار کرلے یہاں تک کہ یا بیعت کریں یا ان کی
گردن اڑا دے۔ امام حسینؑ فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا او زرقا کے بیٹے وہ مجھے
قتل کریگا۔ یا تو جھوٹ بکتا ہے اور اثم باندھتا ہے پھر آپ وہاں سے باہر چلے آئے
تو ولید مروان سے کہنے لگا تو نے مروان خدا کی قسم میں اسے دوست نہیں رکھتا کی جن
چیزوں پر سورج طلوع کرتا ہے یہ مجھے دی جائیں اور میں حسینؑ کو شہید کروں۔
ابن زبیر نے کہا تھا میں ابھی آتا ہوں پھر وہ راتوں رات مکہ کی طرف ایک غیر معروف
راستے سے نکلا اور اپنے بھائی جعفر بن زبیر کے ساتھ نکل گئے۔ ان کے پیچھے کچھ لوگ بھیجے
گئے لیکن وہ ان سے آگے نکل گئے۔

حسینؑ دوسری رات اپنے اہل و عیال اور جوانوں کے ساتھ روانہ ہوئے۔
وہ لوگ تو ابن زبیر کی تلاش میں رہے اور آپ مکہ میں پہنچ گئے۔ پھر ولید نے ابن
عمر کی طرف بھیجا تو اس نے کہا باقی لوگ بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کرلوں گا۔
عقدی کہتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ مدینہ سے نکلتے وقت یہ آیت پڑھ رہے
تھے فخرج منھا خائفا یترقب یعنی وہ نکلا اس سے خوف کی حالت میں انتظار کرتے

Marfat.com

جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو عمرو بن سعید نے آپ سے کہا کیسے آنا ہوا آپ نے فرمایا کہ خدا اور اس کے گھر کی پناہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے مکہ میں قیام فرمایا جب ولید کی کارگزاری یزید تک پہنچی تو اس کی جگہ عمرو بن سعید کو حاکم مدینہ بنایا۔ واقدی ہے کہ معاویہ کی موت کے وقت ابن عمر مکہ میں نہیں بلکہ مکہ میں تھا۔ اس کے بعد ا عمر اور ابن عباس مدینہ میں آئے جب امام حسینؑ نے مکہ میں قیام کر لیا اور اہل کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے آپ کی طرف خط لکھا۔ اور اس میں کہا کہ ہم اپنے نفوس کو آ کے لیے روکے ہوئے ہیں۔ ہم حاکمانِ وقت کے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوتے بس آپ ہماری طرف آ جائیے ہم ایک لاکھ کی تعداد میں ہیں ہم میں ظلم و جور عام ہو گیا ہے ہم میں کتاب خدا اور سنتِ نبی کے خلاف عمل ہو رہا ہے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا عالم آپ کی وجہ سے ہمیں حق پر جمع کر دیگا۔ اور آپ کے ذریعے ہم سے ظلم کو دور رکھے آپ اس امر خلافت کے زیادہ حقدار ہیں یزید اور اس کے باپ سے کہ جس نے امت اس بارے میں غاصبانہ معاملہ کیا ہے، جو شراب پیتا۔ بندروں اور طنبوروں سے کھ اور دین کا مذاق اڑاتا ہے۔ خط لکھنے والوں میں سلیمان بن صرد اور مسیب بن نجبہ اور کوفہ کے بڑے بڑے لوگ تھے۔

ہشام بن محمد کہتا ہے پھر حضرت حسینؑ کی طرف اہل کوفہ کے خطوط کثرت سے آنے لگے۔ ان کے قاصد پے در پے آئے کہ اگر آپ ہماری طرف تشریف نہ لائے تو اس گناہ آپ پر ہوگا۔ آپ نے جانے کا ارادہ کیا تو ابن عباس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس سے منع کیا اور کہنے لگے اے ابن عم اہل کوفہ غدار لوگ ہیں انھوں نے آپ کے والد کو شہید کیا، آپ کے بھائی کی مدد نہ کی، ان کو خنجر مارا ان کا اسباب چھین لیا اور انھیں دشمن کے سپرد کر دیا وغیرہ۔ آپ نے فرمایا یہ ان کے خطو اور قاصد ہیں کہ جن کی بنا پر میرے لئے وہاں جانا اور دشمنانِ خدا کے ساتھ جہاد کرنا

Marfat.com

دکیا ہے ۔ ابن عباس رونے لگے اور کہا واحسیناہ !

جب ابن زبیر کو آپ کا ارادہ معلوم ہوا تو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر آپ یہاں قیام کریں تو ہم آپ کی بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں کیونکہ آپ یزید اور اس کے باپ سے زیادہ حقدار ہیں ۔ اور ابن زبیر آپ کے جانے کی خبر کو لوگوں سے چھپاتا تھا اور یہ تو صرف اس لیے کہا تھا کہ کسی اور بات کی نسبت اس سے نہ دی جائے ۔

اور جب محمد بن حنفیہ کو آپ کے جانے کی خبر ملی تو وہ رو رہے تھے اور طشت ان کے سامنے رکھا تھا ۔ وہ اس لیے کہ طشت کو اپنے آنسوؤں سے پر کر دیا ۔ مکہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو آپ کے جانے سے محزون و مغموم نہ ہو ۔ جب لوگوں نے اس سلسلے میں بہت گفت و شنید کی تو آپ نے قبیلہ ازد کے شاعر کے یہ اشعار پڑھے :

سامضی و ما الموت عار علی الفتی　　اذا ما نوی خیراً و جاهد

میں جاؤنگا اور موت مرد کے لیے عار نہیں جب نیت نیک ہو جہاد کرے اور قرض اتارے

واسی الرجال الصالحین بنفسه　　و فارق مثبوراً و فارت جهنما

اور مدد کرے صالح لوگوں کی اپنے نفس سے اور ہلاکت سے جدا ہو اور جہنم کی مخالفت کرے

ان طشت لم اوثم و ان مت لم الم　　کفی بک ذلاً ان تعایش و ترغما

اگر میں زندہ رہوں تو مذموم نہیں اور اگر مر جاؤں تو قابل ملامت نہیں تیری ذات کے لیے کافی ہے کہ تو زندگی گزارے اور تجھے ذلیل کیا جائے ۔

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وکان امر اللہ قدراً مقدوراً ۔ اور خدا کا حکم مقرر شدہ تقدیر ہے ۔

پھر امام حسینؑ نے مکہ سے نکلنے سے پہلے مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف بھیجا اور اس سے کہا جا کر دیکھو کہ جو کچھ انہوں نے ہمیں لکھا ہے اگر درست ہے تو ہمیں اطلاع دو ۔

اور امام حسینؓ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ میں مکہ سے روانہ ہوئے پس جب آپ بنی عا
کے بستان میں پہنچے تو فرزدق شاعر آپ سے ملا۔ وہ آٹھویں ذی الحجہ کا دن تھا۔ فرزد
نے کہا اے فرزند رسول آپ نے حج سے پہلے کیوں جلدی کی۔ فرمایا اگر میں جلدی نہ کر
تو سختی سے گرفتار کر لیا جاتا پس اے فرزدق مجھے بتاؤ کہ تم کیا خبر رکھتے ہو۔ اس نے
کہا کہ میں نے عراق کے لوگوں کو اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ان کے دل آپ کے سا
اور تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ اپنی ذات کے بارے میں ڈریے اور واپس
لوٹ جائیے۔

آپ نے اس سے فرمایا اے فرزدق یہ ایسی قوم ہے جس نے شیطان کی اطا
لازم کر لی ہے اور رحمٰن کی اطاعت چھوڑ دی ہے۔ زمین میں فساد برپا کر رکھا ہے
حدود الٰہی کو باطل کر دیا ہے، شراب پیتے ہیں اور فقراء و مساکین کے مال پر قبض
کر لیا ہے۔ میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ دین خدا کی مدد، اس کی شریعت کی حرمت او
اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے کھڑا ہو جاؤں۔ فرزدق نے اپنی راہ لی اور چلا گیا

حضرت مسلم بن عقیلؓ

مورخین کا بیان ہے کہ جب مسلم بن عقیل کوفہ میں آئے تو عوسجہ نامی ایک شخص
یہاں قیام ہوا۔ اہل کوفہ آپ کے پاس آنے جانے لگے اور بارہ ہزار بعض کے
نزدیک اٹھارہ ہزار اشخاص نے آپ کی بیعت کر لی۔ آپ نے امام حسینؓ کو خط لکھ
اور انھیں ان تمام حالات سے آگاہ کیا۔ ایک شخص جو ہوا خواہان یزید میں سے تھا
نعمان بن بشیر کے پاس گیا۔ نعمان کوفہ کا گورنر تھا اس سے کہنے لگا تو کمزور ہے یا
یکھے کمزور سمجھ لیا گیا ہے، شہر کی حالت بہت خراب ہو رہی ہے۔ اس نے مسلم کا سا

Marfat.com

کا واقعہ بیان کیا۔ نعمان نے کہا خدا کی قسم اللہ کی اطاعت میں میرا کمزور ہونا مجھے اس کی نافرمانی میں قوی ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم میں اس پردے کو نہیں پھاڑوں گا جسے خدا نے چھپا رکھا ہے۔

اس شخص نے یہ بات یزید کو تحریر کی۔ یزید عبید اللہ بن زیاد کو سب لوگوں سے زیادہ مبغوض رکھتا تھا۔ لیکن اب اس کی ضرورت اسے محسوس ہوئی تو اُسے خط لکھا کہ میں نے تجھے بصرہ کے ساتھ کوفہ کا گورنر بھی بنایا ہے۔ حسینؓ کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں ان سے بچاؤ کی تدبیر کر اور مسلم بن عقیل کوفہ میں ہیں ان کو قتل کر دے۔ پس ابن زیاد بصرہ کے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ کوفہ میں ڈھلا باندھے ہوئے داخل ہوا۔ ان کی کسی بیٹھک کے سامنے سے گزرتا اور سلام کرتا تھا مگر یہ کہ وہ لوگ کہتے کہ آپ پر سلام ہو اے فرزند رسولؐ۔ وہ لوگ گمان کرتے تھے کہ یہ حسینؓ ہیں۔ اسی طرح وہ قصر امارت میں آکر فروکش ہوا۔ اپنے ایک غلام کو بلایا اسے تین ہزار درہم دیے اور کہنے لگا جاؤ اور پوچھ گچھ کر دا اس شخص کے متعلق کہ جس کی اہل کوفہ بیعت کر رہے ہیں پس اُسے بتانا کہ میں تمھارے شیعوں میں سے ہوں، اور یہ مال اُسے دیدینا کہ اسے دشمن کے خلاف استعمال کرو۔ پس وہ شخص نرمی سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ مسلم بن عقیل کے پاس پہنچا ان کے پاس ہانی بن عروہ بھی موجود تھے پس اس شخص نے آپ کی بیعت کی اور مال سپرد کیا۔ مسلم بن عقیل ہانی بن عروہ کے گھر منتقل ہو گئے۔ پس ابن زیاد نے اہل کوفہ سے پوچھا کہ ہانی بن عروہ کو کیا ہوا ہے کہ وہ میرے پاس نہیں آتا۔ محمد بن اشعث کہنے لگا کہ میں اسے تمھارے پاس لاتا ہوں۔ پس محمد ہانی کے پاس گیا اور اس سے کہنے لگا امیر تجھے یاد کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ انھیں ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ ابن زیاد کے پاس اس وقت قاضی شریح بھی بیٹھا تھا۔ جب ابن زیاد نے ہانی کی طرف دیکھا تو کہنے لگا کہ خائن شخص کو

Marfat.com

اس کے اپنے پاؤں لا رہے ہیں۔ جب ہانی نے ابن زیاد پر سلام کیا تو وہ کہنے لگا اے ہانی مسلم کہاں ہے۔ ہانی نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ ابن زیاد نے اس غلام کو حاضر ہونے کا حکم دیا جسے تین ہزار درہم دیکر بھیجا تھا۔ جب وہ باہر آیا اور ہانی نے اسے دیکھا تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا خدا کی قسم میں نے انھیں نہیں بلایا تھا۔ وہ خود میرے مکان میں آ گئے تھے۔ ابن زیاد کہنے لگا پھر اسے میرے پاس لے آ۔ ہانی کہنے لگا خدا کی قسم اگر وہ میرے دونوں قدموں کے سائے میں ہوتے تو بھی میں اپنے قدموں کو بلند نہ کرتا۔ ابن زیاد نے ہانی کو چھڑی سے اتنا مارا کہ ان کا خون بہنے لگا۔ ہانی نے پاس ہی کی تلوار کی طرف جھپٹے کہ تلوار اس سے چھین لیں لیکن اس نے آپ کو روک دیا۔ تو ابن زیاد کہنے لگا خدا نے تیرا خون حلال قرار دیا ہے۔ قبیلہ مذحج کے لوگ دارالامارہ کے دروازہ پر جمع ہو گئے اور آوازیں بلند کرنے لگے۔ ابن زیاد نے قاضی شریح سے کہا ان کے پاس انھیں جا کر کہو کہ ہانی کو پوچھ گچھ کے لیے روکا گیا ہے۔ ہانی نے شریح سے کہا خدا سے ڈرو یہ مجھے قتل کرنے والا ہے پس شریح ان کے پاس گیا اور ان سے ابن زیاد والی بات کہی پس وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

مسلم بن عقیل کو یہ خبر مل گئی پس وہ ہانی کے گھر سے باہر آئے اور اپنی علامت کے ساتھ منادی کرائی۔ پس اہل کوفہ میں سے چار ہزار افراد ان کے گرد جمع ہو گئے۔ مسلم نے انھیں جنگ کے لیے تیار کیا اور قصر الامارۃ کی طرف چلے۔ ابن زیاد کے پاس سرداران کوفہ موجود تھے، وہ ان سے کہنے لگا کہ جا کر اپنے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو مسلم سے منتشر کر دو ورنہ تمھاری گردنیں اڑا دوں گا۔ وہ قصر الامارہ پر چڑھ گئے اور ان سے باتیں کرنے لگے۔ پس جتنے لوگ مسلم کے ساتھ تھے وہ تتر بتر ہو گئے۔ اتنے میں شب کی سیاہی زیادہ پھیل گئی اور مسلم تن تنہا رہ گئے۔ وہ ایک دروازہ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ اس گھر سے ایک عورت نکلی آپ نے اس سے کہا اے کنیز خدا

مجھے پانی پلاؤ۔ اس نے آپ کو پانی پلایا اور کہنے لگی آپ کون ہیں۔ آپ نے فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں۔ اس نے کہا اندر تشریف لے آئیے۔ آپ اس گھر میں داخل ہو گئے۔ وہ عورت محمد بن اشعث کے غلام کی ماں تھی۔ اس کے بیٹے نے مسلم کو پہچان لیا اور جا کر ابن اشعث کو خبر کر دی۔ اس نے ابن زیاد کو بتایا۔ ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی کو جو اس کی سپاہ کا سردار تھا محمد بن اشعث سمیت مسلمؑ کی طرف بھیجا انھوں نے آکر اس گھر کو گھیر لیا۔ مسلمؑ ان سے جنگ کرتے ہوئے باہر نکلے۔ محمد بن اشعث نے آپ کو امان پیش کی اور انھیں ابن زیاد کے پاس لے آیا۔ اس کے حکم سے مسلم کو دارالامارہ کے اوپر لایا گیا اور ان کا سر قلم کر کے لوگوں کی طرف پھینک دیا اور جسم کناسہ میں لٹکا دیا۔ پھر ہانی بن عروہ کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ اس سلسلے میں شاعر کہتا ہے:

ان کنت لا تدرین بالموت فانظری — الی ھانی بالسوق وابن عقیل

احسابھما ریب المنون فاصبحا — احادیث من یسعی بکل سبیل

اگر تجھے معلوم نہیں کہ موت کسے کہتے ہیں تو بازار میں ہانی اور مسلم بن عقیل کی طرف دیکھ حوادثِ زمانہ ان پر وارد ہو گئے اور وہ ہر طرف جانے والے کیلئے باعث گفتگو بن گئے

دوسرا شاعر مسلم بن عقیل کے خلاف محمد بن اشعث کی تگ و دو کے متعلق کہتا ہے

وترکت عمک لم تقاتل دونہ — فشلا ولولا انت کان ممنعا

وقتلت وافد حزب ال محمد — وسلبت وسیافالہ ودروعا

اور تو نے اپنے چچا کو چھوڑ دیا اور بزدلی کی وجہ سے اس کے سامنے نہ لڑا اگر تو نہ ہوتا تو محفوظ رہتا اور تو نے آل محمد کی جماعت کے آئے ہوئے ایک شخص کو قتل کیا اور اس کی تلوار اور زرہ اتار لی۔

ابن زیاد کے پاس لانے سے پہلے ابن اشعث نے آپ کا سامانِ جنگ اتار لیا

Marfat.com

اور مسلم آٹھ ذی الحجہ کو شہید ہوئے۔ امام حسینؑ کے مکہ سے روانہ ہونے سے ایک دن بعد اور بعض کہتے ہیں اسی دن شہید ہوئے۔ جس دن امام نے مکہ سے کوچ کیا تھا اور ابن زیاد نے مسلم ابن عقیل کا سر دمشق کی طرف یزید کے پاس بھیج دیا۔ یہ بنی ہاشم کے سروں میں سے پہلا سر تھا جو بھیجا گیا اور مسلم کا جسم پہلا بنی ہاشم کا جسم تھا جسے سولی پر لٹکایا گیا۔

ابن ہشام بن محمد اور ابن اسحٰق نے مسلم بن عقیل کا واقعہ اس سے زیادہ مکمل طور سے ذکر کیا ہے۔ ان دونوں کا بیان ہے کہ جب امام حسینؑ مدینہ سے روانہ ہوئے تو عبداللہ ابن مطیع نے آپ سے ملاقات کی۔ اس نے کہا میں آپ پر سے قربان جاؤں اے ابا عبداللہ کہاں کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ میں کوفہ جا رہا ہوں۔ اس نے عرض کی کہ اہل کوفہ سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا ان کا دھوکا اور حضرت علیؑ و امام حسنؑ سے جو سلوک انھوں نے کیا تھا وہ ذکر کیا، پھر کہنے لگا آپ حرم خدا کو نہ چھوڑیں۔ کیونکہ آپ سردار عرب ہیں اور لوگ آپ کے برابر کسی کو بھی نہیں قرار دیں گے اور ہر طرف کے لوگ آپ کی خدمت میں آئیں گے اور خدا کی قسم اگر آپ شہید ہو گئے تو آپ کے بعد ہمیں غلام بنا لیا جائیگا۔ آپ آگے بڑھے یہاں تک کہ مکہ میں نزول اجلال فرمایا۔ ہر طرف سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ اور ابن زبیر کعبہ سے چمٹا ہوا تھا، دن میں کعبہ کے پاس نماز اور رات کو طواف کرتا اور درمیان میں دو مرتبہ آرام کرتا۔ روزانہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور آپ کا مکہ میں رہنا ابن زبیر کے لیے سب لوگوں سے زیادہ ناگوار تھا کیونکہ اسے علم تھا کہ لوگوں کا رجحان آپ کی طرف ہے نہ کہ ابن زبیر کی طرف۔ اسی لیے ابن زبیر آپ کو مکہ سے چلے جانے کا مشورہ دیتا۔

ابن اسحٰق کہتا ہے کہ اہالیان کوفہ کو یہ خبر ملی کہ حضرت حسینؑ مکہ میں ہیں اور انھوں

نے بیعت یزید سے انکار کر دیا ہے۔ تو وہ لوگ سلیمان بن صرد کے مکان پر جمع ہوئے سلیمان نے ان سے کہا اے قوم حسینؑ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور تم ان کے باپ کے پیروکار ہو پس اگر تم لوگ ان کی مدد کرو اور ان کے دشمن کے ساتھ جہاد کرو تو انھیں خط لکھو اور اگر تمھیں اپنی بزدلی اور سستی کا خوف ہے تو انھیں دھوکا نہ دو وہ لوگ کہنے لگے نہیں خدا کی قسم ہم آپ کی نصرت کریں گے اور ہم ان پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے۔ پس ان لوگوں نے آپ کو وہی کچھ لکھا جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں اور انھوں نے وہ خط عبداللہ بن سبع صمدانی اور عبداللہ بن وال کے ہاتھ روانہ کیا پس یہ دونوں امام حسینؑ کی خدمت میں دس رمضان المبارک کو پہنچے۔ پھر ان دونوں کے دو دن بعد قیس بن مسہر صیداوی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارحبی اور عمارہ بن عبداللہ بن سلولی کو ایک سو پچاس خط دیکر روانہ کیا۔ پھر دو دن گزارنے کے بعد صافی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو روانہ کیا اور ان کے ساتھ جو خط بھیجا اس میں امام حسینؑ کو لکھا کہ لوگ آپ کے قدوم میمنت لزوم کے منتظر ہیں اور آپ کے علاوہ ان کی رائے میں اور کوئی نہیں ہے پس آپ تشریف لائیے اور شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، زید بن حرث اور عروہ بن قیس نے اور لوگوں کے ساتھ آپ کو خط لکھا۔ اما بعد پس کھیت تیار ہو چکے ہیں پھل پک گئے ہیں آپ تشریف لائیے۔ آپ تیار شدہ لشکر اپنے لیے پائیں گے۔ والسلام!

یہ تمام خطوط آپ کو مکہ میں ملے تو اس وقت آپ مسلم بن عقیل کو اس طرف بھیجا اور انھیں خط لکھ کر دیا تحقیق میں

میں تمھاری طرف اپنے بھائی اپنے چچا کے فرزند اپنے اہل بیت میں سے قابلِ وثوق شخص کو بھیج رہا ہوں اور میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ میری طرف تمھارے حالات تحریر کرے پس اگر اس نے مجھے لکھا کہ تمھارے گروہ اور تم میں سے صاحبانِ

Marfat.com

عقل و دانش کی رائے مجتمع ہے جس طرح کہ تمھارے خطوط سے معلوم ہوتا ہے تو میں تمھارے پاس آؤں گا ورنہ نہیں ۔ والسلام !"

پھر آپ نے مسلم بن عقیل کو بلایا اور انھیں قیس بن مسہر صیداوی، عبداللہ بن عمارہ سلولی اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ ارجی کے ساتھ روانہ کیا اور انھیں حکم دیا کہ یہ کام صیغۂ راز میں رہے ۔ پس مسلم کوفہ کی طرف چلے جب وہاں پہنچے تو مختار بن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر قیام کیا ۔ شیعہ ان کے پاس آنے لگے ۔ آپ نے ان کے سامنے امام حسینؑ کا خط پڑھا وہ سب کے سب رونے لگے ۔ پھر وہ کہنے لگے خدا کی قسم ہم آپ کے لئے تلوار زنی کریں گے یہاں تک کہ ہم سب مر جائیں ۔ یہ خبر نعمان بن بشیر تک پہنچ گئی ۔ اس نے خطبہ دیا اور کہنے لگا فتنوں اور خون بہانے سے بچو ۔ نعمان ایک عافیت پسند شخص تھا پس عبداللہ بن مسلم بن سعید حضرمی نے جو بنی امیہ کا ساتھی تھا پکار کر کہا کہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اس کی اصلاح سختی اور تشدد کے بغیر نہیں ہو سکتی اور تمھاری رائے تو کمزور قسم کے لوگوں والی ہے ۔ نعمان نے کہا کہ میں، طاعتِ خدا میں کمزوری کو نافرمانیٔ خدا میں قوت سے بہتر سمجھتا ہوں ۔

عبداللہ نے یہ بات یزیدؑ کو لکھی ۔ اس نے نعمان کو معزول اور ابن زیاد کو (جو کہ) گورنر بنا دیا ۔ جب ابن زیاد کوفہ میں پہنچا تو اس نے مسلم بن عقیل کو تلاش کیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں انھیں شہید کر دیا ۔ اور ان کا سر ہانی بن عروہ کے سر کے ساتھ یزید کے پاس بھیجا اور یزید کو خط لکھا کہ حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے امیرالمومنین کا حق دلایا اور اس کے دشمن کو ٹھکانے لگایا ۔ یزید نے اس کو خط کا جواب دیا ۔ اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا تو نے ایک عقلمند آدمی والا کام کیا اور مضبوط دل اور شجاع کی طرح حملہ کیا اور تیرے متعلق جو مجھے ظن تھا اُسے سچ کر دکھایا ۔ اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ حسینؑ عراق کی طرف متوجہ ہیں اس کے لیے دیکھ بھال کرنے والے اور سرحدوں کی رکھوالی کرنے والے معین کر

اور ان سے پوری حفاظت کرے اور جس پر گمان ہو جائے اسے قید کر دے جو مشتبہ ہو اس کا مواخذہ کرے اور جو کچھ اچھا یا برا حادثہ پیش آئے اس کی مجھے اطلاع دے۔ والسلام

ہشام نے کہا ہے کہ امام حسینؑ مکہ سے مدینہ کی طرف بروز اتوار ۲۸۔ رجب ۶۰ھ کو نکلے اور بروز جمعہ تین شعبان مکہ میں داخل ہوئے اور مکہ میں ماہ شعبان، رمضان، شوال اور ذیقعدہ کا مہینہ قیام کیا۔ اور ۸۔ ذی الحجہ بروز منگل مکہ سے روانہ ہوئے۔ وہ ترویہ کا دن تھا کہ جس دن مسلم بن عقیل نے کوفہ میں ظہار کیا تھا۔

نمر ہشام بن محمد نے کہا ہے کہ امام حسینؑ نے قیس بن مسہر کو مسلم بن عقیل کی طرف روانہ کیا تاکہ آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے آپ کو ان کے حالات معلوم ہو جائیں آپ کو ان کے حالات معلوم ہو جائیں۔ قیس کو ابن زیاد نے گرفتار کر لیا اور ان سے کہا کہ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر کذاب بن کذاب (معاذ اللہ) یعنی امام حسینؑ کو برا بھلا کہو۔ قیس منبر پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے لوگو میں امام حسینؑ کو مقام حاجر میں چھوڑ آیا ہوں۔ اور میں تمہاری طرف ان کا قاصد ہوں۔ پس خداوند عالم کذاب ابن کذاب ابن زیاد پر لعنت کرے۔ قیس کو قصر الامارہ سے پھینکا گیا۔ اور وہ جاں بحق ہو گئے۔

عمر اور امامؑ کا ورود

ابن زیاد نے عمر بن سعد سے کہا کہ اس شخص (حسینؑ) کی میرے لیے کفایت کرو۔ عمر آپ سے جنگ کرنا پسند نہیں کرتا تھا۔ ابن زیاد سے کہنے لگا مجھے اس سے معاف کرو۔ ابن زیاد نے کہا معاف نہیں کروں گا۔ اور ابن زیاد نے اسے رے اور طبرستان کی حکومت دیدی تھی۔ پس کہنے لگا کہ حسینؑ سے جنگ کرو ورنہ میں تمہیں معزول کر دوں گا عمر نے کہا مجھے ایک رات کی مہلت دی جائے ابن زیاد نے مہلت دیدی ابن زیاد نے مہلت دیدی۔ وہ سوچتا رہا۔ پس اس نے ولایت رے کو قتل حسینؑ پر ترجیح دی جب صبح

ہوئی تو ابن زیاد کے پاس گیا اور کہنے لگا میں حسینؑ سے لڑوں گا۔ محمد بن سیرین نے کہا کہ اس معاملے میں حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی کرامت ظاہر ہوئی۔ آپ کی ملاقات ایک دن عمر سعد سے ہوئی جب وہ نوجوان تھا تو آپ نے فرمایا وائے ہو تیرے لیے اے ابن سعد تیری کیا حالت ہوگی جبکہ تو ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تجھے جنّت اور جہنّم کا اختیار دیا جائیگا اور تو جہنّم کی آگ کو ترجیح دے گا۔

واقدی کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ نے قادسیہ سے کوچ کیا تو آپ ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور اترنے کے لیے جگہ کا انتخاب کر رہے تھے کہ اچانک سواد لشکر تاریک رات کی طرح ظاہر ہوا۔ ان کے نشان گدھوں کے پالان اور نیزے جنگل معلوم ہوتے تھے وہ آن کر آپ کے مدّمقابل اترا اور تین دن تک آپ پر پانی بند کر دیا اور عبداللہ بن حوزی نے پکار کر کہا اے حسینؑ پانی کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ گویا وسطِ آسمان خدا کی قسم آپ اس کا ایک قطرہ نہیں پی سکتے حتیٰ کہ پیاس سے مر نہ جائیں۔ آپ نے عرض کی خدایا اسے پیاس کے ساتھ قتل کر اور اسے کبھی نہ بخشنا۔ وہ اس کے بعد پیتا لیکن سیر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا پیٹ پانی سے پھول گیا اور وہ پیاسا واصلِ جہنّم ہوا۔

عمرو بن حجاج نے پکار کر کہا اے حسینؑ! یہ وہ پانی ہے جسے کتے، خنزیر، گدھے اور بھیڑیے پیتے ہیں لیکن خدا کی قسم تم اس کا ایک قطرہ بھی نہیں پی سکتے۔ حتیٰ کہ (معاذ اللہ) جہنّم میں کھولتا ہوا پانی نہ پیو۔ اس بات کا سننا امام حسینؑ کے لیے پانی نہ پینے سے کہیں سخت تھا!

واقدی کہتا ہے کہ جب عمر سعد کے پاس خبر پہنچا تو عمر سعد نے اسے پکار کر کہا ارے ستم پیشہ تیرے لیے ابلاً وسہلاً نہیں ہے اے مبروص خدا تیرے گھر کو قریب نہ کرے تیری ملاقات نہ ہو اور یہ اچھا اس چیز کا جو تو لیکر آیا ہے۔ پھر عمر بن سعد نے خط پڑھ کر

Marfat.com

کہنے لگا خدا کی قسم تو نے ابن زیاد کو اس کے ارادہ سے موڑ دیا ہے۔ وہ تو مان گیا تھا لیکن تو شیطان ہے جو کچھ تو نے کرنا تھا کیا ہے۔ شمر کہنے لگا اگر امیر کے حکم کی پیروی کرنی ہے تو ٹھیک ورنہ لشکر میرے حوالہ کرو۔ پس عمر سعد نے امام حسینؑ کی طرف کسی کو بھیج کر اسکی خبر دی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنا ہاتھ مرجانہ کے بیٹے کے ہاتھ پر کبھی نہ رکھوں گا۔

اور ہم نے ذکر کیا ہے اور ہمارے جدّ ماوری ابوالفرج نے بھی کتاب منتظم میں بیان کیا ہے کہ شمر بن ذی الجوشن حضرت امام حسینؑ کے اصحاب کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں۔ پس اس کے سامنے جناب عباسؑ، عثمان اور جعفر علی ابن ابیطالبؑ کے فرزند نکلے اور کہنے لگے تو کیا چاہتا ہے تو وہ (ملعون) کہنے لگا اے ہماری بہن کے بیٹے تم امان میں ہو۔ ان حضرات نے کہا خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے کیا تو ہمیں امان دیتا ہے اور فرزند رسول کے لیے امان نہیں!

میں (مولف) کہتا ہوں کہ شمر کے اس قول کو کہ ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں سے مراد یہ ہے کہ شمر کا اشارا ام البنین بنت حزام کی طرف تھا جو کلابیہ خاندان سے تھیں اور شمر بھی اسی خاندان سے تھا۔

اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ ام البنین جریر بن عبداللہ بن مخلد کلابی کی پھوپھی تھیں اسی لئے شمر بن ذی الجوشن نے ان کے لیے امان حاصل کی تھی۔

شہادت

ہشام کہتا ہے کہ عمر بن سعد جب مایوس ہو چکا تو اس نے پکار کر کہا اے اللہ کے سپاہیو سوار ہو جاؤ پس یہ لشکر آگے بڑھا۔ اور جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ یہ مجھ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اصحاب اور اعزا سے کہا کہ تم لوگ واپس چلے جاؤ اور مجھ سے

Marfat.com

جدا ہو جاؤ۔ انھوں نے کہا خدا اس زندگی کو قبیح قرار دے جو آپ کے بغیر ہو اور یہ بات آپ کی بہن جناب زینب بنت علیؑ نے سُن لی وہ کھڑی ہو گئیں، دامن چادر زمین پر خط دے رہا تھا۔ انھوں نے کہا ہائے افسوس کاش کہ موت نے میری زندگی ختم کر دی ہوتی میرے باپ علیؑ، میری ماں فاطمہؑ اور بھائی حسنؑ آج کے دن مجھ سے بچھڑ گئے آگے گزرے ہوئے بزرگوں کے جانشین اور اے باقی رہنے والوں کے فریادرس! پھر آپ نے اپنے چہرے پر طمانچے مارے حسینؑ انھیں تسلی دیتے لیکن ان کے دل کو چین نہ آتا۔

پھر امام حسینؑ نے فرمایا اس زمین کو کیا کہا جاتا ہے۔ لوگوں نے کہا کربلا اور اسے نینوا بھی کہتے ہیں۔ آپ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کرب و بلا (یعنی دکھ اور مصیبت) مجھے میری نانی ام سلمیٰ نے بتایا تھا کہ جبرئیل رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تم اس وقت میرے پاس تھے، تم رونے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو میں نے تمھیں چھوڑ دیا۔ اور رسولؐ اللہ نے تمھیں اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پس جبرئیل نے کہا کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے عرض کی آپ کی اُمت عنقریب اسے قتل کر دیگی۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا دوں جس میں یہ شہید ہو گا۔ فرمایا ہاں۔ ام سلمیٰ کہتی ہیں کہ جبرئیل نے زمین کربلا پر اپنے پر پھیلا دیے اور آپ کو وہ زمین دکھلا دی پس جب امام حسینؑ سے کہا گیا کہ یہ زمین کربلا ہے تو آپ نے اسکی مٹی کو سونگھا اور فرمایا خدا کی قسم یہی وہ زمین ہے جس کی خبر جبرئیل نے رسول کو دی تھی۔ اور میں یقیناً اسی زمین میں شہید ہوں گا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مٹی بھر مٹی اٹھائی اور اس کو سونگھا اور فرمایا خدا کی قسم یہی وہ زمین ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں اس بات کو واقدی سے بیان کیا ہے اور کہا کہ رسول اللہ بیدار ہوئے تو آپ کے ہاتھ میں سُرخ رنگ کی مٹی تھی۔

نیز ابن سعد نے شعبی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؑ جنگ صفین کو جاتے ہوئے جب کربلا سے گزرے اور نینوا جو فرات کے سامنے ہے اس کے پاس پہنچے تو کھڑے ہو گئے

آپ نے وضو کا پانی لانے والے سے کہا ابو عبداللہ کو بتاؤ دیا حسینؑ کے باپ کو بتاؤ کہ اس زمین کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا کربلا! پس آپ آبدیدہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ گریہ کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی کہ کس چیز نے آپ کو رُلایا۔ آپ نے فرمایا ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے انھوں نے بتایا کہ بتحقیق میرا بیٹا حسینؑ فرات کے کنارے اس جگہ شہید کیا جائیگا جسے کربلا کہتے ہیں پھر جبریل نے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور وہ مجھے سونگھنے کے لئے دی پس میری آنکھیں میرے قابو میں نہ رہیں اور وہ تر ہو گئیں۔

حسن بن کثیر اور عبد خیر نے روایت کی ہے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؑ کربلا پہنچے تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا میرا باپ قربان ہو جائے ان پر کچھ جوان ہیں جو یہاں مارے جائیں گے، یہاں ان کے اونٹ بیٹھیں گے یہاں ان کے خیمے لگیں گے یہاں وہ شخص شہید ہو گا پھر آپ کا گریہ دیکھا زیادہ ہو گیا۔

پس جب وہ رات آئی جس کی صبح آپ (حسینؑ) شہید ہوئے تو امام مظلوم تمام رات عبادتِ الٰہی میں مصروف رہے۔ اور اپنے بھائی حسنؑ کے لیے دعائے رحمت کرتے رہے۔

جب صبح طلوع ہوئی وہ جمعہ کا دن اور دسویں محرم کی تاریخ تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کا دن اور سنہ ۶۱ھ تھی۔ آپ نے اپنے اصحاب کو میمنہ اور میسرہ پر تیار کیا اور وہ ۴۵ سوار اور ایکسو پیادے تھے اور کچھ لوگ کہتے ہیں ستر سوار اور سو پیادے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کے ساتھ تیس پیادے تھے لیکن یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ انصار چھوٹے بڑے سب ملا کر بہتر تھے۔ آپ نے علم اپنے بھائی عباسؑ کو دیا خیمے اور اہلحرم اپنے پیچھے رکھے۔

پھر امام حسینؑ نے پکار کر کہا اے اہلِ کوفہ کیا یہ تمھارے خطوط نہیں جو تم نے میری

بھیجے اور مجھے دھوکا دیا۔ تمھارے عہد و پیمان کہاں گئے۔ کسی نے جواب نہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے پکارا اے شبث بن ربعی، اے حجار بن حر، اے قیس بن اشعث، اے زید بن حرث اے فلاں اے فلاں کیا تم لوگوں نے مجھے خطوط نہیں لکھے تھے؟ وہ ملاعین کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ آپ کیا کہتے ہیں!

حر بن یزید ریاحی ان کے سرداروں میں سے تھے وہ کہنے لگے ہاں خدا کی قسم ہم نے آپ کی طرف خط لکھے اور آپ کو بلایا۔ خدا باطل اور اس کے ماننے والوں کو دور کرے خدا کی قسم میں دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دوں گا۔ پھر انھوں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور حسینؑ کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ پس حسینؑ نے ان سے کہا اہلاً و سہلاً تم خدا کی قسم دنیا اور آخرت میں حر ہو۔

پھر حر نے فوج شام کو پکار کر کہا وائے ہو تم پر تمھاری ماں تمھارے غم میں بیٹھے تمھیں وہ لوگ ہو جنھوں نے حسینؑ کو بلایا ہے۔ جب وہ تمھارے پاس آ گئے تو تم نے انھیں دشمن کے سپرد کر دیا۔ اور وہ ایک قیدی کی طرح ہو کر رہ گئے اور تم نے انھیں اس بہنے والے پانی سے منع کیا جسے یہود و نصاریٰ اور مجوس پیتے ہیں اور جنگل کے سوّر جس میں لوٹتے ہیں۔ بہت برا سلوک کیا ہے تم نے محمدؐ کے اہلبیت اور ذرّیت کے ساتھ ان کے بعد۔ اور اگر تم لوگوں نے اس کی مدد نہیں کی اور جس کے لیے قسمیں کھائی تھیں اسے پورا نہیں کیا تو اسے چھوڑ دو کہ وہ جہاں چاہے خدا کی زمین میں جا کر رہے کیا تم اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور کیا ان کے نانا محمدؐ کی نبوّت کی تصدیق نہیں کرتے، کیا تمھیں قیامت کا یقین نہیں پھر حر نے حملہ کیا اور کہا:

اضرب فی اعناقکم سبا السیف عن خیر من حل منی و الخیف

میں تمھاری گردنوں پر اس شخص کی حمایت میں تلوار ماروں گا جو منیٰ اور خیف میں اترنے والوں میں بہتر ہے۔

Marfat.com

حُر نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا۔ پھر وہ زیادہ ہو گئے اور انھوں نے حُر کو شہید کر دیا۔

واقدی کہتا ہے کہ لشکر حسینؑ کی طرف سب سے پہلے عمر سعد نے تیر پھینکا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ جب امام حسینؑ نے دیکھا کہ وہ ان کے قتل کرنے پر مُصر ہیں تو آپ۔ نے قرآن مجید اٹھایا اور اسے کھول کر اپنے سر پر رکھا اور بلند آواز سے فرمایا میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی کتاب اور میرے نانا رسول اللہؐ ہیں۔ اے قوم کس بنا پر تم میرے خون کو حلال سمجھتے ہو۔ کیا میں تمھارے نبی کی دختر کا فرزند نہیں ہوں۔ کیا تمھیں میرے جد کا ارشاد میرے اور میرے بھائی کے متعلق نہیں پہنچا۔ کہ یہ دونوں نوجوانانِ بہشت کے سردار ہیں۔ اگر تم میری بات کی تصدیق نہیں کرتے تو جابر، زید بن ارقم اور ابو سعید خدری سے پوچھ لو، کیا جعفر طیار میرے چچا نہیں۔ شمر ملعون نے پکار کر کہا اسی گھڑی تم ہاویہ میں وارد ہو گے (معاذ اللہ) حسینؑ نے فرمایا اللہ اکبر مجھے میرے جد رسول اللہؐ نے خبر دی ہے اور فرمایا ہے میں نے دیکھا ہے گویا ایک کتا میرے اہلبیت کے خون کو پی رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ تو وہی ہے۔ شمر کہنے لگا میں خدا کی ایک حرف پر عبادت کروں اور میری سمجھ میں نہ آئے کہ تم کیا کہتے ہو۔

پھر امام حسینؑ ملتفت ہوئے کہ آپ کا ایک بچہ پیاس سے رو رہا ہے آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر اٹھایا اور فرمایا اگر مجھ پر تمھیں رحم نہیں آتا تو اس بچے پر رحم کرو پس ایک شخص نے اس بچے کو تیر مار کر قتل کر دیا پس حسینؑ نے فرمایا خدایا ہمارے اور اس قوم کے درمیان تو حکم فرما کہ جنھوں نے مجھے بلایا کہ ہماری مدد کریں گے اور اب وہ قتل کر رہے ہیں۔ فضا سے ایک آواز آئی اے حسینؑ اس بچے کی فکر نہ کرو جنت میں اس کو دودھ پلانے والی موجود ہے۔

حصین بن تمیم نے آپ کو ایک تیر مارا جو آپ کے ہونٹوں پر لگا اور آپ کے ہونٹوں سے خون بہنے لگا۔ حسینؑ نے فرمایا خدایا میں تیری بارگاہ میں شکایت کرتا ہوں اس

Marfat.com

سلوک کی جو مجھ سے میرے بھائیوں، میری اولاد اور میرے اہلبیت سے کیا جا رہا ہے
پھر نماز ظہر کا وقت آیا تو آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ادا کی۔ آپ حالت نماز
میں تھے کہ دشمن نے آپ پر سخت ترین حملہ کیا۔ پس زہیر بن قین نے حسینؑ کی حفاظت میں
کر دیا۔ وہ کہتے تھے:

انا زهير وانا بن القين اردكم بالسيف عن حسين

(میں زہیر قین کا بیٹا ہوں اور تمھیں حسینؑ سے تلوار کے ذریعے رد کروں گا۔)

امام حسینؑ کو غنودگی آ گئی۔ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے میں نے اسی وقت اپنے
رسول اللہؐ کو دیکھا ہے وہ کہتے تھے بیٹا صبر کرو ابھی ہمارے پاس پہنچنے والے ہو۔ بہن
نے چیخ کر کہا کیا دیکھ رہے ہو اس پر حملہ کر دیں حصین بن تمیم نے آپ کے سر پر تلوار ماری جس
سے آپ زمین پر گر پڑے۔ اور زرعۃ بن شریک تمیمی نے آپ کے سر پر تلوار ماری جس
اور آپ کے دائیں کندھے پر وار کیا اور اسے الگ کر دیا۔ سنان بن انس نے آپ کی
کی ہڈی پر نیزہ مارا پھر وہ ملعون گھوڑے سے اترا اور ذبح کرنے کے بعد آپ کا سر جدا
کر لیا۔ اور آپ کے قاتل کے متعلق مؤرخین نے اختلاف کیا ہے۔ چند اقوال میں
ایک قول یہ ہے کہ آپ کا قاتل سنان بن انس نخعی ہے۔ یہ قول ہشام بن محمدؒ کا
دوسرا قول ہے کہ حصین بن تمیم نے آپ کو تیر مارا پھر گھوڑے سے اتر کر آپ کو ذبح کیا
اور آپ کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکا دیا تاکہ ابن زیاد کا قرب حاصل ہو۔ اور
تیسرا قول ہے کہ مہاجر بن اوس تمیمی نے آپ کو شہید کیا اور چوتھا یہ ہے کہ کثیر ابن عبد
اشجعی ہے۔ اور پانچواں قول ہے کہ شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو شہید کیا۔ اور زیادہ
صحیح قول یہ ہے کہ سنان بن انس نخعی اور شمر بن ذی الجوشن نے آپ کو شہید کیا
اور جب یزید حجاج کے دربار میں داخل ہوا تو اس نے کہا تو قاتلِ حسینؑ ہے؟ اس نے
کہا ہاں۔ حجاج نے کہا تجھے بشارت ہو کہ تو اور وہ ایک گھر میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

مورخین کہتے ہیں کہ حجاج کی زبان سے اس جملے سے اچھی بات کبھی نہیں سنی گئی۔ پھر انھوں نے آپ کے جسم کے زخم شمار کئے تو ۳۳ زخم نیزوں کے اور ۳۴ زخم تلوار کے تھے۔ آپ کے لباس میں ۱۲۰ سوراخ نیزوں کے تھے۔ ان ملاعین نے آپ کا لباس اتار لیا۔ یہاں تک کہ آپ کا زیر جامہ بجر بن کعب تمیمی نے لیا ممتیں اسحاق بن حویہ حضرمی نے اور آپ کی تلوار خلاس غنوی نے لی، اور کی چادر قیس بن اشعث کندی نے، نعلین اسود بن خالد ازدی نے، عمامہ جابر بن یزید نے اور ٹوپی مالک بن بشیر کندی نے لی۔ اور عمر بن سعد نے کہا جو حسینؓ کا سر لیکر آئیگا اُسے ہزار درہم دیا جائیگا۔

اور عمر سعد نے یہ بھی کہا کون ہے جو ان کے سینوں کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال کرے۔ ان ملاعین نے آپ کی پشت اور سینہ کو گھوڑوں سے روندا۔ آپ کی پشت پر سیاہ نشانات نظر آئے، ان کے متعلق سوال کیا تو بتایا گیا کہ حسینؓ رات کے وقت مساکین مدینہ کیلئے کھانا لیکر جاتے تھے۔ فاطمہ بنت الحسین کی اوڑھنے والی چادر ایک ملعون نے چھین لی۔ اور زیور دوسرے نے۔ اور آپ کے اہلحرم اور بیٹیوں کی چادریں چھین کر انھیں تنہائے سر کر دیا۔ اور واقدی نے کہا ہے کہ سنان بن انس آیا اور بعض کہتے ہیں کہ شمر تھا اس نے عمر بن سعد کے خیمے کے دروازہ پر کھڑا ہو کر کہا:

اوقر رکابی فضۃ وذھبا　　انا قتلت سید ھجبا

میری رکاب کو سونے چاندی سے بھر دے میں نے صاحب دربان سردار کو قتل کیا ہے۔

قتلت خیر الناس اما وابا　　واخیاھم ان ینسبون نسبا

میں نے اسے قتل کیا ہے جو ماں باپ کے لحاظ سے افضل اور حسب و نسب کے ذریعے سب سے بہتر تھا

ابن سعد نے پکار کر کہا کیا تو مجنون ہے۔ اگر ابن زیاد نے یہ اشعار سن لیے تو وہ تجھے قتل کر دیگا۔

اور ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ سنان بن انس نے ابن زیاد کے دروازہ پر

Marfat.com

آکر یہ اشعار پڑھے تو اس نے اسے کچھ بھی نہ دیا۔

شہدائے بنی ہاشم

ہشام بن محمدؒ نے کہا ہے کہ آل ابوطالب میں سے جو جماعت شہید ہوئی ان میں سے حسین ابن علیؑ ہیں جنھیں سنان بن انس نے شہید، عباسؑ ابن علی کو زید بن رقاد نے، عباس کے بھائی جعفر، عبداللہ اور عثمان بھی شہید ہوئے۔ ان سب کی والدہ ام البنین ہیں جن کا ذکر ہم کر آئے ہیں۔ محمد بن علی شہید ہوئے ان کی والدہ کنیز تھی۔ ابوبکر بن علی شہید ہوئے ان کی والدہ لیلیٰ بنت مسعود بن دارم تھی، علی بن الحسین بن علی وہ علی ہیں ان کی والدہ لیلیٰ بنت مرّہ ثقفیہ تھیں آپ کو مرّہ بن سعد عبدی نے شہید کیا اور علی بن الحسینؑ (سجاد) کو بیمار سمجھ کے شہید نہ کیا گیا۔ عبداللہ بن حسین (علی اصغر) جن کی والدہ رباب بنت امراء القیس تھیں انھیں ہانی بن ثابت حضرمی نے شہید کیا۔ اور عبداللہ بن حسن بن علی جن کی والدہ کنیز تھیں عبداللہ بن عقبہ غنوی نے شہید کیا۔ اور عبداللہ بن حسن بن علی کہ جن کی والدہ کنیز تھیں انھیں سعد بن عمر بن نفیل ازدی نے شہید کیا۔ عون بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو عبداللہ بن قطبہ طائی نے شہید کیا۔ ان کی والدہ جمانہ بنت مسیب بن نجبہ تھی۔ اور محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالبؑ کو شہید کیا گیا۔ ان کی والدہ خوط بنت حفصہ تمیمیہ تھی۔ جعفر بن عقیل شہید ہوئے ان کی والدہ ام البنین بن لقرہ تھی۔ ان کو بشر بن حوط ہمدانی نے شہید کیا۔ ان کے بھائی عبداللہ بن عقیل جن کی والدہ کنیز تھی ان کو عمر بن صبیح صیداوی نے شہید کیا۔ اور ہم بیان کر آئے ہیں کہ مسلم بن عقیل کو ابن زیاد نے شہید کیا اور ان کی والدہ کنیز تھی۔ اور عبداللہ بن مسلم بن عقیل شہید ہوئے ان کی والدہ رقیہ بنت علیؑ تھیں اور رقیہ کی والدہ کنیز تھی۔ انھیں عمر بن صبیح صیداوی نے شہید کیا۔ اور محمد بن مسلم بن عقیل کہ جن کی والدہ کنیز تھی انھیں لقیط بن یاسر جہنی نے شہید

اور حسن بن حسن بن علی اور عمر بن حسن بن علی کو صغیر السن سمجھ کے چھوڑ دیا گیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ اولاد ابوطالب میں سے سترہ افراد (میدان کربلا میں) شہید ہوئے۔ جن میں سات افراد اولاد علیؑ تھے حسینؑ، عباس، جعفرؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ، عثمانؑ اور ابوبکرؑ۔ حسینؑ کے دو فرزند تھے علیؑ (اکبر) اور عبداللہؑ (اصغر) اور اولاد حسنؑ میں سے تین تھے ابوبکرؑ، قاسمؑ اور عبداللہؑ۔ اور عبداللہ بن جعفر کے دو بیٹے عون اور محمدؑ عقیل کی اولاد میں سے پانچ مسلم، جعفر، عبداللہ، عبداللہ بن مسلم اور ان کے بھائی محمد بن مسلم۔ مدائنی نے ذکر کیا ہے کہ امام حسینؑ کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عقیل اور عون بن عقیل بھی شہید ہوئے۔ اس بنا پر وہ اکیس ہیں گے۔ اور انھیں کے بارے میں سراقہ بن باہل کہتا ہے:

یا عین ابکی بعبرۃ وعویل واندبی ان ندبت آل الرسول

اے آنکھ آنسو کے ساتھ گریہ کر اور اگر آل رسول پہ ندبہ کرنا چاہتی ہے تو ندبہ کر۔

سبعۃ منھم لصلب علی قد ابیدوا وسبعۃ عقیل

ان میں سے سات علیؑ کے اور سات عقیل کے بیٹے فنا کے گھاٹ اتار دیے گئے۔

لعن اللہ حیث حل زیاداً وابنہ والعجوز ذات البغول

زیاد (خبیث) جہاں بھی ہو اس پر اس کے بیٹے پر اور کئی شوہروں والی بڑھیا پر خدا لعنت کرے۔ بڑھیا سے مراد سمیہ ہے جو بدکار تھی، اس کا واقعہ مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں اس کا نام مرجانہ تھا۔

شعبی کہتا ہے سب سے پہلے ان میں سے حضرت عباسؑ پھر علی بن الحسینؑ شہید ہوئے اور جب علی اکبر میدان میں آئے تو انھوں نے یہ اشعار پڑھے:

انا ابن الحسین بن علی نحن ورب البیت اولی بالنبی

من تمرو عمرو ابن دعی

(میں حسین بن علی کا علی بیٹا ہوں خانۂ خدا کی قسم ہم نبیٔ اکرم کے زیادہ حقدار ہیں شمر، عمر اور حرامزادے ابن زیاد سے)

آپ کو ایک ملعون نے نیزہ مار کر شہید کیا تھا۔ ان کے بعد عون بن جعفر، پھر قاسم بن حسن پھر عبداللہ بن حسن، پھر عبداللہ بن علی پھر عثمان بن علی، پھر عبدالرحمٰن بن عقیل پھر محمد بن عبداللہ بن جعفر پھر خود حسینؑ شہید ہوئے۔ یہ سب یکے بعد دیگرے شہید ہوئے۔ زید بن قین حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے (واقعاتِ کربلا سے کم از کم واقفیت رکھنے والا شخص جانتا ہے کہ شہدا کربلا کے واقعات جو اوپر بیان کئے گئے ہیں مجمل ہونے کے علاوہ تمام مؤرخین کے بیانات کے بھی خلاف ہیں۔ یہ واقعات کسی مفصل کتاب میں دیکھے جائیں مترجم) زہیر کی بیوی نے اس کے غلام سے کہا جاؤ اور اپنے آقا کو کفن پہناؤ۔ وہ غلام گیا تو دیکھتا ہے کہ حسینؑ کی نعشِ مبارک بے کفن پڑی ہے اس نے خیال کیا کہ اپنے آقا کو تو کفن پہناؤں اور حسینؑ کو اسی طرح چھوڑ دوں۔ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ پس اس نے آپ کو کفن پہنایا پھر دوسرا کفن زہیر کو پہنایا۔ محمد بن سعد نے محمد بن حنفیہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا انتیس جوان ایسے شہید ہوئے جو جناب فاطمہؑ سے ہیں۔ اور یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کی اولاد میں سے کافی حضرات شہید ہوئے۔ آپ کی شہادت نماز ظہر اور عصر کے درمیان جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ کیونکہ آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نمازِ خوف (ظہر) پڑھ لی تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتہ کا دن تھا

سر ہائے شہداء اور اسیران بلا

ہشام بن محمد واقدی اور ابن اسحٰق کہتے ہیں پھر عمر سعد نے امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں کے سر اور آپ کی بیٹیاں اور جو بچے باقی رہ گئے تھے انھیں خولی بن یزید اصبحی کے ساتھ ابن زیاد کی طرف روانہ کیا۔ ان میں علی بن الحسینؑ بھی تھے جو کہ مریض تھے جب ان کا

Marfat.com

لز را امام حسینؑ کی لاشِ مبارک سے ہوا تو جناب زینب بنت علیؑ پکاریں وا محمّداہ صلی
ملیک اللہ اسماء ھٰذا حسینؑ مرمل بالعراء و بالاھا و بناتک سبایا و ذریتک
تتلی تسفی علیھم الصبا یا محمداہ (افسوس ہے اے محمد مصطفےٰ آپ پر تو خداوندِ
عالم نے درود و سلام کیا اور یہ حسینؑ ریگِ صحرا اور خون میں نہائے میدان میں پڑے ہیں
آپ کی بیٹیاں قیدی ہیں اور آپ کی ذرّیت کو شہید کر دیا ہے۔ ان پر ہوا کے جھونکے
خاک ڈال رہے ہیں اے محمدؐ! پس آپ نے یہ فقرات کہہ کر ہر دوست اور دشمن کو
رُلایا۔ اور امام حسینؑ کے سر مبارک کے ساتھ ۹۲ سر ہائے شہداء نیزوں پر بلند کیے گئے

اور مفرداتِ بخاری میں ابن سیرین سے مروی ہے کہ جب سر حسینؑ ابن زیاد کے
سامنے ایک طشت میں رکھا گیا اور وہ ملعون آپ کے دانتوں پر چھڑی مارتا اور آپ
کے حسن و جمال کے متعلق کچھ کہہ رہا تھا۔ اور اس کے دربار میں انس بن مالک بھی موجود تھے
تو وہ رونے لگے۔ اور کہا کہ یہ تو سب سے زیادہ رسول اللہؐ سے مشابہت رکھتے تھے
اور آپ کی ریشِ مبارک پر وسمہ کا خضاب تھا اور بعض کہتے ہیں سیاہ رنگ سے خضاب
کیا تھا۔ اور ابن ابی دنیا نے روایت کی ہے کہ ابن زیاد کے دربار میں زید بن ارقم موجود
تھے، انھوں نے کہا اپنی چھڑی کو اٹھا لے خدا کی قسم میں نے بہت دفعہ دیکھا کہ رسول اللہ
ان دونوں ہونٹوں کے درمیان بوسے لیتے تھے۔ پھر زید رونے لگے۔ پس ابن زیاد
نے ان سے کہا خدا تمھاری آنکھوں کو رُلائے۔ اگر تم بڑھاپے کی وجہ سے سٹھیا نہ گئے
ہوتے تو میں تمھیں قتل کر دیتا۔ پس زید کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اے لوگو تم آج کے
بعد غلام ہو گئے ہو تم لوگوں نے جناب فاطمہؑ کے بیٹے کو شہید کیا اور ابن مرجانہ کو اپنا امیر
بنا لیا۔ خدا کی قسم یہ تم میں سے اچھے لوگوں کو قتل اور بُرے لوگوں کو غلام بنا کر رہیگا
پس دوری ہے اس کے لیے جو ذلّت و خواری، ننگ اور عار پر راضی رہے۔ پھر کہنے
لگے اے ابن زیاد میں تجھے ایک حدیث سُناتا ہوں جو اس سے بھی زیادہ سخت ہے

Marfat.com

میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپ نے حسنؑ کو اپنے دائیں زانو پر اور حسینؑ کو بائیں زانو پر بٹھایا ہوا تھا۔ پھر آپ نے دونوں کے سر کے اگلے حصّے پر ہاتھ رکھا پھر فرمایا خدایا میں ان دونوں اور صالح المومنین (امیر المومنین) کو تیری امان میں دیتا ہوں اے ابن زیاد کس طرح تو نے رسول اللہؐ کی امانت کا خیال رکھا۔ اور ہشام بن محمدؒ نے کہا ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک ابن زیاد علیہ اللعن کے سامنے رکھا گیا تو اسے اس کے کاہن نے کہا کھڑا ہو جا اور اپنا قدم اپنے دشمن کے منہ پر رکھ دے پس وہ ملعون کھڑا ہو گیا اور اپنا نحس قدم آپ کے چہرۂ مبارک پر رکھا۔ پھر زید بن ارقم سے کہنے لگا کیسا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ وہ اپنا منہ اس مقام پر رکھتے تھے جہاں تو نے قدم رکھا ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ واقعہ یزید بن معاویہ کے ہاں زید بن ارقم کے ساتھ پیش آیا اور ابن جریر نے کہا ہے کہ یزیدؔ کے دربار میں ابو برزہ اسلمی تھے جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔

شعبی نے کہا ہے کہ ابن زیاد کے پاس قیس بن عبادہ موجود تھے تو ابن زیاد نے کہا تم میرے اور حسینؑ کے معاملے میں کیا کہتے ہو تو قیس نے جواب دیا کہ قیامت کے دن حسینؑ کے نانا، باپ اور ماں آئیں گے اور حسینؑ کی شفاعت کریں گے اور تیرا نانا باپ اور ماں آئیں گے اور وہ تیری شفاعت کریں گے۔ ابن زیاد آگ بگولا ہو گیا اور انھیں دربار سے نکال دیا۔

ہشام کہتا ہے کہ جب علی بن الحسین اصغر خواتین کے ساتھ یزید کے دربار میں پیش ہوئے آپ بیمار تھے تو ابن زیاد نے کہا یہ کیسے بچ گیا اسے بھی قتل کرو۔ تو زینب بنت علیؑ نے فرمایا اے ابن زیاد جتنے خون ہمارے بہا چکا ہے وہ تمھارے لیے کافی ہیں۔ اور اگر انھیں بھی قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی قتل کر دے۔ اور حضرت علی زین العابدین

Marfat.com

نے فرمایا اگر تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے تو دیکھ کہ ان عورتوں کا اور کون قریبی رشتہ دار ہے جو ان کے ساتھ رہے گا؟ ابن زیاد نے کہا یہ کام تمھارا ہے اور واقدی نے کہا ہے کہ علی بن الحسینؑ کو تو اس لیے انھوں نے چھوڑ دیا کہ جب ان کے باپ مارے گئے تو آپ بیمار تھے شمر ملعون آپ کے قریب سے گزرا تو کہنے لگا اسے بھی قتل کر دو اس لڑکے کے درپے نہ ہو جاؤ، پھر شمر سے کہا دائے ہو تجھ پر ان اہلحرم کے لیے کون ہوگا۔

اور ابن زیاد نے اس مجلس میں زینب علیا سے کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے تمھیں رسوا کیا اور قتل کیا اور تمھاری بات کو جھوٹا کر دکھایا تو آپ نے فرمایا بلکہ حمد ہے اس خدا کی جس نے محمدؐ کی وجہ سے ہمیں کرامت و عزت بخشی، اور آپ کی وجہ سے ہمیں پاک کیا جو پاک کرنے کا حق ہے۔ اور رسوا و ذلیل تو فاسق اور جھوٹا فاجر ہوتا ہے اور خداوند عالم نے ہمارے اہل بیت کے لیے شہادت لکھ دی تھی پس وہ اپنے قبر میں لیٹنے کی جگہ کی طرف بڑھے اور عنقریب خدا ہمیں اور تمھیں اکٹھا کرے گا اور اپنے سامنے ہمارا فیصلہ کریگا۔

ابن ابی الدنیا کہتا ہے کہ پھر ابن زیاد نے لوگوں کو مسجد میں جمع کیا، خطبہ دیا اور کہنے لگا حمد ہے اس خدا کی جس نے کذاب ابن کذاب (معاذ اللہ) حسینؑ اور اس کے شیعوں کو قتل کیا پس عبداللہ بن عفیف ازدی کھڑے ہو گئے اور وہ سب کچھ چھوڑ کے مسجد میں رہنے لگے تھے۔ ان کی دائیں آنکھ جنگ صفین میں حضرت علیؑ کی معیت میں ضائع ہو گئی تھی۔ انھوں نے کہا اے مرجانہ کے بیٹے کذاب بن کذاب تو اور تیرا باپ اور وہ ہے جس نے تجھے حاکم بنایا ہے اے مرجانہ کے بیٹے کیا تم لوگ انبیاء کی اولاد کو شہید کرنے والے اور فاسقین والی باتیں بیان کرتے ہو۔

Marfat.com

پس ابن زیاد نے کہا اس کو گرفتار کرلو۔ عبداللہ علامت ازد کے سا
پکارے تو ان میں سے سات سو آدمی کود پڑے اور وہ انھیں لیکر گھر پہنچا آئے

پھر عمر بن سعد ابن زیاد کے دربار سے اٹھا اور اپنے گھر جا رہا تھا وہ راستے میں کہتا جاتا تھا اس طرح سے کوئی نہیں پلٹا جیسے میں واپس آیا ہوں میں نے ابن زیاد جیسے فاسق و فاجر کا بیٹا ہے کی اطاعت کی اور حاکم عادل کی نافرمانی کی ہے اور ایک شریف قرابت سے قطع رحمی کی ہے لوگوں نے بھی اسے چھوڑ دیا اور جب بھی لوگوں کے قریب سے گزرتا تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے اور اگر مسجد میں جاتا تو لوگ وہاں سے نکل جاتے اور جو بھی اسے دیکھتا اس پر لعنت بھیجتا پس وہ اپنے گھر میں رہنے لگا یہاں تک کہ فی النار والسقر ہوا۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے مرجانہ مادر ابن زیاد نے ابن زیاد سے کہا اے خبیث تو نے فرزند رسول کو شہید کیا ہے۔ خدا کی قسم تو جنت کو کبھی بھی دیکھ نہیں سکتا۔ پھر ابن زیاد نے تمام سر کوفہ میں نیزوں پر نصب کیے۔ یہ اسلام میں مسلم بن عقیل کے بعد پہلے سر تھے جو نصب کیے گئے۔ اور وہ ستر سے زیادہ تھے۔

بعض نے کہا ہے کہ رباب بنت امراء القیس زوجہ حضرت حسین نے آپ کا سر مبارک اٹھایا اور اسے اپنی گود میں رکھا، اس کے بوسے لیے اور فرمایا:

واحسینا فلا ننسیت حسینا　　او قدۃ السنۃ الاعداء

ہائے حسین میں کبھی حسین کو نہیں بھولونگی۔ دشمن کے نیزے ان کی طرف بڑھے

غادروہ بکربلا صریعا　　لاسقی اللہ جانبی کربلا

ان کو کربلا میں پچھاڑ دیا گیا، اس جگہ کو خدا سیراب نہ کرے۔

ابو عبید بن عمر کہتا ہے کہ میں نے اس قصر (قصر الامارہ کوفہ) میں عجیب بات دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ حسین کا سر ابن زیاد کے سامنے رکھا ہوا تھا پھر میں نے دیکھا

Marfat.com

کہ ابن زیاد کا سر مختار کے سامنے رکھا تھا، پھر میں نے دیکھا کہ مختار کا سر مصعب بن زبیر کے سامنے رکھا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ مصعب بن زبیر کا سر عبد الملک بن مروان کے سامنے تھا۔ پوچھا گیا کہ یہ سب کچھ کتنی مدت میں ہوا۔ کہنے لگا تین سال۔ بس لقمہ ہے دُنیا کے لیے جو یہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ پھر ابن زیاد نے سروں کو دوسرے دن اتارا اور سرہائے شہدار اور قیدیوں کو شام کی طرف یزید بن معاویہ کے پاس روانہ کیا۔

سرِ مظلوم جانبِ دمشق

واقدی کہتا ہے ابن زیاد نے زحر بن قیس جعفی کو بلایا اور سرہائے شہدار اور جملہ اسیرانِ بلا اس کے سپرد کیے اور اسے دمشق بھیجا۔ ربیعہ بن عمر بیان کرتا ہے میں یزید بن معاویہ کے پاس اس کے خواص کے ساتھ بیٹھا تھا، اچانک کہا گیا کہ زحر بن قیس دروازہ پر موجود ہے اور اذن چاہتا ہے۔ یہ گھبرا کر سیدھا ہو بیٹھا اور فوراً اسے حاضر ہونے کی اجازت دی۔ وہ داخل ہوا تو یزید نے پوچھا کہو کیا خبر لایا؟ زحر نے کہا جو تجھے مرغوب و محبوب ہے۔ تجھے بشارت ہو اللہ کی فتح و نصرت کی حسینؑ اپنے اہلبیت اور شیعوں کے ستر سواروں کے ساتھ ہم پر وارد ہوئے ہم نے ان پر امان اور ابن زیاد کے حکم کو قبول کرنا پیش کیا۔ انھوں نے انکار کر دیا اور جنگ کو ترجیح دی۔ اب اُن کے جسم عریاں پڑے ہیں اور وہ جنگل میں پچھاڑ دیے گئے۔

تمام روایاتِ مشہورہ جو یزید کے متعلق موجود ہیں ان میں ہے کہ جب سرِ حسینؑ اس کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اہلِ شام کو جمع کیا اور وہ سرِ مبارک پر خیزراں کی

چھڑی مارتا اور ابن زبعری کے یہ اشعار پڑھتا:

لیت اشیاخی ببد وشهدوا وقعة الخزرج من وقع الاسل

کاش میرے جنگ بدر والے بزرگ جنگ خزرج میں نیزوں کے پڑنیکے وقت حاضر ہوتے

قد قتلنا القرن من ساداتهم وعدلنا قتل بدر فاعتدل

ہم نے اسکے سرداروں میں سے ایک سردار کو قتل کیا اور بدر کا بدلہ ہم نے برابر چکا لیا۔

شعبی نے کہا ہے کہ ابن زبعری کے اشعار میں یزید نے درج ذیل ابیات کا اپنی طرف سے اضافہ کیا:

لعبت هاشم بالملک فلا خبر جاء ولا وحی نزل

لست من خندف ان لم انتقم من بنی احمد ما کان فعل

یعنی ہاشم نے ملک وسلطنت کیلئے کھیل کھیلا نہ کوئی خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی۔ میں قبیلہ خندف میں سے نہیں اگر میں نے اولاد احمد مجتبیٰ سے ان کے کئے ہوئے کا بدلہ نہ لیا۔

زہری کہتا ہے جب سر ہائے شہدا آئے تو یزید سیر و سیاحت میں مصروف مقام حیرون میں تھا تو اس نے خود یہ اشعار کہے:

لما بدت تلک الحمول واشرفت تلک الشموس الی ابی حیرون

نعب الغراب فقلت صح او لا تصح فلقد قضیت من الغریم دیون

جب ظاہر ہوئے یہ اونٹ اور چمکے یہ آفتاب حیرون کے ٹیلوں پر تو فراق کا کوا بولنے لگا میں نے کہا تو سچ یا جھوٹ کہہ رہے میں نے اپنے قرضخواہ سے قرضے چکا لیے ہیں۔

مجاہد کہتا ہے خدا کی قسم لوگوں میں کوئی ایسا نہ تھا جو یزید کو لعنت ملامت اس کی عیب جوئی اور اس سے قطع تعلق کا اظہار نہ کرتا ہو۔

ابن ابی الدنیا کہتا ہے اس وقت یزید کے پاس ابو برزہ اسلمی موجود تھے وہ سے کہنے لگے اپنی چھڑی کو اٹھا لے خدا کی قسم میں نے اکثر اوقات رسول اللہ ﷺ کو ا

Marfat.com

لبوں کے بوسے لیتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور علی بن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ) اور خواتین عصمت رسیوں میں جکڑے کھڑے تھے۔ پس سید سجادؑ نے بآواز بلند کہا اے یزید تیرا کیا خیال ہے اگر رسول اللہؐ ہمیں اس طرح رسیوں میں جکڑا ہوا دیکھیں تو کیا کہیں؟ اس پر تمام لوگ رونے لگے۔

ہشام بن محمدؒ نے اپنے باپ سے اس نے عبید بن عمر سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ قیصر روم کا سفیر دربار یزید میں حاضر تھا، وہ یزید سے دریافت کرنے لگا یہ کس کا سر ہے۔ یزید نے کہا حسینؑ کا۔ وہ کہنے لگا کون حسینؑ؟ یزید نے جواب دیا فاطمہؑ کا بیٹا۔ اس نے کہا کون فاطمہؑ؟ یزید نے کہا محمدؐ کی بیٹی۔ سفیر نے کہا محمدؐ! تمھارا نبی؟ یزید نے کہا ہاں۔ سفیر نے پوچھا اس کا باپ کون تھا؟ یزید نے جواب دیا علیؑ ابن ابیطالبؑ۔ اس نے کہا علی ابن ابیطالبؑ کون تھا؟ یزید نے کہا ہمارے نبی کا چچا زاد بھائیؐ۔ تو اس نے کہا ہلاکت ہے تمھارے لیے اور تمھارے دین کے لیے۔ مسیح کے حق کی قسم تم لوگ نالائق ہو۔ ہمارے بعض جزیروں میں ایک گرجا ہے جسمیں اس گدھے کا کھر رکھا ہوا ہے جس پر ہمارے سردار مسیح سوار ہوئے تھے۔ ہم لوگ ہر سال اطراف دنیا سے اس کی زیارت کیلئے جاتے ہیں اس پر نذریں مانتے ہیں اور اسکی تعظیم اسی طرح کرتے ہیں جس طرح تم لوگ خانہ کعبہ کی کرتے ہو۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ تم باطل پر ہو۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا اور دوبارہ اس کے پاس واپس نہ آیا۔

محمد بن سعد نے طبقات میں محمد بن عبدالرحمٰن سے بیان کیا ہے کہ میری ایک راس الجالوت (یہودی پادری) سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگا میرے اور داؤدؑ کے درمیان ستر نبی ہیں اور یہودی میری تعظیم اور احترام کرتے ہیں اور تم لوگوں نے

Marfat.com

نبی کی بیٹی کے فرزند کو قتل کر دیا ہے۔

عبدالملک بن ہاشم نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ابو محمد عبدالملک بن ہشام نحوی بصری نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ جب ابن زیاد نے سر حسینؑ قیدیوں سمیت یزید کی طرف روانہ کیا وہ جس منزل پر قیام کرتے سر حسین اس صندوق سے نکالتے جو اس سر کیلئے بنایا گیا تھا اور سر کو نیزے پر رکھ کر ساری رات صبح کوچ کے وقت تک اس کی حفاظت کرتے رہتے اور پھر دوبارہ اسے صندوق میں رکھ کر اپنا سفر شروع کر دیتے۔ پس ایک ایسی منزل پر اترے کہ جہاں قریب ایک گرجا تھا اس میں ایک پادری رہتا تھا۔ انھوں نے معمول کے مطابق سر مبارک صندوق سے نکال کر نیزے پر بلند کیا اور سر کی محافظت کرنے لگے اور نیزہ کو گرجا کی دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا۔ پس جب آدھی رات ہوئی تو راہب نے دیکھا کہ سر انور سے لیکر آسمان تک نور کا ایک شعلہ بلند ہے۔ اس نے دیوار سے جھانک کر ان لوگوں سے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگے ہم ابن زیاد کے آدمی ہیں۔ اس نے کہا یہ کس کا سر ہے تو انھوں نے بتایا یہ سر حسین بن علی بن ابیطالب اور فاطمہ بنت رسول اللہؐ کے فرزند کا ہے اس نے کہا جو تمھارا نبی ہے انھوں نے کہا ہاں۔ راہب کہنے لگا تم بُری قوم ہو اگر عیسیٰ مسیح کا کوئی بیٹا ہوتا تو ہم اسے آنکھوں پر بٹھلاتے۔ پھر وہ راہب ان سے کہنے لگا کیا میرے ساتھ ایک معاملہ کرو گے؟ کہنے لگے وہ کیسا؟ راہب نے کہا میرے پاس دس ہزار دینار ہیں وہ لے لو اور یہ سر مجھے دیدو کہ جتنی رات باقی رہ گئی ہے اس میں یہ سر میرے پاس رہے اور جب تم کوچ کرنے لگو تو اسے واپس لے لینا انھوں نے کہا کیا حرج ہے۔ انھوں نے سر راہب کے حوالہ کیا اور اس نے دینار انھیں دیدیے۔ راہب سر لے گیا، اسے دھویا خوشبو لگائی اور اپنے زانو پر رکھ کر ساری رات بیٹھا روتا رہا۔ جب صبح نمودار ہوئی تو کہنے لگا اے سر میں اپنے علاوہ

کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ کے جدّ امجد اللہ کے رسول ہیں اور میں آپ کا خادم اور غلام ہوں اور پھر جو کچھ گرجا میں اس کے پاس تھا وہ لیکر نکلا اور اہلبیت کی خدمت کرنے لگا!

ابن ہشام نے سیرت میں کہا ہے کہ پھر انھوں نے سر لیا اور چل پڑے جب دمشق کے قریب پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے آؤ یہ دینار آپس میں تقسیم کر لیں تاکہ یزید انھیں دیکھ کر ہم سے لے نہ لے۔ وہ تھیلیاں اٹھائیں۔ انھیں کھول کر دیکھا تو وہ دینار ٹھیکریاں ہو چکے تھے۔ ان کی ایک جانب یہ آیت تحریر تھی ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظالمون یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کے عمل سے غافل ہے۔ اور دوسری جانب یہ آیت تھی وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون عنقریب ظالموں کو معلوم ہو جائیگا کہ ان کی بازگشت کس طرف ہے۔ پس وہ تمام ٹھیکریاں انھوں نے نہر بردا میں پھینک دیں۔

ہشام بن محمدؒ نے ذکر کیا ہے کہ جب خواتین عصمت و طہارت دربار یزید میں داخل ہوئیں تو اہل شام میں سے ایک شخص نے فاطمہ بنت حسینؑ کی طرف دیکھ کر یزید سے کہا کہ یہ لڑکی مجھے بخش دے کیونکہ یہ ہمارے لیے حلال ہیں۔ وہ شہزادی فریاد کرنے لگی، کانپنے لگی اور اپنی پھوپھی کے دامن سے لپٹ گئی۔ جناب زینبؑ نے بآواز بلند کہا یہ بات یزید کے بس کی نہیں اور نہ اسے کوئی حق حاصل ہے۔ یزید غصّے میں آکر کہنے لگا اگر میں چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں۔ حضرت زینبؑ نے کہا۔ ہمارے قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھا اور ہماری ملّت کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کر لے پھر جو چاہے کرتا پھر۔ پس اس لعین کا غصہ یہ سن کر ٹھنڈا ہوا۔

Marfat.com

سرِ مظلوم کہاں دفن ہوا؟

سر کے بارے میں مؤرخین کے درمیان مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ مشہور یہ ہے کہ یزید نے قیدیوں کے ساتھ ہی مدینہ واپس کر دیا تھا پھر وہاں سے جسدِ اطہر کی طرف کربلا میں پلٹا دیا گیا اور جسم کے ساتھ دفن ہوا۔ ہشام وغیرہ نے یہی کہا ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کی والدہ جناب فاطمہؑ کی قبر کے پاس دفن ہوا۔ یہ قول ابن سعد کا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب سر مدینہ میں پہنچا تو اس وقت مدینہ کا حاکم سعید بن عاص تھا اس نے سرِ مظلوم اپنے سامنے رکھا ناک پکڑی، پھر حکم دیا کہ اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر ان کی والدہ فاطمہؑ کے پاس دفن کیا جائے۔

شعبی نے لکھا ہے کہ مروان بن حکم مدینہ میں تھا اس نے سرِ مظلوم کو اٹھایا اور اپنے سامنے رکھا اور ناک کی ہڈی کو پکڑا اور یہ شعر کہا:

یا حبذا ابروک فی الیدین ولونک الاحمر فی الخدین

کس قدر اچھی ہے ٹھنڈک تیری دونوں ہاتھوں میں اور تیرا سرخ رنگ رخساروں میں

خدا کی قسم عثمان موت کے دن میرے سامنے ہیں۔

تیسرا قول یہ ہے کہ سر حسینؑ دمشق میں ہے۔

ابن ابی الدنیا نے بیان کیا ہے کہ سر حسینؑ دمشق میں خزانۂ یزید میں پایا گیا۔ پس لوگوں نے اسے کفن دیکر باب الفراویس کے پاس دفن کر دیا۔ بلاذری نے اپنی تاریخ میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ سر حسینؑ دمشق کے دار الامارہ میں ہے۔ اور واقدی نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ سر حسینؑ مسجد رقہ میں فرات کے کنارے ہے۔ رقہ مشہور شہر ہے۔ یہ قول عبداللہ بن عمر وراق نے کتاب مقتل میں ذکر کیا ہے۔ و

ہے کہ جب سرِ حسینؑ یزید ابن معاویہ کے سامنے لایا گیا تو وہ کہنے لگا ـــــ
سرِ عثمان کے بدلے یہ سر میں آل ابی معیط کے پاس بھیجوں گا اور وہ رقہ میں تھے
سر ان کے پاس بھیجا گیا۔ انھوں نے ایک گھر میں سرِ مبارک دفن کر دیا۔ پھر وہ گھر
ں کی مسجد جامع میں داخل کر لیا گیا۔

پانچواں قول یہ ہے کہ خلفائے فاطمیین نے سرِ مبارک کو باب فرادیس سے
سقلان کی طرف منتقل کیا پھر وہاں سے قاہرہ منتقل کر دیا۔ اور وہ سر وہیں قاہرہ
ں ہے، وہاں مشہد عظیم ہے جہاں زیارت کی جاتی ہے، خلاصہ یہ کہ جہاں بھی ہو
پ کا سرِ مبارک یا جسم مبارک لیکن آپ دلوں میں ساکن اور اسرار و خواطر
ں گھر کئے ہوئے ہیں۔ ہمارے بعض بزرگوں نے یہ اشعار ہمارے سامنے
ہے:

لا تطلبوا المولیٰ حسینؑ بارض شرق او بغرب
دعوا الجمیع وعرجوا نحوی فمشهده لقلبی

آقائے حسینؑ کو زمین مشرق و مغرب میں تلاش نہ کرو۔ سب کو چھوڑ کر میری
طرف آؤ کیونکہ آپ کی قبر میرے دل میں ہے۔

آپ کے سن مبارک میں چند مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کی
عمر ۵۶ برس ہے۔ یہ واقدی کا قول ہے کیونکہ آپ ۴ھ میں پیدا ہوئے تھے
دوسرا قول یہ ہے کہ ۵۵ برس یہ سدی کا ہے اور تیسرا قول ۵۸ برس ہے۔

سرِ مبارک اور اُن اونٹوں کا تذکرہ جن پر اسیران سوار تھے

(حذفِ اسناد کے ساتھ) مروان بن وصین سے روایت ہے وہ کہتا ہے

Marfat.com

کہ ان اونٹوں پر حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے سر لائے گئے تھے جب الجھ
کیا گیا تو کوئی بھی ان کا گوشت نہ کھا سکا۔ وہ ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا

واقدی کہتا ہے کہ جب سرِ حسینؑ اور اسیرانِ بلا مدینہ کے قریب پہنچے تو
میں کوئی بھی باقی نہ رہا سب چیخ و پکار کرتے ہوئے باہر نکل آئے۔ زینب بنت
بن ابی طالب اس حالت میں باہر آئیں کہ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا، بال پریشا
وہ وا محمداہ فریاد کر رہی تھیں واحسیناہ واخوتاہ واہلاہ وا محمداہ۔ ہا
ہائے میرے بھائی ہائے میرے عزیز۔ پھر کہنے لگیں:

ماذا تقولون اذ قال النبی لکم ماذا فعلتم وانتم اخر الامم
تم کیا جواب دو گے جب نبی اکرمؐ تم سے کہیں گے کہ یہ تم نے کیا کیا حالانکہ تم آخری
باھلبیتی واولادی امالکم عہد اما انتم توفون بالذمم
تم نے میرے اہلبیت اور اولاد کے ساتھ کیا کیا، کیا وعدوں کا پاس نہیں کرتے
تم میثاقوں کی وفا نہیں کرتے۔

ذریتی وبنی اعمی بمضیعۃ منہم اسارٰی وقتلی ضرجوا
میری اولاد اور میرے رشتہ داروں کو ضائع کر دیا گیا بعض قید اور بعض خون میں لت
ماکان ھذا جزائی اذ نصحت لکم ان تخلفونی بسوء فی ذوی
میری نصیحت کا یہ بدلا نہ تھا کہ تم میرے رشتہ داروں سے برا سلوک کرو

واقعۂ کربلا کے سلسلے میں

جناب ام سلمہ، حسن بصری، ربیع ابن خثیم وغیرہ کے اقوا
ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جب ام سلمیٰ کو شہادتِ حسینؑ کی اطلاع ملی تو
نے کہا کیا ان لوگوں نے ایسا کیا ہے خداوند عالم ان کے گھروں اور قبروں کو آگ

Marfat.com

ے پھر وہ رونے لگیں یہاں تک کہ وہ بیہوش ہوگئیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ام سلمہ نے کہا خداوند عالم اہل عراق پر لعنت

ے۔

زہری کہتا ہے کہ جب حسن بصری کو شہادت حسینؑ کی خبر ملی تو وہ رونے لگا یہاں

ک کہ اس کی کنپٹیاں حرکت کرنے لگیں۔ پھر کہنے لگا کس قدر ذلیل ہے وہ امت جس

اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو شہید کیا ہے۔ خدا کی قسم حسینؑ کا سر ان کے جسم کے

تھ دوبارہ ملحق کیا جائیگا اور حسینؑ کے جدّ بزرگوار پیدر والاتبار ابن مرجانہ سے ضرور

کا بدلہ لیں گے۔

زہری کہتا ہے کہ جب ربیع ابن خثیم کو شہادت حسینؑ کی خبر ملی تو وہ رو کر کہنے لگا

لک انھوں نے ایسے نوجوانوں کو قتل کیا ہے کہ اگر رسول اللہؐ انھیں دیکھتے تو

ار محبت کرتے اپنے ہاتھ سے انھیں کھانا کھلاتے اور اپنے زانو پر

ھاتے۔

نیز ابن سعد نے ذکر کیا ہے اور زہری نے حسن بصری سے ذکر کیا ہے کہ حسن نے

ر کیا کہ پہلی مصیبت جو عرب پر وارد ہوئی ہے وہ معاویہ کا زبردستی زیاد ابن ابیہ

اپنا بھائی بنانا اور شہادت حسینؑ ہے۔

عامر شعبی کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن زبیر کو شہادت حسینؑ کی خبر پہنچی تو اس نے

لکہ میں خطبہ دیا اور کہا اور یاد رکھو کہ اہل عراق دھوکہ باز اور فسق و فجور کرنے والی

قوم ہے اور یاد رہے کہ ان میں سے اہل کوفہ شریر ہیں۔ انھوں نے حسینؑ کو

بلایا تھا تاکہ وہ ان پر حکومت کریں۔ ان کے معاملات کو سیدھا کریں اور ان کے

دشمن کے خلاف ان کی مدد کریں۔ اور ارکان اسلام کو دوبارہ قائم کریں جب حسینؑ

ان کے پاس گئے تو ان پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان کے ساتھ جنگ کرنے لگے۔ اور ان سے

Marfat.com

کہا کہ فاجر ملعون ابن زیاد کے ہاتھ پر ہاتھ رکھو تاکہ جو اس کی رائے ہو وہ اس
مطابق آپ کے ساتھ سلوک کرے پس حسینؑ نے شریفانہ موت کو ذلّت کی ز
پر ترجیح دی، خداوند عالم حسینؑ پر اپنی رحمت نازل کرے اور ان کے قاتل کو رسو
ان کے قتل کا حکم دینے والے اور راضی ہونے والے پر لعنت کرے۔ کیا جو کچ
کے ساتھ معاملہ ہوا ہے اس کے بعد بھی کوئی ان پر اعتماد کر سکتا ہے اور ان بد کر
دھوکہ بازوں کے وعدہ پر اعتبار کر سکتا ہے۔ یاد رکھو خدا کی قسم حسینؑ دن کو روز
اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کیا کرتے اور حسینؑ ان کے درمیان حکومت کر
لئے فاجر ابن فاجر سے بہتر تھے۔ خدا کی قسم وہ قرآن کے بدلے گانے اور خوف
میں گریہ کرنے کے بدلے حدی خوانی اور روزے کی جگہ شراب خواری اور را
عبادت کی بجائے طنبور سے اور ذکر الٰہی کی مجالس کے بجائے شکار کے پیچھے دو
اور بندروں سے کھیلنا نہیں چاہتے تھے۔ ایسے شخص کو انھوں نے شہید کر دیا
پس عنقریب یہ لوگ گمراہی کے گڑھے میں جا گریں گے۔ یاد رکھو خدا کی لعنت
ظلم کرنے والوں پر۔ پھر وہ منبر سے اتر آیا۔

ابن عباس کا خواب!

(حذف اسناد کے ساتھ) عمار بن ابی عمار نے ابن عباس سے روایت
ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوپہر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا
آپ کے بال پریشان و غبار آلود ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے۔ میں
عرض کی اے اللہ کے رسول اس شیشی میں کیا ہے۔ فرمایا حسینؑ اور اس کے ساتھ
کا خون ہے۔ میں آج دن بھر یہ خون جمع کرتا رہا ہوں۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ ہم اس
کرتے رہے۔ پس معلوم ہوا کہ اسی دن حسینؑ شہید ہوئے تھے اور بعض کہتے ہیں

Marfat.com

خواب عمار بن ابی عمار نے دیکھا تھا۔

نوحۂ جنّات

زہری نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ میں نے جن کا نوحہ نہیں سنا تھا مگر اس رات جس میں حسینؓ شہید ہوئے تھے۔ میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا

الایا عین فاحتفلی بجهد ومن یبکی علی الشهداء بعدی
علی رهط تقودهم المنایا الی مستجرعین ثوب عبد!

اے آنکھ پوری کوشش سے گریہ کر کیونکہ میرے علاوہ ان شہداء پر کون روئے گا۔ اس قوم پر گریہ کر جنھیں موت ایک جابر حاکم کی طرف کھینچ لے گئی جس نے غلام کا لباس پہنا ہوا ہے۔

ام سلمہ کہتی ہیں مجھے معلوم ہو گیا کہ بیشک حسینؓ شہید ہو گئے۔ اور شعبی کہتا ہے کہ اہل کوفہ نے ایک کہنے والے کو رات کے وقت کہتے سنا:

ابکی قتیلا بکربلا مضرج الجسم بالدماء

میں کربلا میں شہید ہونے والے پر روتا ہوں جس کا جسم خون سے لت پت ہے

ابکی قتیلا الطفاة ظلما بغیر جرم سوی الوفاء

میں اس پر روتا ہوں جسے سرکش لوگوں نے ظلماً شہید کیا ہے جس کا جرم سوائے وفائے عہد کے کچھ نہ تھا۔

ابکی قتیلا بکی علیه من ساکن الارض والسماء

میں اس پر روتا ہوں جس پر آسمان و زمین کے رہنے والوں نے گریہ کیا ہے۔

هتک اهلوه واستحلوا ماحرم الله فی الاماء

اس کے ناموس کی بے حرمتی کی گئی اور ان سے وہ سلوک کیا جو کنیزوں سے بھی جائز نہیں۔

Marfat.com

یاابابی جسمه المعری الا من الدّین و الحیاء

میرا باپ قربان ہو اس پر جس کا جسم دین وحیا کے علاوہ لباس سے بے نیاز تھا

کل الرزایا لها عزاء وما لذا الرزء من عزاء

ہر مصیبت پر صبر کیا جا سکتا ہے لیکن اس مصیبت پر صبر نہیں ہو سکتا۔

زہری کہتا ہے قولِ جن میں سے جو محفوظ رہ سکا یہ اشعار ہیں:

مسح النبی جبینه وله بریق فی الخدود

نبی اکرمؐ اس کی پیشانی کو چھوتے تھے اور اس کے رخسار چمکتے تھے۔

البواه من علیا قریش وجده خیر الجدود

اس کے ماں باپ قریش کے بلند خاندان سے تھے اور اسکے جد بزرگوار بہترین جد تھے۔

قتلوک یابن رسول الله فاصکوتا الخلود

اے فرزند رسول ان لوگوں نے آپ کو شہید کیا اور ہمیشہ کی آگ میں سکونت اختیار کی

اور ہشام بن محمدؒ نے کہا کہ جب حسینؑ شہید ہوئے تو آپ کے قاتلوں نے آسمان سے کسی کہنے والے کو کہتے سنا:

ایها القاتلون جهلا حسینا ابشروا بالعذاب والتنکیل

اے جہالت کی بنا پر حسینؑ کو قتل کرنے والے تجھے سخت عذاب و وبال کی بشارت ہو

کل اهل السماء یدعوا علیکم من نبی و مرسل و قبیل

تمام اہلِ آسمان تجھے بد دعا کرتے ہیں وہ نبی ہوں یا رسول اور ہر قسم کے ملائکہ!

قد لعنتم علی لسان بن داؤد وموسیٰ وصاحب الانجیل

سلیمان بن داؤد، حضرت موسیٰ و صاحب الانجیل عیسیٰ کی زبان پر تجھے لعنت کی گئی ہے

وہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اشعار بعض ملائکہ کہہ رہے ہیں۔

ہمارے بعض اساتذہ نے بیان کیا ہے کہ ابن ہبار یہ شاعر کاگزر کربلا سے ہوا

Marfat.com

تو وہ وہاں بیٹھ گیا۔ حسینؑ اور آپ کے اہلبیت پر گریہ کیا اور آپ کے متعلق فی البدیہہ مرثیہ میں اشعار کہے۔ پھر وہ اسی جگہ سو گیا تو اس نے خواب میں جناب رسالتمآبؐ کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے شخص خداوند عالم تجھے میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے بیشک خدا نے تجھے اس گروہ میں لکھ لیا ہے جس نے حسینؑ کی معیت میں جہاد کیا تھا!

وجہ شفق؟

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے کہ یہ سرخی شہادتِ حسینؑ سے پہلے آسمان پر نہیں دیکھی گئی تھی۔

اور میرے (مؤلف) جدّ مادری نے کتاب تبصرہ میں کہا ہے کہ انسان کا چہرہ غصّہ کے وقت سرخ ہو جاتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ وہ اس وقت غصّہ میں ہے اور یہ ناراضگی کی علامت بھی ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ مجسّم نہیں ہے لہٰذا اس نے اپنے حنیض و غضب کو قاتلِ حسینؑ کے متعلق آسمان پر شفق کی صورت میں ظاہر فرمادیا ہے۔ اور جو صاف صاف اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ظلمِ عظیم ہے۔ (عقل سلیم رکھنے والے سمجھتے ہیں)

اور میرے (مؤلف) جدّ مادری نے اسی کتاب میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ جب عبّاس جنگِ بدر میں قید ہو گئے تو رسول اللہؐ نے ان کے کراہنے کی آواز سنی جس کے باعث آپ اس رات نہ سو سکے۔ لیکن اس وقت آپ کی کیا حالت ہوتی اگر حسینؑ کے کراہنے کی آواز سن لیتے۔ ؟!

نیز کہا ہے کہ جب جناب حمزہ کا قاتل وحشی مسلمان ہو گیا تو اس سے سرکارِ رسالتؐ نے فرمایا کہ تو اپنے چہرہ کو میرے سامنے سے ہٹا لے کیونکہ میں اسے کیسے

Marfat.com

رکھ سکتا ہوں جس نے دوستوں کو قتل کیا ہو؟ حالانکہ اسلام گزشتہ باتوں کو محو کر دیتا ہے۔ لیکن رسول خداؐ کس طرح دیکھ سکتے ہیں اسے جس نے حسینؑ کو ذبح کیا اور جس نے آپ کے قتل کا حکم دیا۔ اور آپ کے اہلبیتؑ کو اونٹوں پر سوار کیا؟

ابن سرین کہتا ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے تو تین دن تک دُنیا تاریک رہی پھر یہ سُرخی ظاہر ہوئی۔

(حذف اسناد کے ساتھ) ہلال بن ذکوان سے روایت ہے کہ جب حسینؑ شہید ہوئے تو دو یا تین ماہ تک یہ کیفیت رہی کہ نمازِ صبح سے لیکر غروبِ آفتاب تک دیواروں پر گویا خون ملا ہوا ہے۔ ہم ایک سفر پر گئے وہاں بارش ہوئی تو اس کا اثر مثلِ خون ہمارے لباس پر باقی رہا۔

ابن سعد کہتا ہے کہ دُنیا میں کوئی پتھر نہیں اٹھایا جاتا تھا مگر یہ کہ اس کے نیچے تازہ خون ہوتا تھا۔ آسمان سے خون کی بارش ہوئی تا آنکہ اس کا اثر کپڑوں کے پھٹ جانے تک باقی رہا۔

سدی کہتا ہے جب حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان نے گریہ کیا۔ اس کا گریہ اس کی سُرخی تھی!

ابن سرین نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآبؐ کی بعثت سے پانچسو سال پہلے کا ایک پتھر ملا جس پر سریانی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا جب اس تحریر کو عربی میں منتقل کیا گیا تو وہ یہ تھی:

اترجو امة قتلت حسینا　　شفاعة جده یوم الحساب

کیا وہ امت قیامت کے دن حسینؑ کے جد کی شفاعت کی کوئی امید رکھ سکتی ہے جس نے حسینؑ کو شہید کیا

سلیمان بن یسار نے کہا ہے کہ ایک پتھر ملا جس پر تحریر تھا:

لابد ان ترد القیامة فاطمةؑ　　وقمیصها بدم الحسینؑ ملطخ

ضرور جناب فاطمہؑ میدان قیامت میں اس حالت میں روانہ ہونگی کہ ان کی قمیص خونِ حسینؑ سے لتھڑی ہوئی ہوگی۔

ویل لمن شفعا لہ خصماؤہ والصور فی یوم القیامہ ینفخ

اور روز قیامت صور پھونکا جائیگا تو ہلاکت اس شخص کیلئے جسکی سفارش کرنیوالے دشمن ہوں

عبداللہ ابنِ عمرؓ

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن ابی نعیم سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں ابن عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس سے سوال کرنے لگا کہ لباس میں مچھر کا خون لگا ہو تو وہ پاک ہے کہ نجس؟ ابن عمر نے اس سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو اس نے کہا اہلِ عراق میں سے ہوں تو ابن عمر نے کہا اس کی طرف دیکھو کہ یہ مچھر سے خون کے متعلق سوال کرتا ہے حالانکہ ان لوگوں نے دخترِ رسولؐ کے فرزند کو شہید کر دیا ہے۔ اور میں نے حضورؐ کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ یہ روایت مفردات بخاری میں سے ہے۔

یزید کا خط

واقدی۔ ہشام۔ ابن اسحٰق نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو عبداللہ بن زبیر نے عبداللہ ابن عباس کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اس کی بیعت کریں۔ اور کہا کہ میں یزید جیسے فاسق و فاجر سے زیادہ حقدار ہوں تمہیں میری سیرت اور یزید کی سیرت اور میرے باپ زبیر کی کارگزاریاں رسول اللہؐ کے ساتھ اور معاویہ کے کرتوت معلوم ہیں تو ابن عباس نے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ فتنہ کھڑا ہو گیا ہے اور خونِ خرابہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ مجھے ان معاملات سے کیا سروکار ہے

Marfat.com

میں مسلمانوں میں سے ایک فرد ہوں۔ یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے ابن عباس کو خط
سلام علیک۔ اما بعد تحقیق مجھے یہ خبر ملی ہے کہ منکر خدا نے حرم خدا میں تمھیں
بیعت کی طرف دعوت دی ہے اور تم نے ہماری بیعت کی وفاداری میں انکار کر د
ہے پس دیکھو جو لوگ تمھارے اہل بیت میں سے اور جو لوگ تمھارے پاس مختلف
شہروں سے وارد ہوں انھیں اپنی بہترین رائے سے جو میرے اور ابن زبیر کے
متعلق تم رکھتے ہو اس سے مطلع کرو اور سوائے اس کے نہیں کہ ابن زبیر نے تمھیں
اپنی اطاعت کے لیے بلایا تھا۔ اور اپنی بیعت کی دعوت دی تھی تاکہ تم باطل میں
اس کے مددگار اور گناہ میں اس کے شریک بنو۔ لیکن تم نے ہماری اطاعت کرنے
اور ہمارے حق کو پہچانتے ہوئے ہماری بیعت کے ساتھ اپنا بچاؤ کیا۔ پس خداوند
عالم تمھیں ذی رحم کی طرف سے بہترین جزا دے۔ جو صلۂ رحمی کرنیوالوں کو اور ایفا
عہد و میثاق کی وفا کرنیوالوں کو دیتا ہے۔ میں بہت کچھ بھول جاتا ہوں لیکن تمھارا
نیکی نہیں بھولوں گا۔ اور تم سے فوراً صلۂ رحمی کروں گا جس کے تم اہل ہو۔ دیکھو
بلاد اسلام کے اطراف سے جو بھی تمھارے پاس آئے اسے ابن زبیر کی ملمع کاریوں
سے ڈراؤ اور اس کی چرب زبانی سے بچاؤ کیونکہ وہ لوگ تمھاری بات کو زیادہ توجہ
سے سنتے اور ان باتوں کی زیادہ اطاعت کرتے ہیں۔ والسلام!

پس ابن عباس نے (جواباً) اسے خط لکھا۔ میرے پاس تیرا خط پہنچا جس میں تو
دعویٰ کیا ہے کہ میں نے تیرے حق کو پورا کرتے ہوئے ابن زبیر کی بیعت ترک کر دی
ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے میں نے تیری تعریف کے مدنظر یا تیری محبت کے لیے
ایسا نہیں کیا۔ تو سمجھتا ہے کہ حسینؑ اور بنی مطلب کے جوانوں کو قتل کرنا میں بھول
جاؤں گا۔ جو خاک و خون میں غلطاں ریگستان میں بغیر لباس کے پڑے تھے اور جن
پر ہوائیں خاک اڑا رہی تھیں۔ یہاں تک کہ خداوند عالم نے ان کے لیے ایک قوم کو

بھیجا جس نے انھیں دفن کر دیا۔ میں سب کچھ بھول سکتا ہوں لیکن تیرا حسینؑ کو حرم
رسولؐ اور حرمِ خدا سے زبردستی نکالنا اور تیرا ابن مرجانہ کو خط لکھنا اور اس میں حسینؑ
قتل کا اسے حکم دینا، یہ سب تو نہیں بھول سکتا۔ میں خدا سے امید رکھتا ہوں کہ
قریب وہ تجھے پکڑے گا جبکہ تو نے اس کے نبی محمدؐ کی عترت کو قتل کیا ہے اور
ں کے قتل پر راضی ہوا ہے اور باقی رہا تیرا یہ کہنا کہ تو میری نیکی کو نہیں بھولے گا
ں تو روک لے اپنی نیکی اور صلۂ رحمی کو مجھ سے کیونکہ میں اپنی محبت کو تجھ سے
کے ہوئے ہوں اور مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ جو ہمارا حق تیرے پاس ہے تو
ں میں سے بہت کم ہمیں دیتا ہے اور اس کا ایک بہت بڑا حصہ تو روکے ہوئے
ے۔ پھر تو مجھ سے تاکید کرتا ہے کہ میں لوگوں کو تیری اطاعت کی ترغیب دوں اور ابن
یر کی اطاعت سے باز رکھوں یہ تیرے کوئی باعثِ شرف نہیں، تو مجھ سے اپنی
رت و مودت کے لیے کہتا ہے حالانکہ تو نے میرے چچا کے بیٹے اور اہلبیت رسول
شہید کیا ہے جو ہدایت کے چراغ اور تاریکی کے ستارے تھے کہ جنھیں تیرے لشکروں
ے تیرے حکم سے ایک ہی مقام پر پچھاڑ کر شہید کر دیا ہے۔

کیا تو بھول چکا ہے کہ تو نے اپنے آدمی حرمِ الٰہی کی طرف بھیجے تھے تاکہ وہ حسینؑ
قتل کر دیں اور تو ہمیشہ ان کے پیچھے لگا رہا اور انھیں ڈراتا رہا یہاں تک کہ تو نے
نھیں عراق کی طرف نکلنے کے لیے مجبور کر دیا۔ (اور یہ تو نے) اللہ اس کے رسولؐ اور
ں کے اہلبیتؑ کے ساتھ اپنی عداوت کی بنا پر کیا۔ وہ اہلبیت کہ جن سے خدا نے
جس کو دور رکھا ہے اور انھیں پاک رکھا ہے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ پس
وہ لوگ ہم ہیں نہ کہ تیرے وہ آباء و اجداد جو حق سے روگردان سرکش اور کافر تھے
جو دفاسق تھے جو اونٹ کے جگر اور گدھوں کے کھروں والے تھے، جو اللہ اور اس
کے رسول کے دشمن تھے جنھوں نے رسول اللہؐ سے ہر مقام پر جنگ کی اور تیرا ادا

Marfat.com

اور باپ وہ تھے جنھوں نے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جمع کیا تھا
اگر تو مجھ سے نکل گیا اور دنیا میں مجھ سے اپنے بدلے نہ چکا سکا تو مجھ سے پہلے
بہت سے نبی قتل کیے گئے ہیں اور خدا نصرت کے لیے کافی ہے اور یہ بات تجھ
ایک وقت گزر جانے کے بعد معلوم ہو گی، اس پر تو میری مودت و محبت کا مطا
کرتا ہے اور مجھے علم تھا جب کہ میں نے تیری بیعت کی تھی یہ بات میں نے نہیں
کی تھی مگر یہ کہ میں جانتا تھا کہ میرے باپ اور چچا کی اولاد اس امر خلافت کی مجھ
اور تیرے باپ سے زیادہ حقدار ہے۔ لیکن تم لوگوں نے ظلم کیا اور دعویٰ کیا ا
وہ چیز لے لی جو تمہارا حق نہ تھی۔ اور تم نے اصل حقدار پر ظلم کیا ہے۔ مجھے ا
پروردگار کی طرف سے یہ یقین ہے کہ وہ تمھیں اسی طرح عذاب دیگا جیسے اس
قوم عاد و ثمود، قوم لوط اور اصحاب مدین کو کیا تھا۔

اے یزید تیرے عظیم توہین گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تو دختران رسو
اطفال بنی اور حرم پیغمبر کو عراق سے شام تک قیدی بنا کر بے مقنع و چادر اس لیے
لے گیا تاکہ لوگوں کو ہمارے خلاف اپنی شوکت و عظمت اور قوت دکھائے اور
کہ تو نے ہم پر جو ظلم کیا ہے اور تجھے آل رسول پر غلبہ حاصل ہوا ہے اور اپنے زع
ناقص میں تو تو نے اپنے کافر و فاجر رشتہ داروں کا جو جنگ بدر میں قتل ہوئے
تھے بدلہ چکا لیا ہے اور اس انتقام کو ظاہر کر دیا جو تو اپنے دل میں چھپائے ہو
تھا۔ اور ان کینوں کا اظہار کیا ہے جو عرصے سے تیرے دل میں اس طرح پوشیدہ
تھے جیسے آگ چقماق کے سینے میں چھپی ہوتی ہے۔ اور تو نے اور تیرے باپ
خون عثمان کو تو ان حسد اور کینوں کے اظہار کا ایک وسیلہ بنایا ہے پس ہلاکت
تیرے لیے یوم جزا کے فیصلہ کرنے والے کی طرف سے اور خدا کی قسم اگر تو میر
ہاتھ کے زخم سے محفوظ ہو گیا ہے تو تو میری زبان کے لگائے ہوئے چرکوں سے محفو

Marfat.com

نہیں رہ سکتا۔ تو کمزور رائے اور ہلاک ہونیوالا ہے۔ تیرے لیے خاک ہے اور تو مذمّت کیا گیا ہے۔ اور تو اس خیالِ خام میں نہ رہتا کہ تو آج ہم پر فتحیاب ہو گیا ہے پس خدا کی قسم اگر میں تجھ پر آج فتح و ظفر حاصل نہیں کر سکتا تو کل ضرور حاکم عادل کے سامنے مجھے فتح نصیب ہو گی۔ جو اپنے حکم میں ظلم و جور نہیں کرتا۔ اور عنقریب وہ بہت جلد دردناک عذاب سے تیرا مواخذہ کریگا۔ اور تجھے دُنیا سے لعنت کیا ہوا دھتکارا ہوا اور گناہ گار اٹھالے گا۔ پس زندہ رہ میرا باپ نہ ہو جب تک تو چاہتا ہے کیونکہ جو کچھ تو کسب کر رہا ہے وہ خدا کے پاس بڑھ رہا ہے اور سلام اس پر جو ہدایت کی اتّباع کرے۔

واقدی کہتا ہے کہ جب یزید نے یہ خط پڑھا تو اسے سخت گناہ عارض ہوئی اور اس نے ارادہ کیا کہ ابن عبّاس کو قتل کر دے لیکن ابن زبیر کے معاملہ نے اسے فرصت نہ دی اور جلد ہی پھر سختی کے ساتھ خدا نے اس کا مواخذہ بھی کر لیا۔

اولاد امام حسین علیہ السّلام

۱: علی اکبر یہ جنگِ کربلا میں باپ کے ساتھ شہید ہوئے ان کی کوئی اولاد نہیں۔ ان کی والدہ آمنہ بنت ابی فردہ بن عروہ بن مسعود ثقفی تھیں۔ اور آمنہ کی والدہ ابوسفیان بن حرب کی بیٹی تھی۔

۲: علی اصغر (زین العابدین ہیں) نسل انہی سے چلی ہے۔ آپ کی والدہ (شہر بانو) ایک کنیز تھیں۔ زہری کہتا ہے کہ حضرت علیؑ (امام زین العابدین) اپنی والدہ کے اتنے فرمانبردار تھے کہ ایک پیالہ میں کبھی کھانا نہیں کھاتے تھے، آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اس بات سے ڈرتا ہوں کہ شاید میرا ہاتھ اس لقمہ کی طرف

جس پر میری ماں کی نگاہ پڑ گئی ہے۔ پس میں کہیں عاق نہ ہو جاؤں۔

۳ : حسینؑ کا ایک بیٹا جعفر تھا جس کی کوئی اولاد نہیں اور اس کی ماں سلافہ قضائیہ تھیں۔

۴ : فاطمہ تھیں۔ ان کی والدہ ام اسحٰق بنتِ طلحہ بن عبیداللہ تھیں

۵ : عبداللہ (علی اصغر) جو باپ کے ساتھ یوم طف (کربلا) میں شہید ہوئے۔

۶ : سکینہ۔ ان کی والدہ رباب بنت امرار القیس ہیں۔

فاطمہ بنت الحسین حسن بن حسن بن علی کے نکاح میں تھیں ان کی وفات ۱۱۷ھ میں مدینہ میں ہوئی۔

انتقام

زہری کہتا ہے کہ قاتلانِ حسینؑ میں سے کوئی ایسا نہیں بچا تھا جسے دنیا ہی میں عتاب نہ کیا گیا ہو یا وہ قتل ہوا یا اندھا ہو گیا۔ یا اس کا چہرہ سیاہ ہوا اور یا تھوڑی ہی مدت میں اس کی حکومت ختم ہو گئی۔

اور میرے (مؤلف) جدّ ماوری نے کتاب المنتظم میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا خداوند عالم نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلے ستر ہزار افراد کو قتل کیا تھا اور فرزند فاطمہؑ کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں آپکی بیٹی کے بیٹے کے بدلے!

واقدی نے ابن رماح سے حکایت کی ہے اس نے کہا کوفہ میں ایک اندھا بوڑھا رہتا تھا جو شہادت حسینؑ کے وقت وہاں موجود تھا۔ پس ہم نے اس سے اسکی آنکھوں کے

ضائع ہونے کے متعلق اس سے سوال کیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس گروہ میں شامل تھا ہم دس آدمی تھے مگر میں نے نہ کسی پر تلوار چلائی تھی نہ کسی کو تیر مارا تھا، نہ کسی کو نیزہ لگایا تھا۔ جب حضرت حسینؓ شہید ہو گئے اور آپ کا سر نیزہ پر بلند کیا گیا تو میں واپس اپنے گھر لوٹ آیا۔ میں اسوقت تک صحیح وسالم تھا میری آنکھیں گویا دو ستارے تھے، میں اس رات سویا تو میرے پاس حالتِ خواب میں کوئی آنے والا آیا اور کہنے لگا رسول اللہ تجھے بلا رہے ہیں۔ میں نے کہا مجھے۔ بھلا مجھے رسول اللہؐ سے کیا سروکار (یعنی وہ مجھے کیوں بلاتے ہیں؟) پس اس شخص نے میرا ہاتھ پکڑا اور جھٹک دیا۔ میرا کمربند پکڑا اور مجھے اس جگہ لے آیا جہاں کچھ لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ غمگین اور متحیر تھے۔ اپنی آستین الٹے ہوئے تھے اور آپ کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ آپ کے سامنے چمڑے کا وہ ٹکڑا تھا جس پر لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ میرے وہ دس ساتھی آپ کے سامنے ذبح ہوئے پڑے تھے۔ میں نے آپ پر سلام کیا تو تو آپ نے فرمایا خدا تجھے سلامتی نہ دے اور زندہ نہ رکھے۔ اے اللہ کے ملعون دشمن کیا تجھے مجھ سے بھی شرم وحیا نہ آئی تو نے میری ہتک کی اور میری عترت کو تہ تیغ کیا اور میرے حق کی رعایت نہ کی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ میں نے جنگ نہیں کی۔ فرمایا درست ہے لیکن تو نے ان کے لشکر کی سیاہی کو زیادہ تو کیا (یعنی ان کی کثرتِ تعداد کا سبب تو بنا) آپ کے دائیں طرف ایک طشت تھا جس میں خونِ حسینؓ تھا آپ نے فرمایا خدا تجھے سلامتی نہ دے بیٹھ جا۔ میں گھٹنوں کے بل آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنی ہتھیلی اس سے گرم کیا، پھر اسے میری آنکھ میں داخل کیا پس میں اندھا ہو گیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔

ہشام بن محمدؒ نے قاسم بن اصبغ مجاشعی سے حکایت کی ہے وہ کہتا ہے جب سروں کو کوفہ میں لایا گیا تو ایک سوار آیا جو سب لوگوں سے خوبصورت تھا اس نے

اپنے گھوڑے کی گردن میں ایک لڑکے کا سر لٹکایا ہوا تھا جس کے ابھی داڑھی نہیں آئی تھی گویا کہ وہ چودھویں کا چاند ہے۔ گھوڑا کنوتیاں بدلتا ہوا چلتا تھا جب وہ اپنے سر کو جھکاتا تو جوان کا سر زمین سے جا لگتا۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کس کا سر ہے اس نے کہا عباسؑ بن علیؑ کا (ظاہراً یہ عباس بھی علیؑ کے فرزند تھے لیکن علمدارؑ کے علاوہ تھے) میں نے کہا تو کون ہے؟ اس نے کہا حرملہ بن کاہل اسدی۔ راوی کہتا ہے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ میں نے دیکھا حرملہ کا چہرہ کوئلہ سے بھی زیادہ سیاہ تھا میں نے اس سے کہا میں نے تجھے اس دن دیکھا تھا جس دن تو نے گھوڑے کی گردن میں سر باندھا ہوا تھا۔ عرب میں تجھ سے دمیم چہرے والا کوئی نہیں تھا اور آج تجھ سے زیادہ بدہیبت اور روسیاہ چہرے والا کوئی نہیں ہے۔ پس وہ رونے لگا اس نے کہا خدا کی قسم اس دن سے لیکر جس دن میں نے وہ سر اٹھایا ہوا تھا اس دن سے ہر رات بلاناغہ دو آدمی میرے پاس آتے ہیں اور میری بغلوں میں ہاتھ ڈال کر ایک بھڑکتی ہوئی آگ کے قریب لے جاتے ہیں اور مجھے اس میں دھکیل دیتے ہیں میں پیچھے ہٹنا چاہتا ہوں لیکن وہ آگ مجھے جھلسا دیتی ہے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے پھر وہ ملعون بدترین حالت میں مرا۔

سدّی نے حکایت بیان کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں کربلا میں وارد ہوا میرے پاس تجارت کیلئے گندم تھی۔ ہم ایک شخص کے مہمان ہوئے اس کے پاس رات کا کھانا کھایا۔ پس ہم نے شہادت حسینؑ کا تذکرہ کیا کہ جو قتل حسینؑ میں شریک تھا وہ بُری موت مرا ہے۔ وہ شخص کہنے لگا میں تم سے جھوٹ نہیں کہتا کہ میں آپؑ سے جنگ کرنے والوں میں سے تھا لیکن مجھے اب تک کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ راوی کہتا ہے جب رات کا آخری حصہ آیا تو اچانک چیخ و پکار بلند ہوئی ہم نے پوچھا کیا بات ہے تو انھوں نے بتایا کہ وہی شخص چراغ درست کر رہا تھا کہ اس کی انگلی جلنے لگی پھر وہ جلتا

Marfat.com

اس کے جسم میں سرایت کر گئی ہے اور وہ جل گیا ہے۔ سدّی کہتا ہے خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ وہ کوئلہ کی مثل بن چکا ہے۔

ابنِ زیادؑ

علمار تاریخ نے بیان کیا ہے کہ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو وہ لوگ جنھوں نے آپ امداد میں کوتاہی کی تھی حیران و پریشان ہوئے اور کفارے دینے لگے جب یزید بن معاویہ ۶۴ھ میں مر گیا تو کوفہ کے شیعوں میں حرکت پیدا ہوئی: وہ اسکی زندگی میں اس سے ڈرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کا تحرک اس سال (شہادتؑ) اور یزید کی موت سے پہلے تھا۔ اور زیادہ صحیح بھی یہی ہے۔

ہشام بن محمدؒ نے لکھا ہے کہ جب حسینؑ شہید ہو گئے تو کوفیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ غمگین ہوئے انھوں نے سمجھا کہ ان کیلئے نجات کی کوئی صورت نہیں اور ان کے اس گناہ عظیم کو کوئی چیز نہیں دھو سکتی مگر یہ کہ وہ ان لوگوں کو قتل کریں جنھوں نے جناب حسینؑ کو شہید کیا تھا۔ یا خود سب کے سب انتقام خونِ حسینؑ کی راہ میں قتل ہو جائیں پس ان لوگوں نے سرداران کوفہ میں سے پانچ آدمیوں کو منتخب کیا۔ سلیمان بن صرد خزاعی صحابیؐ رسول مسیب بن نجبہ فزاری جو حضرت علیؑ کے بہترین و معتمد اصحاب میں سے تھے۔ عبداللہ بن سعد بن نفیل ازدی۔ عبد بن والی تمیمی اور رفاعۃ بن شداد بجلی۔ ان سب کا اجتماع سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر ہوا۔ انھوں نے باتفاق ایک دوسرے سے عہد و پیمان کئے کہ وہ اہل شام سے خون حسینؑ کے انتقام کے سلسلے میں جنگ کیلئے بالکل تیار ہیں اور ۶۵ھ میں انھیں سخیلہ میں جمع ہونا ہوگا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ یہ شہادتِ حسینؑ کے فوراً بعد ۶۱ھ کے اوائل ہی میں حرکت میں آچکے

Marfat.com

تھے اور مال جمع کرتے رہے اور تیاریاں کرتے رہے۔ یہاں تک کہ یزید اپنے کیے کو پہنچا۔ پھر اسی سال یزید کی موت کے پانچ ماہ بعد ماہ رمضان میں جمعہ کے دن مختار بن ابی عبیدہ کوفہ سے اُٹھے اور جب ۶۵ھ میں داخل ہوا تو سلیمان بن صرد کوفیوں سمیت مقامِ نخیلہ میں جمع ہوئے۔ سلیمان کے ساتھ اٹھارہ ہزار آدمی کوفہ کے قسم کھا چکے تھے۔ لیکن صرف پانچ ہزار آدمی ان کے ساتھ رہے۔ جب انھوں نے شام جانے کا قصد کیا تو عبداللہ بن سعد نے کہا آپ شام جا رہے ہیں حالانکہ تمام قاتلین حسینؑ تو کوفہ میں ہیں عمر بن سعد اور لشکر کے باقی چاروں سردار یہیں مقیم ہیں۔ تو سلیمان نے کہا مگر جس نے لشکر جمع اور تیار کیا تھا وہ تو شام میں ہے۔ وہ فاسق بن فاسق ابن مرجانہ ہے اور ابن زیاد کو جب یزید کے مرنے کی خبر ملی تو وہ کوفہ سے بھاگ کر شام میں چلا گیا تھا پس اس نے مروان بن حکم کی پناہ لی تھی اور مروان کو اس نے ہی خلیفہ بنایا تھا تو سلیمان نے کہا جب ہم ابن زیاد کو قتل کر چکیں گے تو پھر قاتلین حسینؑ کی طرف پلٹیں گے پھر سلیمان اپنے ساتھیوں سمیت روانہ ہوئے اور اُن کا نام توّابین (توبہ کرنے والے) رکھا گیا تھا۔ پس یہ لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ چشمہ وردہ پر پہنچے جو مقام قرقیسیا کے علاقہ کے قریب ہے پس عبیداللہ ابن زیاد اہلِ شام کا لشکر لے کر ان کے مقابلے میں آ گیا۔ وہ لشکر مروان بن حکم نے تیار کر کے ابن زیاد کے ساتھ بھیجا تھا پس کئی دن تک ان کی جنگ ہوتی رہی حالانکہ یہ لوگ چار ہزار تھے اور ابن زیاد کے ساتھ تیس ہزار کا لشکر تھا۔ پھر ایک دن جنگ ہوئی تو دن کے ابتدائی حصّے میں سلیمان کا پلّہ بھاری تھا پھر آخر دن معاملہ الٹ گیا پھر سلیمان شہید ہو گئے اور ان کے ساتھی منتشر ہو گئے۔

ابن جریر نے لکھا ہے کہ جب ابن زیاد توّابین سے فارغ ہوا تو اسے خبر ملی کہ مروان طاعون میں مر گیا ہے۔ یہ چلتا رہا یہاں تک کہ مقام جزیرہ میں پہنچا۔

ابن سعد وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ توّابین میں سے جو لوگ باقی بچ گئے تھے وہ عراق لوٹ آئے۔ پس مختار نے خروج کیا اور بصرہ، مدائن اور دوسرے شہروں سے امداد پہنچنے لگی۔ اور ابراہیم بن مالک اشتر نخعی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور کوفی بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔ وہ پکارتے تھے اے خونِ حسینؑ کا بدلا لینے والے!

سلیمان بن صرد

ابن سعد نے کہا ہے کہ سلیمان تیسرے طبقے کے مہاجرین میں سے تھے اُن کی کنیت ابوالمطرف ہے۔ رسول اللہؐ کے ساتھ رہے ان کا اصل نام یسار تھا رسول اللہؐ نے سلیمان رکھا۔ ان کا سن کافی تھا، اپنی قوم کے بزرگ تھے، حضرت علیؑ کے ساتھ جنگِ جمل و صفین میں شریک ہوئے۔ یہ ان اشخاص میں سے تھے جنھوں نے حضرت امام حسینؑ کو کوفہ آنے کے لیے خطوط لکھے تھے مگر یہ ابن زیاد کے ڈر سے امام حسینؑ کی معیت میں جہاد نہ کر سکے۔ پھر یہ امام حسینؑ کی شہادت کے بعد آگے بڑھے لوگوں کو جمع کیا اور حشیمہ وردہ پر ابن زیاد کی فوج سے لڑے۔ اہل شام کی فوج کا سپہ سالار حصین بن نمیر تھا۔ جنگ ہوئی تو سلیمان گھوڑے سے اتر پڑے حصین نے انھیں تیر مار کر شہید کر دیا۔ جب یہ زمین پر گرے تو یہ فقرہ کہا فزت برب الکعبہ ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ ان کے ساتھ مسیب بن نجبہ بھی شریک ہوئے ان دونوں کے سر کاٹ کر مروان بن حکم کے سامنے پیش کیے گئے۔

ابن سعد کے بیان کے مطابق وقتِ شہادت سلیمان کی عمر ترانوے سال تھی جب ۶۶ھ شروع ہوا تو مختار نے امام حسینؑ کے خون کا بدلا لینے کا اعلان کر دیا۔ ابن زیاد اس وقت جزیرہ میں تھا پھر مختار نے عبداللہ بن مطیع کو جو ابن زبیر کی طرف سے

Marfat.com

کوفہ کا گورنر تھا مکہ کی جانب روانہ کر دیا۔ اور قصر الامارۃ پر قبضہ کر لیا۔ پھر مختار نے ان لوگوں کو پکڑ کر قبیح ترین اور ہولناک طریقے پر قتل کرنا شروع کیا۔ جو امام حسینؑ کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ اور ان چھ ہزار افراد میں سے کسی کو بھی نہ بخشا جنھوں نے ابن سعد کی معیت میں امام حسینؑ سے جنگ کی تھی اور دریا پر قبضہ کیا تھا۔

مختار نے کچھ لوگوں کو خولی بن یزید اصبحی کی طرف بھیجا جو سر حسینؑ ابن زیاد کے پاس لیکر آیا تھا۔ وہ بیت الخلاء میں چھپ گیا تو ان لوگوں نے اس کی بیوی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے اس نے کہا بیت الخلاء میں۔ ان لوگوں نے اسے وہاں سے نکالا اس کا مثلہ کیا اور اسے جلا دیا۔ مختار نے کہا میں اس شخص کو ضرور قتل کروں گا جس کے قتل پر اہل آسمان اور اہل زمین راضی ہیں۔ مختار نے ابن سعد کو اس شرط پر امان دے رکھی تھی کہ وہ کوفہ سے باہر نہ جائے۔ ایک شخص عمر کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ مختار یہ یہ باتیں کر رہا تھا۔ خدا کی قسم اس کی مراد تیرے سوا کوئی دوسرا نہ تھا پس عمر نے اپنے بیٹے حفص کو مختار کے پاس بھیجا۔ اس نے مختار سے کہا میرا باپ کہتا ہے کہ کیا آپ اس وعدہ کو پورا کریں گے جو ہم سے کیا گیا ہے۔ یا یہ کہا کہ وہ بات پوری کریں گے جو آپ کے اور ہمارے درمیان تھی۔

مختار نے حفص سے کہا بیٹھ جاؤ۔ پھر مختار نے دو شخصوں سے کوئی راز کی بات کہی۔ پھر وہ دونوں اس حالت میں لوٹے کہ ایک کے ہاتھ میں عمر بن سعد کا سر تھا یہ دیکھ کر اس کا بیٹا حفص کہنے لگا کیا تم نے ابو حفص کو قتل کر دیا ہے؟ مختار نے کہا کیا تو اس کے بعد زندگی کی آرزو رکھتا ہے؟ یہ تیرے لیے کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا پس اس کی بھی گردن مار دی۔ مختار نے کہا عمر حسینؑ کے عوض ہے اور حفص علی الحسینؑ کے عوض۔ حالانکہ پھر بھی یہ برابر کا قصاص نہیں۔

پھر مختار نے کہا خدا کی قسم اگر قریش کے چار حصوں میں سے تین حصے بھی حسینؑ

بدلے قتل کر دوں تو بھی کافی نہیں بلکہ ان کے ایک پورے کے برابر بھی نہیں ہو سکتے پھر بدترین طریقے پر شمر کو قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں شمر کو اسی طرح ذبح کیا جیسے اس نے امام حسینؓ کو ذبح کیا تھا۔ شمر مبروص تھا، اس کے سینے اور پشت کو گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ا گیا۔

ابو سعد نے کہا ہے کہ شمر کا باپ جنابی کلابی تھا کہ جس کی کنیت ابو شمر تھی اور کہا گیا ہے کہ اس کی کنیت ابو نالغہ تھی اور اس کا نام ذوالجوشن تھا۔ رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اسلام قبول کر لے۔ اس نے قبول نہ کیا، تو رسول اللہؐ نے فرمایا سمجھے کیا چیز مانع ہے کہ تو اس امر کی ابتدا میں داخل ہو، وہ کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ آپ کی قوم نے آپ کی تکذیب کی ہے اور آپ کو نکال دیا ہے اور آپ سے جنگ کی ہے۔ پس اگر آپ ان پر غالب آ گئے تو میں بھی آپ کی اتباع کر لوں گا اور اگر آپ کو غلبہ حاصل نہ ہوا تو میں اتباع نہیں کروں گا پس آپ نے فرمایا عنقریب تجھے معلوم ہو جائیگا کہ مجھے ان پر غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔ ذوالجوشن کہتا ہے میں اپنی قوم میں تھا جب کوئی آتا تو ہم اس سے پوچھتے کیا خبر ہے؟ وہ کہتا کہ محمدؐ نے اپنی قوم پر فتح حاصل کر لی ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ ذی الجوشن رسول اللہؐ کے پاس جنگ بدر سے آپ کی فراغت کے بعد حاضر ہوا۔ اور ایک گھوڑا ہدیہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا جس کا نام عرجاء تھا لیکن آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ مختار نے تمام سر محمد بن حنفیہ کی خدمت میں بھیجے۔ پھر ابن زیاد آیا اور وہ تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ موصل میں اترا پس مختار نے ابراہیم بن مالک اشتر کو تین ہزار کا لشکر دیکر اس کے مقابلے کے لیے تیار کیا۔ بعض کا قول ہے کہ سات ہزار کا لشکر تھا۔ یہ ۶۹ھ کی بات ہے پس ابراہیم کی ابن زیاد سے جنگ۔

Marfat.com

ہوئی اور اسے دریا کے کنارے قتل کیا۔ ابن زیاد کے لشکری قتل ہونیوالوں کی نسبت دریا میں غرق ہونیوالے زیادہ تھے۔ مؤرخین نے ابن زیاد کے قاتل میں اختلاف ہے۔

ابن جریر نے ابراہیم بن اشتر سے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس شخص کو موجزن نہر کے کنارے قتل کیا جس سے کستوری کی خوشبو آتی تھی۔ ابراہیم نے کہا میں نے اس کے جسم کو تلوار سے دو برابر کے ٹکڑے کر دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اسے شریک بن جریر تغلبی نے قتل کیا۔ اور بعض جابر یا جبر کو اس کا قاتل ٹھہراتے ہیں۔ ابن اشتر ابن زیاد کا سر مختار کے پاس بھیجا۔

پس مختار قصر الامارۃ میں جا کر بیٹھا اور تمام سر اس کے سامنے ڈال دیے گئے مختار نے وہ سر وہاں ڈال دیے کہ جہاں امام حسینؓ اور ان کے اصحاب کے سر رکھے گئے تھے۔ مختار نے ابن زیاد کا سر وہیں نصب کیا جہاں امام حسینؓ کا سر نصب کیا گیا تھا۔ پھر دوسرے دن رحبہ میں اور سروں کے ساتھ ڈال دیا۔

عمار بن عمیر کہتا ہے میں مقام کناسہ میں سروں کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ لوگ کہنے لگے وہ آیا وہ آیا۔ پس اچانک ایک بہت بڑا سانپ آیا اور وہ تمام سروں کو چھوڑتا ہوا ابن زیاد کی ناک کے دونوں نتھنوں میں داخل ہوا۔ اور باہر نکل کر کچھ دیر کو غائب ہو گیا۔ پھر دوبارہ آیا اور ویسا ہی کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سانپ نے یہ عمل قصر الامارۃ میں یہ عمل مختار کے سامنے کیا تھا پس مختار نے کہا اسے چھوڑ دو اسے چھوڑ دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ یہ عمل وہ سانپ تین دن تک کرتا رہا۔

Marfat.com

یزید لعنہ بن معاویہ

علماء تاریخ نے حسن بصری سے ذکر کیا ہے کہ حسن نے کہا کہ تحقیق معاویہ میں ایسی بُرائیاں تھیں کہ اگر اُن میں سے بعض تمام اہل زمین میں ہوتیں تو ان کے لیے کافی تھیں :

۱ : اس امر خلافت پر اس کا کود پڑنا ۔

۲ : مسلمانوں کے مشورہ کے بغیر جاگیریں دیدینا ۔

۳ : ابن زیاد کو زبردستی اپنا بھائی بنالینا ۔

۴ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو شہید کرنا ۔ اور

۵ : یزید جیسے شخص کو لوگوں پر مسلّط کرنا ۔

اور حسن کہتا ہے کہ معاویہ خود کہا کرتا تھا اگر مجھے یزید سے محبّت نہ ہوتی تو میں اپنی رشد و ہدایت کو دیکھ لیتا ۔

اور میرے (مؤلف جدّ مادری) ابو الفرج نے کتاب رد علی المستعصب المانع من ذم یزید (یعنی متعصب عناوی کی رد میں جو یزید کی مذمّت سے روکتا ہے) میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھ سے ایک سائل نے سوال کیا کہ یزید بن معاویہ کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے ؟ تو میں نے کہا کافی ہے اس کے لیے وہ چیز جس میں وہ ہے ۔ تو اس نے کہا کیا تم اس پر لعنت کرنا جائز سمجھتے ہو ؟ تو میں نے کہا وہ علماء جو متورع اور پرہیزگار ہیں کہ جن میں سے احمد بن حنبل بھی ہیں انھوں نے یزید کے متعلق

وہ کچھ کہا ہے جو لعنت سے بھی زیادہ ہے۔

اور میرے (مؤلف) جدّ مادری نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) مہ
بن یحییٰ سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے احمد بن حنبل سے یزید بن معاویہ کے
متعلق سوال کیا تو وہ کہنے لگا وہ وہی ہے جس نے کیا جو کچھ کیا ہے۔ میں نے کہا
نے کیا کیا ہے؟ امام احمد نے کہا اس نے مدینہ میں لوٹ مار کی۔ میں نے کہا ہم
حدیث (نقل) کر سکتے ہیں۔ کہنے لگے نہیں وہ اس لائق نہیں کسی کو نہیں چاہئے
کہ اس سے حدیث تحریر کرے۔

اور میرے جد ابو فرج نے (حذف اسناد کے ساتھ) صالح بن احمد بن حنبل
روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کچھ لوگ ہمیں یزید کی
کی نسبت دیتے ہیں۔ تو انھوں نے جس کا اللہ پر ایمان ہو وہ یزید سے دوستی
سکتا ہے۔؟! میں نے کہا پھر آپ اس پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ تو انھوں
کہا تو نے مجھے کب کسی چیز پر لعنت کرتے دیکھا ہے اے بیٹا تو کیوں لعنت نہیں
اس پر جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے۔ میں نے کہا اور خدا نے کہاں
اپنی کتاب میں یزید پر لعنت کی ہے تو انھوں نے کہا اپنے اس ارشاد میں فھل
عسیتم ان تولّیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک
الذین لعنھم اللہ فاصمّھم واعمی ابصارھم (پس تحقیق تم قریب ہو
اگر تم حاکم ہو جاؤ تو زمین میں فساد کرو گے اور اپنے ارحام سے قطع رحمی کرو گے
وہی لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے پس خدا نے انھیں بہرہ بنا دیا ہے اور
کی آنکھیں اندھی کر دی ہیں۔) پس کیا کوئی فساد قتل سے بھی زیادہ عظیم ہے۔
ایک اور روایت میں ہے جب صالح نے امام احمد سے سوال کیا تو انھوں نے کہا
بیٹا میں کیا کہوں اس شخص کے بارے میں جس پر خدا نے اپنی کتاب میں لعنت

Marfat.com

گزشتہ واقعہ کا ذکر کیا ہے۔

میرے (مؤلف) حمیدی نے کہا ہے کہ قاضی ابو یعلی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو مستحق لعنت ہیں اور ان میں یزید کا ذکر بھی ہے اور اسی کتاب میں کہا ہے کہ جو شخص یزید پر لعنت کرنے سے منع کرتا ہے تو اسے اس بات کا علم نہیں اور زیادہ منافق ہے، وہ چاہتا ہے کہ لوگوں کو غلطی میں ڈالے اور بعض اوقات جاہلوں کو رسالت مآبؐ کے اس قول سے دھوکا دیتا ہے کہ مومن لعنت نہیں کرتا۔ قاضی کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ مومن اس پر جو مستحق لعنت نہ ہو اس پر لعنت نہیں کرتا۔

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) سائب بن خلاد سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا ہے جو اہل مدینہ کو ظلماً ڈرائے خدا اسے ڈرائے گا اور اس پر اللہ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، جو کچھ اس نے خرچ کیا ہے یا عدل کیا ہے قیامت کے دن خداوند عالم اسے قبول نہیں کرے گا۔

بخاری نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) بی بی عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سعد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اہل مدینہ سے کوئی مکر و فریب نہیں کریگا مگر یہ کہ وہ اس طرح پگھل جائیگا جیسے نمک پانی میں پانی حل ہو جاتا ہے۔ ایسی ہی حدیث مسلم نے بھی بیان کی ہے اور اس میں ہے کہ کوئی شخص اہل مدینہ کی برائی کا ارادہ نہیں کریگا مگر یہ کہ خدا اسے بھٹی کی آگ میں اس طرح پگھلائے گا کہ جس طرح قلعی پگھل جاتی ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یزید نے اہل مدینہ کو ڈرایا اور اس کے رہنے والوں کو قید کیا۔ مدینہ کو لوٹا اور اسے مباح قرار دیا۔ اس واقعہ کا نام واقعۂ حرّہ ہے۔ اور اس واقعہ کا سبب یہ ہے جو واقدی۔ ابن اسحٰق ہشام بن محمد نے روایت کی ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد ۶۲ھ

اہل مدینہ کا ایک وفد یزید کے پاس گیا۔ پس ان لوگوں نے دیکھا کہ وہ شراب پیتا
طنبوروں اور کتوں سے کھیلتا ہے۔ جب وہ واپس آئے تو علی الاعلان اس
کرنے لگے، اس کی بیعت توڑ دی اور اس کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان
دیا اور وہ کہنے لگے ہم ایسے شخص کی طرف سے آئے ہیں جس کا کوئی دین و مذہب
وہ شراب پیتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا۔ ان لوگوں نے عبداللہ بن حنظلہ غسیل کی
کر لی۔ اور حنظلہ کہتا ہے خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف خروج نہیں کیا جب
یہ خوف لاحق نہیں ہوا کہ کہیں ہم پر آسمان سے پتھر نہ مارے جائیں۔
وہ ایسا شخص ہے جو ماؤں بہنوں اور بیٹیوں سے بدفعلی کرتا ہے، شر
ہے اور نماز نہیں پڑھتا اور اولادِ انبیاء کو قتل کرتا ہے۔ خدا کی قسم اگر لوگ
سے کوئی میرا ساتھ دے تو میں یزید کے بارے میں خدا کیلئے بہترین امتحان
تیار ہوں پس یہ خبر یزید کو پہنچی تو اس نے مسلم بن عقبہ کو اہل شام میں سے اک
کثیر کے ساتھ بھیجا پس اس نے مدینہ کو تین دن کے لیے مباح قرار دیا ابن عنسل
اشرافِ مدینہ کو قتل کیا۔ اور تین دن تک ان کے مال لوٹتا رہا اور ہتکِ حرم
رہا۔ اور ابن سعد نے کہا کہ مروان بن حکم مسلم بن عقبہ کو اہل مدینہ کے خلاف بھ
یہ بات یزید تک پہنچی تو اس نے مروان کا شکریہ ادا کیا اس کی قرب و منزلت
اور اسے مال بھی دیا۔ مدائنی نے کتاب حرہ میں زہری سے ذکر کیا ہے کہ حرہ
کے مقتولین قریش مہاجرین و انصار اور اموال میں سے محترم بزرگ اشخاص
تھے غیر معروف، آزاد غلام اور عورتیں دس ہزار تھیں اور ان لوگوں نے
ہاتھ رنگے۔ یہاں تک کہ خون قبر رسول تک پہنچے اور روضۂ رسول اور مسجد پر
اور مجاہد کہتا ہے کہ حجرۂ رسول اور منبر رسول کی پناہ لی لیکن تلوار ان میں اپنا کام کر
رہی۔

Marfat.com

واقعہ حرّہ ماہ ذی الحجہ ۶۳ھ میں ہوا اس واقعہ اور یزید کی موت میں تین ماہ کا فاصلہ تھا۔ خدا نے اُسے زیادہ مہلت نہ دی۔

ابوالحسن مدائنی نے ام ہشیم بنت یزید سے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ میں نے قریش کی ایک عورت کو خانۂ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا۔ پس ایک حبشی اس کے سامنے آیا تو اس عورت نے اسے گلے لگا لیا اور اس کے بوسے لیے۔ میں نے اس سے کہا تجھے اس سے کیا سروکار ہے۔ تو وہ کہنے لگی یہ جنگ حرّہ کے دن کا میرا بیٹا ہے اس کے باپ نے میرے ساتھ منہ کالا کیا اور میں نے اُسے جنا۔ مدائنی نے ابوقرہ سے بھی ذکر کیا ہے، وہ کہتا ہے کہ ہشام بن حسان نے کہا کہ واقعہ حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے بے شوہر کے بچے جنے۔ اور مدائنی کے علاوہ دیگر مؤرخین نے دس ہزار عورتیں کہی ہیں

شعبی نے کہا ہے کہ کیا یزید اس پر راضی نہیں تھا۔ حالانکہ اس کا اس نے حکم دیا تھا۔ اور مروان بن حکم کے کرتوت پر اس کا شکریہ ادا کیا! پھر مسلم بن عقبہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوا اور راستے ہی میں مرگیا تو اپنا جانشین حصین بن نمیر کو بنا گیا اور اس نے کعبہ کو منجنیقوں سے پتھر مارے اسے گرایا اور جلایا اور یزید کی موت کی خبر ماہ ربیع میں آئی خدا اس پر لعنت کرے۔

میرے (مؤلف) کے جدّ ماوری نے کہا ہے کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ سے جنگ کرنا اور عمر بن سعد اور شمر کو آپ کے قتل پر مسلّط کرنا اور سرہائے شہدا کو اس کے پاس لے جانا کوئی تعجب خیز نہیں بلکہ تعجب تو اس پر ہے کہ یزید نے آپؑ کے سر سے بُرا سلوک کیا اور آپ کے دندانِ مبارک پر چھڑی لگائی۔ آلِ رسول کو قیدی بنا کر اونٹوں پر سوار کیا۔ اس نے ابن زبعریٰ کے اشعار پڑھے۔ کہ کاش میرے بدر والے بزرگ موجود ہوتے اخ اور اس نے سر حسینؑ مدینہ کی طرف روانہ کیا۔ پس کیا جائز ہے کہ یہ عمل خوارج کے ساتھ بھی روا رکھا جائے۔ حالانکہ جملہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ خارجیوں اور باغیوں کو

Marfat.com

کفن دیا جائے۔ ان پر نماز پڑھی جائے اور انھیں دفن کیا جائے۔ اور اگر اس کے دل میں زمانۂ جاہلیت کے کینے اور بدر کی دشمنی نہ ہوتی تو سرِ حسینؑ کا احترام کرتا جبکہ سر اس کے پاس پہنچا تھا اُسے چھڑی سے نہ مارتا اور عزّت و احترام سے دفن کر دیتا اور آلِ رسول سے نیکی اور احسان کرتا۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ جو چیز اس کی بدطینتی پر دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ اس نے ابن زیاد کو اپنے پاس بُلایا اور بہت سا مال دیا۔ بہت گراں قدر تحفے دیے۔ اور اپنی مجلس میں قرب اور اس کی قدر و منزلت کو بلند کیا، اسے اپنی بیویوں کے سامنے کیا اپنا ندیم بنایا۔ ایک رات شراب پی اور مغنیّہ سے کہا گاؤ پھر یزید نے برجستہ کہا:

اسقنی شربۃ تروی فؤادی ثم مل فاسق مثلہا ابن زیاد

مجھے ایسی شراب پلا جو میرے دل کو سیراب کرے پھر پیالہ پُر کر کے ویسا ہی ابن زیاد کو پلا

صاحب السرّ والامانۃ عندی ولتسدید نعمی وجہادی

جو صاحب راز و امانت ہے میرے نزدیک اور میرے لیے مال غنیمت اور جہاد کو درست کرتا ہے

فقاتل الخارجی اعنی حسینا وعبید الاعداء والحساد

جو خارجی کا قاتل ہے یعنی حسینؑ کا (معاذ اللہ) اور دشمنوں اور حاسدوں کو ہلاک کرنیوالا ہے

اور ابن عقیل نے کہا منجملہ ان چیزوں کے جو یزید کے کافر و زندیق ہونے پر دلیل ہیں چہ جائیکہ اس پر سبّ و لعنت کرنا وہ اشعار ہیں کہ جن کے ذریعے اس نے اپنے الحاد اور خبثِ باطن اور بُرے اعتقاد کو واضح کیا ہے ان میں سے اس کا وہ قول ہے جو اس قصیدہ کی ابتدا میں ہے:

علیۃ ھاتہ واعلنی وترنمی بدلک انی لا احب التناجیا

اے علیہ آؤ اور بلند آواز سے گاؤ اور رقص کرو کیونکہ میں سرگوشی کو پسند نہیں کرتا۔

حدیث ابی سفیان قد ما سمی بہا الی احد حتی اقام البواکیا

Marfat.com

یہ واقعہ ابوسفیان سے بیان کرو جبکہ وہ کوہ اُحد پر گیا اور رونیوالی عورتوں کو مُردوں پر کھڑا کیا۔

الاھات فاسقینی علی ذاک قھوۃ　　تخیر لعنسی کرما شامیا

خبردار وہ بات سناؤ اور اس کے ساتھ وہ شراب پلاؤ جسے شامی انگور سے عنسی نے منتخب کر کے بنایا ہے

اذا ما نظرنا فی امور قدیمۃ　　وجدنا حلالاً شربھا متوالیا

ہم جب ماضی کے حالات پر غور و فکر کرتے ہیں تو اس کا پینا ہمیشہ حلال پاتے ہیں۔

وان مت یا ام الحمیرا فانکحی　　ولا تاملی بعد الفراق تلاقیا

اور اگر میں مرجاؤں اے ام حمیرا تو کسی سے نکاح کر لینا اور جدائی کے بعد ملاقات کی آرزو نہ رکھنا۔

فان الذی حدثت عن یوم بعثنا　　احادیث طسم تجعل القلب ساھیا

یہ تجھے بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے لیے قبر سے اٹھنے کا دن ہے یہ پرانی باتیں ہیں جو دل کو غافل کر دیتی ہیں۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ انہی (کفریات) میں سے اس کا یہ قول بھی ہے:

ولو لم یمس الارض فاضل بردھا　　لما کان عندی سبحۃ فی التیمم

اور اگر شراب کے بچے ہوئے گھونٹ کی ٹھنڈک زمین کو نہ چھوتی تو میرے نزدیک تیمم میں زمین کو مسح کرنا درست نہیں تھا۔

اور انہی میں سے اس کا یہ قول بھی ہے:

معشر الندمان قوموا　　واسمعوا صوت الاغانی

اے ندیمو کی جماعت اٹھو اور گانے والی عورتوں کی آواز کو سنو

واشربوا کاس مداما　　واترکو ذکر المغانی

خالص شراب کا پیالہ پیو اور عبادت میں گنگنانے کا ذکر چھوڑو

اشغلتنی نغمۃ العیدان　　عن صوت الاذانی

طنبوروں کے نغمے نے مجھے اذان کی آواز سے بالکل بے نیاز کر دیا ہے۔

وتعوضت عن الحُور خموراً فی الدنان

اور حُور کے عوض میں نے شراب کے مٹکوں کو اپنا لیا ہے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں جو میں نے دوسری کتاب میں یزید کے دیوان سے نقل کیے ہیں۔

انہی چیزوں کی وجہ سے تو اس کی حکومت اس امت کے لیے ننگ و عار ثابت ہوئی یہاں تک کہ ابوالعلاء معری نے اسے امت پر "ایک عیب" کی طرف اشارہ کیا ہے

اری الایام تفعل کل نکر فما انا فی العجائب مستزید

الیس قریشکم قتلت حسینا وکان علی خلافتکم یزید

میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ بالکل انوکھے کام کرتا ہے پس میں عجائبات میں کوئی زیادہ تعجب نہیں کرتا کیا تمھارے قریش نے حسینؓ کو قتل نہیں کیا جبکہ تمہاری خلافت یزید کے قبضے میں تھی۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں کہ جب میرے جد ابادری ابوالفرج نے بغداد میں منبر پر امام ناصر اور اکابر علماء کے سامنے یزید پر لعنت کی تو سرپھروں کی ایک جماعت مجلس سے اٹھ کھڑی ہوئی اور چلی گئی تو میرے جد ابادری نے کہا خبردار دوری ہے اہل مدین کے لیے جیسے قوم ثمود دور ہوئی تھی۔

ہمارے بزرگوں نے اس دن کی حکایت بیان کی ہے کہ ایک جماعت نے میرے جد سے یزید کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے کہا پوچھتے ہو اس شخص کے متعلق جو تین سال خلیفہ رہا۔ پہلے سال اس نے حسینؓ کو شہید کیا دوسرے سال اہل مدینہ کو خوف و ہراس میں مبتلا کیا اور تیسرے سال خانہ کعبہ پر منجنیق سے پتھر مارے اور اسے منہدم کیا تو انھوں نے کہا ہم اس پر لعنت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا پس یزید پر لعنت کرو۔

اور میرے جد ابادری نے کتاب رد علی المتعصب العنید میں کہا ہے کہ حدیث میں اس شخص پر لعنت وارد ہوئی ہے جس نے وہ کام کیا ہے جو افعال یزید کا عشر عشیر بھی

Marfat.com

نہیں اور وہ احادیث ذکر کی ہیں بخاری اور مسلم نے صحیحین میں۔ جیسا کہ ابن مسعود کی حدیث ہے کہ رسول اکرمؐ نے عیب جوئی کرنے والی عورتوں اور لوگوں کے عیب تلاش کرنیوالوں پر لعنت کی۔ اور ابن عمرؓ سے حدیث ہے کہ اللہ نے عیب جوئی اور عیب تلاش کرنے والی عورت پر لعنت کی ہے۔ اور اللہ نے بت بنانے والوں پر لعنت کی ہے۔ اور جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے سود کھانے اور کھلانے والوں پر لعنت کی ہے۔ ——— اور ابن عمر کی حدیث مسند میں ہے کہ شراب پر دس وجوہ کی بنا پر لعنت کی ہے اور اسباب میں بہت سی احادیث نقل کی گئی ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں یزید کے افعال سے کہیں کم ہیں جو کہ حسینؓ، ان کے بھائیوں اور اہل کا قتل کرنا۔ مدینہ کو لوٹنا، کعبہ کو گرانا اور اسے منجنیقوں سے پتھر مار گرانا اور وہ اشعار کہنا جو اس کے فاسد عقیدہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جو شخص مزید معلومات چاہتا ہے اس معاملہ میں اسے وہ کتاب ابو الفرج دیکھنی چاہیے جس کا نام "ردّ متعصب العنید" ہے۔

Marfat.com

محمد بن حنفیہ

آپ کی کنیت ابوالقاسم اور بعض کہتے ہیں کہ ابوعبداللہ ہے، وہ تابعین کے طبقہ اوّل میں سے ہیں۔ رسول اللہؐ کی وفات کے بعد پیدا ہوئے۔ امام احمد نے مسند میں (حذف اسناد کے ساتھ) کہا ہے کہ ہمیں محمد بن حنفیہ نے اپنے باپ حضرت علیؑ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مناسب سمجھتے ہیں کہ اگر آپ کے بعد میرا کوئی بیٹا پیدا ہو تو میں اس کا نام اور کنیت آپ کے نام اور کنیت پر رکھ لوں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ پس رسول اللہؐ کی طرف سے حضرت علیؑ کو اجازت تھی۔

زہری کہتا ہے کہ محمد عقلمند ترین اور شجاع ترین اشخاص میں سے تھے فتنوں اور جن جھگڑوں میں باقی لوگ پڑے تھے محمد ان سے کنارہ کش تھے۔ اور کیسانیوں کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ محمد بن حنفیہ مرے نہیں بلکہ وہ جبل رضوی کی ایک گھاٹی میں مقیم ہیں۔ اور ان کے ساتھ ان کے چالیس ساتھی بھی ہیں۔ جو اس شعب میں داخل ہوئے تھے۔ پس کسی کو ان کا علم نہیں وہ زندہ ہیں اور رزق کھاتے ہیں۔

ہشام کہتا ہے کہ محمد کو ابن زبیر نے قبۂ زمزم میں مقید کر دیا تھا۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے قبیلے کے بزرگ اور بنی ہاشم کے گروہ میں سے بیس افراد کو قید کیا تھا کہ جنھوں نے ابن زبیر کی بیعت نہیں کی تھی۔ اور ابن زبیر نے ان کے لئے ایک مدت مقرر کر دی تھی کہ اگر اس مدت کے اندر بیعت نہ کی تو انھیں آگ سے جلا دیا جائے گا۔

Marfat.com

ر آپ کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ مختار کو پیغام بھیجیں اور اپنے حالات
ر ابن زبیر نے جو دھمکی دی ہے اس کی اطلاع دیں۔ آپ نے اس مشورہ پر مختار کو خط
ا اے اہل کوفہ ہمارا ساتھ نہ چھوڑنا جس طرح حسینؓ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ پس جب
ختار نے خط پڑھا تو رو پڑے۔ اشرافِ کوفہ کو جمع کیا، ان کے سامنے خط پڑھا اور کہا
یہ خط تمہارے مہدی اور تمہارے نبی کے اہلبیت کے سردار کا ہے۔ انھیں قاصد
ن حالت میں چھوڑ آیا ہے کہ وہ قتل ہونے اور جل جانے کے منتظر ہیں اور میں ابو اسحٰق
میں ہوں۔ اگر میں نے ان کی مدد نہ کی اور میں لشکر کے پیچھے لشکر روانہ کروں گا یہاں
یلاب کے یہاں تک کہ کابلیہ کے بیٹے (ابن زبیر) پر ہلاکت ہوگی۔ پھر مختار نے عبداللہ
دی کو ہزار شہسوار کے ساتھ روانہ کیا۔ پھر ہزار در ہزار کا لشکر جمع ہوا یہاں تک
مکہ میں گھس گئے اور پکارنے لگے اے حسینؓ کے خون کا بدلہ لینے والے اور یہ اس وقت
نچے کہ لکڑیاں قصبہ کے دروازے پر جمع ہو چکی تھیں اور مدینہ منورہ میں سے صرف دو
ن باقی تھے۔ پس لوگوں نے قبہؓ کا دروازہ توڑ ڈالا۔ محمدؒ اور ان کے ساتھیوں کو نکالا
ور محمدؒ پر سلام کیا اور کہنے لگے ہمارے اور اللہ کے دشمن (کہ جس نے کعبہ میں جنگ کو
حلال سمجھا ہے) کے درمیان حائل نہ ہو جیسے محمدؒ نے کہا میں اللہ کے حرم میں جنگ کو
حلال نہیں سمجھتا۔ پھر پے در پے مختار کی طرف سے تعداد بڑھتی رہی یہاں تک کہ محمدؒ
چار ہزار افراد کے ساتھ باہر نکلے اور مقامِ ایلیہ میں جا کر دو سال قیام کیا۔ اور ابن زبیر
نے آپ کا گھر جلا دیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ محمدؒ مقامِ طائف میں مقیم رہے اور یہی قول
زیادہ مشہور ہے۔

ارشاداتِ محمدؒ

(حذفِ اسناد کے ساتھ) متذر ثوری سے روایت ہے وہ کہتا ہے محمدؒ بن حنفیہ

Marfat.com

کہا کرتے تھے۔ وہ داتا نہیں جو اچھی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ کون ہے کہ جسے زندگی بسر کرنی ہی ہو اور خدا اس کے لیے کشائش اور نکلنے کا راستہ نہ قرار دے۔

اور یہ بھی ثوری نے کہا ہے کہ محمدؐ نے کہا جس کے نزدیک اپنا نفس عزت دار ہے اس کی آنکھوں میں دنیا حقیر و ذلیل ہو جاتی ہے اور یہ بھی ثوری نے کہا ہے کہ محمدؐ نے کہا کہ بلاشبہ اللہ نے تمہارے نفوس کی قیمت جنت قرار دی ہے۔ پس جنت کے علاوہ کسی چیز سے انھیں نہ بیچو۔ نیز محمدؐ نے کہا ہر وہ کام جس میں رضائے الٰہی مطلوب نہ ہو وہ ختم و ہلاک ہونے والا ہے۔

ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ذکر کیا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علی بن الحسینؑ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بادشاہ روم نے عبدالملک بن مروان کی طرف خط لکھا اُسے تہدید کی اور دھمکی دی اور قسم کھائی کہ عنقریب میں تیری طرف ایک لاکھ کا لشکر خشکی کے راستے سے اور ایک لاکھ کا لشکر سمندر کے راستے سے بھیجوں گا ورنہ مجھے جزیہ ادا کر۔ پس عبدالملک نے حجاج کی طرف خط لکھا اور حجاج حجاز میں تھا۔ کہ تو محمدؐ بن حنفیہ کو قتل کی دھمکی دے اور اس کے جواب سے مجھے مطلع کر اور عبدالملک بہت کافی خوف زدہ تھا۔ پس جب عبدالملک کا خط حجاج کے پاس پہنچا تو حجاج نے محمدؐ کو خط لکھا جسمیں انھیں ڈرایا دھمکایا۔ تو محمدؐ نے حجاج کو لکھا:

امابعد پس تحقیق اللہ تعالیٰ تین سو ساٹھ نگاہ رحمت اپنی مخلوق پر ڈالتا ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ ایک نظر رحمت میری طرف بھی کر دے۔ اور تجھ سے مجھے محفوظ رکھے۔ پس حجاج نے آپ کا یہ جواب عبدالملک کو لکھ بھیجا اور عبدالملک نے وہی جواب بادشاہ روم کو لکھا تو بادشاہ روم نے لکھا کہ یہ کلام تجھ سے اور تیرے خاندان سے صادر نہیں ہوا بلکہ یہ اہلبیت نبوت کا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب حجاج حجاز کا گورنر بن کر آیا تو محمدؐ نے عبدالملک

کو خط لکھا اور کہا کہ حجاج وہ شخص ہے جسے تو جانتا ہے پس اس کے ہاتھ اور زبان کو مجھ پر مسلط نہ کر۔ پس عبدالملک نے حجاج کو خط لکھا اور اس میں ان سے تعرض کرنے سے منع کیا۔ پس طوافِ کعبہ میں ایک دن آمنا سامنا ہو گیا تو حجاج نے اپنے ہونٹوں کو دانتوں سے کاٹ کر کہا۔ اگر امیر المومنین (عبدالملک) نہ ہوتا تو میں یہ یہ کرتا اور وہ کرتا! تو محمدؒ نے اس سے کہا بچھ پر وائے ہو اے حجاج بحقیق خدا کے لیے ہر دن پھر پہلا سا کلام کیا۔

ثوری نے کہا ہے کہ ایک دن محمدؒ نے اپنے ایک بیٹے سے کہا اگر تو ادب بننا چاہتا ہے تو ہر چیز کا بہترین حصہ لے لے اور اگر عالم بننا چاہتا ہے تو صرف ایک ہی فن پر اکتفا کر!

ثوری کہتا ہے علی بن الحسینؒ سے روایت ہے کہ اشتر نخعی نے جنگِ صفین کے دوران ایک دن محمدؒ حنفیہ سے کہا کہ آپ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر حضرت امیر المومنینؑ کی مدح کیجئے۔ اور آپ کے کچھ مناقب بیان کیجئے۔ پس محمدؒ دونوں صفوں کے درمیان پہنچے اور امیر معاویہ کے لشکر کی طرف اشارہ کر کے کہا اے اہلِ شام اے نفاق کی ذریت اور آگ کے بچے ہوئے اور جہنم کا ایندھن دور ہو جاؤ چودھویں کے روشن اور واضح چاند سے اور نجم ثاقب سے، نفوذ کرنے والے نیزے سے، روشن ستارہ سے، ہلاک کرنے والی تلوار اور صراطِ مستقیم اور ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر سے جو بہت علم رکھتا ہے قبل اس کے ہم تمہیں فی النار کر دیں یا تم پر لعنت کریں جس طرح یہود پر کی ہے اور خدا کا حکم جاری ہو کر رہتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس گھاٹی میں گھس رہے ہو یا کس ٹیلے پر چڑھ رہے ہو اور کہاں سرگرداں پھرتے ہو بلکہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں اور بصارت نہیں رکھتے کیا رسولؐ کے ہم پلہ کو تیروں کا ہدف بناتے ہو اور دینِ خدا کے رئیس و سردار سے چھڑک کرتے ہو

Marfat.com

پس اس کے بعد کونسی ہدایت کے رستے پر چلو گے اور کون سے پھٹے ہوئے کپڑے کو پیوند لگاؤ گے دور ہے دور ہے خدا کی قسم سبقت دینی میں وہ آگے بڑھ گیا اور وہ نشانہ پر تیر لگانے میں کامیاب ہو گیا اور انعام پر اس کا قبضہ اور اس نے فصل خطاب پر اپنا حق ثابت کر دیا ہے، آنکھیں اس کی بلندی تک پہنچنے سے پہلے تھک گئیں اور گردنیں اس کی رفعت کو دیکھنے سے پہلے ٹیڑھی ہو گئیں وہ بلندی کی چوٹی پر بلند ہوا اور انتہائے مقصد تک پہنچ گیا۔ جو بھی قصد کرے اس کی کوشش سے عاجز ہے اور اس کے لیے طلب کرنا دشوار ہے اور جس کی وہ آرزو رکھتا ہے اور ضرورت سمجھتا ہے وہ اس سے فوت ہو گئی اور اس شجاعت کے مقابلے میں صاحب ہمت شجاع رک جاتا ہے اور وہ شیر کی طرح بہا شخص کی کوشش کو باطل کر دیتا ہے اور وہ کس طرح دور کی جگہ سے اپنا مقصد حاصل کر سکتے ہیں انھیں ضرور جھک جانا چاہیے۔ اور رک جانا چاہیے پس کیا رسولؐ کے دوست کی بیعت توڑتے ہو یا رسول کے بھائی پر سب وشتم کرتے ہو۔ حالانکہ وہ نسب میں رسول کا بھائی ہے۔ جب نسب بیان کریں اور جب مثال دیں تو وہ ہارون کی مانند ہے اور جب امتحان کریں تو بہت بڑی طاقت کا مالک جس نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی جب کہ باقی لوگ منحرف تھے اور اس کا ایمان شہرۂ آفاق تھا، جب ان لوگوں نے کفر کیا اور جب دشمن کے مقابلے سے باقی پیچھے ہٹے تو اسے بلایا گیا۔ اور جب مشرکین نے اپنا عہد و میثاق توڑ دیا تو یہ ان کی طرف ان کے عہد و پیمان کو ختم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور ہجرت کی رات اس کو بستر پر سلایا گیا۔ جب باقی لوگ کم ہمت ہو گئے۔ اور یہ جنگ احد کے دن ثابت قدم رہا جب کہ اور لوگ بھاگ گئے۔ اور وقت وداع اسے اسرار و رموز کا امین بنایا گیا جب اوروں کو روک دیا گیا۔

هذی المکارم لاقصیان من لبن شیبا بماء فصادا بعد ابوالاء

یہ مکارم وفضائل ہیں نہ دودھ کے دو پیالے ہیں جو پانی سے ملا کر بعد میں پیشاب ہو گئے اور وہ (علیؑ) کیسے الگ ہو سکتا ہے ہر رفعت وبلندی وثنا سے حالانکہ وہ اور رسول اللہؐ ایک باپ کے فرزند ہیں اور ان دونوں کے آباء و اجداد نجیب و شریف ہیں اور دونوں نے ایک ہی پیالے سے دودھ پیا ہے اور دونوں ایک ہی راستوں گھٹنیوں چلے ہیں۔ دونوں ایک درخت کے سایہ میں رہے ہیں اور دونوں کریم ترین اصل کی فرع ہیں۔ پس رسول اللہؐ رسالت کیلئے اور امیر المومنینؑ خلافت کے لیے پیدا ہوئے ہیں اور علیؑ کے ذریعے خدا نے اسلام کی گرہ کو کھولا ہے یہاں تک کہ شرک کی تاریکی چھٹ گئی اور نفاق کی نخوت کا قلع قمع ہو گیا۔ یہاں تک کہ نفاق کا جوش خاموش ہو گیا اور جاہلیت کے نشان مٹ گئے اور ذلّت وخواری کے پیچ کھل گئے اور ٹیڑھی قوم ایک دوسرے میں ضم ہو گئی اور گدلا پانی پینے کے قابل ہو گیا الخ۔ یہاں تک کہ فرمایا پس امیر المومنینؑ کے کس احسان میں شک کرتے ہو اور کس معاملہ میں دوسروں کو ان پر ترجیح دیتے ہو اور ہمارا پروردگار مہربان ومددگار ہے۔ ان چیزوں پر جو تم بیان کرتے ہو پس دونوں لشکروں میں کوئی باقی نہ رہا جس نے محمدؐ کے فضل وبزرگی کا اعتراف نہ کر لیا ہو۔

وفات محمّد بن حنفیہ

مؤرخین کے تین اقوال ہیں آپ کی وفات کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ مقام ایلہ پر وفات ہوئی۔ اور دوسرا یہ کہ مدینہ میں اور آپ کی نماز جنازہ ابان بن عثمان نے پڑھائی۔ آپ کے بیٹے ابو ہاشم کی اجازت سے اور جنّت البقیع میں دفن ہوئے تیسرا قول یہ ہے کہ طائف میں وفات پائی۔ آپ کی وفات ۸۱ھ میں بہ عہد

عبدالملک بن مروان ہوئی۔ آپ نے ۶۵ سال کی عمر پائی۔

اولاد

۱: ابوہاشم۔ ان کا نام عبداللہ تھا۔ یہ آپ کے سب سے بڑے فرزند تھے اور بزرگ علماء میں سے تھے سلیمان بن عبدالملک کے دربار میں گئے تو اس نے ان کی تعظیم کی، پھر فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ پس سلیمان نے کسی شخص کو بھیجا کہ ان کے راستے میں زہر آلود دودھ لیکر بیٹھے۔ جب ابوہاشم نے اس دودھ کو پیا تو موت کا احساس ہوا۔ پس حمیمہ کی طرف عدول کیا۔ ان کی ملاقات محمد بن علی بن عبداللہ سے ہوئی اس نے انھیں بتایا کہ حکومت تمھاری اولاد میں چلے گی۔ اور اسے حکومت دینے والوں کے خطوط دیے اور بتایا کہ کیا کرنا ہے۔ پھر وہیں حمیمہ میں زمین شراۃ بلقا کی طرف ان کی موت واقع ہوئی۔ ابوہاشم کے ایک بیٹے ہاشم تھے جس سے ان کی کنیّت ابوہاشم تھی۔

۲: محمد اصغر ان کی کوئی اولاد نہیں۔ ان دونوں کی ماں حلا کی بیٹی قبیلہ کنانہ سے تھیں

۳: محمد اکبر۔ ۴: لیلیا ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت محمد بن عبداللہ بن عباس تھیں

۵: علی۔ ان کی ماں ام عثمان بنت ابوحدیر قضاعیہ تھیں۔ ۶: طالب۔ ۷: عون

۸: عبیداللہ یہ مختلف کنیزوں سے پیدا ہوئے۔

۹: رملیہ یہ یحییٰ بن زید بن علیؑ (زین العابدینؑ) کی ماں ہیں جو خراسان میں شہید ہوئے

۱۰: ام سلمہ یہ ایک کنیز سے تھیں اور محمد بن حنفیہ کی اولاد میں سے۔

۱۱: جعفر اکبر۔ ۱۲: علی۔ ۱۳: حمزہ۔ ۱۴: جعفر اصغر۔ ۱۵: حسن مختلف کنیزوں سے

۱۶: ابراہیم ان کی والدہ مسرعہ بنت عماد بن شیبان بن جابر عوفیہ تھیں۔

۱۷: قاسم۔ ۱۸: ام ابیہا۔ ۱۹: عبدالرحمٰن ان کی والدہ ام عبدالرحمٰن تھی اور اس کی

Marfat.com

ں بر ہ بن عبد الرحمٰن بن حرث بن نوفل تھی۔

۲۰: جعفر اصغر۔ ۲۱: عون۔ ۲۲: عبد اللہ اصغر ان کی والدہ ام جعفر بن محمد بن جعفر ابن ابیطالب تھیں۔

۲۳: عبد اللہ۔ ۲۴: رقیہ۔ ۲۵: محمد ان کی ماں کنیز تھی۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے عبد اللہ محمد کے بڑے بیٹے تھے اور انھیں کی کنیت ابو ہاشم تھی۔ اور انھیں ہی سلیمان بن عبد الملک نے زہر آلود دودھ پلایا تھا۔

محمد نے صحابہ کی ایک جماعت سے حدیث لی ہے اور معظم احادیث اپنے والد امی حضرت علیؑ سے لی ہیں۔

Marfat.com

جناب خدیجہ اور فاطمۃ الزہرا علیہما السلام

واضح ہو کہ جناب خدیجہ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب ابن مرہ بن کعب بن لوی کی بیٹی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کا نسب عدنان تک پہنچتا ہے اور خدیجہ کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ قبیلہ رحم سے تھیں جو کہ فہر بن مالک کی اولاد میں سے تھا اور فاطمہ کی ماں ہالہ بنت عبد مناف تھیں۔ ہالہ کی ماں عرقہ تھی اس کا نام قلابہ بنت سعید تھا جو کہ لوی بن غالب کی اولاد سے ہے۔

واقدی نے کہا ہے کہ یہ خدیجہ باکرہ تھیں اور ورقہ بن نوفل کے ساتھ منسوب تھیں ورقہ ان کا چچازاد تھا پس ان کی شادی نہ ہو سکی۔ پس ان سے ابوہالہ نے کہ جس کا نام ہند بن بناس تمیمی تھا تزویج کی پس ان سے ہند پیدا ہوئی، پھر ان سے عتیق بن عابد مخزومی نے شادی کی اور ان سے ایک لڑکی بنام ہند پیدا ہوئی اور خدیجہ کو ام ہند کہا جاتا تھا۔

ابن سعد نے واقدی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جناب خدیجہ رسول اللہؐ سے عمر پندرہ سال بڑی تھیں۔

واقدی نے کہا ہے کہ خدیجہ صاحب شرف تھیں اور مال کثیر رکھتی تھیں۔ اپنا مال تجارت شام کی طرف بھیجا کرتی تھیں۔ پس ان کے تجارتی قافلے قریش کے تمام قافلوں کے برابر ہوتے تھے۔ یہ لوگوں کو اجیر بنا لیتیں اور کمیشن پر مال دیتی تھیں۔ پس جب رسول اللہؐ کی عمر ۲۵ سال ہوئی اس وقت آپ کو مکہ میں صرف امین کے نام سے ہی پکارا جاتا تھا تو خدیجہ

Marfat.com

نے کسی کو آپ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ آپ میرے تجارت کے قافلے کے ساتھ شام کی طرف میرے غلام میسرہ کے ساتھ جائیں۔ پس رسول اللہؐ نے ان کے مالِ تجارت کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ خدیجہ کے غلام میسرہ نے دورانِ سفر آپ سے عجائبات دیکھے اور دیکھا کہ بادل آپ پر سایہ کیے رہتا ہے۔ میسرہ نے جو کچھ دیکھا تھا خدیجہ سے بیان کیا پس جب آپ مکہ میں واپس آئے تو خدیجہ نے بھی آپ کے سر پہ بادل کو سایہ کئے ہوئے دیکھا۔ شام سے واپس آنے کے دو دن بعد آپ سے شادی کر لی یہ شادی خدیجہ کے باپ نے کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے بھائی عمر بن خویلد نے اور بعض کے نزدیک ان کے چچا عمر و نے کی تھی۔ اور زیادہ صحیح قول کی بنا پر اس وقت خدیجہ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ کیونکہ ان کی ولادت عام الفیل سے پندرہ سال پہلے ہوئی تھی اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ خدیجہ کے ساتھ ان کی شادی ان کے چچا عمرو ہی نے کی تھی واقدی نے کہا ہے کہ خدیجہ کے والد تو فجار اوّل میں مر چکے تھے۔

خطبۂ نکاح

مورخین نے کہا ہے کہ عقد کے وقت ابوطالب بنی ہاشم کے بزرگ و اشراف رسول اللہؐ کے چچا تشریف لائے آپ نے خطبہ پڑھا:

حمد ہے اس خدا کی جس نے ہمیں ذریتِ ابراہیم اور اولادِ اسمٰعیل اور معد کی چوٹی اور مضر کا عنصر قرار دیا ہے اور ہمیں اپنے گھر کا نگہبان اور حرم کی دیکھ بھال کرنے والا مقرر فرمایا۔ اور ہمارے لیے ایک ایسا گھر بنایا جہاں حج کیا جاتا ہے۔ امن والا حرم بنایا، ہمیں لوگوں کا حاکم قرار دیا۔ پھر بحقیق میرے بھائی کا فرزند یہ محمدؐ بن عبداللہ ایسا شخص ہے کہ جس سے کسی آدمی کا موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہر ایک پر ترجیح رکھتا ہے۔ اور اگر اس کے پاس دولتِ دنیا کم ہے تو یہ ایک زائل

ہونے والا سایہ اور نہ رہنے والی چیز ہے اور محمدؐ وہ ہے کہ جس سے فضل پسند قرابت سچائی اور امانت کو تم پہچانتے ہو۔ اس نے خدیجہ کی خواستگاری کی ہے یعنی نے کہا ہے کہ حق مہر بیس اونٹ، دس اوقیہ سونا، ایک غلام اور ایک کنیز تھا۔

فضائل خدیجہ

ہشام بن محمدؒ کہتا ہے کہ رسول اکرمؐ دل سے خدیجہ سے محبت و مودت فرماتے ان کا احترام کرتے اور اپنے تمام امور میں ان سے مشورہ فرماتے تھے۔ وہ آپؐ کی سچی وزیر و مشیر تھیں۔ وہ پہلی خاتون ہیں جو آپؐ پر ایمان لائیں۔ ان کی زندگی میں آپؐ نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔ اور ابراہیم بن ماریہ (جن کا تذکرہ کریں گے) کے علاوہ آپؐ کی تمام اولاد خدیجہ سے ہے۔

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہؐ سے سنا کہ بنی اسرائیل میں سے بہترین عورت مریم بنت عمران اور اس امت کی عورتوں میں سے بہترین خاتون خدیجہؓ بنت خویلد ہیں۔

نیز صحیحین میں ابوہریرہ سے حدیث منقول ہے وہ کہتا ہے کہ جناب جبرئیل رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے محمدؐ یہ خدیجہ آپ کی خدمت میں آرہی ہیں پس انھیں ان کے رب کا سلام پہنچائیے اور جنت کے گھر کی خوشخبری دیجئے جو مجوف موتی سے بنا ہوگا جس میں سکون ہی سکون اور آرام ہی آرام ہے۔

نیز صحیحین میں ہے بی بی عائشہ کہتی ہیں کہ مجھ پر رسول اللہؐ کی کوئی بیوی گراں نہیں گزری جتنا کہ خدیجہ گراں تھیں حالانکہ میں نے انھیں دیکھا تک نہیں تھا لیکن رسول اللہؐ ان کا بہت زیادہ تذکرہ کیا کرتے اور بعض اوقات کوئی بکری

Marfat.com

ذبح کرتے تو اس کے گوشت میں سے کچھ خدیجہ کی سہیلیوں کو ضرور بھیجتے۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں گویا دُنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت ہی نہ تھی۔

جب آپؐ فرماتے تھے خدیجہ تھی اور بس وہی تھی اور میری اس سے صدیقہ اور پاک و پاکیزہ اولاد ہے۔

بی بی عائشہ سے ایک روایت میں ہے وہ کہتی ہیں ایک دن مجھے غیرت آئی، پس میں نے کہا وہ تو ایک بڑھیا عورت تھی اور خدا نے اس کے بدلے آپ کو بہتر عورتیں دی ہیں۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں پس رسول اللہؐ غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ آپ کے سر کے اگلے بال حرکت کرنے لگے۔ اور فرمایا خدا کی قسم خدا نے اس کے بجائے مجھے اچھی بیوی نہیں دی۔ بیشک وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائی جب لوگ کافر تھے اور اس نے میری تصدیق کی جب باقی لوگ میری تکذیب کر رہے تھے۔ اس نے مجھے اپنے مال سے سیراب کیا جب لوگوں نے محروم قرار دیا تھا اور خداوند عالم نے اس سے مجھے اولاد عنایت کی جب کہ دوسری عورتوں کو اولاد سے محروم کیا۔ بی بی عائشہ کہتی ہیں پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ خدا کی قسم پھر کبھی خدیجہ کو برائی سے یاد نہیں کروں گی۔

ایک روایت میں بی بی عائشہ سے منقول ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہؐ کو غضب ناک کیا اور میں نے لفظ خدیجہ کو تصغیر کے ساتھ خدیجیہ کہا تو آپ نے مجھے جھڑک دیا تو آپ نے کہا کہ مجھے خدیجہ کی محبت دی گئی ہے۔

زہری کہتا ہے ہمیں خبر ملی ہے کہ جناب خدیجہ نے رسول اللہ پر سے سایہ تخرج کی۔

وفات جناب خدیجہؓ

واقدی نے کہا ہے جناب خدیجہ کی وفات بعثت کے دس سال بعد ہوئی

Marfat.com

جبکہ ان کی عمر ۶۰ سال تھی۔ ابوطالبؑ کی وفات سے تین دن پہلے اور بعض کے نزدیک ایک مہینہ بعد میں ہوئی۔

حکیم بن حزام نے کہا ہے کہ ہم نے انھیں مقام حجون میں دفن کیا اور رسول اللہؐ ان کی قبر میں خود اترے اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم جاری نہیں ہوا تھا۔

ہشام نے کہا ہے کہ خدیجہؓ کی وفات ہجرتؐ سے تین سال پہلے ماہ رمضان کی دس تاریخ کو ہوئی تھی۔

اولادِ خدیجہؓ

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ آپ کی اولاد ذکور میں قاسمؑ تھے اور انھیں سے حضرت کی کنیت تھی اور بعثت سے قبل دو سال کی عمر میں فوت ہو گئے تھے۔ عبداللہ تھے طیب بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی بعثت سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اور بعض کہتے ایک سال بعد۔

امام احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف سند کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جناب خدیجہ نے عرض کی اے رسول اللہ میرے جو آپ سے پیدا ہوئے تھے وہ کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا جنت میں۔

اب رہیں زینب ان سے ابوالعاص بن ربیع نے شادی کی۔ ابوالعاص کا نام مقسم بن عبدالعزیٰ بن عبدالشمس تھا۔ وہ زینب کی خالہ ہالہ بنت خویلد خواہر خدیجہ کا لڑکا تھا۔ اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام اس نے علی رکھا تھا وہ بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا۔ زینب کی ابوالعاص سے ایک لڑکی تھی جس کا نام امامہ تھا۔ اس حضرت علیؑ نے جناب فاطمہؑ کی وفات کے بعد شادی کی۔ بعض کہتے ہیں یہ شادی جناب سیدہؑ کی وصیت کی بنا پر تھی۔ زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

(روایاتِ مستند اور تاریخہائے معتبر سے یہ ثابت ہے کہ جناب فاطمہؑ کے علاوہ حضورؐ کی کوئی صاحبزادی حضرت خدیجہ سے نہیں تھی۔ اس کا ایک بڑا ثبوت یہ بھی ہے کہ جناب فاطمہؑ کے علاوہ تمام لڑکیاں کافروں سے منسوب تھیں۔ حقیقت یہی ہے کہ جناب سیدہؑ کے علاوہ تمام لڑکیاں ربیبہ تھیں۔ مترجم)

ولادت جناب فاطمہؑ

جناب فاطمہؑ کی ولادت کے متعلق مؤرخین کا کہنا ہے کہ بناءِ نبوت سے پیدا ہوئیں جب کہ قریش بیت اللہ الحرام کو تیار رہے تھے بعثت سے پانچ سال پہلے (روایات شیعہ اس کے خلاف ہیں) اور حضرت علیؑ نے ان سے ہجرت کے دوسرے سال رمضان میں شادی کی اور رخصتی ماہ ذی الحجہ میں ہوئی۔

امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے فاطمہؑ کی خواستگاری کی تو رسول اللہ نے فرمایا وہ کم سن ہے اور میں خدا کے فیصلے کا منتظر ہوں۔ پس عمر کی ابوبکر سے ملاقات ہوئی۔ تو ابوبکر نے اس بات کی خبر دی تو انھوں نے کہا رسولؐ نے تمھیں منع کر دیا ہے۔ پھر عمر نے ان کی خواستگاری کی تو ان کو بھی آپ نے منع کر دیا۔ پھر علیؑ نے خواستگاری کی تو ان سے شادی کر دی اور فرمایا بیشک خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دوں۔ پس حضرت علیؑ نے اپنا اونٹ اور گھر کی کچھ چیزیں فروخت کیں اور جناب فاطمہؑ سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے کہا ہے ہمیں ابورسانے مجالد سے اس نے عامر سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے فاطمہؑ سے شادی کی حالانکہ میرے اور ان کے لیے مینڈھے کی کھال کے علاوہ کوئی فرش وبستر نہیں تھا۔ رات کو ہم اس پر آرام کرتے

Marfat.com

اور دن کو اس پر اونٹ کو چارہ کھلاتے۔ جناب فاطمہؑ کے علاوہ میری اور ان کی خدمت کرنیوالا کوئی نہیں تھا۔

امام احمد نے کتاب فضائل میں لکھا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ابی زید مدنی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جب جناب فاطمہؑ کو حضرت علیؑ کے پاس بھیجا گیا تو آپ نے حضرت علیؑ کے پاس سوائے پھیلی ہوئی ریت، ایک تکیہ، ایک کوزہ اور ایک گھڑے کے علاوہ اور کچھ نہ پایا پس رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں کچھ دیر بعد تمہارے ہاں آرہا ہوں ——— رسول اللہؐ آئے، آپ نے پانی منگوایا اس میں وہ دعائیں پڑھیں جو خدا نے چاہیں۔ پھر وہ پانی حضرت علیؑ کے سینے اور چہرے پر چھڑک دیا۔ پھر آپ نے فاطمہؑ کو بلایا۔ وہ اپنی چادر میں اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ شرم سے پسینے پسینے ہو رہی تھیں۔ آپ نے سیدہؑ پر پانی چھڑکا اور ان سے کہا یاد رکھو میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو میرے خاندان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور عزیز تھا۔ پھر آپ وہاں سے باہر تشریف لائے اور فرمایا اب تم جاؤ اور تمہاری بیوی۔ ہمارے لیے دعا کرتے رہو۔ یہاں تک کہ آپ اپنے حجرہ میں واپس ہوئے۔

ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؑ نے فاطمہؑ کی خواستگاری کی تو رسول اللہؐ سیدہؑ کے پردے کے قریب ہوئے اور فرمایا علیؑ تمہارا رشتہ مانگتے ہیں۔ سیدہؑ خاموش ہوگئیں تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے شادی کر دی۔

(حذف اسناد سے) ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہؐ نے فاطمہؑ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی تو سیدہؑ نے عرض کی آپ نے میری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو غریب ہے اور جس کے پاس کوئی مال دنیا نہیں ہے

تو رسول اللہؐ نے سیدہ سے کہا۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ خدا نے اہلِ زمین میں سے صرف دو اشخاص کا انتخاب کیا ہے۔ ایک کو تیرا باپ اور دوسرے کو تیرا شوہر قرار دیا ہے

احمد نے مسند میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عائشہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ جناب فاطمہؑ کی رفتار بالکل رسول اللہؐ سے مشابہ تھی۔ وہ رسول اللہؐ کے پاس تشریف لائیں آپ نے فرمایا مرحبا اے میری بیٹی۔ پھر حضورؐ نے انھیں دائیں طرف بٹھایا پھر کوئی بات بطور راز انھیں بتائی۔ تو وہ رونے لگیں تو میں نے کہا کہ رسول اللہؐ نے تمھیں مخصوص قرار دیا ہے اور تم روتی ہو۔ پھر آپ نے ایک اور راز کی بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ عائشہ کہتی ہیں میں نے فاطمہؑ سے کہا کہ میں نے کبھی اتنا جلد خوشی اور رنج کا قرب آج جیسا نہیں دیکھا۔ رسول اللہؐ نے تم سے کونسی راز کی بات کہی تھی؟ تو سیدہ نے کہا میں رسول اللہؐ کا راز فاش نہیں کر سکتی۔ جب آپ کی رحلت ہو گئی تو میں نے فاطمہؑ سے سوال کیا تو انھوں نے کہا آپؐ نے فرمایا تھا کہ جبریل ہر سال قرآن میرے سامنے ایک مرتبہ پیش کرتا تھا اور اس سال دو مرتبہ کیا ہے میں اس سے سمجھتا ہوں کہ میرا بلاوا قریب آ گیا ہے اور میرے اہلبیت میں تم سب سے پہلے مجھ سے آ کر ملو گی۔ میں تیرا بہترین سلف ہوں پس میں رو پڑی۔ آپ نے پھر فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو پس یہ بات تھی جس نے مجھے ہنسا دیا۔ یہ روایت متفق علیہ ہے اور مسلم و بخاری نے اس روایت کے علاوہ جناب فاطمہؑ سے کوئی روایت اپنی اپنی صحیحین میں نقل نہیں کی۔ اور (محدثین نے) کہا ہے کہ سیدہؑ نے رسول اللہؐ سے اٹھارہ حدیثیں اور بعض کے نزدیک اسی حدیثیں نقل کی ہیں۔ مسلم نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ فاطمہؑ میرا ٹکڑا ہے جو بات اسے تردد میں ڈالتی ہے وہ بات مجھے تردد میں ڈالتی ہے اور جو چیز اسے تکلیف دے تو وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔ پس جس نے فاطمہؑ کو غضبناک

Marfat.com

کیا اس نے مجھے غضب ناک کیا۔

ابو احمد نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ نے فرمایا رسول اللہؐ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فاطمہؑ سے کہا۔ بلیشک اللہ تیرے غضب ناک ہونے سے غضب ناک ہوتا ہے اور تیرے راضی ہونے سے راضی ہوتا ہے۔

ہمیں بہت سے محدثین نے اسماعیل بن احمد سمرقندی سے خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو یطنان عرش سے ایک منادی دیگا اے اہل موقف اپنی آنکھیں بند کر لو اور سر جھکا لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ پل صراط سے گزر جائے۔

ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں لکھا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن اعید سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علیؑ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے اپنے اور فاطمہؑ کے متعلق یہ خبر دوں وہ رسول اللہؐ کی بیٹی اور آپؐ کے گھر والوں سے سب سے زیادہ آپ سے مکرم و محترم تھیں۔ وہ میری بیوی بنی۔ اس نے اتنی چکی پیسی کہ اس کا ہاتھ زخمی ہو گیا اور مشک سے اتنی مرتبہ پانی بھرا کہ اس کی گردن میں نشان پڑ گیا۔ گھر میں جھاڑو دی یہاں تک کہ اس کے کپڑے میلے ہو گئے۔ ہانڈی کے نیچے آگ جلائی یہاں تک کہ اس سے اسے تکلیف ہو گئی۔ وہ آٹا گوندھتی تھی یہاں تک کہ اس کے سر کے بال طشت میں لگتے تھے

امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہؑ سے کہا خدا کی قسم میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینے میں تکلیف ہونے لگی ہے اور خداوند عالم نے تیرے باپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں پس جا کر ان سے ایک کنیز طلب کر۔ سیدہ نے فرمایا آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھ بھی تھک چکے ہیں۔ پھر جناب رسالت مآبؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور انھیں اپنی تکالیف بتائیں تو آپ نے فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ میں تمھیں ایسی

چیز دوں جو تمھارے لیے اس سے بہتر ہو جس کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ ہم نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا تم دونوں ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو اور جب بستر پر لیٹنے لگو تو تسبیح کیا کرو۔

ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ ایک رات ہم نے کھانے کے بغیر بسر کی اور صبح بھی اسی طرح گزری۔ پس میں گھر سے نکلا تاکہ کوئی چیز تلاش کروں جس سے گوشت خریدوں۔ پس مجھے کچھ دن کیا جس سے میں نے گوشت خرید کیا۔ وہ فاطمہؑ کے پاس لے آیا انھوں نے پکایا۔ ہم نے رسول اللہ کو دعوت دی۔ آپ تشریف لائے اور فرمایا میری بیویوں کے لیے کچھ نکالو پس سیدہؑ نے رسولؐ کی نو بیویوں کے لیے اس ہنڈیا میں سے بھی نکالا۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے باپ اور شوہر کے لیے نکالو پس سیدہؑ نے تعمیل حکم کی۔ پھر سیدہؑ نے اس کا ڈھکنا اٹھایا تو وہ ہنڈیا جوں کی توں پڑھتی۔ اس سے ہم کھاتے رہے جب تک کہ خدا نے چاہا۔

ایثارِ اہلبیتؑ

علماء مفسرین نے کہا ہے کہ ابتی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیراً الخ وہ نذر کو پورا کرتے اور اس دن کا خوف رکھتے ہیں جس کی مصیبت پھیلی ہوئی ہوگی۔

ہمیں ابوالمجد محمد بن ابی المکارم نے خبر دی ہے (حذف اسناد سے) ابن عباسؓ سے روایت ہے وہ آیت یوفون بالنذر کے بارے میں کہتے ہیں کہ حسنؑ و حسینؑ بیمار ہوئے پس ان کی عیادت کو رسول اللہؐ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ عمرو ابوبکر تھے اور تمام عرب نے ان کی عیادت کی۔ ان عیادت کرنیوالوں نے کہا اے

Marfat.com

ابوالحسن کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنے بیٹوں کے لیے نذر مانتے اور جو نذر پوری نہ کی جا
اس کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں۔ پس حضرت علیؑ نے کہا میں اللہ کے لیے نذر کرتا ہوں کہ
اگر میرے بچے اس مرض سے صحت یاب ہو گئے تو میں شکریہ کے طور پر تین روزے
رکھوں گا۔ اور جناب فاطمہؑ نے بھی یہی کہا اور اس کنیز نے جس کا نام فضہ تھا یہی کہا
پس دونوں شہزادوں نے لباسِ عافیت پہنا اور آل محمدؐ کے پاس دولتِ دنیا میں
سے کچھ بھی نہ تھا۔ پس حضرت علیؑ شمعون یہودی کے پاس گئے اور اس سے تین صاع
جَو بہ طور قرض لیے پھر وہ یہ لیکر جناب سیدہؑ کے پاس آئے پس سیدہؑ نے اسمیں سے
ایک صاع جو لیکر پیسے اور اُن کی پانچ روٹیاں پکائیں ہر ایک کے لیے ایک روٹی
اور حضرت علیؑ نے نمازِ مغرب رسول اکرمؐ کے ساتھ ادا کی پھر گھر میں تشریف لائے
کھانا سب کے سامنے رکھا گیا تو ایک سائل یا مسکین آیا اور وہ دروازہ پر کھڑا ہو کر
کہنے لگا تم پر سلام ہو اے اہلبیتِ محمدؐ! میں مسلمانوں کے مساکین میں سے ایک مسکین
ہوں مجھے تم کھانا کھلاؤ خدا تمھیں جنّت کے دسترخوانوں میں سے کھانا کھلائیگا۔
پس علیؑ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا۔:

فاطمة ذات المجد والیقین　　یابنت خیر الناس اجمعین

اے فاطمہؑ صاحب بزرگی و یقین اے تمام لوگوں سے بہترین شخص کی بیٹی

اما ترین البائس المسکین　　قد قام بالباب له حنین

کیا تکلیف دہ مسکین کو نہیں دیکھتی کہ وہ دروازہ پر کھڑا ہے اور اس کا درد بھرا لہجہ ہے

یشکو الی اللہ ویستکین　　یشکو الینا جائع حزین

وہ اللہ کی بارگاہ میں شکوہ کر رہا ہے اور عاجزی ظاہر کر رہا ہے اور ہمارے پاس بھوکا
اور محزون شکایت لے کر آیا ہے۔

کل امرء بکسبه رهین　　وفاعل الخیرات یستبین

Marfat.com

ہر شخص اپنے کسب کا مرہون ہے اور اچھے کام کرنیوالا واضح ہو جاتا ہے۔

موعدہ جنت علیین حرمها اللہ علی الفسقین

اس کی وعدہ گاہ علیین کی جنت ہے کہ جسے اللہ نے بخیل پر حرام قرار دیا ہے

وللبخیل موقف مهین تهوی الی النار والسجین

شراب الحمیم والغسلین.

اور بخیل کے لیے ایک خوار کرنیوالا موقف ہے جس سے وہ سجین کی آگ میں گر پڑے گا۔

پس جناب فاطمہؑ نے عرض کی:

اطعمه ولا ابالی الساعة ارجوا اذا شبعت ذا مجاعة

میں ابھی اسے کھانا دیتی ہوں اور کوئی پرواہ نہیں کرتی اور جب میں بھوکے کو سیر کرتی ہو تو امید

ان الحق الاخیار والجماعة واسکن الخلد ولی شفاعة

رکھتی ہوں کہ میں اخیار کے گروہ سے مل جاؤں اور جنت خلد میں سکونت پذیر ہو جاؤں اور مجھے حوضؐ شفاعت مل جائے۔

ابن عباس نے کہا ہے پس انھوں نے اس مسکین کو کھانا دیدیا اور اس دن اور رات انھوں نے سادہ پانی کے علاوہ کوئی چیز نہ چکھی! جب دوسرا دن ہوا تو جناب فاطمہؑ نے کچھ جو پیسے اور ان سے پانچ روٹیاں بنائیں۔ حضرت علیؑ نماز مغرب پڑھنے کے بعد گھر تشریف لائے۔ پس ایک یتیم آیا اور دروازہ پر کھڑے ہو کر اس نے کہا تم پر سلام ہو اے اہلبیت محمدؐ میں مہاجرین کی اولاد میں سے ایک یتیم ہوں میرا والد شہید ہو گیا ہے مجھے کھانا کھلاؤ اس میں سے جو اللہ نے تمھیں رزق دیا ہے خدا تمھیں جنت کے دسترخوانوں میں سے کھانا کھلائے۔ پس حضرت علیؑ نے فرمایا:

فاطمه بنت سید الکریم بنت نبی لیس بمذیم

اے فاطمہ سید کریم نبی کی بیٹی وہ نبی جسے کسی قسم کا عیب نہیں لگایا جا سکتا۔

Marfat.com

قد جاءنا اللہ ھذا الیتیم قد حرم الخلد علی اللئیم

ہمارے پاس خدا اس یتیم کو لایا ہے اور بیشک خدا نے جنّت بخیل پر حرام قرار دی ہے

یحمل فی الحشر الی الجحیم شرابہ الصدید والحمیم

بخیل کو محشر میں جہنّم کی طرف لے جایا جائیگا جسمیں پینے کیلئے پیپ اور گرم پانی ہوگا۔

ومن یجود الیوم فی النّعیم شرابہ الرحیق والتّسنیم

اور جو آج کے دن سخاوت کرے تو جنّت نعیم میں اس کا شربت خالص شراب اور تسنیم ہوگا

جناب فاطمہؑ نے جواباً عرض کیا:

انی اطعمہ لا ابالی واوثر اللہ علی عیالی

امنسو جیاعاً وھم اشبالی

میں اسے کھانا کھلاؤنگی اور پرواہ نہیں کرونگی اور میں خدا کو اپنے بچّوں پر ترجیح دونگی

خواہ وہ میرے بیٹے ہوتے ہوئے بھی بھوکے رات بسر کریں۔ اور سارا کھانا یتیم کو دیدیا

پس جب تیسرا دن آیا تو فاطمہؑ نے پانی جو پیسے اور روٹیاں پکائیں پس حضرت علیؑ

سنا زید مغرب کے بعد آئے پس ایک قیدی آیا وہ دروازہ پر رکا اور کہنے لگا تم پر سلام

ہو اے اہلبیت محمّدؐ میں اسیر و محتاج ہوں ہمیں قید کرتے ہو اور کھانا نہیں کھلاتے

ہمیں کھانا کھلاؤ اس بخشش سے جو خدا نے تمھیں رزق دیا ہے۔ اس کی آواز حضرت

علیؑ نے سنی تو فرمایا:

فاطمۃ یا بنت التی احمدہ بنت سیّد مسود

اے فاطمہؑ اے بنی احمدؐ کی بیٹی اے بنی سیّد کی بیٹی جس کی سرداری تسلیم کر لی گئی ہے

ھنی علی اسیرنا المقیّد من یطعم الیوم یجدہ فی غد

ہمارے مقید اسیر پر احسان کر جو آج کے دن کھانا کھلائیگا وہ کل اُسے موجود پائیگا۔

عند العلی المساعد المجد من یزرع الخیرات سوف یحصد

Marfat.com

بلند و بزرگ صاحب مجد خدا کے پاس اور جو خیرات کا درخت بوئے عنقریب اُسے کاٹے گا۔

تو جناب سیّدہؑ نے فرمایا:

لم یبق عندی الیوم غیر صاع　　قد مجلت کفی مع الذراع

میرے پاس صرف ایک صاع باقی رہ گیا ہے میرے ہاتھ بازو سمیت تھک چکے ہیں۔

ابنائی واللہ من الجیاع　　ابوھما للخیر ذو اصطناع

خدا کی قسم میرے بچے بھوکے ہیں اور ان کا باپ نیکی کرنا چاہتا ہے۔

پھر انھوں نے وہ کھانا اٹھا کر اس قیدی کو دیدیا۔ جب چوتھا دن ہوا تو حضرت علیؑ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس حالت میں کہ دونوں بیٹوں کو اٹھائے ہوئے تھے جن کی حالت مرغ کے بچوں کی طرح تھی۔ جب رسول اللہؐ نے ان دونوں کو دیکھا تو فرمایا اور میری بیٹی کہاں ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ وہ محراب عبادت میں ہے۔ پس رسول اللہؐ کھڑے ہو گئے اور جناب سیّدہؑ کے پاس تشریف لائے۔ اور سیّدہ کا شکم مبارک پشت سے لگ چکا تھا، بھوک کی شدّت سے ان کی آنکھیں دھنس چکی تھیں۔ پس نبی کریمؐ نے فرمایا میں اللہ کی بارگاہ میں آل محمدؑ کے لیے فریاد کرتا ہوں کہ وہ بھوک سے مر رہے ہیں۔ پس جبرئیل نازل ہوئے اور وہ آیت پڑھ رہے تھے

یوفون بالنذر الخ

سورۂ ھل اتیٰ (دھر)

ان میں سے خدا کا یہ قول ہے یشربون من کاس کان مزاجہا کافوراً (وہ پئیں گے ایسے پیالے سے جس میں کافور کا امتزاج ہوگا) اس میں کافور کا ذکر کیوں کیا گیا ہے حالانکہ پیا نہیں جاتا اس کا جواب کئی وجوہ سے ہے ایک یہ کہ اس شراب کی سفیدی اپنے حسن میں اور خوشبو کی پاکیزگی اور ٹھنڈک میں کافور کی طرح ہوگی

دوسرا یہ کہ کافور بہی جنت میں ایک چشمہ ہے۔ تیسرا یہ کہ چونکہ دنیا میں خوف کی گرمی ان پر غالب رہی تھی تو جنت میں کافور کو ملا دیا گیا۔

ان اقوال میں سے ایک وطیبون الطعام علی حبہ بعض کہتے ہیں کہ ضمیر ہ اللہ کی طرف لوٹتی ہے یعنی وہ کھانا اللہ کی محبت اور بعض کہتے ہیں محبت سے ثواب مراد ہے اور بعض کہتے ہیں کھانے کی چاہ کے باوجود کیونکہ اس وقت انھیں کھانے کی ضرورت تھی۔ اور ان میں سے اسی قول میں لایرون فیہا شمسا ولا زمہریرا زمہریر سے مراد چاند ہے نہ وہ جنت میں آفتاب دیکھیں گے اور نہ ماہتاب کو:

ولیلۃ ظلامہا قد المتکر قطعتہا والزمہریر ما ظہر

اور ایک ایسی رات تھی کہ جسکی تاریکی نے حملہ کیا اس کو میں نے عبور کیا حالانکہ اسکا چاند ظاہر نہیں ہوا تھا

اور ان میں سے خدا کا ایک یہ قول ہے اذا رایتہم حسبتہم لؤلؤا منثورا یعنی جنت میں غلمان کو دیکھے گا تو انھیں بکھرے ہوئے موتی خیال کرے گا۔ اگر آپ کہیں کہ بکھرے ہوئے کی جگہ منظوم موتی اچھے معلوم ہوتے ہیں تو جواب یہ ہے گویا کہ وہ غلمان خدمت کیلئے پھیل جائیں گے۔ چونکہ دنیا میں ان ذوات مقدسہ نے تکالیف برداشت کی تھیں تو خداوند عالم نے جنت میں ان کے لیے خادم مقرر کر دیے ہیں۔ اور ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ خداوند عالم نے تمام نعمات و لذات جنت کا اس سورہ میں تذکرہ فرمایا ہے مثلاً درخت، نہریں، غلمان، کھانے محلات اور جو چیزیں اس باب سے متعلق ہیں سوائے حور کے، یہاں تک کہ علماء کو ان اجروں پر تعجب ہوا۔ اور انھوں نے حور کے نہ ہونے کو عیب سمجھا تو ان سے کہا گیا کہ اس بات میں جناب سیدہ کے اعزاز و وقار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ یا یہ مقصد ہے کہ حوریں پھر بھی کنیزیں ٹھیریں اور کنیزوں کا ذکر آزاد خواتین کے مقابلے میں نہیں کیا جاتا میرے (مؤلف) کے جدّ مادری کو بغداد میں مجالس وعظ میں ۵۹۶ھ میں یہ اشعار کہتے

Marfat.com

سُنا جو انھوں نے کتاب "تبصرۃ المبتدی" میں ذکر کئے ہیں وہ اشعار یہ ہیں:

اھوی علیا وایمانی محبتہ　　کم مشرک دھلہ من سیفہ وکفا

میں علیؑ سے عشق رکھتا ہوں اسکی محبت میرا ایمان ہے، کتنے مشرک ہیں جنکا خون اسکی تلوار سے بہا

ان کنت ویحک لم تسمع فضائلہ　　فاسمع مناقبہ من ھل اتیٰ وفی

تجھ پر وائے ہو اگر تو نے اسکے فضائل نہیں سُنے تو سورہ ھل اتیٰ اور آیت قل کفیٰ سے سُن۔

جناب فاطمہؑ کا رسول اللہؐ کیلئے نوحہ کرنا اور آپکی فصاحت

سعدی نے اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ جب رسول اللہؐ کی رحلت ہوئی تو سیدہؑ آپ کا نوحہ پڑھنے کے لیے کھڑی ہوئیں، فرمایا:

ابی واابتاہ،　　اجاب ربا دعاہ

جنّت الفردوس ماواہ　　من ربہ ما اوفاہ

الیٰ جبریل نعاہ

میرے بابا ہائے میرے بابا آپ نے رب کے بلاوے پر اجابت کی آپ کے رہنے کی جگہ جنّت فردوس ہے وہ اپنے رب سے کس قدر قرب و منزلت رکھتے ہیں جبریل ان کی موت کی خبر لایا تھا۔

جب سرکار رسالتؐ بے وقت وفات ہائے مصیبت کہا تو سیدہؑ نے کہا ہائے میرے باپ کی مصیبت، تو آپ نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی دُکھ و مصیبت نہیں!

اور جب سرکار رسالتؐ دفن ہو چکے تو سیدہ نے فرمایا اے انس تمھارے دلوں نے کیسے گوارا کیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو!؟

شعبی نے کہا ہے کہ جب سیدہؑ کو اُن کی میراث سے محروم کر دیا گیا تو انھوں نے اپنے سر

Marfat.com

پر اوڑھنی سے پٹی باندھ لی اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بجا لائیں اور رسول اللہؐ کے کچھ اوصاف بیان کیے۔ منجملہ آپ کے دیگر ارشادات کے یہ بھی تھا:

جس وقت بھی مشرکین کی طرف سے کوئی مصیبت اپنا منہ کھولتی یا شیطان کا سینگ ظاہر ہوتا تو آپ اپنے قدموں سے اس کی ناک رگڑ دیتے۔ اور اس کے شعلہ اپنی تلوار سے بجھا دیتے۔ اور اس کے سینگ کو اپنے پختہ ارادہ سے توڑ دیتے یہاں تک کہ خداوند عالم نے اُن کے لیے اپنے انبیاء کے گھر اور اصفیاء و محبوب بندوں کی جائے قرار کو پسند کیا تو دُنیا نے تمھاری طرف اپنا سر بلند کیا۔ پس میں نے تمھیں اس حالت میں پایا کہ تم دُنیا کی پکار کا جواب دینے لگے اور اس کے دھوکے اور غرور کی طرف دیکھنے لگے۔ یہ بات تم سے ہوئی حالانکہ عہدِ رسالت قریب اور مدّت زیادہ نہ گزری تھی اور (رسول کی) جُدائی کا ابھی زخم مندمل نہیں ہوا تھا پس کہاں سرگرداں پھر رہے حالانکہ اللہ کی کتاب تمھارے درمیان موجود ہے۔ اے ابی قحافہ کے بیٹے کیا تم اپنے باپ کے وارث ہو اور میں اپنے باپ کی وارث نہ ہو سکوں۔ پس لے لو دُنیا کو اس اونٹنی کو درانحالیکہ اس پر پالان رکھا ہوا ہے اور وہ مستحقِ مذمّت ہے۔ پس بہترین حاکم حق تعالیٰ ہے اور وعدہ گاہِ قیامت ہے اور ہر بنا کے لیے ایک حال استقرار ہے اور عنقریب تمھیں معلوم ہو جائیگا۔ پھر سیّدہؑ نے رسولؐ اللہ کی قبر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

قد کان بعدک انباء وھنتہ ۔۔۔ لو کنت شاھدھا لم تکثر الخطب

آپ کے بعد کچھ باتیں اور سخت مصیبت آ گئی اگر آپ موجود ہوتے تو یہ مصیبتیں نہ بڑھتیں

انا فقدناک فقد الارض وابلھا ۔۔۔ واختل اھلک لی اغتالک الخطب

ہم نے آپ کو اس طرح مفقود پایا جیسے زمین سے بارش مفقود ہو اور تیرے اہلبیت کو ہلاک کر ٹھان لی گئی جب خاک نے آپ کو پوشیدہ کر دیا!

Marfat.com

وقد رزئنا بمصیبۃ لم یرزء احد من المسلمین لا عجم ولا عرب اور ہم پر ایسی مصیبت آپڑی کہ ویسی مصیبت آج تک مخلوقات میں سے کسی عجم پر پڑی تھی نہ عرب پر۔ پھر سیدہؑ نے اس دنیا سے کنارہ کشی کر لی اور ہمیشہ رسول اللہؐ پر ندبہ اور گریہ کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھ جا ملحق ہوئیں۔

وفات جناب سیدہؑ!

مؤرخین نے لکھا ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات سے لے کر سیدہؑ بیمار رہنے لگیں۔ اور ایک روایت ہے کہ جب سیدہؑ کو موت کا احساس ہوا تو انھوں نے ایک وصیت لکھی اور اس پر زبیر ابن عوام اور مقداد بن اسود کو گواہ قرار دیا وہ وصیت حضرت علیؑ کو اور علیؑ کے بعد اپنی اولاد میں سے بڑے بیٹے کو اور منجملہ وصیتوں کے سات باغوں کے متعلق وصیت تھی (وہ باغ یہ تھے) ۱۔حسنی ۲۔صافیہ ۳۔دلال ۴۔عواف ۵۔برمہ ۶۔ میثم اور ۷۔مال ام ابراہیم۔

آپ کے غسل کے متعلق مؤرخین نے اختلاف کیا ہے۔ امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) کہ ام سلمہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں سیدہؑ فاطمہ بیمار ہوئیں تو میں ان کی تیمارداری کرتی تھی۔ ایک دن صبح کے وقت وہ اچھی حالت میں تھیں حضرت علیؑ گھر سے باہر تشریف لے تو مجھ سے کہنے لگیں اے اماں میرے لئے غسل کا اہتمام کرو میں نے تعمیل ارشاد کی آپ اٹھیں اور بہترین طریقے سے غسل کیا جیسا کہ کیا کرتی تھیں۔ پھر فرمایا کہ میرے نئے کپڑے لے آؤ۔ میں نے وہ کپڑے حاضر کیے آپ نے زیب تن فرمائے پھر فرمایا بچھونا کے درمیان فرش بچھا دو میں نے ویسا ہی کیا آپ اس پر لیٹ گئیں اور منہ قبلہ کی طرف کر لیا اور اپنا ہاتھ گردن کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا۔ میں اس دنیا سے جا رہی ہوں اور غسل کر چکی

Marfat.com

ہوں پس مجھے کوئی غسل نہ دے اور آپ کی رحلت ہو گئی۔ پس حضرت علیؑ آئے میں نے انھیں اطلاع دی۔ وہ رونے لگے اور کہنے لگے ان کے کپڑے نہیں اتارے جائیں گے پھر سیدہؑ کے اسی غسل کے ساتھ ان کا جنازہ اٹھایا، ان پر نماز ادا کی گئی اور دفن کر دیا۔ حضرت علیؑ نے مجھ سے فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ کو نہ بتانا میں نے کہا کہ نہیں بتاؤنگی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے آپ کو غسل دیا اور زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے انھیں غسل دیا اور نماز پڑھائی اور رات کے وقت جنت البقیع میں دفن کر دیا۔ جب حضرت علیؑ سیدہؑ کو دفن کر چکے تو یہ اشعار کہے

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ ۔۔۔ وکل الذی دون الفراق قلیل

ہر دو دوستوں کے اجتماع کے بعد فراق ہوتا ہے اور جدائی کے مقابل ہر مصیبت ہیچ ہے۔

وان افتقادی فاطماً بعد احمد ۔۔۔ دلیل علی ان لا یروم خلیل

اور میرا احمد مصطفےٰؐ کے بعد فاطمہ کو مفقود پانا دلیل ہے اس بات کی کہ کوئی دوست ہمیشہ رہنے والا نہیں۔

نیز یہ اشعار بھی آپ نے ارشاد فرمائے:

الا یا ایہا الموت الذی لیس تارکی ۔۔۔ ارضی فقد افنیت کل خلیل

اے وہ موت جو مجھے چھوڑنے والی نہیں ہے مجھے راحت پہنچا کیونکہ تو نے میرے ہر خلیل و دوست کو فنا کر دیا ہے۔

اراک بصیرا بالذین احبہم ۔۔۔ کانک تنحو نحوہم بدلیل

میں تجھے بابصارت سمجھتا ہوں ان لوگوں کے بارے میں جنھیں میں دوست رکھتا ہوں گویا کسی رہبری کرنیوالے کے ذریعے تو ان کا قصد کرتی ہے۔

پھر حضرت علیؑ رسول اللہؐ کی قبر کے پاس آئے اور کہا آپ پر سلام ہو اے اللہ کے رسول اور آپ کی بیٹی پر جو آپ کے جوار میں نازل ہو رہی ہے اور جو بہت جلدی آپ

Marfat.com

سے ملحق ہوئی ہے۔ میرا صبر اس کے فراق میں کم ہو گیا ہے اور میری قوت و طاقت میں کمزوری آگئی ہے۔ ہاں البتہ آپ کی عظیم جدائی تاسی اور آپ کی سخت مصیبت میرے لیے تاسی اور اقتدا کے لیے کافی ہے پس ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہمیں اس کے پاس واپس جانا ہے پس امانت واپس لوٹا لی گئی اور گروی شدہ چیز واپس لے لی گئی۔ بہرحال میرا حزن و ملال آپ دونوں پر ہمیشہ رہے گا اور میری رات بیداری میں کٹے گی۔ یہاں تک کہ خداوند عالم میرے لیے بھی آپ کا وہ گھر پسند فرمائے جس میں آپ مقیم ہیں۔ اور اس گندے اور گنہ گار کرنے والے گھر سے مجھے منتقل کر دے۔

اور امام احمد نے کتاب فضائل میں (حذف اسناد کے ساتھ) کہا ہے جابر بن عبداللہ الضاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے (علیؑ سے) فرمایا اے دوھیلوں کے باپ عنقریب تیرے دونوں رکن تجھ سے چھین جائیں گے پس جب رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو انھوں نے کہا یہ ان دونوں رکنوں میں سے ایک تھے۔ اور جب حضرت فاطمہؑ کی وفات ہوئی تو فرمایا اور یہ دوسرا رکن ہے۔

مؤرخین کا اختلاف ہے کہ سیدہؑ اور رسول اللہؐ کی وفات میں کتنے دن کا فاصلہ تھا۔ اس میں چند قول ہیں ایک یہ ہے کہ دس دن کم چھ مہینے کیونکہ سیدہ کی وفات بروز منگل کی رات تیسری ماہ رمضان ۱۱ھ ہجری میں ہوئی۔ اور رسول اللہؐ نے ۱۲ ربیع الاول کو وفات پائی تھی۔ دوسرا قول تین ماہ کا ہے۔ اور تیسرا دو ماہ اور دس دن ہے۔

اسی طرح آپ کے سن مبارک میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔

اور میں نے کتاب مولید اہل بیت میں دیکھا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا فاطمہ (اعلان نبوت کے) پانچ سال بعد پیدا ہوئیں اور اپنے والد بزرگوار کے ساتھ آٹھ سال مکہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ میں قیام رہا۔ اور رسول اللہؐ کی وفات کے بعد حضرت علیؑ کے ساتھ ستر دن گزارے

Marfat.com

اور ایک روایت ہے کہ چالیس دن گزارے۔ اور آپ کی جب وفات ہوئی تو ان کا سن مبارک اٹھارہ سال تھا۔ (اگرچہ مؤلف نے اس روایت کو غلط قرار دیا ہے لیکن گھر کی باتیں گھر والے بہتر جانتے ہیں۔)

اولاد امجاد

آپ کی اولاد حسنؓ و حسینؓ اور زینبؓ ام کلثومؓ تھیں۔ پہلے حسنؓ پیدا ہوئے پھر حسینؓ، پھر زینبؓ اور پھر ام کلثومؓ۔ پس زینبؓ کی شادی عبداللہ ابن جعفر سے ہوئی آپ سے عون اور عبداللہ پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات اپنے شوہر کی زندگی میں ہوئی۔ اور ان (ام کلثوم) کے ساتھ عون بن جعفر نے شادی کی۔ عون کی آپ سے کوئی اولاد نہ ہوئی اور عون فوت ہوئے تو ان کے بھائی محمد بن جعفر سے شادی کی۔ پھر محمد کے بعد عبداللہ بن جعفر سے نکاح ہوا۔ اور عبداللہ زوجیت میں وفات پائی۔ اور ابن اسحٰق نے حضرت علیؓ سے سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں مزید جناب محسن کا ذکر کیا ہے۔ جو بچپن میں (شہید) فوت ہوئے۔ اور لیس بن سعد نے مزید ایک شہزادی بنام رقیہ جو صغر سنی ہی میں وفات پا گئی تھیں کو بیان کیا ہے۔

Marfat.com

آیہ تطہیر اہلبیت علیہم السلام کا تذکرہ

امام احمد نے کتاب فضائل میں کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) علی بن ربیعہ نے کہا ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے ملاقات کی تو ان سے کہا کیا آپ نے رسول اللہؐ کو یہ کہتے سنا تھا کہ میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک ان میں سے دوسری سے بڑی ہے۔ زید نے کہا ہاں میں نے آپ کو یہ کہتے سنا کہ میں تم میں دو وزنی چیزیں چھوڑتا ہوں اللہ کی کتاب جو آسمان اور زمین کے درمیان ایک کھینچی ہوئی رسی ہے اور اپنی عترت جو میرے اہلبیت ہیں خبردار یہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہونگے جب تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پہ حاضر نہ ہوں۔ خبردار دیکھنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ تم کیا برتاؤ کرتے ہو۔

مسلم نے اپنی صحیح میں زید بن ارقم کی حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ ہم میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے ایک پانی کے گڑھے کے قریب کہ جسے خم کہا جاتا تھا یا جسے خما پکارا جاتا تھا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان تھا۔ پس آپ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور وعظ و ذکر الٰہی بجا لائے۔ پھر فرمایا، مابعد اے لوگو سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد آئے اور میں اس کے بلاوے کا جواب دوں اور میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑ رہا ہوں ان میں سے پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں نور اور ہدایت ہے پس اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو اور اس سے متمسک ہو جاؤ۔ پس آپ نے کتاب خدا کی اقتدا پہ اکسایا اور ترغیب دلائی پھر فرمایا اور میرے اہلبیت اور میں تمہیں

Marfat.com

اللہ یاد دلاتا ہوں۔ اپنے اہل بیت کے معاملے میں یہ فقرہ دو مرتبہ فرمایا۔

پس حصین بن سبرہ نے زید بن ارقم سے کہا اور کون ہیں آپ کے اہل بیت اے زید۔ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلبیت سے نہیں تو زید نے کہا ہاں آپ کی بیویاں اہل ہیں لیکن اہل بیت تو وہ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

اور ایک روایت ہے کہ پس زید نے کہا نہیں خدا کی قسم عورت مرد کے ساتھ ایک زمانہ تک رہتی ہے پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے پس وہ اپنے باپ اور قبیلے کے پاس چلی جاتی ہے لیکن آپ کے اہلبیت تو آپ کے وہ عزیز و اقارب ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔

اور امام احمد نے کتاب فضائل میں (حذف اسناد کے ساتھ) کہا ہے حضرت کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے کرنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا تم راضی نہیں ہو کہ تم ان چار میں سے چوتھے ہو جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے میں اور حسنؓ و حسینؓ اور ان کی ماں اور ہماری اولاد و ذریت ہمارے پیچھے ہوگی اور ہمارا شیعہ ہم سب کے پیچھے ہوں گے۔

ایک روایت ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں پس جب ستارے جاتے رہے تو اہل آسمان بھی ختم ہو جائیں گے اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے امان ہیں پس جب میرے اہلبیت اس دنیا سے اٹھ گئے تو اہل زمین بھی ختم ہو جائیں گے۔

اور ابو الفرج اصفہانی نے کتاب مرج البحرین میں اپنی سند کے ساتھ ابوذر سے روایت کی ہے۔ ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے الگ رہا وہ غرق ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالبؑ

اور وہ ابو الائمہ ہیں اور ان کی کنیت ابو الحسن اور لقب زین العابدین ہے۔ اور رسول اللہؐ نے آپ کا نام سید العابدین رکھا تھا (جیسا کہ ہم آپ فرزند محمد کے حالات میں ذکر کریں گے) اور سجاد ذو الثفنات زکی اور امین ہے۔ ثفنات اونٹ کے ان اعضاء کو کہا جاتا ہے جو اُسے بٹھانے کے وقت زمین پر لگتے اور سخت ہو جاتے ہیں چونکہ آپ طویل سجدے کرتے تھے لہٰذا آپ کے سجدہ اعضاء پر گھٹے ہو جاتے تھے۔ آپ کی والدہ ام ولد تھیں اور بعض کے نزدیک اُن کا نام شاہِ زناں تھا۔ آپ کی ولادت ۳۸ھ میں ہوئی۔ بعض کہتے ہیں کہ ۳۷ھ ہے۔ اور بعض کے نزدیک ۳۳ھ ہے۔ آپ تابعین کے طبقہ ثالثہ میں سے ہیں۔ آپ واقعہ کربلا میں اپنے والد کے ساتھ تھے۔ لیکن چونکہ آپ بیمار تھے لہٰذا شہید نہیں ہوئے۔ واقعہ کربلا کے وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نسل کے منقطع ہونے سے خائف تھے۔ پس آپ نے جنگ صفین کے دن فرمایا جبکہ حسنؑ و حسینؑ کو جنگ میں سبقت کرتے ہوئے دیکھا اور بعض کہتے ہیں کہ صرف حسینؑ کو دیکھ کر فرمایا کہ میری طرف سے اس نوجوان کو روکو کہ وہ میری کمر کو توڑ دے۔ کیونکہ میں اسے موت سے محفوظ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ نسل منقطع نہ ہو جائے

ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ حضرت علی بن الحسینؑ قابلِ وثوق، مامون، کثیر الحدیث، بلند مرتبہ، رفیع القدر، پرہیزگار، عابد اور خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔

Marfat.com

اور کہا ہے ابن عباس جب انھیں دیکھتے تو کہتے مرحبا اے حبیب فرزند حبیب
اور ابن سعد نے کہا ہے کہ آپ مہندی اور سیاہ خضاب لگاتے تھے۔ اور بعض کہتے
ہیں کہ صرف سیاہ خضاب ہی لگایا کرتے تھے۔ اور ابن حمدون نے کتاب تذکرہ
میں زہری سے ذکر کیا ہے کہ وہ کہتا ہے عبدالملک بن مروان نے مدینہ سے حضرت
علی بن الحسینؑ کو گرفتار کرایا، آپ کو زنجیر پہنائی اور آپ پر کچھ نگہبان مقرر کیے۔ زہری
کہتا ہے میں نے ان نگہبانوں سے اجازت لی کہ میں آپ سے وداع ہولوں انھوں
نے اجازت دیدی، میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور اسحالیکہ بیڑیاں آپ کے پاؤں
میں اور ہتکڑیاں آپ کے ہاتھوں میں تھیں اور آپ ایک خیمہ میں تھے۔ میں رونے لگا
اور عرض کی میں دوست رکھتا ہوں کہ آپ کی جگہ میں ہوتا اور آپ صحیح وسالم ہوتے
تو فرمایا اے زہری کیا تیرا خیال ہے کہ جو چیزیں تو مجھ پر اور میری گردن میں دیکھ رہا ہے
یہ مجھے کوئی ضرر پہنچا رہی ہیں اور اگر میں چاہوں تو یہ نہ رہیں اور یہ تو مجھے عذاب خدا یاد
دلاتی ہیں۔ پھر آپ نے اپنے پاؤں بیڑیوں اور ہاتھ ہتکڑیوں سے باہر نکال لیے
پھر فرمایا میں ان کے ساتھ مدینہ سے دو میل تک بھی نہیں رہوں گا۔ پس چار راتیں گزری
تھیں کہ وہ نگاہبان جو آپ کے ساتھ تھے واپس مدینہ آئے اور آپ کو تلاش کرنے
لگے۔ انھوں نے آپ کو نہ پایا تو میں نے ان سے سوال کیا وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کو
اپنی نگرانی میں سمجھتے تھے اور یہ کہ وہ اترے ہوئے ہیں اور ہم ان کے گرد انکی نگہبانی
کر رہے ہیں۔ جب صبح ہوئی تو وہ ہمیں نہ ملے اور بیڑیاں موجود تھیں۔

زہری کہتا ہے اس کے بعد میں عبدالملک کے پاس گیا اس نے آپ کے
متعلق مجھ سے سوال کیا تو میں نے اسے بتایا وہ کہنے لگا جس دن نگہبانوں سے وہ گم
ہوئے تھے میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا تجھے مجھ سے کیا سروکار ہے میں نے کہا کہ
آپ میرے پاس قیام کیجئے تو فرمایا میں اسے پسند نہیں کرتا پھر آپ چلے گئے۔ پس

Marfat.com

خدا کی قسم میرا دل خوف سے بھر گیا۔

ابن ابی الدنیا نے کہا ہے (حذفِ استاد کے ساتھ) عبدالرحمٰن بن جعفص قرشی سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت علی بن الحسینؑ جب وضو کرتے تو آپ کا رنگ مبارک زرد ہو جاتا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ کیا بات ہے جو وقتِ وضو آپ کا معمول بن گئی ہے۔ تو فرمایا کیا تمھیں معلوم ہے میں کس کے سامنے کھڑا ہونے کا قصد کر رہا ہوں ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ جب حضرت علی بن الحسینؑ چلتے تو آپ کے ہاتھ حرکت نہیں کرتے تھے۔ جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو کانپنے لگتے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیا ہو جاتا ہے۔ تو فرمایا تمھیں کیا معلوم کہ میں کس سے مناجات کرنا چاہتا ہوں۔

اور ابن ابی الدنیا نے کہا ہے (حذف اسناد سے) ابوالفرج اصفہانی نے بیان کیا کہ حضرت علی بن الحسینؑ کے گھر میں آگ لگ گئی تھی اس وقت آپ محراب عبادت میں تھے۔ لوگ کہنے لگے اے فرزندِ رسول آگ ہے آگ لیکن آپ بلاتردد عبادت میں مشغول رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ کو گھر کی آگ کی کوئی پرواہ نہ ہوئی تو فرمایا میں آخرت کی آگ بجھانے میں مصروف رہا۔

اور قرشی نے کہا ہے کہ ایک شخص حضرت علی بن الحسینؑ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا فلاں شخص آپ کو ناسزا کہہ رہا تھا آپ نے فرمایا میرے ساتھ اس کے پاس چلو وہ شخص آپ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اس کا گمان تھا کہ آپ اس سے انتقام لیں گے لیکن جب آپ اس کے پاس پہنچے تو فرمایا۔ اے فلاں جو کچھ تو نے میرے حق میں کہا ہے اگر حق تھا تو خدا تجھے معاف کرے اور اگر باطل تھا تو خدا تجھے معاف کرے۔

یہ بھی قرشی نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) کہ علی بن الحسینؑ اور حسن بن حسن کے درمیان کوئی منافشہ تھا پس حسن حضرت کے پاس آئے جبکہ آپ اپنے اصحاب کے

زمرہ میں مسجد میں تشریف فرما تھے تو انھوں نے سب کچھ کہہ ڈالا اور آپ خاموش رہے اور حسن واپس چلے گئے لیکن رات کے وقت حسن علی بن الحسینؑ کے گھر آئے اور عذر معذرت کی باتیں کرنے لگے۔ پس حسن باہر نکلے اور انھوں نے آپ کو گلے سے لگا لیا دونوں روتے رہے یہاں تک کہ حاضرین سخت تعجب ہوا۔ پھر حسن نے کہا خدا کی قسم دوبارہ کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ پس آپ نے فرمایا جو تم نے کہا ہے میں تم کو معاف کرتا ہوں۔

ابونعیم نے حلیہ میں ذکر کیا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) آپ فرمایا کرتے دوستوں کا نہ ہونا منافرت ہے۔

اور حضرت امام محمد باقرؑ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا خدایا میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ لوگوں کی آنکھوں کے سامنے تو میرا ظاہر اچھا ہو اور میرا باطن برا ہو۔ خدایا جس طرح میں نے قصور کیا ہے اور تو نے میرے ساتھ احسان کیا ہے پس اگر مجھ سے وہ دوبارہ سرزد ہو تو دوبارہ بھی ایسا ہی کرنا۔

اور حضرت امام محمد باقر نے فرمایا کہ آپ نے فرمایا حقیقت ایک گروہ نے خدا کی عبادت اس کے خوف سے کی ہے۔ یہ غلاموں والی عبادت ہے اور ایک گروہ نے اس کی عبادت جنت کی رغبت میں کی ہے۔ یہ تاجروں والی عبادت ہے ایک گروہ نے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے عبادت کی ہے یہ آزاد لوگوں کی عبادت ہے۔

حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ آپ اپنی طہارت کیلئے پانی خود مہیا فرماتے تھے اور کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ طہارت کے معاملے میں ان کی اعانت کرے۔ پس جب رات کو اٹھتے تو پہلے مسواک کرتے پھر وضو فرماتے۔ اور جو اوراد دن رہ جاتے انھیں رات میں پورا کرتے۔ رات دن میں آپ کا معمول ایک ہزار رکعتیں تھیں

(حذف اسناد کے ساتھ) امام محمد باقرؑ سے روایت ہے آپ نے فرمایا تعجب ہے
[illegible] اور فخر کرنے والے کے لیے کہ کل وہ ایک نطفہ تھا اور آنے والے دن مُردار ہو جائیگا
[illegible] تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کے وجود میں شک کرتا ہے حالانکہ وہ اس کی
[illegible] کہ وہ تمام اشیاء کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے اس پر جو دوبارہ پیدا کیے جانے میں
[illegible] شک کرتا ہے حالانکہ وہ پہلی مرتبہ پیدائش کو دیکھتا ہے اور تعجب ہے مجھے اس پر جو
[illegible] دار الفنا کے لیے تو عمل کرتا ہے اور بقا کے گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور فرمایا جب آپ
[illegible] پاس کوئی سوال کرنے والا آتا تو فرماتے مرحبا اے شخص جو میرا توشہ آخرت کی طرف اٹھا کر
[illegible] جاتا ہے۔

ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) سفیہ بن نعامہ سے روایت
ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت سجادؑ لوگوں کو بخشش و عطا فرماتے اور جب آپ کی رحلت ہوئی
لوگوں کو معلوم ہوا وہ مدینہ کے سو خاندانوں کو پرورش فرماتے تھے۔

ایک روایت میں ہے انھیں یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کا رزق کون لاتا ہے کیونکہ
حضرت ان کی ضروریات رات کے وقت ان تک پہنچاتے تھے۔ پس جب ان کی رحلت
ہوئی تو لوگوں نے اس سلسلے کو مفقود پایا۔

ایک روایت میں ہے کہ روٹیوں کا تھیلا اپنی پشت پر لاد کر رات کو لے جاتے
اور تصدق فرماتے اور کہتے کہ چھپا کر صدقہ دینا غضب پروردگار کو رد کرتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ ہم صدقہ و مراسم سے علی
بن الحسینؑ کی وفات کے بعد ہی محروم ہوئے۔

ابن ابی الدنیا نے کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) سفیان ثوری سے
روایت ہے کہ حضرت علی بن الحسینؑ نے حج یا عمرہ کیلئے جانیکا قصد کیا تو آپ کی ہمشیرہ
فاطمہ بنت الحسینؑ نے آپ کے لیے سامانِ سفر تیار کیا جس پر ہزار درہم خرچ کیے اور وہ آپ کے

Marfat.com

ساتھ روانہ کیا۔ پس جب آپ وادیٔ حرہ کی پشت پر پہنچے تو اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے فقراء و مساکین میں تقسیم کر دیا جائے۔

اور ابن سعد نے کہا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) کہ علی بن الحسینؑ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کرنے والا مثل اس شخص کے ہے جو کتاب خدا کو پس پشت ڈال دے مگر یہ کہ اسے خوف شدید ہو۔ عرض کیا گیا کون سا خوف ہے فرمایا کسی جبّار سرکش کا خوف ہو کہ وہ اس پر زیادتی کرے گا یا طغیان سرکشی کرے گا۔ اور ابن سعد کہتا ہے کہ آپ نے اپنا مال دو مرتبہ خدا کے نام پر تقسیم کیا۔ نیز کسی شخص نے آپ سے کہا آپ نے کس حالت میں صبح کی ہے۔ فرمایا ہم نے اپنی قوم میں اس طرح صبح کی ہے جس طرح بنی اسرائیل نے آل فرعون میں وقت کی کہ وہ ہمارے بیٹوں کو ذبح کرتے ہیں ہمارے سردار اور بزرگ کو منبروں پر دشنام کرتے ہیں اور ہمارے حق کو ہم سے روکے ہوئے ہیں۔

ابو نعیم نے کہا ہے کہ (حذف اسناد کے ساتھ) ابن عائشہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے خلافت پر قابض ہونے سے پہلے حج کے موقع پر اس نے کوشش کی کہ حجر اسود کو بوسہ دے لیکن ازدحام کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکا اتنے میں علی بن الحسینؑ تشریف لائے جب لوگوں نے دیکھا تو وہ ایک طرف ہٹ گئے یہاں تک کہ آپ نے بہ اطمینان حجر اسود کو بوسہ دیا۔ جب ہشام نے یہ منظر دیکھا تو سخت متعجب ہوا اور اپنے ایک مصاحب سے غضبناک ہو کر پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ لیکن فرزدق شاعر پاس ہی کھڑا تھا اس نے یہ سن کر کہا "میں اسے پہچانتا ہوں" اور فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

هٰذا الذی تعرف البطحاء وطأته ۔۔۔ والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ ہے جس کے نشان قدم کو بطحا کی وادی، خانہ کعبہ اور حل و حرم جانتے ہیں

هذا ابن خیر عباد اللہ کلہم ھذا التقی النقی الطاہر العلم

یہ اس کا بیٹا ہے جو اللہ کے کل بندوں سے بہتر ہے یہ خود تقی نقی پاک اور علم اسلام ہے

یکاد یمسکہ عرفان راحتہ رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

جب یہ مس کرنے کے لیے آئے تو قریب ہے کہ رکن حطیم اس کی ہتیلی کو پہچان کر تھام لے

اذا رائیت قریش قائلا قائلہا الی مکارم ھذا ینتھی الکرم

جب قریش اس کی طرف دیکھیں تو کہنے والا کہے گا کرم کی انتہا اس کے مکارم اخلاق پر ہے

ان عد اھل التقی کانوا ذوی عدد او قیل من خیر اھل الارض قیل ھم

جب متقی لوگوں کو شمار کیا جائے جو کہ گنے چنے ہوتے ہیں یا یہ کہا جائے کہ اہل زمین میں سے بہتر کون ہے تو جواب آئیگا یہ ہیں۔

ھذا ابن فاطمہ ان کنت جاھلہ بجدہ انبیاء اللہ قد ختموا

یہ فاطمہ زہرا کا بیٹا ہے اگر تو نہیں جانتا اور ان کے جد امجد پر انبیاء کا اختتام ہوا ہے۔

ولیس قولک ھذا من بضائرہ العرب تعرف ما انکرت والعجم

اور تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہیں انکی منزلت کم نہیں کرتا جس کا منکر ہے اسے عرب اور عجم جانتے ہیں

یغضی حیاء ویغضی من ھابتہ فما یکلم الا وھو یتبسم

وہ شرم وحیا سے آنکھیں جھکائے رکھتا ہے اس کی ہیبت سے لوگوں کی آنکھیں جھک جاتی ہیں حالانکہ وہ تبسم کے ساتھ کلام کرتا ہے۔

ینمی الی ذروۃ العز التی قصرت عن نیلہا عرب الاسلام والامم

وہ عزت کی چوٹی کی طرف بلند ہوتا ہے کہ جسکے حاصل کرنے سے اسلام اور دیگر امتوں کے عرب عاجز ہیں۔

من جدہ دان فضل الانبیاء لہ وفضل امتہ دانت لہ الامم

اس کے جد کے فضل وکمال کے مقابلہ میں تمام انبیاء کی فضیلت اور اسکی امت کے مقابلے میں

Marfat.com

تمام آمتوں کی فضیلت پست و بیچ ہے۔

یعشق نور الھدیٰ عن صبح غرتہ　　کالشمس یحجب عن اشراقھا الظلم

ہدایت کا نور آپکی پیشانی کی صبح سے پھوٹتا ہے مثل سورج کے کہ جسکے آتے ہی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں

مشتقہ من رسول اللہ نبعتہ　　طابت عناصرہ والخیم والشیم

آپکے درخت کی لڑی رسول اللہ سے مشتق ہے آپ کے عناصر عادات وخصائل پاک و پاکیزہ ہیں

اللہ شرفہ قدما وفضلہ　　جری بذاک لہ فی لوحہ القلم

قدیم زمانہ سے خدا نے اسے شرافت وفضل عطا کیا اور لوح پر قلم ان کے فضل وشرف سے جاری ہوئی

کلتا یدیہ غیاث عم نفعھما　　یستوکفان ولا یعروا ھما العدم

اس کے دونوں ہاتھ بارش ہیں جن کا نفع عام ہے وہ بارش برسا رہے ہیں اور فقر وفاقہ

انھیں متزلزل نہیں کرتے۔

سھل الخلیقہ لا تخشی بوادرہ　　یزینہ اثنتان الخلق والکظم

آسان خلق ہے اسکی جلد بازیوں کا خوف نہیں رہتا ان کو دو چیزیں زینت دیتی ہیں اچھی عادتیں

اور غصہ کا پی جانا۔

حمال اثقال اقوام اذا قعدوا　　رحب الفضا اریحی حین یعتزم

لوگوں کا بوجھ اٹھانے والا ہے اس کا صحن خانہ وسیع ہے جب کوئی کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو بجرئیہ کا ہے

عم البریۃ بالاحسان فانقشعت　　عنھا الغمایۃ والاملاق والظلم

ان کا سکہ تمام مخلوق پر جاری ہے کیونکہ انکے ذریعہ مخلوق سے فقر وفاقہ اور تاریکیاں دور ہوتی ہیں

من معشر حبھم دین وبغضھم　　کفر وقربھم منجا ومعتصم

وہ ایک ایسے گروہ میں سے ہے جسکی محبت دین اور جسکا بغض کفر ہے اور ان کا قرب جائے

پناہ اور بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

لا یستطیع جواد بعد غایتھم　　ولا یدانیھم قوم وان کرموا

کوئی شخص ان کی انتہا کی طاقت نہیں رکھتا اور کوئی کریم گروہ بھی ان کے کرم کا مقابلہ نہیں کرسکتا
اور بھی اشعار ہیں جنھیں بخوفِ طوالت چھوڑ دیا گیا ہے (مترجم)

یہ ہے علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالبؑ۔ پس ہشام آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ فرزدق کو مقام عسفان میں جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے قید کر دیا جائے پس امام زین العابدینؑ نے ایک ہزار دینار فرزدق کے پاس بھیجے لیکن اس نے واپس کر دیے اور کہلا بھیجا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے میں اس وقت عشقِ خدا اور رسول میں سرشار تھا پس اس امر میں اجرت نہیں لوں گا۔ اس پر امامؑ نے فرمایا ہم ایسے اہلبیت ہیں کہ جو چیز ایک دفعہ دیدیں وہ واپس نہیں لیا کرتے۔ پس فرزدق نے قبول کر لیا اور ہشام کی ہجو لکھی۔

ابوالغیم نے زہری سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے میں نے کوئی ہاشمی حضرت علی بن الحسینؑ سے افضل نہیں دیکھا۔ ابوحازم نے بھی یہی کہا ہے اس نے مزید کہا کہ آپ سے زیادہ فقیہ میں نے نہیں دیکھا۔

زہری نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہے کہ میں نے حضرت علی بن الحسینؑ کو مقامِ ابراہیم میں سجدہ میں دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے تیرا بندہ تیرے در پر ہے، تیرا محتاج تیری بارگاہ میں ہے، تیرا سائل تیرے در پر ہے، میں نے کسی آفت پر یہ الفاظ نہیں کہے مگر یہ کہ وہ دور ہو گئی۔

زہری کہتا ہے کہ آپ ایک دن مسجد سے نکلے تو آپ کے پیچھے ایک شخص ہو لیا۔ اس نے آپ پر سب و شتم کیا، آپ کے غلام اور موالی بھی عقب سے پہنچ گئے۔ اور انھوں نے اس شخص کی تادیب کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر اس سے ارشاد فرمایا خدا نے جن ہمارے عیوب پر پردہ ڈالا ہے وہ بہت زیادہ ہیں کیا تجھے کسی چیز کی ضرورت ہے کہ ہم تیری اعانت کر سکیں تو اس شخص کو شرم آگئی۔ پس آپ نے

Marfat.com

اپنا کمبل اس پر ڈال دیا۔ اور اسے ہزار درہم بھی عنایت فرمائے۔ پس وہ شخص اس واقعے کے بعد جب بھی آپؑ کو دیکھتا تو کہتا میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپؑ فرزندِ رسول ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے کہا ہے کہ ہم سے ابوالحسین شیبانی نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ عمار بن یاسر کی اولاد میں سے ایک شخص نے بیان کیا کہ حضرت علی بن الحسینؑ کے پاس کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ آپ کے خادم نے جلدی کی اور تنور سے کباب نکالے اور دوڑ کر حاضر ہوا اور اس کے ہاتھ میں کباب کی سیخ تھی۔ حضرتؑ کے سامنے آپ کا ایک چھوٹا بچہ بیٹھا ہوا تھا وہ سیخ اس پر گر پڑی۔ اس نے ایک چیخ ماری اور مر گیا۔ غلام حیران مبہوت رہ گیا۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ تو نے یہ کام جان بوجھ کر تو نہیں کیا تو اللہ کی رضا کیلئے آزاد ہے۔ پھر حکم دیا کہ اس بچے کو دفن کر دیا جائے۔ اور کہا

ابو نعیم نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عمر بن دینار سے روایت ہے۔ حضرت علی زین العابدینؑ محمد بن اسامہ بن زید کی بیماری میں اس کی عیادت کو آئے۔ محمد مضطرب ہو کر رونے لگا۔ حضرتؑ نے اس سے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ (کیا) عرض کی کہ میں مقروض ہوں۔ آپ نے فرمایا کتنا قرض ہے؟ عرض کیا پندرہ دینار۔ آپ نے فرمایا وہ میرے ذمے ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت ابوجعفر محمد الحسینؑ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا اے بیٹا پانچ قسم کے اشخاص کا اختیار نہ کرنا اور کسی پہنچ سے ان کی رفاقت اختیار نہ کرنا:

۱: فاسق کی صحبت کیونکہ وہ ایک لقمہ یا اس سے کمتر پر تجھے فروخت کر دیگا۔

۲: بخیل کی صحبت کیونکہ وہ تجھے اپنے مال سے اس وقت تک محروم کر دیگا کہ جس وقت تو اس کا محتاج ہو گا۔

Marfat.com

اور نہ جھوٹے شخص کی کیونکہ وہ بمنزلہ سراب ہے۔ تجھ سے قریب چیز کو بعید اور بعید کو قریب کر دیگا۔

۴: اور نہ بیوقوف کی۔ کیونکہ وہ تجھے نفع پہنچانا چاہے گا اور ضرر پہنچا بیٹھے گا۔

۵: اور نہ قطع رحم والے کے ساتھ کیونکہ میں نے کتاب خدا میں اسے کئی جگہ ملعون پایا ہے

ثمالی نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن محمد نے بیان کیا وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت علی بن الحسینؑ کو ایک رات نماز میں یہ مناجات کرتے ہوئے سُنا۔ ہمارے معبود اور ہمارے آقا و مولا! اگر ہم اتنا روئیں کہ ہماری آنکھوں کی پلکیں گر پڑیں اور اتنا چیخ و پکار کریں کہ ہماری آوازیں ہمارا ساتھ چھوڑ دیں اور اتنا قیام کریں کہ ہماری ٹانگیں جواب دے جائیں اور اتنا رکوع کریں کہ ہمارے جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں اور اتنے سجدے کریں کہ ہماری آنکھوں کے ڈھیلے باہر آجائیں۔ جب ان کے بر کہیں ہم تیرا ذکر کرتے رہیں یہاں تک کہ ہماری زبانیں تھک جائیں تب یہی وہ لوگ کے برابر نہیں ہو سکتے کہ ہم اپنے گناہوں میں سے ایک گناہ کو مٹا سکیں

وفات

اور آپ کی وفات کے سلسلے میں تین قول ہیں: ایک یہ کہ آپ نے ۹۴ھ میں وفات پائی۔ دوسرا یہ کہ ۹۲ھ میں۔ تیسرا یہ کہ ۹۵ھ میں۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ آپ البقیع میں دفن ہوئے۔ (امامیہ کے نزدیک ۲۵ محرم ۹۴ھ ہے)

اولاد

ابن سعد نے طبقات میں کہا ہے کہ آپ کی کئی اولادیں تھیں ۱: حسن درج۔ ۲: حسین اکبر درج۔ ۳: محمد باقر اور وہ ابوجعفر فقیہ ہیں اور نسل انہی سے چلی ہے اور

Marfat.com

اگلے صفحات میں ان کا تذکرہ کیا جائیگا۔ ۴: عبداللہ ان سب کی والدہ ام عبداللہ بنت حسنؑ بن علیؑ ہیں۔ ۵: عمر۔ ۶: زید جو کوفہ میں شہید ہوئے اور ہم عنقریب ان کا تذکرہ کریں گے۔ ۷: علی۔ ۸: خدیجہ۔ ان کی والدہ کنیز تھی۔ ۹: حسین اصغر۔ ۱۰: ام علی اس کا نام علیہ تھا، ان کی والدہ کنیز ہے۔ ۱۱: کلثم۔ ۱۲: سلیمان۔ ۱۳: ملیکہ یہ سب بھی کنیز سے تھے۔ ۱۴: قاسم۔ ۱۵: ام الحسین۔ ۱۶: ام البنین۔ ۱۷: فاطمہ یہ مختلف کنیزوں سے تھے اور بعض نے عبیداللہ کو بھی شمار کیا ہے۔

شہادتِ زیدؓ

مؤرخین نے آپ کے خروج کی وجہ و سبب میں اختلاف کیا ہے۔ پہلے ہم ابن سعد نے واقدی سے ذکر کیا ہے کہ زید بن علی ہشام کے پاس تشریف لے گئے پس اور کے سامنے اپنے قرضِ کثیر اور حوائج کا ذکر کیا تو اس نے ان میں سے کسی چیز کو پورا نہ کیا اور ہشام نے ان سے سخت کلامی کی۔ راوی کہتا ہے آپ ہشام کے دربار سے کہا کوئی شخص زندگی کو نہیں چاہتا مگر یہ کہ وہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ پھر زید کوفہ کی طرف نکل آئے اور وہاں کا عامل ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر تھا۔ واقدی کہتا ہے کہ آپ کے ذمہ پانچ لاکھ درہم تھا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو ہشام نے کہا کاش ہم نے ان کا قرض ادا کر دیا ہوتا۔ اور یہ بات آسان تھی اس سے جو ہوئی ہے۔

واقدی کہتا ہے ہشام بن عبدالملک کو یہ خبر پہنچی کہ زید کوفہ میں مقیم ہیں تو اس نے یوسف بن عمر کو لکھا کہ زید کو مدینہ کی طرف بھیج دو۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اہل کوفہ اسے خروج پر آمادہ نہ کر دیں کیونکہ زید کی زبان میں مٹھاس ہے اور ساتھ ساتھ وہ رسول اللہؐ سے اپنا قرب بھی بتاتے رہتے ہیں۔ پس یوسف بن عمر نے کسی شخص کو زید کے پاس بھیجا اور حکم دیا کہ آپ مدینہ کی طرف چلے جائیں۔ لیکن زید لیت ولعل کرتے

Marfat.com

کوفی آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ زید نے کوفہ میں پانچ ماہ قیام کیا۔ یوسف اس وقت مقام حیرہ میں تھا۔ اس نے پیغام بھیجا کہ آپ کو ضرور مدینہ جانا پڑے گا آپ مدینہ کے قصد سے نکلے اور بہت سے لوگ آپ کے پیچھے ہو لیے۔ وہ کہتے تھے کہ آپ کہاں جاتے ہیں حالانکہ آپ کے ساتھ ہم میں سے ایک لاکھ اشخاص موجود ہیں جو آپ کی نصرت میں تلوار چلائیں گے۔ وہ زید سے اسی قسم کی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کوفہ پلٹ آئے پس ان کی ایک جماعت نے زید کی بیعت کر لی جن میں سلمہ بن کہیل اور منصور بن عزمیہ تھے ــــ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ زید سے داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کہا کہ اے ابن عم یہ لوگ آپ کو کہیں دھوکہ نہ دیں آپ کے اہلبیتؑ آپ کے لیے بدرجہا اتم عبرت ہیں۔ اور ان کا انھیں چھوڑ دینا تمھارے لیے کافی ہے کوئی سترؔ زید سے یہ باتیں کر رہے تھے یہاں تک کہ زید قادسیہ تک آ گئے پس لوگ نے ان پر کہتے رہے کہ آپ واپس چلئے۔ آپ مہدی ہیں۔ اور داؤد کہتے کہ ایسا نہ کرنا یحییٰ بن ہ لوگ ہیں جنھوں نے آپ کے باپ اور بھائیوں کو قتل کیا تھا اور وہ کام کیے ساتھ سو قابل بیان ہیں۔ پس ان میں سے پندرہ ہزار اشخاص نے کتاب خدا، سنت غلام تھے، ظالمین سے جہاد کرنے، مظلوموں کی مدد کرنے، محروم لوگوں کے حقوق دلانے آپ کا سہ کلیبیت کی ان کے دشمنوں کے خلاف نصرت کرنے پر زید کی بیعت کی پس آپ اسی جواب میں کہیں سترہ مہینے پوشیدہ طور پر رہے۔ اور لوگ شہروں اور بستیوں سے نے آپ کے پاس آتے۔ پھر آپ نے لوگوں کو خروج کی اجازت دیدی تو بعیت کرنیوالوں میں واقد لوگ منحرف ہو گئے اور جو آن کے ساتھ تھے انھیں زید نے ہدایت کی کہ یکم صفر تھیں۔ زید نے خروج کرنا ہے جس وقت آپ نے خروج کیا آپ کے ساتھ دو سو بیس بیٹا محمد بھی تھے۔ تو زید نے کہا سبحان اللہ وہ قوم کہاں گئی۔ انھوں نے کہا کہ انھیں مسجد میں، لیا گیا ہے۔

Marfat.com

عمر بن یوسف اہل شام کا لشکر لے کر آیا۔ پس جنگ شروع ہوئی۔ زید اور ان کے بھائیوں کو شکست ہوئی۔ ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا۔ زید گر پڑے۔ انھیں اٹھا کر ایک گھر میں لے گئے۔ تیر آپ کی پیشانی سے نکالا گیا جس سے آپ کی وفات ہو گئی ان کے جسم اطہر کو ایک نہر کے قریب لائے۔ نہر کے پانی کو روک کر ایک گڑھا کھودا گیا اس میں انھیں دفن کر کے اوپر سے پانی جاری کر دیا گیا۔ لوگ متفرق ہو گئے۔ آپ کا بیٹا یحییٰ بن زید روپوش ہو گیا۔ جب ان کی تلاش ختم ہوئی تو یحییٰ زید کے ماننے والوں کی ایک جماعت کے ساتھ خراسان کی طرف چلے گئے۔ یوسف بن عمر کے پاس ان لوگوں میں سے ایک شخص جو زید کے دفن کے وقت حاضر تھے لایا گیا اس نے آپ کی قبر کا نشان بتایا تو یوسف نے ان کا سر کاٹ کر ہشام کو شام بھیجا اس نے اسے دمشق کے دروازہ پر نصب کیا۔ اور یوسف بن عمر نے زید کا جسم کوفہ میں سولی پر لٹکایا۔ اور وہ لٹکا رہا یہاں تک کہ ہشام بن عبدالملک ملعون مر گیا۔ ولید اس کی جگہ خلیفہ بنا اس کے حکم سے زید کا بدن جلا دیا گیا اور بعض نے کہا ہے کہ ہشام نے ہی جلایا تھا۔

جب بنی عباس کو بنی امیہ پر فتح حاصل ہوئی تو عبدالصمد بن علی نے اور بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ ابن علی نے ہشام بن عبدالملک کی قبر کھودی تو اس کا جسم صحیح سالم پایا۔ پس اس پر اسی کوڑے لگائے اور زید کے بدلے اس کے بدن کو جلا دیا۔

وقت شہادت زید کی عمر ۴۲ سال تھی۔ زید اہل مدینہ کے تابعین کے طبقہ میں سے تھے آپ نے علم حدیث اپنے والد اور ایک گروہ سے لیا ہے۔ آپ سے ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی ہے۔

روح یحییٰ بن زیدؓ!

کہا ہے کہ جب زید بن علی شہید ہو گئے تو یحییٰ ابن زید ہم لوگوں کو

Marfat.com

پاس دمشق چلے گئے۔ اور دمشق میں رہے یہاں تک کہ ہشام مرگیا۔ اور ولید بن یزید
ن عبدالملک بادشاہ بنا دتو یحییٰ خراسان کی طرف چلے گئے) اور یوسف بن عمر نے نصر
ن سیار کو جو کہ خراسان کا حاکم تھا یحییٰ کے متعلق لکھا اور یہ کہ وہ جریش عمر بن داؤد
ن صالح کے پاس ہیں پس جریش کے پاس سے انھیں گرفتار کرلو پس نصر بن سیار نے
ھ لوگ بھیج کر جریش کے ہاں سے یحییٰ کو گرفتار کرلیا۔ حالانکہ جریش نے آپ کی موجودگی
سے انکار کر دیا تھا۔ اس پر جریش کو نصر نے چھ سو کوڑے لگائے تھے۔ پھر نصر نے ولید
و ایک خط لکھا اور یحییٰ کے واقعہ کی خبر دی۔ تو ولید نے لکھا کہ یحییٰ کو چھوڑ دو، انھیں
امان دے دو۔ یحییٰ کو نصر نے بلایا اور اس بات کی اطلاع دی۔ فتنہ سے ڈرایا اور
نھیں چھوڑ دیا۔ پھر یحییٰ پہلے سرخس اور پھر جوزجان کی طرف گئے۔ وہاں ان کے پاس
وئی ستر آدمی جمع ہو گئے اور بعض کہتے ہیں سات سو آدمی، یحییٰ نے خروج کر دیا نصر
نے ان کے مقابلے میں عمر بن زرارہ کو دس ہزار کا لشکر دیکر بھیجا۔ جنگ ہوئی تو انھیں
یحییٰ بن زید نے شکست دیدی اور عمر بن زرارہ قتل ہوگیا۔ پھر ایک جماعت کثیرہ کے
ساتھ سورہ بن محمد کندی یحییٰ کے مقابلے میں آیا۔ جنگ ہوئی تو عیسیٰ بن سلیمان غزی کے
غلام نے یحییٰ کے چہرے پر تیر مارا جس سے آپ زمین پر گر پڑے پس ان لوگوں نے
آپ کا سر کاٹ لیا اور بدن کو لٹکا دیا۔ اور ولید کو اس کی اطلاع لکھ بھیجی تو ولید نے
جواب میں لکھا کہ عراق کے بچھڑے کو جلا دو اور اس کی راکھ دریا میں بہا دو پس لوگوں
نے آپ کے بدن کو اتار کر جلا دیا اور خاکستر کو پانی اور ہوا میں اڑا دیا۔

واقدی کہتا ہے کہ یحییٰ کی والدہ ریطہ بنت ابوہاشم بن محمد بن علی بن ابیطالب
تھیں۔ زید بن علی کی اولاد میں سے عیسیٰ، حسین اور حسین کا نام مکفوف تھا۔ زید کا ایک
لڑکا محمد بھی تھا ان سب کی ماں کنیز تھی۔ یحییٰ بن زید کی شہادت ۱۲۵ھ میں واقع ہوئی۔

حضرت محمد باقر علیہ السلام

وہ بزرگوار ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالبؑ ہیں، ان کی والدہ ام عبداللہ حسن بن علی علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کو باقر کثرتِ سجدہ کی وجہ سے کہا گیا ہے۔ سجدہ نے آپ کی پیشانی کو نہایت کشادہ کر دیا اور وسیع کر دیا تھا۔ اور بعض کے نزدیک کثرتِ علم کی وجہ سے آپ کو باقر کہا گیا ہے اور جوہری نے کہا ہے تبقّر بمعنی وسعتِ علمی ہے۔ اور یہ بھی جوہری نے کہا ہے کہ محمد بن علی بن الحسین یا قر وسعتِ علمی کی بنا پر کہا گیا۔ اور شاکر و ہادی بھی آپ کے القاب ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے کہ حضرت محمدؑ مدینہ کے طبقہ ثالثہ کے تابعین میں سے ہیں آپ عالم عابد ثقہ تھے۔

آپ سے ابو حنیفہ وغیرہ ائمہ نے اخذ روایت کیا ہے۔

اور عطا کہتا ہے کہ میں نے کسی کے مقابلے میں علماء کو علم میں حقیر نہیں دیکھا جتنا ابو جعفر کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے حکم کو آپ کے سامنے اس طرح دیکھا جیسے کوئی مغلوب ہوتا ہے حکم سے مراد حکم بن عتیبہ ہے جو کہ اپنے زمانہ کا عالمِ جلیل و فاضلِ جلیل تھا!

اور مدائنی نے جابر بن عبداللہ کے متعلق روایت کی ہے کہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی احادیث لکھنے والوں کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ صغیر السن تھے جابر نے آپ سے عرض کی رسول اللہؐ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ جابر سے پوچھا گیا

یہ کیا سلسلہ ہے تو انھوں نے کہا کہ میں ایک دن رسول اللہؐ کے پاس بیٹھا ہوا
تھا اور حسینؑ آپ کی گود میں تھے۔ اُن سے آپ پیار و محبت فرما رہے تھے۔ پس
فرمایا اے جابر (اس سے) ایک مولود پیدا ہوگا جس کا نام علی ہے جب قیامت کا
دن ہوگا تو ایک ندا منادی کریگا کہ سید العابدین کھڑے ہوں پس اس (حسینؑ) کا
کھڑا ہوگا۔ پھر اس علیؑ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا جس کا نام محمد ہے۔ پس اے جابر
تیری اس سے ملاقات ہو جائے تو انھیں میری طرف سے سلام کہنا۔

اور ایک روایت ہے کہ حضرت ابو جعفرؑ جابر کے پاس تشریف لے گئے اس کے
کہ جابر کی بینائی جاتی رہی تھی۔ پس آپ نے جابر پر سلام کیا تو جابر نے کہا آپ
کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن علی بن الحسین ہوں تو جابر نے کہا ذرا میرے قریب تشریف
لائیے۔ جب آپ قریب گئے تو جابر نے آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کے بوسے لیے۔ پھر
آپ سے کہا کہ رسول اللہؐ نے آپ پر سلام کیا ہے اور وہ واقعہ بیان کیا۔ یہ جابر بن
عبداللہ ۷۸ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے اور اہل عقبہ میں سے وہ آخری فوت ہونے
والے ہیں۔

ارشادات

ابو نعیم نے حلیہ میں کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) حضرت محمد بن علی سے منقول
ہے کہ آپ نے فرمایا بجلیاں مومن اور غیر مومن پر پڑتی ہیں لیکن ذکر خدا کرنے والے پر
نہیں پڑتیں۔ اور ابو نعیم نے کہا ہے (حذف اسناد کے ساتھ) منصور کہتا ہے کہ
میں نے حضرت محمد بن علیؑ کو کہتے سُنا کہ تونگری اور عزت مومن کے دل میں چکر لگاتی
رہتی ہیں جب وہ اس جگہ ہوتی ہیں کہ جہاں توکل ہوتا ہے تو اس کو اپنا ملجا و ماویٰ
بنا لیتی ہیں۔

Marfat.com

اور ابو نعیم نے کہا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) کہ جابر جعفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت محمد بن علیؑ نے فرمایا کہ مجھ میں کچھ خزانہ جمع کیا گیا ہے اور میرا دل ہر وقت مشغول رہتا ہے۔ میں نے کہا اس کا کیا سبب ہے؟ تو انھوں نے فرمایا اے جابر جس کے دل میں خالص دین خدا داخل ہو جائے تو وہ غیر سے مشغول کر لیتا ہے اے جابر دُنیا کچھ نہیں اور نہ کچھ ہو سکتی ہے۔ یہ وہ نہیں ہے مگر کپڑا کہ جسے تو پہن لیا یا لقمہ جسے تو نے کھا لیا یا سواری جس پر تو سوار ہوا۔ یا عورت جس سے تو مباشرت کی۔ اے جابر تحقیق مومنین کو اس میں باقی رہنے کا اطمینان نہیں ہے اور آخرت کے آجانے سے وہ امن میں نہیں اور انہیں ذکر خدا سے وہ فتنہ بہرہ نہیں کر سکتا جسے انھوں نے اپنے کانوں سے سُنا ہے اور نورِ خدا سے انھیں وہ زینت اندھا نہیں کر سکتی جسے انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے پس وہ ایسے لوگوں کے ثواب پر کامیاب ہو گئے ہیں تحقیق اہلِ دُنیا اہلِ تقویٰ میں سے کم خرچ اور تیرے لیے زیادہ معاون و مددگار ہیں۔ اگر تو بھول جائے تو وہ تجھے یاد دلاتے ہیں اور اگر تجھے یاد ہو تو وہ تیری اعانت کرتے ہیں۔ وہ خدا کے حقوق کو زیادہ بیان کرنے والے اور اللہ کے حکم پر زیادہ قیام کرنے والے ہیں۔ پس دُنیا کو اس منزل کی طرح فرض کر کہ جس میں تو اترا اور پھر وہاں سے کوچ کر گیا، یا اس مال کی طرح سمجھ کہ جسے تو نے حالتِ خواب میں پایا اور جب تو بیدار ہوا تو اس میں سے کچھ بھی تیرے پاس نہیں تھا۔ اور اللہ کو یاد رکھ ان چیزوں کی رعایت کرنے میں جن کی رعایت و حفاظت اس نے تجھ سے چاہی ہے اور وہ اس کا دین اور حکمت ہیں۔

ابو نعیم نے کہا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) آپ نے فرمایا کسی شخص کے دل میں کچھ تکبر نہیں ہوتا مگر یہ کہ جتنا تکبر آتا ہے کم ہو یا زیادہ اتنی ہی عقل کم ہو جاتی ہے

ابو نعیم کہتا ہے (حذفِ اسناد کے ساتھ) آپ نے فرمایا کمینے کا ہتیار اسکی بدزبانی ہے

ابونعیم کہتا ہے (حذف اسناد سے) آپ نے فرمایا خدا کی قسم ایک عالم کی موت ابلیس کو ستر عابدوں کی موت سے زیادہ عزیز ہے۔

ہمیں کئی اشخاص نے حافظ عبدالوہاب سے خبر دی ہے (حذف اسناد سے) آپ نے فرمایا کوئی آنکھ اپنے آنسو میں (خوف خدا سے) نہیں ڈبڈبائی مگر یہ کہ خداوند عالم اس آنکھ والے کے چہرے پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے اور اگر وہ آنسو رخسار پر بہہ جائے تو اس چہرہ کو قیامت کے دن ذلت و خواری نہیں ڈھانپے گی اور ہر چیز کا کچھ نہ کچھ بدلا ہے سوائے آنسو کے کہ خداوند عالم ان کو گناہوں کے دریاؤں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔ اور اگر کوئی رونے والا ایک امت میں نہ ہو تو خداوند عالم اس امت پر جہنم کی آتش حرام کر دیگا۔

اور قرشی نے کہا ہے (حذف اسناد سے) حضرت محمد بن علی کا غلام یہ کہتا ہے کہ میں اپنے آقا کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا۔ جب آپ مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور بیت الحرام کو دیکھا تو رونے لگے۔ یہاں تک کہ آپ کے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تحقیق لوگ آپ کی طرف دیکھتے ہیں پس کاش کہ آپ اپنی آواز کو بلند نہ کرتے (یعنی گریہ موقوف کرتے) پھر آپ رو پڑے اور فرمایا وائے ہو تجھ پر میں کیوں نہ گریہ کروں ہو سکتا ہے خداوند عالم میری طرف نظر رحمت فرمائے۔ اور اس نظر کی وجہ سے میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاؤں پھر آپ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم میں نماز پڑھی۔ جب سجدہ سے سر اٹھایا تو وہ جگہ آنسوؤں سے تر تھی۔ وہی غلام کہتا ہے کہ آپ جب ہنستے تو فرماتے خدایا مجھ پہ ناراض نہ ہونا!

اور ابونعیم کہتا ہے (حذف اسناد سے) کہ حضرت محمد بن علیؑ نے فرمایا کہ میرا ایک بھائی تھا جس کی قدر و منزلت میری نظر میں عظیم تھی اور یہ عظمت اس لیے تھی کہ اس کی نظر میں

Marfat.com

دُنیا حقیر تھی۔

اور قرشی کہتا ہے کہ جناب محمدؑ بن علیؑ کا خچر گم ہو گیا عرض کی بار الٰہا اگر تو اسے واپس پلٹا دے تو میں تیری ایسے محامد سے تعریف کروں گا کہ جنھیں تو پسند فرمائیگا آپ کے فرزند حضرت جعفرؑ فرماتے ہیں کہ وہ خچر مل گیا تو آپ نے صرف الحمدللہ کہا میں نے اس کے متعلق پوچھا تو فرمایا کیا میں نے کوئی کسر چھوڑی ہے؟ تمام حمد خدا تعالیٰ کے لیے قرار دی ہے۔

ابو نعیم نے ابو حمزہ سے بیان کیا ہے وہ کہتا ہے کہ حضرت محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا کہ کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں کہ اس سے سوال کیا جائے اور قضا و قدر کو دعا کے علاوہ کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ اچھی چیزوں میں سے زیادہ جلدی ثواب دینے والی چیز کسی سے نیکی اور عدل کرنا ہے اور برائیوں میں زیادہ جلدی عتاب لانے والی بغاوت ہے اور انسان کے معیوب ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اسے لوگوں میں وہ عیب نظر آئے جس کے متعلق تا واقف ہے اور انھیں اس چیز کا حکم دے جس کے کرنے کی خود طاقت نہیں رکھتا اور بغیر کسی مقصد کے اپنے ہم جلیس کو تکلیف پہنچائے۔

ابو حمزہ کہتا ہے کہ ہمیں عبداللہ بن ولید نے کہا وہ کہتا ہے کہ ہم سے حضرت محمدؑ بن علیؑ نے فرمایا کیا تم میں سے ایک شخص دوسرے کی جیب اور آستین میں ہاتھ ڈال کر جو چاہے نکال سکتا ہے ہم نے کہا کہ نہیں تو فرمایا پھر جاؤ تم ایک دوسرے کے بھائی نہیں ہو جیسا کہ خیال کرتے ہو۔

راوی کہتا ہے کہ آپ اپنے بھائیوں کے پاس حاضر ہوتے انھیں بہترین کھانا کھلاتے بہترین لباس پہناتے انھیں درہم عنایت کرتے اور بھائیوں کے ساتھ بیٹھنے سے ملول و رنجیدہ نہ ہوتے۔ اور فرماتے تھے یہ بھائی وہ ہے جو تیری تونگری میں تیرے

Marfat.com

حقوق کی رعایت اور عزیت میں قطع تعلقی کرے۔

وفات

آپ کی وفات میں تین مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ آپ نے ۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ یہ قول واقدی نے ذکر کیا ہے۔ دوسرا یہ کہ ۱۱۴ھ میں وفات ہوئی یہ مفضل بن دکین کا قول ہے اور تیسرا یہ کہ ۱۱۸ھ میں ہوئی اسی طرح سن مبارک میں بھی تین اقوال ہو جاتے ہیں ۵۸۔ ۵۷ اور ۳۷ سال۔ پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

حضرت جعفر بن محمدؑ نے فرمایا۔ میں نے اپنے والد کو ان کی پھوپھی فاطمہ بنت الحسینؑ والدہ عبداللہ بن حسن (مثنیٰ) سے کہتے سنا کہ میری عمر ۵۸ سال ہے پس اسی سال آپ فوت ہوئے۔ اور آپ نے وصیت فرمائی کہ مجھے اسی قمیص میں کفن دیا جائے جس میں میں عبادت کیا کرتا تھا۔ آپ کو آپ کے والد کے ساتھ بقیع میں دفن کیا گیا۔[1]

حضرت محمد باقرؑ کی اولاد

۱: جعفر۔ ۲۔ عبداللہ تھے۔ ان دونوں کی والدہ ام فروا بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔ ابراہیم ان کی ماں ام حکیم بنت اسد بن مغیرہ تھی۔ زینب ان دونوں کی ماں کنیز تھی۔ ام سلمہ بھی ایک کنیز سے تھیں۔ آپ کی نسل حضرت جعفر سے چلی۔

۱: صحیح ترین قول یہ ہے کہ جناب محمد باقرؑ کو ہشام بن عبدالملک نے ولید ابن مغیرہ کے ذریعے شہید کرا دیا۔ ۷۔ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو ۵۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جعفر بن محمد علیہ السلام

جعفر بن محمد بن علی بن الحسینؑ بن علی ابن ابیطالب۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ اور ابواسمٰعیل بھی کہا گیا ہے۔ آپ کے القاب صادق، صابر، فاضل اور طاہر ہیں۔ آپ کے القاب میں سے زیادہ مشہور صادق ہے۔ یہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے کہ آپ کی والدہ ام فروا بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر ہے۔ مؤرخین کا بیان ہے کہ آپ طلب جاہ کے بجائے عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ابونعیم نے حلیہ میں ذکر کیا ہے (حذف السناد کے ساتھ) کہ عمرو بن مقدام سے مروی ہے وہ کہتا ہے میں جب حضرت جعفر بن محمدؑ کی طرف دیکھتا تھا تو مجھے یقین ہو جاتا تھا کہ آپ اولاد انبیاء میں سے ہیں۔

نیز ابونعیم نے سفیان ثوری سے نقل کیا ہے کہ جعفر بن محمدؑ نے فرمایا اے سفیان جب خداوند عالم تجھ پر کسی نعمت کا انعام کرے اور اگر تم اس نعمت کی بقا اور دوام کو مدنظر رکھتے ہو تو اللہ کی زیادہ حمد و ثنا کیا کرو۔ اور اس کا شکریہ ادا کیا کرو کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم اگر تم میرا شکریہ ادا کرو تو میں اور زیادہ کروں گا۔ اور جب رزق میں تجھے کمی نظر آئے تو زیادہ استغفار کیا کرو کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے استغفروا ربکم الخ یعنی اپنے رب سے طلب بخشش کرو۔ وجعل لکم جنّٰت و یجعل لکم انہٰرا۔ اور آخرت میں تمہارے لیے باغات اور نہریں ہیں۔ اے سفیان جب تجھے بادشاہ یا اس کے کسی کارندے سے حزن و خوف

Marfat.com

ہو تو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم زیادہ پڑھا کرو۔ کیونکہ یہ کشائش کی چابی اور جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ اور حلیہ میں اس نے اپنی اسناد سے صبیاح بن بسطام تک سلسلہ پہنچایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جناب جعفرؑ اتنا کھانا کھلاتے کہ آپ کے اہل وعیال کیلئے کچھ بھی باقی نہ رہتا!

کہتا ہے کہ آپ سے حرمتِ سود کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا تاکہ لوگ ایک دوسرے سے احسان کرنا نہ چھوڑیں۔

نیز کتابِ حلیہ میں کہا ہے کہ حضرتِ جعفر نے اپنی بعض اولاد کو وصیّت فرمائی کہ اے بیٹا میری وصیت کو قبول کر اور میری بات کو یاد رکھ کیونکہ اگر اسے یاد رکھا تو سعادت کی زندگی بسر کرے گا اور شہادت کی موت یا قابلِ تعریف موت کو پائے گا اے بیٹا جو قناعت کرے اس پر جو اس کے لیے تقسیم کر دیا گیا ہے تو وہ مستغنی رہے گا۔ اور جو غیر کے مال کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھے وہ فقیر مرے گا اور جو راضی نہ ہو اس پر جو خدا نے اس کے لیے تقسیم کیا ہے تو اس نے خداوند عالم کو اس کی قضا وقدر میں متہم قرار دیا ہے۔ اور جو اپنے نفس کی غلطی کو حقیر سمجھے وہ اپنی غلطی کو عظیم سمجھتا ہے جو دوسرے کے عیب کی پردہ دری کرے تو اس کے گھر کے عیوب کی پردہ دری ہوگی۔ جو بغاوت کی تلوار میان سے نکالے اسی سے قتل کیا جائیگا اور جو اپنے مومن بھائی کے لیے کنواں کھودے خدا بہت جلدی اسے اس میں گرائیگا۔

جو جاہلوں کے ساتھ آمد ورفت رکھتا ہے وہ ذلیل ہو جائیگا اور جو علماء سے میل جول رکھتا ہے اس کی عزّت وتوقیر ہوگی۔ اور جو برائی کی جگہوں میں جاتا ہے وہ متہم ہو جائیگا۔ اے بیٹا حق بات کہو اگرچہ حق کڑوا ہے تمھارے فائدہ کے لیے ہو یا نقصان کے لیے اور چغل خوری سے بچو کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں میں بغض کی زراعت ہوتی ہے۔ اور جب تو سخاوت کا طلب گار ہو تو اسے مضبوطی سے پکڑ۔

Marfat.com

اور ابونعیم نے حلیہ میں ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر منصور کے چہرہ پر مکھی آکر بیٹھی اس وقت حضرت جعفر صادقؑ بھی وہاں موجود تھے۔ وہ بار بار آکر بیٹھتی یہاں تک کہ منصور تنگ آگیا۔ تو منصور کہنے لگا اے ابوعبداللہؑ خدا نے مکھی کو کیوں پیدا کیا؟ حضرت جعفرؑ نے فرمایا تاکہ جبّار لوگوں کو اس کے ذریعے ذلیل کرے۔ ابوجعفر بہت خفیف ہوا اور غصہ میں کچھ کہہ نہ سکا۔

آپ کے پاس کوفہ اور بصرہ کے درمیانی علاقہ کا ایک شخص ہمیشہ آیا کرتا تھا۔ پس اس کا آنا منقطع ہوگیا۔ آپ نے اس کے متعلق سوال کیا تو ایک شخص کہنے لگا وہ تو بنطی ہے مقصد اس کا یہ تھا کہ وہ آپ کی نظر میں گر جائے تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا انسان کی اصل اس کی عقل ہے۔ اس کا حسب لسب اس کا دین ہے اور اُن کی شرافت تقویٰ ہے اور لوگ اولادِ آدم ہونے میں برابر ہیں۔

اور یہ بھی ثوری نے کہا ہے کہ میں نے حضرت جعفرؑ کو یہ کہتے سُنا کہ عافیت سے رہنا بہت دشوار ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مفہوم ہی چھپ گیا ہے۔ پس اگر کسی چیز میں سلامتی ہو سکتی ہے تو اس حالت میں ہے کہ اسے کوئی نہ پہچانے اور اگر یہ بات نہ ملے تو اسے لوگوں سے الگ رہنا چاہیے۔ اگرچہ یہ بات معمول (یعنی کسی کا اسے نہ پہچاننا) کے مثل نہیں اور اگر الگ رہنے میں عافیت نہ ہو تو پھر خاموشی اختیار کرے اور سعید و نیک بخت تو وہ شخص ہے جو اپنے نفس میں خلوت محسوس کرے اور اس سے مشغول ہو۔

اور ہمیں بہت سے لوگوں نے عبدالوہاب سے خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) عبداللہ بن مقسم بن ربیع نے اپنے باپ سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ ابوجعفر منصور ۱۴۴ھ میں حج کرنے آیا۔ پس مدینہ کی طرف گیا تو مجھ سے کہنے لگا کہ کسی کو جعفر بن محمدؑ کی طرف بھیجو جو انھیں سختی اور درشتی کے ساتھ میرے پاس لے آئے

خدا مجھے قتل کرے اگر میں نے اسے قتل نہ کیا۔ وہ کہتا ہے کہ ربیع نے اس معاملہ میں تغافل سے کام لیا تاکہ وہ بھول جائے لیکن اس نے اپنی بات دوبارہ دہرائی۔ پھر اس نے لیت و لعل میں ڈال دیا۔ تیسری مرتبہ وہ سخت کلامی پر آگیا۔ پس ربیع نے کسی کو حضرت جعفرؑ کے پاس بھیجا آپ تشریف لائے تو ربیع کہتا ہے کہ میں نے عرض کی اے ابوعبداللہ میں آپ کو ذکر الٰہی یاد دلاتا ہوں کیونکہ اس نے آپ کو ایک امر عظیم کے لیے بلایا ہے اور میں گمان نہیں رکھتا کہ آپ بچ کر جا سکیں تو حضرت جعفرؑ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ پھر آپ ابوجعفر کے دربار میں تشریف لے گئے اور سلام کیا لیکن اس (خبیث) نے سلام کا جواب نہ دیا اور کہنے لگا اے دشمنِ خدا (معاذ اللہ) تجھے اہلِ عراق نے اپنا امام بنا لیا ہے اور تیرے پاس وہ اپنے مال کی زکوٰۃ لے آتے ہیں اور تم الحاد کرتے ہو میری سلطنت میں حیلے اور بہانے بناتا چاہتے ہو خدا مجھے قتل کر دے اگر میں نے تمھیں قتل نہ کیا۔ آپ نے فرمایا اے امیر وقت حضرت سلیمانؑ کو بادشاہی دی گئی تو انھوں نے شکر ادا کیا اور حضرت ایوبؑ کو مصائب میں مبتلا کیا گیا تو انھوں نے صبر کیا اور یوسفؑ پر ظلم کیا گیا تو انھوں نے بخشش دیا اور تو بھی اسی صنف (جیسے بادشاہی ملی ہے) میں سے ہے تو ابوجعفر کچھ دیر کو سر نیچے کیے رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہنے لگا میری طرف آئیے، میری طرف آئیے اے ابا عبداللہ آپ بالکل بری الذمہ سلیم الفطرت اور دھوکا نہ دینے والے ہیں۔ آپ کو خدا صلہ رحمی کی جزا دے بلکہ افضل ترین جزا دے۔ جو صاحبانِ رحم میں سے کسی کو دیتا ہے۔ پھر اس نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اونچی جگہ بٹھایا اور آپ کو عطر سے اتنا معطر کیا کہ آپ کی داڑھی سے قطرات گرنے لگے۔ پھر آپ کو اپنے فرش پر اپنے ساتھ بٹھایا اور قریب کیا پھر کہا خدا کی حفظ و امان میں تشریف لے جائیے۔ اے ربیع ابا عبداللہ کو ان کا انعام اور خلعت پہنچا دو۔

Marfat.com

ربیع کہتا ہے کہ میں حضرت جعفرؑ سے جا کر ملا۔ اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کے آنے سے پہلے عجیب حالت دیکھی۔ اور آپ کے آنے کے بعد تو زیادہ عجیب بات تھی۔ مجھے بتائیے کہ آپ نے اس کے ہاں جانے کے وقت کونسی دعا پڑھی تھی۔ آپ نے فرمایا میں نے وہ دعائیں پڑھی تھیں جن کی تعلیم مجھے میرے والد نے میرے دادا سے اور انھوں نے اپنے باپ سے دی۔ میں نے عرض کی وہ کونسی دعا ہے تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے:

اللھم احرسنی بعینک التی لاتنام وکنفنی بکنفک الذی لایرام اویضام واغفرلی بقدرتک علی ولا اھلک وانت رجائی اللھم انک اکبر واجل ممن اخاف واحذر اللھم بک ادفع فی نحورھم واستعیذ بک من شرورھم۔

اور ہمیں عبدالوہاب بن علی خوخی نے خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) ابن وہب کہتا ہے کہ میں نے لیث بن سعد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ۱۱۳ھ میں حج کیا۔ پس جب میں نے مسجد میں نماز عصر پڑھی تو کوہ ابوقبیس پر چڑھ گیا، اچانک وہاں ایک شخص کو بیٹھے پایا جو دعا مانگ رہا تھا یا رب اے پالنے والے، اے پالنے والے (یہ الفاظ اس نے کئی بار دہرائے) یہاں تک کہ اسکی سانس ختم ہو گئی پھر کہا یا رحیم یہاں تک کہ سانس ختم ہوئی پھر کہا یا ارحم الراحمین یہاں تک کہ سانس ختم ہوئی پھر کہا اے میرے معبود میں انگور چاہتا ہوں پس مجھے وہ کھلا۔ خدایا میرا لباس پرانا ہو گیا ہے مجھے نیا لباس پہنا۔ لیث کہتا ہے کہ اس کی دعا ابھی تمام نہیں ہوئی تھی کہ میں نے انگوروں کی ایک ٹوکری دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور نہ تھے اور اچانک دو چادریں رکھی ہوئی دکھائی دیں کہ ایسی چادریں میں نے دنیا میں نہیں دیکھی تھیں۔ پس اس نے کھانا چاہا تو میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہوں

تو اس نے کہا کس طرح؟ میں نے جواب دیا جب آپ دعا کر رہے تھے تو میں آمین کہتا تھا۔ تو اس نے کہا آگے ہو جا اور کہا پس میں آگے بڑھا اور انگور کھانے لگا۔ میں نے ان سے بہتر انگور کبھی نہیں کھائے تھے۔ ان میں بیج نہیں تھا، ہم نے اتنے کھائے کہ سیر ہو گئے۔ لیکن اس ٹوکری میں کسی قسم کا تغیر و تبدل پیدا نہیں ہوا۔ پس فرمایا ان میں سے ذخیرہ نہ کرنا اور چھپانا نہیں۔ پھر ایک چادر خود اٹھائی اور دوسری مجھے دی تو میں نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ پس اس نے ایک بطور تہ بند باندھی اور دوسری کی ردا بنالی۔ پھر وہ چادریں جو اس نے پہلے پہنی ہوئی تھیں اٹھیں لیکر کوہ ابو قبیس سے اترا پس مقام سعی میں ایک شخص اسے ملا اور وہ کہنے لگا اے فرزند رسولؐ مجھے لباس پہنائیے خدا آپ کو لباس پہنائے کیونکہ میں بے لباس ہوں، وہ چادریں اسے دے دیں تو میں نے اس سائل سے سوال کیا کہ جس بزرگ نے چادریں دی تھیں یہ کون صاحب ہیں۔ اس نے کہا یہ جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالبؑ ہیں۔ لیث کہتا ہے پھر میں نے انھیں تلاش کیا تاکہ ان سے کوئی حدیث سنوں لیکن یہ میرے نصیب میں نہ تھا۔

آپ کے مکارم اخلاق میں سے ایک وہ چیز ہے جس کا ذکر زمخشری نے ربیع الابرار میں سقرانی غلام رسول اللہؐ سے کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ منصور کی خلافت کے زمانہ میں بادشاہ کی طرف سے انعام و اکرام دیا جا رہا تھا۔ میری سفارش کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ میں دربار کے دروازہ پر متحیر کھڑا تھا کہ اچانک جعفر بن محمد تشریف لائے۔ میں نے اپنی حاجت کا تذکرہ آپ سے کیا۔ پس آپ دربار میں گئے جب باہر نکلے تو میرا عطیہ آپ کے ہاتھ میں تھا پس وہ مجھے عنایت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ نیکی ہر شخص سے اچھی ہے لیکن تجھ سے اس کا ہونا زیادہ اچھا ہے بہ سبب اس منزلت کے جو تجھے ہم سے حاصل ہے اور برائی ہر شخص سے بری ہے لیکن تجھ سے ہونا زیادہ برا ہے اس نسبت کی وجہ سے جو تجھے ہم سے حاصل ہے اور یہ بات حضرت جعفر صادقؑ نے اسے اس لیے فرمائی تھی کیونکہ وہ شراب پیتا تھا

Marfat.com

تو یہ آپ کے اخلاق کا کرشمہ تھا کہ آپ اس سے کھلے دل سے ملے اس کی حاجت برآری کی۔ اس کی حالت کو جاننے کے باوجود اور اسے وعظ و نصیحت کنایہ کے طور پر کیا اور یہ اخلاقِ انبیاء میں سے ہے۔

اور ثوری نے گزشتہ سند سے کہا ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمدؑ سے عرض کی۔ اے فرزند رسولؐ آپ نے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ فرمایا اے سفیان زمانہ خراب اور دوست متنفر ہو گئے ہیں پس میں نے سمجھا ہے کہ علیحدگی کی زندگی ہی میں سکون ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

ذهب الوفا ذهاب امس الذهاب　　فالناس بين مخاتل وحوارب

يغشون بينهم المودة والصفا　　وقلوبهم محشوة بعقارب

(وفا گزرے ہوئے کل کی طرح ختم ہو گئی ہے پس لوگ دھوکہ باز اور اپنی حاجت برآری والے رہ گئے ہیں جو آپس میں محبت اور خلوص کا مظاہرہ کرتے ہیں حالانکہ ان کے دل بچھوؤں سے پُر ہیں)

واقدی کہتا ہے کہ حضرت جعفرؑ اہل مدینہ کے پانچویں طبقہ کے تابعین میں سے ہیں۔

وفات

واقدی نے کہا ہے کہ آپ نے ابو جعفر منصور کی خلافت کے زمانہ میں ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔ اور بقیع میں اپنے باپ اور دادا کے پاس دفن ہوئے۔ ان کی قبروں پر رخامہ قسم کا پتھر ہے جس پر لکھا ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ عبید الاحم ومحی الرمم (ابتدا کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ حمد ہے اس خدا کیلئے جو امتوں کو ہلاک اور بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنیوالا ہے۔ یہ قبر ہے فاطمہؑ بنت رسول اللہ کی جو عالمین کی

Marfat.com

عورتوں کی سردار ہیں اور قبر ہے علی بن الحسینؑ محمد بن علیؑ اور جعفر بن محمدؑ علیہم السلام کی۔ آپ کے سن مبارک میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ ۶۵ سال ہے اور دوسرا ۵۵ سال ہے اور واقدی کہتا ہے ۵۷ سال ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔ (منصور دوانقی نے عامل مدینہ کے ذریعے آپ کو زہر دلوایا آپ ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو شہید ہوئے)

اولاد

۱: موسیٰ کاظم۔ انھیں سے نسل چلی ہے۔ ۲: محمدؐ۔ انھیں ان کے حسن و جمال کی بنا پر دیباج کہا جاتا تھا۔ ۳: اسحٰق۔ یہ دیباج کے پدری مادری بھائی ہیں۔ ۴: علی۔ انھوں نے مکہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہ زمانہ ۲۰۳ھ خلافت مامون کا زمانہ تھا۔ پھر مامون کو ان پر فتح حاصل ہوئی اور انھیں معاف کر دیا۔ اور خراسان کی طرف بلا لیا۔ پس وہیں رہے یہاں تک کہ ۲۰۳ھ میں ان کی وہیں وفات ہوئی۔ بعض ۲۰۴ھ میں کہتے ہیں۔

واقدی نے کہا ہے کہ علی کی بیعت اہل حجاز و تہامہ نے کر لی تھی۔ اور ان کا معاملہ سخت ہو گیا تھا۔ پس اسی سال معتصم نے حج کیا اور انھیں گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا۔ اس نے ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ یہ علی عبادت گزار تھے۔ ہمیشہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور کبھی کوئی لباس ایسا نہ ہوتا جو واپسی آپ کے بدن پر رہتا۔ (یعنی جو مانگتا تھا اسے دے دیتے تھے۔)

ہشام کہتا ہے کہ جب علی کا جنازہ نکلا تو اس وقت مامون سوار تھا جب جنازہ دیکھا تو پیادہ پا ہو گیا اور ان کے جنازہ کو کندھا دیا۔

حضرت جعفرؑ کی اولاد میں پانچویں اسمٰعیل ہیں کہ جن کی طرف اسمٰعیلیہ منسوب ہیں۔ وہ لنگڑے تھے۔ یہ اسمٰعیلیوں کے جدِ اعلیٰ ہیں کہ جن تک پہنچ کر ان کا نسب منتہی ہوتا ہے۔

۶: علی۔ ۷: عبداللہ۔ ۸: اسحاق اور ۹: ام فروہ۔

Marfat.com

محمد بن سعد نے طبقات میں آپ کی اولاد کی ترتیب اس سے مختلف نقل کی ہے:
۱: اسمٰعیل اعرج ۲: عبداللہ ۳: ام فروہ ان سب کی والدہ دختر حسین اثرم بن حسن بن علی ابن ابی طالبؑ تھیں۔ ۴: حضرت موسیٰ جنھیں ہارون نے بغداد میں اپنے غلام سندی کے پاس قید کر رکھا تھا، آپ نے اس کی قید میں ہی وفات پائی۔ ۵: اسحٰق۔ ۶: علی۔ ۷: محمد۔ ۸: فاطمہ۔ ان فاطمہ سے محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے شادی کی تھی اور فاطمہ کی والدہ کنیز تھی۔ ۹: یحییٰ۔ ۱۰: عباس۔ ۱۱: فاطمہ صغرا۔ یہ مختلف کنیزوں سے تھیں۔ نسل موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چلی ہے۔

Marfat.com

حضرت موسیٰ بن جعفرؑ

وہ حضرت موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں آپ کے القاب کاظم، مامون، طیب اور سید ہیں اور کنیت ابوالحسن ہے، آپ کی عبادت اور اس میں مشقت اور رات بھر کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی وجہ سے عبدِ صالح کہا جاتا ہے۔ آپ کی والدہ اندلس کی تھیں اور بعض کہتے ہیں بربر کی رہنے والی تھیں۔ ان کا نام حمیدہ تھا۔

آپ سخی اور حلیم الطبع تھے۔ آپ کو کاظم اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب کسی کی طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ اس کے پاس مال بھیجتے تھے۔ مدینہ میں ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے اور بعض ۱۲۹ھ کہتے ہیں آپ اہل مدینہ کے ساتویں طبقہ کے تابعین میں سے ہیں۔ (صحیح تاریخ ولادت، صفر ۱۲۸ھ ہے)

ہمیں ابو محمد رزاز نے خبر دی ہے (حذف اسناد کے ساتھ) شقیق بلخی نے کہا ہے کہ میں ۱۴۹ھ میں حج کے لیے گیا۔ میں جب مقام قادسیہ میں اترا تو اچانک مجھے ایک حسین چہرہ نظر آیا جو بہت گندم گوں تھا اس کے اوپر اونی کپڑے تھے۔ ایک چادر اس نے اوڑھی ہوئی تھی، پاؤں میں نعلین تھی۔ وہ لوگوں سے الگ تھلگ بیٹھا تھا۔ میں نے دل میں کہا یہ نوجوان صوفی بننا چاہتا ہے کہ لوگوں کے لیے بار بنا رہے۔ خدا کی قسم میں آپ کے پاس جاؤں گا اور اسے سرزنش کروں گا۔ پس میں اس کے قریب گیا۔ جب مجھے آتے دیکھا تو کہا اے شقیق بہت سے گمانوں سے اجتناب کرو۔ پس میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو خدا کا کوئی نیک بندہ ہے جس نے میرے دل کا راز بتا دیا ہے۔ میں اس کے پاس

Marfat.com

جاؤں گا اور کہوں گا کہ مجھے معاف کر دے۔ لیکن وہ میری آنکھوں سے غائب ہو گیا
پس جب ہم مقام واقصہ پر پہنچے تو وہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور اس کے اعضاء
جوارح (خوفِ خدا سے) مضطرب تھے۔ اور اس کے آنسو بہہ رہے تھے۔ میں نے سو
کہ میں اس کے پاس جاؤں گا اور اس سے معذرت طلب کروں گا۔ میں نے اپنی نماز کو مختص
کیا اور سوچا اے شقیق! انی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اهتدیٰ
تحقیق میں بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے پھر
طلب ہدایت کرے۔ میں نے کہا یہ شخص تو ابدال میں سے ہے۔ اس نے میرے دل کی بات
دو دفعہ بتائی ہے۔ پس جب ہم مقام زبال پر اترے تو وہ کنوئیں کے اوپر کھڑا تھا اور اس
کے ہاتھ میں ایک ڈولچی تھی جس کے ذریعے وہ پانی لینا چاہتا تھا۔ وہ ڈولچی کنوئیں میں گر
پڑی۔ اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا تو میرا پالنے والا ہے جب میں پیاسا
ہوتا ہوں، تو میری قوت ہے جب مجھے کھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ اے میرے مالک
میرے پاس اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔

شقیق کہتا ہے خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ کنوئیں کا پانی بلند ہو رہا ہے پس اس نے
اپنا ڈول اٹھایا اسے پُر کیا اور وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی۔ پھر وہ وہاں کے ریت
کے ایک ٹیلہ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے ریت اٹھا کر اس ڈول میں ڈالنے لگا اور
اسے پینے لگا تو میں نے کہا خداوند عالم نے جو کچھ آپ پر رزق اور انعام کیا ہے اس
کے پس خوردہ میں سے مجھے بھی عنایت کیجئے۔ پس آپ نے فرمایا اے شقیق خدا کی ظاہر
اور باطن نعمتیں ہم پر ہر وقت جاری رہتی ہیں پس اپنے پالنے والے کے متعلق اچھا گمان
کیا کرو۔ پھر وہ ڈول مجھے دیا، میں نے اس میں سے پیا تو اس میں ستو اور شکر تھی خدا کی قسم
جس سے زیادہ لذیذ اور خوشبودار میں نے کبھی نہیں پیا تھا۔ پس میں خوب سیراب ہو گیا
حتیٰ کہ مجھے کھانے پینے کی خواہش نہ تھی۔ پھر اس شخص کو میں نے نہ دیکھا یہاں تک کہ مکہ

میں داخل ہوا۔ پس ایک رات میں نے آدھی رات کے وقت قبہ سراب کے پاس خضوع و خشوع کے اور گریہ و بکا کے ساتھ اسے نماز پڑھتے دیکھا۔ وہ رات کے ختم ہونے تک اسی حالت میں رہا۔ جب صبح طلوع ہوئی تو اپنے مصلے پر بیٹھ کر تسبیح پڑھنے لگا۔ پھر نماز صبح کے لیے کھڑا ہوا اور خانہ کعبہ کے سات چکر لگائے۔ وہ باہر نکلا تو میں بھی اس کے پیچھے چلا۔ تو اچانک اس کے خادم و غلام موجود تھے۔ اب وہ ایک دوسرے ہی عالم میں تھا۔ لوگوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال لیا اور اس پر سلام کرنے لگے اور تبرک لینے لگے۔ میں نے ان میں سے بعض سے پوچھا کہ یہ کون ہے تو اس نے کہا یہ موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ ابن ابیطالبؑ ہیں۔ تو میں نے کہا یہی تو مجھے تعجب تھا کہ ایسے معجزات و کرامات ایسے سید کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں ہو سکتے۔

مؤرخین نے کہا ہے کہ آپ کا قیام مدینہ میں تھا اور ربیع بھی وہیں ہوتے تھے۔ آپ کو محمد مہدی (خلیفہ عباسی) بغداد لے گیا اور وہاں قید رکھا پھر مدینہ واپس بھیج دیا یہ سبب اس خواب کے جو اس نے دیکھا تھا۔

وہ خواب خطیب نے تاریخ بغداد میں مفضل بن ربیع سے اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے۔ ربیع کہ جب مہدی خلیفہ نے حضرت موسیٰ بن جعفر کو قید کیا تو عالم خواب میں حضرت علیؑ کو دیکھا۔ آپ نے اس سے فرمایا اے محمد فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم (الآیہ) یعنی کیا یہ قریب ہے کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو زمین میں فساد کرو گے اور اپنے ارحام سے قطع رحمی کرو گے۔ ربیع کہتا ہے کہ رات کے وقت ہی مہدی نے کسی کو میری طرف بھیجا۔ میں گھبرا گیا۔ میں اس کے پاس آیا تو وہ مندرجہ بالا آیت کو پڑھ رہا تھا۔ مہدی کا لحن بہت اچھا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ موسیٰ بن جعفر کو میرے پاس لے آؤ میں آپ کو لے آیا تو مہدی نے آپ سے معانقہ کیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور کہا میں نے امیر المومنینؑ کو ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ وہ یہ آیت

پڑھ رہے تھے تو کیا آپ مجھ سے قسم کھا کر وعدہ کرتے ہیں کہ آپ مجھ پر اور میری اولاد میں سے کسی ایک پر میرے بعد حرف زد نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ اور نہ میری ایسی عادت ہے تو مہدی نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر کہنے لگا ربیع انھیں تین ہزار دینار دو اور انھیں گھر پہنچا دو۔

ربیع کہتا ہے کہ میں نے آپ کو گھر بھیجنے کا سارا انتظام راتوں رات مکمل کر لیا اور علی الصبح ہی انھیں روانہ کر دیا۔

مدائنی کہتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ مدینہ میں رہے یہاں تک کہ مہدی اور ہادی کی وفات ہوئی اور ہارون رشید حج کے لیے آیا پس موسیٰ بن جعفر کے ساتھ قبر رسالت مآب کے ہارون ملا۔ ہارون نے نبی علیہ السلام کو خطاب کر کے گرد و پیش کے لوگوں پر فخر کرتے ہوئے کہا السلام علیک یا ابن العم اے چچا کے بیٹے آپ پر میرا سلام ہو۔ تو موسیٰ بن جعفرؑ قبر کے قریب تشریف لائے اور کہا السلام علیک یا ابتہ اے بابا آپ پر میرا سلام ہو۔ اس پر ہارون کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر کہنے لگا خدا کی قسم اے ابو الحسن واقعاً یہ فخر اور حقیقی شرف آپ ہی کے لیے ہے۔ پھر آپ کو اپنے ساتھ بغداد لے گیا اور وہاں آپ کو ۱۷۷ھ میں قید کر دیا۔ آپ اس قید میں ۱۸۸ھ تک رہے اور ماہ رجب میں بحالت قید وہیں وفات پائی۔

زمخشری نے ربیع الابرار میں ذکر کیا ہے کہ ہارون حضرت موسیٰؑ سے کہا کرتا تھا کہ فدک لے لیجیے لیکن آپ لینے سے انکار کرتے پس جب ہارون نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اس کے پورے حدود کے بغیر نہیں لوں گا۔ ہارون نے پوچھا اس کی حدود کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی پہلی حد عدن ہے تو ہارون کا چہرہ بگڑ گیا۔ کہنے لگا دوسری حد فرمایا دوسری حد سمرقند ہے تو اس کا چہرہ اور متغیر ہوا کہنے لگا تیسری حد۔ فرمایا افریقہ تو ہارون کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور کہا اور چوتھی؟ تو فرمایا سیف البحر جو خزر اور آرمینیہ کے

Marfat.com

کے قریب ہے تو ہارون نے کہا پھر ہمارے لیے تو کچھ بھی باقی نہ رہا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ میری جگہ لینا چاہتے ہیں تو جناب موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ میں نے تو تجھے بتا دیا تھا کہ اگر میں فدک کی حد بندی بیان کروں تو تو واپس نہیں کرے گا پس اس وقت سے ہارون نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا اور آپ کو ٹھکانے لگانے کی ٹھان لی۔

خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے موسیٰ بن جعفرؑ نے قید خانہ سے ہارون کو پیغام بھیجا کہ میری تکلیف کا کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ میری راحت و آرام کا ایک دن گزر جاتا ہے یہاں تک کہ ہم سب ایسے دن کی طرف پہنچیں گے کہ جس کے لیے ختم ہونا نہیں۔ جس میں باطل پرست گھاٹے میں ہوں گے۔

مؤرخین نے آپ کے سنِ مبارک کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک قول ۵۵ سال ہے دوسرا ۵۴، تیسرا ۵۷، چوتھا ۵۸ اور پانچواں ۶۰ سال ہے۔ آپ قبرستانِ قریش میں دفن ہوئے۔ آپ کی قبر مطہر ظاہر و باہر ہے وہاں زیارت کی جاتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ ۱۸۳ھ میں فوت ہوئے۔ (آپ کی ولادت ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۸ھ اور تاریخ وفات ۱۷ صفر ۲۰۳ھ ہے۔)

اولاد

مؤرخین نے کہا ہے کہ آپ کے بیس فرزند اور بیس ہی بیٹیاں ہیں:

۱: علیؑ جو امام تھے۔ ۲: زید انھوں نے مامون کے خلاف خروج کیا تھا۔ مامون کو زید پر فتح ہوئی تو زید کو ان کے بھائی موسیٰ رضاؑ کے پاس بھیجا پس آپ نے زید کو سرزنش کی۔ ۳: ابراہیم۔ ۴: عقیل۔ ۵: ہارون۔ ۶: حسن۔ ۷: عبداللہ۔ ۸: عبیداللہ ۹: اسمٰعیل۔ ۱۰: عمر۔ ۱۱: احمد۔ ۱۲: جعفر۔ ۱۳: یحییٰ۔ ۱۴: اسحٰق۔ ۱۵: عباس۔ ۱۶: حمزہ۔ ۱۷: عبدالرحمٰن۔ ۱۸: قاسم۔ ۱۹: جعفر اصغر۔ ۲۰: بعض کے نزدیک محمدؐ بھی ہے ۲۱: خدیجہ۔ ۲۲: ام فروہ۔ ۲۳: اسماء۔ ۲۴: علیہ۔ ۲۵: فاطمہ کبریٰ۔ ۲۶: فاطمہ

Marfat.com

صغریٰ ۔ ۲۷ : فاطمہ وسطی ۔ ۲۸ : آپ کی چار بیٹیوں کے نام فاطمہ تھے ۔ ۲۹ : ام کلثوم ۳۰ : آمنہ ۔ ۳۱ : زینب ۔ ۳۲ : ام عبداللہ ۔ ۳۳ : زینب صغریٰ ۔ ۳۴ : ام القاسم ۔ ۳۵ حکیمہ ۔ ۳۶ : اسماء صغریٰ ۔ ۳۷ : محمودہ ۔ ۳۸ : امامہ ۔ ۳۹ : میمونہ ۔ مختلف ماؤں سے

(جناب امام موسیٰ کاظمؑ کی صحیح ترین تاریخ ولادت ، صفر ۱۲۸ھ ہے ۔ ہارون رشید آپ کے وجود کو برداشت نہ کر سکا اور بغداد میں قید کر دیا ۔ کچھ دنوں کے بعد سندی ابن شاہک کے ذریعہ آپ کو زہر دے دیا یہاں تک کہ قید خانہ ہی میں وفات ہوئی ۔ آپؑ کی وفات کے بعد آپؑ کی ہتکڑی اور بیڑی کٹوائی گئی ۔ آپؑ کی تاریخ شہادت ۲۵ ۔ رجب ۱۸۳ھ ہے)

Marfat.com

امام علی بن موسیٰؑ

وہ ابوالحسنؑ علیؑ بن موسیٰؑ ابن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں ان کا لقب ولی، وفی ہے۔ آپ کی والدہ کنیز تھیں جن کا لقب خیزراں ہے۔

واقدی کہتا ہے کہ آپ ثقہ تھے۔ بیس سال سے کچھ عمر زیادہ تھی کہ مسجد رسول میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ وہ اہل مدینہ کے آٹھویں طبقہ کے تابعین میں سے ہیں۔

عبداللہ بن احمد نے کتاب انساب القرشیین میں ذکر کیا ہے کہ وہ نسخہ مسند جسے علی بن موسیٰ رضاؑ روایت کرتے ہیں اپنے باپ موسیٰؑ سے وہ اپنے باپ جعفرؑ سے وہ اپنے باپ محمدؑ سے وہ اپنے باپ علیؑ سے وہ اپنے باپ حسینؑ سے وہ اپنے باپ علیؑ سے وہ نبیؐ سے روایت کرتے ہیں۔ اگر کسی مجنون پر پڑھ دیا جائے تو وہ صحیح وسالم ہو جائے

واقدی نے کہا ہے جب ۲۰۳ھ میں مامون نے کسی کو آپ کے پاس بھیج کر آپ کو مدینہ سے خراسان بلایا تاکہ اپنے بعد کے لیے آپ کو ولی مقرر کرے اور آپ کو لے جانے والا فرتاس خادم اور ابن ابی ضحاک تھا۔ پس جب آپ نیشاپور پہنچے تو آپ کے استقبال کے لیے نیشاپور کے علماء باہر آئے۔ مثلاً یحییٰ ابن یحییٰ۔ اسحٰق بن راہویہ۔ محمد بن رافع۔ احمد بن حرب وغیرہ۔ تاکہ آپ سے حدیث سنیں اور روایت لیں اور تبرک حاصل کریں۔ پس آپ نے نیشاپور میں ایک مدت قیام فرمایا۔ مامون اس وقت مقام مرو میں تھا۔ پھر مامون نے آپ کو بلوایا اور اپنی وفات کے بعد کیلئے ولی عہد مقرر کیا۔ اور رضائے آل محمد آپ کا نام رکھا اور درہم ودنانیر پر آپ کا نام نقش کیا، اطراف

۱: اسم گرامی ترجمہ ہے۔ امام الیقین کے نام سے معروف تھیں۔ (اعلام الوریٰ)

مملکت میں آپ کی بیعت کے لیے لکھا اور سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس پہنا۔ اور اپنی بیٹی ام حبیب کی شادی مامون نے آپ سے کی، نیز آپ کے بیٹے محمد بن علی سے اپنی بیٹی ام الفضل کی شادی کی، خود مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی بوران سے شادی کی۔

اُس عہد نامہ کی نقل جسے مامون نے آپ کیلئے اپنے دست خاص اور انشا سے لکھا

وہ عہد نامہ بہت طویل ہے جسے عام مؤرخین نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے (مولف) میں نے اسے مختصر کر کے لکھا ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ خط ہے جسے عبداللہ بن ہارون "امیر المومنین" نے ابوالحسن علی بن موسیٰ (رضائے آل محمد اپنے بعد اپنے ولی) عوام کے لیے لکھا ہے۔

اما بعد پس بیشک اللہ تعالیٰ نے اسلام کو دین کے طور پر چن لیا اور اس کے لئے اپنے بندوں میں سے کچھ رسولوں کے انتخاب کیا جو اس کی رہبری کرتے اور ان کا اول، آخر کی بشارت دیتا تھا اور بعد میں آنے والا گزرے ہوئے کی تصدیق کرتا تھا یہاں تک کہ سلسلۂ نبوت رسولوں کے فترت کے اور علم کے مٹ جانے اور وحی کے منقطع ہو جانے اور حجت خدا کے نہ ہونے اور قیامت کے قریب کے زمانہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا۔ پس خداوند عالم نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کیا اور آپ کو امتوں کے خلاف رسولوں کا شاہد اور گواہ بنایا۔ اور آپ پر ایسی کتاب نازل کی جو عزت والی اور بزرگ ہے۔ کہ جس کے پاس باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے، جو ایک باحکمت اور لائق حمد ذات کی بھیجی ہوئی حلال و حرام واردات و احکام میں اتری ہے جسمیں جنت کا وعدہ جہنم کی دھمکی، خوف تہدید اور زجر و حذر کیا گیا ہے اور بہت زیادہ ڈرایا ہے تاکہ اس کی حجت بالغہ اس کی مخلوق میں سے صحیح و سالم اور مریض پر قائم ہو جائے تاکہ جو ہلاک ہو تو دلیل کے ساتھ اور جو بچ جائے وہ بھی دلیل کی بنا پر اور بیشک خدا سننے والا اور

Marfat.com

اور جاننے والا ہے۔ پس آپ نے اللہ کے پیغامات پہنچائے اور اس کے نجات کے راستے کی طرف اس طریقے سے بلایا جیسے اسے حکم تھا حکمت و موعظہ حسنہ اور مجادلہ احسن کے ساتھ پھر جہاد و سختی کے ساتھ بلایا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کی اور آپ کے لیے وہ چیز پسند کی جو اللہ کے پاس ہے تو دین کا قیام و برقراری خلافت کے ساتھ کر دی جب کہ آپ کے ساتھ رسالت کو ختم کر دیا پس اس کے بندوں کے امور کا نظام اتمام اعزاز اور قیام امر الٰہی اس میں اطاعت کے ساتھ ہے کہ جس کے ذریعہ فرائض خدا، حدود الٰہی شرائع اسلام اور سنن دین قائم کیے جاتے ہیں۔ اور خلافت کے ذریعے ہی دشمنان دین سے جہاد کیا جاتا ہے اور خدا نے ہی اس کیلئے کچھ خلفاء قرار دیئے (طویل عبارت کے بعد ہے) اور جب سے خلافت میرے سپرد ہوئی ہے میں ہمیشہ اس فکر میں رہا کہ اس کا معاملہ کس کے سپرد کر کے جاؤں اور کوشش میں تھا کہ اس کا ولی عہد کسے بناؤں پس میں نے اس کا اہل کسی کو نہ پایا سوائے ابوالحسن علی بن موسیٰ رضاؑ کے جب کہ میں نے ان کا فضل فائق اور علم نافع اور ان کے ظاہر و باطن کی پرہیزگاری اور دنیا اور اہل دنیا سے دوری اور آخرت کی طرف میلان اور ان کا آخرت کو دنیا پر ترجیح دینا دیکھا اور یہ بات میرے نزدیک پایۂ تحقیق کو پہنچ چکی ہے اور مجھے یقین کامل ہو چکا ہے کہ جس پر تمام اخیار اور زبانوں کا اتحاد ہے پس میں نے ان کے لیے عہد نامہ کا عقد منعقد کر دیا ہے خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے اللہ کے اختیار کے ساتھ۔ اس معاملہ میں مسلمانوں کی بھلائی دیکھتے ہوئے شعائر دین کو قائم رکھنے کو چاہتے ہوئے اور جس دن لوگ عالمین کو پالنے والے خدا کے سامنے کھڑے ہونگے اس دن سے نجات حاصل کرنے کے لیے۔

اور یہ عبداللہ نے اپنے خدا کے ساتھ لکھا جب کہ نو دن ماہ رمضان کے باقی رہتے تھے ۲۰۱ھ میں اور میرے گھر والوں، خواص، میری اولاد، میرے عزیز و اقارب، میرے لشکر اور غلاموں نے بیعت کر لی ہے اللھم صل علیٰ محمد و آلہ۔ والسلام!

Marfat.com

حضرت علی رضاؑ نے اس کے پیچھے تحریر فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمدؐ و آلہ الطاہرین۔ میں کہتا ہوں، میں علی بن موسیٰ بن جعفر ہوں۔ کہ "امیر المومنین" نے خدا اس کی درستی میں اعانت کرے اور اسے ہدایت کی توفیق دے ہمارے اس حق کو پہچانا کہ جس سے اس کا غیر جاہل تھا اور اس نے ان ارحام کو ملا دیا جنھیں منقطع کر دیا گیا تھا اور ان نفوس کو مامون قرار دیا کہ جنھیں ڈرایا گیا تھا بلکہ انھیں تلف ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا ہے۔ اللہ کی رضا کو چاہتے ہوئے نہ کسی دوسرے کی اور عنقریب خدا شکر گزاروں کو جزا دیگا۔ وہ نیکی کرنے والوں کی اُجرت کو ضائع نہیں کریگا اس نے اپنا عہد اور امرِ حکومت اپنے بعد میرے لیے قرار دیا۔ الخ

پھر یہ عہد نامہ اطرافِ مملکت میں کعبہ کے پاس اور قبرِ رسول و منبرِ رسول کے پاس پڑھا گیا اور اس پر مامون کے خواص اور بزرگ علماء کی گواہیاں ثبت کی گئیں۔ پس منجملہ ان گواہیوں کے فضل بن سہل کی گواہی بھی تھی۔ اس نے اپنے قلم سے لکھا تھا۔ میں امیرِ ملک عبداللہ مامون اور ابوالحسن علی بن موسیٰ بن جعفر پر گواہی دیتا ہوں اس چیز کے ساتھ کہ جس کی وجہ سے ان دونوں نے مسلمانوں کے لیے اپنے اوپر رحمت قائم کر لی ہے اور جاہلوں کے شبہہ کو دور کر دیا ہے۔ عبداللہ بن طاہر نے بھی یہی گواہی لکھی۔ یحییٰ بن اکثم قاضی نے حماد بن ابوبکر صوفی وزیر مغربی، بشر بن معتمر اور خلق کثر نے بھی گواہیاں ثبت کیں۔

مؤرخین نے کہا ہے کہ جب مامون نے یہ عہد نامہ لکھا تو بنی عباس بغداد میں اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اسے خلافت سے (اپنے زعم میں) اتار دیا اور ابراہیم بن مہدی کو خلیفہ بنا لیا۔ مامون اس وقت مرو میں تھا۔ اور بنی عباس کے پیروکاروں سے دل اس سے متنفر ہو گئے۔ اور جب مامون مرو سے دوبارہ بغداد کو حاصل کرنے کے لیے چلا اور مقام سرخس میں پہنچا تو کچھ لوگوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر دیا۔ اور اُسے قتل کر ڈالا۔ علی بن موسیٰ بیمار ہو گئے۔ جب مامون طوس پہنچا تو حضرت علی بن موسیٰؑ کی وفات ۲۰۳ھ میں طوس میں

Marfat.com

واقع ہوئی۔ بعض نے کہا ہے کہ آپ حمام تشریف لے گئے جب اس سے باہر نکلے تو ایک طبق پیش کیا گیا جس میں زہر آلود انگور رکھے تھے جن میں زہر آلود سوئی داخل کی گئی تھی۔ پس آپ نے وہ کھائے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال تھی بعض کہتے ہیں کہ ۵۴ سال تھی۔ آپ کو ہارون رشید کے قریب دفن کیا گیا

پھر مامون بغداد میں آیا اور اس میں ۲۰۴ھ میں داخل ہوا۔ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے سبز لباس پہنا ہوا تھا۔ اسی طرح ان کے علم بھی سبز تھے۔ مامون بغداد کی طرف حسن بن سہل کو بھیج چکا تھا۔ اس نے ان کو شکست دی۔ ابراہیم بن مہدی روپوش ہو گیا اور مامون مقر رصافہ میں اترا۔

جوبی کہتا ہے کہ بنی عباس زینب دختر سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے پاس جمع ہوئے اور وہ بزرگی اور سرداری میں منصور کے برابر تھی۔ پس ان لوگوں نے اس سے خواہش کی کہ وہ مامون کے پاس جائے اور اس سے مطالبہ کرے کہ وہ سبز لباس کو ترک کر کے سیاہ لباس پھر سے استعمال کرے اور اپنے ارادہ کو بدل دے۔ پس زینب مامون کے پاس گئی تو وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا اسے مرحبا کہا اور اس کی عزت و توقیر بجا لایا۔ وہ کہنے لگی امیر المومنین تحقیق تو اولادِ ابوطالب جو کہ تیرے عزیز ہیں کے ساتھ نیکی کرنے کی زیادہ قدرت رکھے گا جب کہ اقتدار تیرے ہاتھ میں ہو بہ نسبت اس کے کہ امرِ خلافت تیرے غیر یا انہیں کے ہاتھ میں چلا جائے۔ پس لباسِ سبز کو ترک کر دو اور اپنے خاندان کے لباس کی طرف عود کرو اور کسی شخص کو امرِ خلافت میں طمع کی گنجائش نہ دو۔ پس مامون کو اس کے کلام سے تعجب ہوا اور اس سے کہنے لگا اے پھوپھی خدا کی قسم آپ کے کلام سے زیادہ کسی کلام نے میرے دل پر اثر نہیں کیا اور نہ زیادہ اس مقصد کے قریب تھی جو میرا ارادہ تھا اور میں ان کے معاملہ کا فیصلہ تمہاری عقل پر چھوڑتا ہوں۔ وہ کہنے لگی وہ کیا ہے تو مامون نے کہا کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ابوبکر رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ ہوا تو اس نے بنی ہاشم پر سے

Marfat.com

کسی شخص کو کہیں کا حاکم نہیں بنایا۔ کہنے لگی ہاں۔ تو اس نے کہا پھر عمر خلیفہ ہوا تو بھی ایسا ہی ہوا پھر عثمان خلیفہ ہوا تو وہ عبدالشمس کی اولاد کی طرف متوجہ ہوا پس انھیں تمام شہروں کا حاکم بنایا اور بنی ہاشم میں سے ایک کو بھی حکومت نہ دی۔ پھر حضرت علیؑ خلیفہ ہوئے تو وہ بنی ہاشم کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ، عبیداللہ بن عباس کو یمن، معبد کو مکہ اور قثم بن عباس کو بحرین کا حاکم بنایا۔ اور کسی ایسے شخص کو باقی نہ چھوڑا جو عباس کی طرف منسوب نہ ہوتا تھا۔ پس یہ اُن کا احسان ہماری گردنوں پر تھا۔ میں نے اس کا بدلا ان کی اولاد کو دیا۔ جو کچھ میں نے کیا ہے۔ اس پر وہ کہنے لگی اے بیٹا کیا کہنا تیرا لیکن مصلحت تیرے چچازاد بھائیؑ کے لیے ہے جو اولادِ ابوطالبؑ میں سے ہیں اس میں ہے جو میں نے تجھے کہا ہے۔ تو مامون نے کہا وہی ہوگا جو تم چاہتی ہو۔

پس بنی عباس کو اکٹھا کیا اور سیاہ لباس منگوا کر پہنا، سبز لباس کو ترک کیا اور باقی لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ یعنی بغداد میں صرف آٹھ دن سبز لباس پہنا گیا تھا۔ صولی نے ذکر کیا ہے کہ مامون حضرت علیؑ سے محبت کرتا تھا۔ اس نے اطراف مملکت میں لکھ کر بھیجا تھا کہ حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ رسول اللہؐ کے بعد افضل مخلوق ہیں۔ اور یہ کہ معاویہ کا ذکر خیر سے نہ کیا جائے اور جو معاویہ کو اچھائی کے ساتھ یاد کرے اس کا خون و مال مباح ہے۔ صولی کہتا ہے کہ مدح حضرت علیؑ میں مامون کے یہ اشعار ہیں:

الامام علی حب الوصی ابی الحسن — وذالک عندی من عجائب ذی الزمن

خلیفۃ خیر الناس والاول الذی — اعان رسول اللہ فی السر والعلن

(میں ابوالحسن وصیٔ رسول کی محبت میں ملامت کیا جاتا ہوں اور یہ بات میرے نزدیک عجائبات میں سے ہے۔ وہ علیؑ سب لوگوں میں سے بہترین شخص کے خلیفہ و جانشین تھے اور وہی پہلے فرد ہیں جنھوں نے رسول اللہؐ کی پوشیدہ اور بہ ظاہر مدد کی ہے۔)

اور مامون کے اشعار میں سے یہ شعر ہیں:

Marfat.com

لاتقبل توبة من ستائب　　الا بحبّ ابن ابی طالب
اخو رسول اللہ حلف الھدیٰ　　والاخ فوق الخل والصاحب
ان مال ذو النصب لی جانب　　ملت من الشیخ لہ جانب
اکون فی آل نبی الھدیٰ　　خیر سبی من سبی غالب
جہم فرض ذو دی بہ　　کمثل حج لازم واجب

ترجمہ: کسی شخص کی توبہ علی ابن ابیطالبؑ کی محبّت کے بغیر قبول نہیں ہو سکتی۔
وہ رسول اللہؐ کے بھائی اور صاحب ہدایت تھے اور بھائی دوست اور صحابی سے بلند ہوتا ہے
اگر ناصبی کسی طرف مائل ہو تو میں شیعہ کے ساتھ دوسری طرف جھکوں گا۔
میں نبی ہادی کی آل کے ساتھ رہوں گا وہ نبی جو اولادِ غالب میں سے تھا۔
آل نبی کی محبّت فرض و واجب ہے جیسے ہم حج واجب کی طرح ادا کرتے ہیں۔

حضرت علی بن موسیٰ رضا کی مدح میں ابو نواس کہتا ہے:

قیل لی انت اوحد الناس فی　　کل کلام من القال سدیہ
لک فی جوھر الکلام فنون　　یفتح الدر فی یدی مجتنیہ
فعلی ما ترکت مدح ابن موسیٰؑ　　والخصال التی تجمعن فیہ
قلت لا اھتدی لطرح امام　　کان جبریل خادم لابیہ

ترجمہ: مجھ سے کہا گیا کہ تو ہر فنِ الیدیہ کلام میں گفتگو کرنے کے لحاظ سے وحید زمانہ ہے
تیرے لیے جوہرِ کلام میں کئی فن ہیں جن سے چننے والے کے ہاتھ میں موتی بکھر جاتے ہیں
تو نے موسیٰ کے فرزندوں کی مدح اور ان میں جو خصال جمع ہیں ان کا تذکرہ کیوں چھوڑ دیا۔
تو میں نے کہا اس امامؑ کی مدح کی مجھ میں طاقت نہیں کہ جبرئیل جسکے باپ کے خادم تھے۔

اولاد

۱: محمدؑ امام ابوجعفر ثانی ۲: جعفرؑ ۳: ابو محمد حسنؑ ۴: ابراہیم اور ۵: ایک بیٹیؑ۔

Marfat.com

امام محمد جواد

محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علیؑ بن الحسین بن علی ابن ابیطالب ہیں۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض کہتے ہیں ابوجعفر تھی۔ ان کی ولادت ۱۹۵ھ میں اور وفات ۲۲۰ھ میں ہوئی، ان کی عمر ۲۵ سال تھی۔ وہ اپنے علم، تقویٰ اور زہد و سخاوت میں اپنے باپ کی طرح تھے۔ جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ مامون کے پاس تشریف لائے اس نے آپ کی عزت و تکریم کی اور وہ کچھ دیا جو آپ کے والد گرامی کو دیتا تھا۔ اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح بھی آپ کے ساتھ کیا جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔

مؤرخین نے اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ شادی آپ کے والد کی وفات سے پہلے ہوئی تھی یا بعد میں۔ شیعہ امامیہ ایک طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ مامون نے جب آپ کی شادی کی تو محمد جواد کی عمر سات سال اور کچھ مہینے تھی۔ اور یہ کہ خطبۂ نکاح آپ ہی نے پڑھا۔ بنی عباس مامون کے خلاف بھڑکے، انھوں نے قاضی یحییٰ بن اکثم کو رشوت دی۔ تاکہ وہ کچھ مسائل بنا کر پیش کرے۔ جن میں محمد جواد کی غلطی معلوم ہو اور ان کا امتحان کیا جائے۔ اور یہ کہ محمد جواد نے سب مسائل کا جواب شافی دیا۔ یہ حدیث طویل ہے جسے مفید نے کتاب ارشاد میں ذکر کیا ہے۔ آپ کا لقب مرتضیٰ اور قانع تھا۔ آپکی وفات ۵ ذی الحجہ کو بغداد میں ہوئی اور اپنے جد بزرگوار موسیٰ بن جعفر کے پہلو میں قبرستان قریش میں دفن ہوئے۔ آپکی قبر معلوم ہے جسکی زیارت کی جاتی ہے، آپکی والدہ سکینہ تھیں۔ کئی اولادیں تھیں جن میں مشہور امام علیؑ (نقی) ہیں۔

آپ کی تاریخ ولادت ۱۰ رجب ۱۹۵ھ اور تاریخ شہادت ۲۹ ذیقعدہ ۲۲۰ھ ہے آپکو معتصم عباسی نے زہر

Marfat.com

حضرت ہادی (علی نقیؑ)

جناب علی بن محمدؐ بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمدؐ بن علی بن الحسین بن علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ اور ان کی کنیت ابوالحسن عسکری ہے آپ عسکری کے لقب سے اس لیے مشہور ہیں کیونکہ جعفر متوکل نے آپ کو مدینہ سے بغداد اور وہاں سے سامرہ کی طرف بھیجا۔ آپ وہاں بیس سال اور کئی مہینے رہے۔ آپ کے القاب متوکل اور نقی ہیں آپکی والدہ کا نام سمانہ مغربیہ ہے۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ متوکل نے آپ کو مدینہ سے بغداد اس لیے بلایا تھا کہ متوکل حضرت علیؑ اور ان کی اولاد سے بہت بغض رکھتا تھا۔ اسے خبر ملی کہ مدینہ میں امام علی نقیؑ کا مقام بہت اونچا ہے اور یہ کہ لوگ آپ کی طرف بکثرت مائل ہیں جس سے اسے ایک خوف لاحق ہوا۔ اس نے یحییٰ بن ہرثمہ کو بلایا، اس سے کہا کہ مدینہ جاؤ اور ان کے حالات کا معائنہ کرو اور انھیں ہمارے پاس لے آؤ۔

یحییٰ کہتا ہے پس میں مدینہ گیا۔ اور جب مدینہ میں داخل ہوا تو اہلِ مدینہ کی چیخ وپکار اتنی زیادہ بلند ہوئی کہ ویسی چیخ وپکار اہل مدینہ نے کبھی نہیں سنی تھی۔ (یہ سب کچھ علی نقیؑ پر تشدد کی وجہ سے تھا) گویا لوگوں پر ایک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ کیونکہ آپ اہلِ مدینہ پر بہت کچھ احسانات کرتے اور مسجد میں رہتے تھے۔ ان کا میلان دنیا کی طرف بالکل نہ تھا۔ یحییٰ کہتا ہے کہ میں اہلِ مدینہ کو سکون واطمینان کی تلقین کرتا اور قسمیں کھاتا کہ مجھے ان حضرت کے متعلق کوئی بُرا حکم نہیں دیا گیا اور حضرت پر کسی قسم کا کوئی خوف نہیں، پھر میں نے آپ کے گھر کی تلاشی لی تو اس میں چند صحیفوں، دعاؤں اور کتبِ

Marfat.com

علمی کے علاوہ کچھ نہ پایا۔ پس آپکی عظمت میری نظروں میں بیٹھ گئی اور میں خود ان کی خدمت کرتا۔ اور ان سے اچھا برتاؤ کرتا۔ پس جب میں انھیں لیکر بغداد پہنچا تو پہلے پہل اسحاق بن ابراہیم طاہری کے پاس گیا۔ وہ بغداد کا حاکم تھا۔ تو اس نے مجھ سے کہا اے یحییٰ تحقیق یہ وہ شخص ہے جسے رسول اللہ نے جنم دیا ہے (یعنی فرزند رسول ہے) اور متوکل کو تو جانتا ہے۔ اگر تو نے ان کے خلاف اُکسایا تو وہ انھیں قتل کر دیگا۔ اور قیامت کے دن رسول اللہ تیرے دشمن ہوں گے تو میں نے کہا خدا کی قسم میں نے ان سے امر جمیل کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔

پھر میں آپ کو لیکر سامرہ میں گیا اور سب سے پہلے وصیف ترکی سے ملا اور اسے خبر دی کہ آپ آگئے ہیں۔ اس پر اس نے کہا خدا کی قسم اگر ان کا بال بھی بیکا ہوا تو اس کا مواخذہ (بروز قیامت) تجھ سے ہی کیا جائیگا۔

یحییٰ کہتا ہے مجھے تعجب ہوا کہ کس طرح وصیف کی بات اسحاق کے قول کے موافق تھی۔

پس جب میں متوکل کے پاس گیا تو اس نے آپ کے متعلق سوال کیا۔ میں نے آپکی حُسن سیرت، سلامتی، طریق اور ورع و پرہیزگاری کی خبر دی اور یہ کہ میں نے آپ کے گھر کی تلاشی لی تو مجھے سوائے مصاحف اور کتب علمی کے کچھ نہ ملا اور اہل مدینہ آپ پر خوف اور ڈر محسوس کرتے تھے۔ پس متوکل نے آپ کی تکریم کی اور زیادہ احسان کیا اور سامرہ میں اپنے قریب ہی رہنے کو مکان دیا۔

یحییٰ بن ہرثمہ کہتا ہے اس واقعہ کے کچھ دن بعد متوکل بیمار ہو گیا اور نذر مانی کہ اگر شفایاب ہوا تو دراہم کثیرہ صدقے کرے گا۔ جب صحت یاب ہو گیا تو فقہاء سے اس بارے میں سوال کیا (کہ کتنے درہم صدقے دوں) لیکن ان سے عقدہ کشائی نہ ہو سکی۔ اس نے پھر کسی کو حضرت علی نقیؑ کی خدمت میں بھیجا اور سوال کیا۔ آپ نے فرمایا ۸۳ دینار

Marfat.com

صدقہ کرے۔ تو متوکل نے کہا یہ فتویٰ آپ نے کہاں سے دیا۔ فرمایا خداوند عالم کے اس قول سے لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ ویوم حنین (بیشک خدا نے تمھیں مواطنِ کثیرہ اور حنین کے دن نصرت عنایت کی) اور مواطن کثیرہ یہی بنتے ہیں۔ پس متوکل اور تمام فقہاء نے اس جواب پر تعجب کیا۔

متوکل نے آپ کی خدمت میں مالِ کثیر بھیجا اور کہا کہ اس جواب کی بنا پر آپ جتنا چاہیں صدقہ کیجئے۔

اور ابوالحسن مسعودی نے کتاب مروج الذہب میں ذکر کیا ہے کہ متوکل کے پاس کسی نے چغلی کی کہ علی بن محمدؑ کے گھر میں اہل قم کے شیعوں کے خطوط اور ہتھیار ہیں اور وہ حکومت کے خلاف خروج کرنیوالے ہیں۔ پس متوکل نے ترک فوجوں کی ایک جماعت آپ کے گھر بھیجی پس ان لوگوں نے رات کے وقت اچانک آپ کے گھر پر ہلہ کیا۔ لیکن انھیں وہاں کچھ نہ ملا اور آپ کو ایک بند کمرے میں پایا۔ آپ نے اون کی ایک قمیص پہنی ہوئی تھی اور بغیر فرش کے ریت اور کنکریوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور قرآن مجید کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ آپ کو اسی حالت میں متوکل کے پاس لایا گیا۔ ان ترکوں نے متوکل سے کہا ہمیں ان کے گھر کوئی چیز نہیں ملی اور انھیں ہم نے قبلہ رو بیٹھے قرآن پڑھتے پایا ہے۔ متوکل اس وقت مجلسِ شراب میں تھا پس حضرت کو اس کے سامنے پیش کیا گیا جبکہ کاسۂ شراب متوکل کے ہاتھ میں تھا۔ جب اس نے آپ کو دیکھا تو اس پر ایک ہیبت طاری ہوگئی فوراً آپ کی تعظیم کی، اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور وہ پیالہ آپ کو پیش کیا جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میرے گوشت اور خون میں کبھی شراب داخل نہیں ہوئی۔ پس مجھے اس سے معاف کرو۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کچھ اشعار پڑھیے آپ نے فرمایا میں شعر بہت کم کہتا ہوں تو متوکل نے کہا کچھ نہ کچھ ضرور سنائیے تو حضرت علی نقیؑ نے یہ اشعار پڑھے:

باتوا علیٰ قلل الاجبال تحرسہم ۔۔۔ غلب الرجال فما اغنتہم القلل

Marfat.com

واستنزلوا بعد عزمن معاقلهم ... واسكنوا حفراً يا بئس ما نزلوا

ناداهم صارخ من بعد دفنهم ... اين الاسارر والتيجان والحلل

اين الوجوه التي كانت منعمة ... من دونها تضرب الاستار والكلل

فاصفح القبر عنهم حين سائله ... تلك الوجوه عليها الدود يقتتل

قد طال ما اكلوا دهراً وما شربوا ... فاصبحوا بعد طول الاكل قد اكلوا

ترجمہ: رات گزاری ان لوگوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کہ ان کی حفاظت کر رہے تھے موٹی گردن
اشخاص پس پہاڑوں کی چوٹیاں انھیں بے پروا نہ کر سکیں۔ عزّت و توقیر کے بعد ذلّت کے ساتھ ان قلعوں
سے نیچے اتار دیے گئے اور مٹی کے گڑھوں میں سکونت دی گئی کس قدر بُری جگہوں میں اتارے
گئے ہیں۔ انھیں دفن ہو جانے کے بعد ایک شخص نے چیخ کر کہا، کہاں ہیں کنگن تاج اور لباس
کہاں ہیں وہ چہرے جو ناز اور نعمتوں سے پلے تھے کہ جن کے سامنے حریری پردے لٹکے
ہوئے ہوتے تھے۔ پس سوال کرنے والے کو واضح طور سے قبر سے جواب ملا ان چیزوں
پر حشرات الارض ڈیرا ڈالے ہوئے ہیں جو ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ کتنے طویل زمانہ
تک یہ لوگ کھاتے اور پیتے رہے پس اب کو کھایا جاتا ہے۔

پس متوکل رونے لگا یہاں تک کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی، حاضرین بھی
رونے لگے۔ متوکل نے آپ کو چار ہزار دینار دیکر عزّت و تکریم کے ساتھ آپؑ کو رخصت
کیا۔

یحییٰ بن ہبیرہ کہتا ہے کہ فقہا نے متوکل کے سامنے مذاکرہ کیا کہ کس نے حضرت آدمؑ
کا سر مونڈا تھا لیکن ان پر اس کا انکشاف نہ ہو سکا کہ کس نے مونڈا تھا تو متوکل نے کہا کہ
کہ کسی کو علیؑ بن محمدؑ بن رضاؑ کی طرف بھیجو اور انھیں اس مجلس میں بُلایا جائے آپ تشریف
لائے تو آپؑ سے سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے میرے والد نے اپنے جدّ بزرگوار
سے انھوں نے اپنے جد سے انھوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی، آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ خداوند عالم نے جبرئیل امین کو حکم دیا کہ جنّت کے یواقیت میں سے ایک یاقوت لے جائے۔ پس جبرئیل وہ یاقوت لے کر آئے اور وہ آدمؑ کے سر پر پھیرا۔ جس سے ان کے بال جھڑ گئے۔ پس جہاں تک اس یاقوت کا نور پہنچا وہ جگہ حرم ہو گئی اور یہ روایت موضوعًا رسول اللہؐ سے بھی نقل ہے۔

وفات

حضرت علی بن محمدؑ بن علی بن موسیٰ رضاؑ نے جمادی الآخر ۲۵۴ھ میں سامرہ میں وفات پائی۔ آپ مدینہ میں ماہ رجب ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے۔ وقتِ وفات آپ کا سنِ مبارک چالیس سال تھا۔ آپ کی وفات معتز باللہ کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ سامرہ میں دفن ہوئے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔

اولاد

آپ کی اولاد میں سے امام حسن عسکریؑ ہیں۔

(آپ کی متفقہ تاریخ ۵۔ رجب ۲۱۴ھ ہے اور تاریخ وفات ۳۔ رجب ۲۵۴ھ آپ کو معتز عباسی نے زہر سے شہید کیا۔)

Marfat.com

حضرت حسن عسکریؑ

وہ جناب حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

آپ کی والدہ کنیز ہیں جن کا نام سوسن ہے۔ آپ کی کنیت ابو محمدؑ ہے۔ آپ کو عسکری بھی کہا جاتا ہے۔ آپ ۲۳۱ھ میں سامرہ میں پیدا ہوئے اور سامرہ میں ہی ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کا سن مبارک ۲۹ سال تھا۔ یہ معتمد علی اللہ کا زمانہ حکمرانی تھا۔ آپ عالم فقہ تھے۔ آپ اپنے باپ دادا سے روایت کی ہے۔ آپ کے احادیث میں سے شراب کے متعلق آپ کی حدیث عجیب و غریب ہے۔

میرے (مؤلف) کے جدّ امجد ابو الفرج نے اپنی کتاب مسمی تحریم خمر میں ذکر کیا ہے اور میں نے ان کے خط سے ہی نقل کیا ہے اور انھیں کہتے بھی سنا کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے عبد اللہ بن عطاہروی کو کہتے سنا کہ وہ کہتا ہے میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے محمد بن علی بن حسین علوی کو کہتے ہوئے سنا وہ کہتا ہے میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے حسن بن علی عسکری کو کہتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے پدر بزرگوار علی بن محمدؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے علی بن محمدؑ کو کہتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے پدر عالی قدر موسیٰؑ کو کہتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت جعفر بن محمدؑ کو فرماتے ہوئے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد محمد بن علیؑ کو فرماتے ہوئے

Marfat.com

سُنا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے والد بزرگوار علی بن حسینؑ کو کہتے ہوئے سُنا۔ وہ فرماتے ہیں میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنے بزرگوار علی ابن ابی طالبؑ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، وہ فرماتے ہیں میں اللہ کو شاہد بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد رسول اللہؐ کو یہ کہتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے میکائیل کو کہتے ہوئے سنا، وہ کہتا ہے میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے اسرافیل کو کہتے ہوئے سُنا، وہ کہتا ہے میں نے لوح محفوظ پر، خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ وہ کہتا ہے میں نے خداوند عالم کو ارشاد فرماتے سنا کہ شراب پینے والا بُت پرست ہے۔ جہاں میرے جدّ مادری نے یہ حدیث نقل کی ہے کتاب تحریم الخمر میں تو کہا ہے کہ ابو نعیم فضل بن دکین کا قول ہے کہ یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے کہ جیسے عترتِ طیبہ طاہرہ نے روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے بھی روایت کیا ہے جن میں ابن عباس، ابوہریرہ، انس اور عبداللہ بن ابو اوفی اسلمی وغیرہ ہیں۔

وفات

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت حسن بن علیؑ کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی ہے۔

اولاد

آپ کی اولاد میں سے حضرت امام محمدؑ ہیں۔

(آپ کی ولادت ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۲ھ کو ہوئی اور معتز عباسی کے حکم سے سامرہ میں بوقت صبح بروز جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ زہر دیا گیا)

Marfat.com

حضرت حجّت مہدی علیہ السلام

وہ جناب امام حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابن ابیطالب ہیں۔ آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوالقاسم ہے۔ وہ جناب خلف حجّت صاحب الزمان قائم، منتظر اور تالی ہیں۔ اور وہ جناب آخری امام ہیں۔

ہمیں عبدالعزیز بن محمود بن بزاز نے ابن عمر سے حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا آخری زمان میں میری اولاد میں سے ایک شخص خروج کرے گا جس کا نام میرا نام اور جس کی کنیت میری کنیت ہے۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جیسے کہ وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی۔ پس یہ جناب وہی مہدی ہیں یہ حدیث مشہور ہے۔

ابوداؤد اور زہری نے حضرت علیؑ سے اسی مفہوم کی حدیث نقل کی ہے۔ اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر زمانہ میں سے صرف ایک دن بھی باقی رہ جائے تو بھی خدا میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے پُر کریگا۔ اور اس حدیث کے علاوہ اور بھی بہت سی احادیث نقل کی ہیں۔ آپ کو دو ناموں والا کہا جاتا ہے۔ محمدؐ اور ابوالقاسم۔ کہتے ہیں کہ آپ کی والدہ کنیز تھیں جن کا نام صیقل ہے۔

سدی نے کہا ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ جمع ہوں گے پس

Marfat.com

نماز کا وقت آئیگا تو حضرت مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ سے کہیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ تو حضرت عیسیٰؑ کہیں گے کہ آپ نماز پڑھانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ پس حضرت عیسیٰؑ امام مہدیؑ کے پیچھے مامور ہو کر نماز پڑھیں گے۔

میں (مؤلف) کہتا ہوں اگر حضرت مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ کے پیچھے نماز پڑھتے تو جائز نہ ہوتا۔ اور اس کی دو وجہیں ہیں:

۱: یہ کہ حضرت مہدیؑ نماز میں مامور ہونے کی وجہ سے امامت سے نکل جاتے اور تابع ہو جاتے، (حالانکہ آپ امام اور متبوع ہیں) اور

۲: یہ کہ چونکہ سرکار رسالت مآبؐ فرما چکے تھے کہ لانبی بعدی اور تمام شریعتیں منسوخ ہو گئی تھیں۔ پس اگر عیسیٰؑ مہدیؑ کو نماز پڑھاتے تو لانبی بعدی والا ارشاد غبار شبہہ سے گدلا ہو جاتا۔

تمام امامیہ (اثنا عشریہ) کا اعتقاد یہ ہے کہ خلف حجتؑ موجود ہیں، وہ زندہ ہیں رزق کھاتے ہیں اور آپ کی حیات پر کئی دلائل سے استدلال کرتے ہیں۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ کئی لوگ ہیں جو طویل عمر ہیں مثلاً خضرؑ و الیاسؑ کیونکہ معلوم نہیں کہ ان کی کتنی عمر ہے اور وہ دونوں ہر سال اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ ان کے کچھ بال لیتا ہے اور وہ ان کے۔ اور توراۃ میں ہے کہ ذوالقرنین تین ہزار سال زندہ رہے اور مسلمان کہتے ہیں کہ ڈیڑھ دو ہزار سال!

محمد ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ عوج بن عنق تین ہزار چھ سو سال زندہ رہا۔ وہ حضرت آدمؑ کی گود میں پیدا ہوا اور عناق اس کی ماں تھی اور اسے حضرت موسیٰؑ بن عمران نے قتل کیا تھا۔ اس کا باپ سلیمان تھا۔ اور ضحاک کہ جس کا نام بیوراسب ہے، ہزار سال زندہ رہا اور اسی طرح طہمورث بھی!

اور انبیاء میں سے بہت سے افراد ہیں جو ایک ہزار یا اس سے زیادہ سال

Marfat.com

زندہ رہے مثلاً آدم، نوحؑ، شیثؑ اور اسی قسم کے انبیاء اور قینان نو سو سال زندہ رہا۔ جبلائیل آٹھ سو سال زندہ رہا۔ نفیل بن عبداللہ سات سو سال اور ربیع کاہن کہ جس کا نام ربیعہ بن عمر و تھا چھ سو سال، عامر بن حراب پانچسو سال زندہ رہا یہ عرب کا بادشاہ تھا۔ اسی طرح تیم اللہ بن ثعلبہ اور اسی طرح سام بن نوح (یعنی یہ لوگ پانچسو سال زندہ رہے۔ اور بعضے تین سو سال کہتے ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سے لوگ طویل عمر زندہ رہے۔

(آپ کی والدہ کا اسم گرامی نرجس خاتون ہے۔ آپ کی ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۶ھ کو ہوئی۔ ۲۶۰ھ سے غیبت صغریٰ میں آگئے اور ۱۵ شعبان ۳۲۹ھ سے غیبت کبریٰ شروع ہوئی)

Marfat.com

مدحِ آئمہ علیہم السلام

تمام آئمہ کی مدح کو ابوالفضل یحییٰ بن سلامہ خصکفی نے اپنے مشہور قصیدہ میں یکجا کیا ہے۔ جو مجھے بغداد کے بہت سے اساتذہ نے سنایا ہے خصکفی بغداد میں آیا تھا اور زکریا بن یحییٰ خطیب سے اس کی ملاقات ہوئی اور اسے اپنا کلام سنایا جس میں یہ قصیدہ بھی تھا۔ خصکفی میافارقین کے علاقہ کے ایک چھوٹے سے قصبہ میں پیدا ہوا۔ اس قصبہ کا نام طبری تھا۔ اس کی نشوونما حصن کیفا میں ہوئی پھر یہ میافارقین کی طرف منتقل ہوگیا۔ یہ ایک عالم اور نثر و نظم میں فصیح و بلیغ تھا۔ اس کی وفات ۵۵۳ھ میں ہوئی۔

قصیدہ خاصا طویل ہے یہاں صرف وہی اشعار نقل کیے جاتے ہیں جن میں آئمہ اہلبیتؑ کا واضح تذکرہ موجود ہے:

وسائل عن حبّ اهل البيت هل اقر اعلانا بسنه ام اجحد

اور کہتے ہیں لوگ محبت اہلبیت کے متعلق سوال کرتے ہیں کیا علی الاعلان بتاؤں یا انکار کروں

هيهات ممزوج بلحمي ودمي جريه وهو الهدى والرشد

لیکن انکار کرنا عبث ہے کیونکہ انکی محبت میرے گوشت و خون میں جاری و ساری ہے وہ راشد تھے

حيدرة وحسنان بعده ثم علي وابنه محمد

حیدرؑ ہیں ان کے بعد حسنینؑ ہیں۔ پھر علی اور ان کے بیٹے محمدؑ ہیں

جعفر الصادقؑ وابن جعفرؑ موسیٰؑ وبعده علی السیّد

Marfat.com

جعفر صادقؑ اور جعفر کے بیٹے موسیٰؑ اور ان کے بعد سردار علیؑ ہیں۔

اعنی الرضی ثم ابنہ محمدؑ ثم علیؑ وابنہ المسدد

میری مراد رضاؑ ہیں پھر ان کے بیٹے محمدؑ پھر علیؑ اور ان کے صالح بیٹے

الحسنؑ التالی ویتلوہ محمد بن الحسنؑ المفتقد

حسنؑ پچھلے ہیں اور ان کے بعد محمدؑ بن حسنؑ غائب ہیں۔

فانہم ائمتی وسادتی وان لحانی معشر وفندوا

پس یہ میرے امام اور سید ہیں اگرچہ لوگ مجھ پر لعنت کریں اور کم عقل کہیں

ائمۃ اکرم بہ ائمۃ اسمائہم مسطورۃ تطرد

وہ امام ہیں اور کتنے اچھے امام ہیں ان کے نام لکھے ہوئے عام الاستعمال ہیں۔

ھم حجج اللہ علی عبادہ وھم الیہ نہج ومقصد

وہ اللہ کی حجتیں ہیں اسکے بندوں پر اور وہ اس تک پہنچنے کا راستہ اور مقصد ہیں

کل النہار صوم لربہم فی الدیاجی رکع وسجد

وہ سارا دن روزہ دار ہیں اپنے رب کیلئے اور تاریکی شب میں رکوع وسجود کرتے ہیں

قوم اتیٰ فی ھل اتیٰ مدیحھم ھل شک ذالک الا ملحد

یہ وہ لوگ ہیں جنکی مدح سورہ ہل اتیٰ میں آئی ہے اور اسمیں کافر کے علاوہ کسی کو شک نہیں

قوم لھم فی کل ارض مشھد لا بل لھم فی کل قلب مشھد

یہ وہ لوگ ہیں جنکی ہر زمین میں قبر ہے، نہیں بلکہ ہر دل میں قبر ہے۔

قوم منیٰ وعرفات ومشعر انی لھم والمروتان لھم والمسجد

یہ وہ لوگ ہیں کہ منیٰ وعرفات ومشعر انہی کیلئے ہیں صفا ومروہ ومسجد بھی انہی کے واسطے ہیں

قوم لھم مکۃ والابطح والخیف وجمع والبقیع الغرقد

یہ لوگ ہیں جن کے لیے مکہ بطحا، خیف جمع جنت البقیع سب کچھ ہیں

Marfat.com

قوم لهم فضل ومجد باذخ یعرفه المشرک والموحد

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لیے بلند زندگی ہے جسے مشرک و موحد جانتا ہے

ماصدق الناس ولاتصدقوا ماشکروا فاظروا وعیدوا

نہ لوگ سچ بولتے نہ صدقہ دیتے نہ حج کے افعال بجالاتے نہ فطرہ وعید کرتے

ولاعتروا واوجبوا حجا ولا صلوا ولاصاموا ولاتعبدوا

نہ جنگ کرتے نہ حج کو واجب سمجھتے نہ نماز و روزہ وعبادات بجالاتے

لولا رسول الله وموجدهم یاجد الوالد والولد

اگر رسول اللہؐ نہ ہوتے جو کہ ان آئمہ کے جدّ بزرگوار ہیں کیا بہترین باپ اور اولاد ہے

ومصرع اللطف فلا اذکره وفی الحشا منه لصیب یقد

اور کربلا کے مقتولوں کو تو میں یاد ہی نہیں کر سکتا کہ دل میں ایک آگ جل رہی ہے

یری الفرات بن رسول الله کامیا یلهق الروی وابن الاعمی یرد

دریائے فرات کو فرزند رسول دیکھ رہا تھا وہ پیاسا مارا گیا اور حرامزادہ پیتا رہا

حسبک یاهذا وحسب من بغی علیهم یوم المعاد الصمد

اے فلانے تیرے اور جو اُن پر بغاوت کرے اس کیلئے قیامت کے دن خدائے بے نیاز کافی ہے

یااهلبیت المصطفیٰ یاعدتی ومن علی حبهم اعتمد

اے اہل بیت مصطفےٰ میرے زادراہ اور وہ کہ جن کی محبت پر مجھے بھروسہ ہے

انتم الی الله عند اوسیلتی فکیف اشقی وبکم اعتضد

کل اللہ کے پاس تم بھی میرا وسیلہ ہو پس میں کسطرح بدبخت ہو سکتا ہوں جبکہ آپ سے مدد طلب کرتا ہوں

ولیکم فی الخلد حی خالد والضد فی نار لظی مخلد

تمہارا دوست ہمیشہ خلد میں زندہ رہیگا اور دشمن ہمیشہ آگ کے شعلوں میں جلتا رہے گا

ایک اور شاعر کہتا ہے:

Marfat.com

باربعة اسماء كل محمد واربعة اسماء كل علي

چار ناموں کا واسطہ جو محمدؐ ہیں اور دوسرے چار نام جو علیؑ ہیں ان کا واسطہ

بالحسنين السيدين وجعفر وموسىٰ اجرني انني لهم ولي

اور حسنینؑ کا صدقہ جو سردار ہیں اور جعفر و موسیٰ کی وجہ سے مجھے پناہ دے میں ان کا موالی ہوں

میں کہتا ہوں امام کے لئے شرط ہے کہ وہ معصوم ہو تاکہ وہ غلطی میں مبتلا نہ ہو اور کسی اصلاح کرنے والے کا محتاج نہ ہو۔ ورنہ تسلسل غیر متناہی لازم آئیگا اور تسلسل محال ہے اور چونکہ یہ اللہ کی حجت ہیں اس کے بندوں پر اور حجت کی شرط یہ ہے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہو۔

Marfat.com

صفات و اخلاق آئمہ طاہرینؑ

اب ذکر کیا جاتا ہے ان واقعات کا جو ان کی ذریت ان کے اچھے اخلاق اور بہترین صفات میں ہم تک پہنچے ہیں:

حکایت

ہمیں عبدالملک مظفر بن غالب حربی نے اپنی سند سے بیان کی ہے کہ عبداللہ بن مبارک ایک سال حج کر رہا تھا اور ایک سال جہاد کرتا تھا اور یہ کام اس نے پچاس سال تک کیا، وہ کہتا ہے کہ جب وہ سال آیا جس میں حج تھا تو میں اپنی آستین پانچسو دینار ڈالے اور اونٹوں کی منڈی کی طرف کو فہ روانہ ہوا تاکہ اونٹ خرید کر لوں پس میں نے ایک عورت کو ایک مزبلہ پر دیکھا کہ وہ ایک مُردار بطخ کے پر کھینچ رہی ہے میں اس کی طرف بڑھا اور کہا یہ کیا کر رہی ہو تو اس خاتون نے کہا اے اللہ کے بندے ایسی بات نہ پوچھو جو تمہارا مقصود نہیں۔ یہ کہتا ہے کہ اس کے کلام سے میرے دل پر کچھ اثر ہوا اور میں اصرار کرنے لگا تو اس نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں اپنا بھید تیرے سامنے ظاہر کر دوں اور میں اولادِ علیؑ سے ہوں، میری چار یتیم بیٹیاں ہیں کہ تھوڑا عرصہ ہوا اُن کا باپ مر گیا ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا لہٰذا ہمارے لیے اب مُردار حلال ہے پس اسی لیے میں نے یہ بطخ اٹھائی ہے کہ اسے صاف کر کے اپنی بیٹیوں کے پاس لے جاؤں تاکہ یہ ہمارا پیٹ بھر سکے۔ میں نے اپنے دل میں کہا وائے ہو تجھ پر اے مُبارک کے بیٹے تو اس بات سے غافل کیوں ہے؟ میں نے

Marfat.com

اس خاتون سے کہا اپنی گود پھیلا۔ اس نے دامن پھیلایا تو میں نے وہ دینار اس کی چادر میں ڈال دیئے۔ اور وہ سر نیچا کئے ہوئے میری طرف دیکھتی رہی۔ میں سیدھا اپنے گھر چلا آیا خدا نے اس سال میرے دل سے حج کی خواہش محو کر دی، پھر میں اپنے وطن چلا گیا اور وہیں رہا یہاں تک کہ لوگ حج سے فارغ ہو کر لوٹے۔ میں بھی اپنے پڑوسیوں اور دوستوں کے استقبال کیلئے نکلا۔ پس جیسے ہی میں کہتا تھا کہ خداوند عالم تیری دعا قبول اور تیری کوششوں کو مشکور فرمائے تو وہ میرے متعلق بھی یہی الفاظ کہتا اور کہتا کیا فلاں مقام پر تم ہمارے ساتھ نہ تھے۔ اکثر حاجیوں نے مجھ سے اسی قسم کے الفاظ کہے۔ میں اسی شش و پنج میں رات کو سو گیا۔ میں نے عالم رویا میں رسول اللہؐ کو عالم خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں اے عبداللہ تعجب نہ کر چونکہ تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ خاتون کی فریاد رسی کی پس میں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی ہے کہ وہ تیری صورت میں ایک فرشتہ پیدا کرے جو تیری طرف سے ہر سال قیامت تک یہ عمل کرتا رہے۔ اب تم چاہو حج کرو یا نہ کرو۔

یہ حکایت ایک دوسرے طریقے سے بھی منقول ہے اور وہ یوں ہے کہ ابن مبارک کا چھوٹا سا لڑکا بعض سادات کے گھر گیا۔ پس اس نے انھیں دیکھا کہ وہ گوشت کھا رہے ہیں لیکن اس بچے کو کھانا نہ دیا۔ وہ روتا ہوا اپنے باپ کے پاس آیا۔ ابن مبارک نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا میں فلاں شخص کے گھر گیا وہ بطخ کا گوشت کھا رہے تھے لیکن مجھے نہیں دیا۔ وہ سادات اس کے پڑوسی تھے۔ پس عبداللہ نے کسی کو بھیجا جس نے جا کر انھیں ملامت کی تو اس بڑھیا نے پیغام بھیجا کہ تو نے ہمیں اپنے حالات کو ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ تحقیق کہ مرکان کا مالک فوت ہو گیا ہے اور کچھ یتیم بچے چھوڑ گیا ہے ہمیں پانچ دن ہو گئے ہیں کہ ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ اور آج میں ایک مزبلہ کی طرف گئی تو وہاں ایک مُردار بطخ دیکھی میں اسے اٹھا لائی اور صاف کیا۔ اور تیرا بیٹا اس وقت ہمارے پاس آیا جب ہم اُسے کھا رہے تھے میرے لئے یہ جائز

نہیں تھا کہ میں اسے یہ مُردار کھلاتی۔ جب کہ اُسے حلال مل سکتا ہے اور اسمیں حلال کی مقدرت ہے۔ پس ابن مبارک رو پڑا اور انھیں پانچسو دینار بھیجے۔ اور اس وجہ سے وہ اس سال حج کو نہ جا سکا۔ اور خواب دیکھا۔

حکایت مجھ سے ابو محمد عبدالوہاب مقری نے بیان کیا کہ میرے ایک پڑوسی نے بیان کیا کہ میرا ایک دوست تھا اولادِ حسینؓ میں سے جو نہایت مفلوک الحال تھا میں اس سے سلوک کرتا رہتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ ایک سال حج کے لیے گیا اور جب واپس آیا تو اس کی حالت کچھ بہتر ہو چکی تھی۔ میں نے اس کے بارے میں اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا میں نے اس سال حج کیا ہے میں فقیر تھا اور پیدل چل رہا تھا پس میں تین دن اس حالت میں رہا۔ مجھے کھانا بھی نہ ملا۔ میں چل رہا تھا کہ میرے پاؤں سے کوئی چیز ٹکرائی۔ وہ ایک تھیلی تھی جسے میں نے اٹھا لیا۔ اُسے کھولا تو اس میں ہزار دینار تھے پس میں نے دل میں کہا کہ اس میں تصرف کر اور اس سے کھانا خرید کر نفس بہت مُصر رہا لیکن میں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم جب تک اس کی مالکیت ظاہر نہ ہو پس میں نے اچانک ایک منادی کرنے والے کو سنا، میں نے اس کے مالک سے کہا تم کیا دو گے اس شخص کو جسے وہ ملی ہے۔ کہنے لگا کیا دوں۔ میں نے کہا سو دینار۔ کہنے لگا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ ایک دینار کہنے لگا کہ نہیں ایک دینار بھی نہیں دے سکتا۔ میں نے وہ تھیلی اس کی طرف پھینک دی۔ پس اس نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا بغداد کا۔ کہنے لگا کیا کام کرتے ہو۔ میں نے کہا کچھ بھی نہیں میں ایک سیّد ہوں میرے لیے کوئی کاریگری نہیں۔ اس نے کہا کس کی اولاد میں سے ہو میں نے کہا اولادِ حسینؓ میں سے۔ کہنے لگا تجھے کون پہچانتا ہے میں نے کہا حاجی لوگ۔ پس ایک گروہ آیا جس نے مجھے پہچانا۔ پس اس نے وہ تھیلی میری طرف پھینک دی اور کہنے لگا لے جاؤ۔ تو میں نے اس سے کہا تم تو ایک

Marfat.com

دینار دینے کے لیے تیار نہیں تھے۔ یا اب سارے دے رہے ہو۔ کہنے لگا تمھیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ میرے پاس امانت تھی جو خراسان کی طرف سے آئی ہے اور اس کے مالک نے مجھے وصیت کی تھی کہ یہ صرف اس سید کو دوں جو اولادِ حسینؑ ہو۔ اور تم ایسے ہی ہو۔ پس میں نے وہ تھیلی لے لی اور میرے حالات درست ہو گئے۔

حکایت

میں نے عبداللہ بن احمد مقدسی سے ۶۴۴ھ میں پڑھا وہ کہتا ہے کہ میں نے کتاب ملتقط میں پڑھا اور ملتقط میرے جدِ مادری ابوالفرج کی کتاب ہے وہ کہتا ہے کہ بلخ میں ایک شخص اولادِ علیؑ میں سے رہتا تھا اس کی ایک بیوی اور چند لڑکیاں تھیں، وہ شخص فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی کہتی ہے کہ میں شامتِ اعمال کے خوف سے بلخ سے نکل کر سمرقند کی طرف اپنی بیٹیوں کو لیکر روانہ ہوئی جب ہم اتفاقاً سخت سردی کے وقت وہاں پہنچے، میں نے اپنی لڑکیوں کو ایک مسجد میں بٹھایا اور خود شہر کو چلی تاکہ ان کے کھانے کیلئے کوئی انتظام کروں۔ میں نے ایک جگہ لوگوں کو ایک شیخ کے گرد جمع دیکھا تو اس کے متعلق سوال کیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہ رئیسِ شہر ہے۔ پس میں یہ سن کر اس کے نزدیک گئی اور اس سے اپنے حالات بیان کئے تو وہ کہنے لگا گواہ لے آؤ کہ تم اولادِ علیؑ ہو پھر وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں مایوس ہو کر مسجد کی طرف آ رہی تھی کہ راستے میں ایک شیخ کو ایک چبوترے پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے گرد بھی کچھ لوگ جمع تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا ضامن البلاد (شہر کا داروغہ) ہے۔ اور یہ مجوسی ہے۔ میں نے کہا شاید ہماری مصیبت اس سے دور ہو سکے۔ میں اس کے پاس گئی اور اپنی حالت بتائی اور جو شیخ البلاد کے ساتھ واقعہ گزرا تھا وہ بھی بیان کیا اور یہ کہ میری بیٹیاں مسجد میں بیٹھی ہیں اور ان کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے وہ گزارہ کر سکیں۔ پس اس نے اپنے خادم کو آواز دی، وہ آیا تو اس سے کہنے لگا کہ اپنی مالکہ سے جا کر کہو کہ وہ اپنا برقعہ اوڑھ کر

آئے۔ پس وہ خادم اندر گیا۔ اس کے ساتھ ایک عورت باہر نکلی جس کے ساتھ کنیزیں تھیں۔ وہ شخص اپنی بیوی سے کہنے لگا اس عورت کے ساتھ جاؤ اور اس کی بیٹیوں کو گھر میں لے آؤ۔ وہ عورت میرے ساتھ اور میری بیٹیوں کو اپنے گھر لے گئی۔ انھوں نے اپنے مکان میں ہمارے لیے علیحدہ ایک جگہ کا بندوبست کیا۔ ہمیں حمام کرا کر بہترین لباس پہنائے اور بہترین کھانے کھلائے۔ پس ہم نے بڑی اچھی حالت میں رات گزاری۔ جب آدھی رات ہوئی تو شیخ البلاد (رئیس شہر) مسلمان نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوائے حمد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سایہ فگن ہے اچانک اسے ایک زمردسبز کا محل و قصر نظر آیا تو اس نے پوچھا یہ قصر کس کا ہے؟ تو اس سے کہا گیا کہ یہ مسلمان موحد شخص کے لیے ہے پس وہ رسول اللہؐ کی خدمت میں گیا آپ پر سلام کیا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ اس نے یہ دیکھ کر کہا کہ اے رسول خداؐ آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں حالانکہ میں مرد مسلمان ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو بھول گیا ہے وہ بات جو تو نے اس سیدانی کے لیے کہی تھی۔ اور یہ قصر اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ سیدانی ہے۔ پس وہ شخص خواب سے بیدار ہوا اور وہ منہ پر طمانچے مارتا اور روتا تھا۔ پس اس نے اپنے غلام سارے شہر میں پھیلا دیے اور خود بھی شہر میں اس سیدانی کی تلاش میں پھرنے لگا۔ پس اسے خبر ملی کہ وہ تو مجوسی کے گھر میں ہے۔ وہ اس مجوسی کے یہاں آیا اور کہنے لگا کہ وہ علویہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس ہے تو اس نے کہا کہ میں اسے لے جانا چاہتا ہوں۔ اس مجوسی نے کہا یہ نہیں ہو سکتا شیخ البلاد نے کہا ہزار دینار لے لو اور وہ سیدہ میرے سپرد کر دو۔ اس نے کہا خدا کی قسم نہیں میں لاکھ دینار پر بھی سپرد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو کہنے لگا کہ جو خواب تو نے دیکھا وہی میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل و قصر تو نے دیکھا ہے وہ میرے لیے بنایا گیا ہے، تو اپنا اسلام جتلاتا ہے حالانکہ خدا کی

Marfat.com

ستم میں اور میرے گھر والے اس وقت تک نہیں سوئے جب تک کہ ہم سب اس علویہ کے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوئے۔ اور اس کی برکتیں ہم پر برابر نازل ہو رہی ہیں۔ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا ہے اور انھوں نے مجھ سے فرمایا ہے کہ وہ قصر تیرے اور تیرے گھر والوں کے لیے ہے بہ سبب اس احسان کے جو تو نے علویہ کے ساتھ کیا ہے۔ تم اہلِ جنت میں سے ہو اور خدا نے تمھیں ازل ہی میں مومن پیدا کیا ہے (یعنی علمِ خدا میں تھا کہ تم مومن ہو جاؤ گے)

حکایت

اسی تاریخ میں میں نے عبداللہ بن مقدسی نے پڑھا اور اس نے کہا کہ میں نے کتاب جوہری میں ابن ابی الدنیا سے منقول پایا کہ ایک شخص نے رسول اللہؐ کو عالمِ خواب میں دیکھا کہ وہ فرما رہے ہیں کہ فلاں مجوسی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو وہ دعا قبول ہو گئی ہے۔ لیکن وہ شخص اس پیغام کو پہنچانے سے جھجکا کہ کہیں وہ مجوسی یہ خیال نہ کرے کہ میں اس سے مذاق کر رہا ہوں۔ اس شخص کے پاس مال دنیا بہت کافی تھا۔ پس اس نے رسولؐ اللہ کو دوبارہ سہ بارہ دیکھا۔ تو وہ صبح کے وقت اس مجوسی کے پاس آیا اور اس سے علیحدگی میں کہا کہ میں رسول اللہؐ کا قاصد ہوں تیری طرف اور وہ تجھے کہہ رہے ہیں کہ وہ دعا قبول ہو گئی ہے تو اس مجوسی نے کہا مجھے پہچانتے ہو اس نے کہا کہ ہاں۔ میں دینِ اسلام اور نبوتِ محمدؐ کا منکر تھا۔ اس نے کہا میں یہ جانتا ہوں لیکن انھوں نے مجھے تین مرتبہ پیغام دیا تو اس مجوسی نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ (پس گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے رسول ہیں) اس نے اپنے اہل خانہ اور ساتھیوں کو بلایا اور ان سے کہنے لگا میں گمراہی میں تھا اب حق کی طرف لوٹا ہوں پس تم بھی اسلام قبول کر لو اور جو اسلام لے آئے تو جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے اس کا ہے اور جو انکار کرے وہ میرا مال میرے حوالہ کر دے۔ وہ کہتا کہ ان لوگوں نے اور اس کے گھر والوں نے اسلام قبول کیا اور اس کی ایک بیٹی کی شادی اس کے پوتے سے ہو گئی تھی پھر وہ مجھ سے کہنے لگا کیا تمھیں معلوم ہے کہ وہ کونسی دعا

Marfat.com

میں نے کہا کہ نہیں اور میں تجھ سے ابھی اس دُعا کے متعلق سوال کرنے والا تھا تو اس نے کہا جب میں نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو کھانا تیار کیا اور لوگوں کو دعوت دی پس ان لوگوں نے میری دعوت قبول کی اور ہمارے پڑوس میں کچھ غریب سادات رہتے تھے۔ پس میں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ وسط خانہ میں میرے لیے ایک چٹائی بچھا دو۔ وہ کہتا ہے میں نے ان کی ایک بچی کو اپنی ماں سے کہتے سنا کہ اماں ہمیں اس مجوسی نے اپنے طعام کی خوشبو سے تکلیف پہنچائی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے ان کے لیے بہت سا کھانا، لباس اور درہم بھیجے۔ جب انھوں نے یہ چیزیں دیکھیں تو وہ بچی اوروں سے کہنے لگی خدا کی قسم ہم یہ کھانا نہیں کھائیں گے جب تک کہ ہم اس کے لیے دعا نہ کر لیں۔ پس ان خواتین نے اپنے ہاتھ بلند کیے کہ خدا تجھے (مجوسی کو) ہمارے جدِ بزرگوار کے ساتھ محشور کرے۔ ان میں سے بعض نے آمین کہی پس یہ وہ دُعا تھی جو قبول ہو گئی ہے۔

حکایت

ہمیں ہمارے جدِ مادری ابوالفرج نے اپنی اسناد سے خبر دی ہے اور سند کا سلسلہ ابن خصیب تک پہنچایا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں سیدہ مادرِ متوکل کا منشی تھا۔ میں دفتر میں بیٹھا تھا کہ اس کا ایک چھوٹا نوکر آیا۔ وہ مادر متوکل کی طرف سے آیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی جس میں ہزار دینار تھا اور وہ کہنے لگا کہ سیدہ تجھ سے کہتی ہے کہ اسے مستحقین میں تقسیم کر۔ کیونکہ یہ میرا پاکیزہ ترین مال ہے اور جن لوگوں میں تقسیم کرے ان کے نام بھی لکھ کر بھیج دے تاکہ جب اس قسم کا مال میرے پاس ہو تو میں انہی لوگوں پر صرف کروں۔

ابن خصیب کہتا ہے کہ میں نے اپنے دوستوں کو جمع کیا اور اُن سے مستحقین کے متعلق سوال کیا۔ پس انھوں نے کچھ اشخاص کے نام بتائے اور میں نے ان میں تین سو دینار تقسیم کیے بقیہ میرے پاس آدھی رات تک باقی رہے۔ اچانک کسی نے میرے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے کہا کون ہے کہنے لگا فلاں سید حلوی ہوں، وہ میرا پڑوسی تھا۔ پس میں نے کہا یہ

Marfat.com

ایک مدّت سے میرا پڑوسی ہے اور کبھی میرے پاس کوئی مطلب لیکر نہیں آیا۔ میں نے اسے اجازت دی۔ وہ اندر داخل ہوا۔ میں نے اسے مرحبا کہا اور اس سے کہا کہ آپ کو اس وقت کیا ضرورت لاحق ہوئی ہے تو اس نے کہا کہ ابھی اولاد رسول میں سے ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا ہے اور میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ میں اسے دے سکوں۔ (ابن خصیب کہتا ہے) پس میں نے اس سیّد علوی کو ایک دینار دیا۔ وہ اس نے لے کر میرا شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔ جب وہ دروازہ پر پہنچا تو میری بیوی روتی ہوئی باہر آئی اور مجھ سے کہنے لگی مجھے شرم نہیں آتی کہ یہ شخص تیرے پاس آیا اور تو نے اسے صرف ایک دینار دیا ہے حالانکہ اس کے استحقاق کو تو جانتا ہے۔ اسے سب رقم دیدے۔ وہ کہتا ہے اس کے کلام نے میرے دل پر اثر کیا اور میں اس کے پیچھے گیا۔ اور وہ تھیلی اسے دیدی پس اس نے لے لی اور چلا گیا۔ پس جب میں گھر کی طرف پلٹا تو میں بہت پشیمان ہوا اور میں نے کہا ابھی یہ خبر متوکل تک پہنچ جائیگی، چونکہ وہ اولادِ علیؑ سے بغض رکھتا ہے اس لیے مجھے قتل کر دیگا۔ میری بیوی مجھ سے کہنے لگی۔ ڈر و مت اور خدا پر اور ان کے جدّ بزرگوار پر بھروسہ رکھو۔ پس میں اسی حالت میں تھا کہ اچانک دق الباب ہوا۔ مشعلیں اور شمعیں ان کے ہاتھ میں تھیں اور وہ کہہ رہے تھے کہ سیّدہ تجھے بلا رہی ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ میں گھبراہٹ میں اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دور چلتا تھا کہ پے در پے غلام چلے آرہے تھے انھوں نے ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں داخل کیا یہاں تک کہ مجھے ام متوکل کے پردہ کے پاس کھڑا کر دیا۔ مجھ سے خادم نے کہا کہ سیّدہ اس پردہ کے پیچھے ہیں۔ یہ کہتا ہے میں نے مادر متوکل کے رونے کی آواز سُنی، وہ گریہ و زاری کرتی اور کہتی کہ خداوند عالم تجھے اور تیری بیوی کو جزائے خیر دے۔ میں سوئی ہوئی تھی کہ رسول اللہؐ تشریف لے آئے اور فرمایا تجھے اور تیری بیوی کو جزائے خیر دے پس اس کا کیا مطلب ہے۔ احمد کہتا ہے کہ میں نے گزشتہ واقعہ اسے سُنایا، وہ روتی جاتی تھی۔ پس اس نے کچھ دینار اور لباس

Marfat.com

مجھے دیے اور کہا کہ یہ سید علوی کے لیے ہیں۔ اور یہ تیری بیوی کے لیے اور یہ تیرے لیے۔ وہ کہتا ہے کہ وہ مال ایک لاکھ درہم کے قریب تھا۔ پس وہ مال لیکر سیدھا میں میں سید علوی کے گھر پہنچا۔ دروازہ کھٹکھٹایا اس نے فوراً اندر سے پکار کر کہا۔ لے آؤ اے احمد جو کچھ تمھارے پاس ہے۔ وہ روتا ہوا باہر آیا۔ میں نے اس کے رونے کا سبب پوچھا۔ جواب میں اس نے کہا کہ تم سے رخصت ہو کر جب میں گھر میں داخل ہوا تو میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ یہ تیرے پاس کیا ہے۔ میں نے اسے تمام قصہ سنایا تو اس نے کہا اٹھو ہم نماز پڑھیں اور سیدہ، احمد اور اس کی بیوی کے لیے دعا کریں۔ پس ہم نے نماز پڑھی اور دعا کی۔ پھر میں سویا تو رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ وہ فرما رہے تھے کہ میں نے ان کا شکریہ ادا کر دیا ہے اس احسان کے بدلے جو انھوں نے تیرے ساتھ کیا اور اب وہ جو کچھ لیکر آئیں گے وہ بھی قبول کر لینا۔

حکایت یہ حکایت مسعودی نے اپنی تاریخ میں اسحاق بن ابراہیم بن مصعب سے نقل کی ہے۔ وہ بغداد کی پولیس کا افسر تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، وہ فرما رہے ہیں کہ قاتل کو چھوڑ دے، وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے عملے سے پوچھا تو انھوں نے کہا ہمارے پاس ایک شخص ہے جو قتل میں متہم ہے پس انھوں نے اسے حاضر کیا تو اسحٰق نے کہا کہ مجھے سچی بات بتا کہ اس نے کہا بتاتا ہوں۔ ہم ایک جماعت تھے جو ہر رات اکٹھے ہو کر شراب پیتے تھے۔ کل رات ہمارے پاس وہ بڑھیا آئی جو ہمارے ہاں آیا جایا کرتی تھی۔ اور ہمارے لیے عورتیں مہیا کیا کرتی تھی۔ ہم گھر میں داخل ہوئے۔ اس بڑھیا کے ساتھ ایک لڑکی تھی جو حد درجہ حسین تھی جب وہ لڑکی وسط خانہ میں آئی اور ہمیں اس حالت میں دیکھا جس میں ہم تھے تو اس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئی۔ پس میں اسے ایک کمرہ میں لے گیا جب اسے افاقہ ہوا تو میں نے اس سے سوال کیا تو وہ کہنے لگی اے نوجوان

Marfat.com

میرے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، واقعتاً مجھے اس بڑھیا نے دھوکا دیا ہے اور مجھے بتایا ہے کہ اس کے پاس ایسا موزا ہے کہ دُنیا میں اس کی مثال نہیں اس نے مجھے شوق دلایا کہ میں اسے ضرور دیکھوں پس میں اس کے قول پر بھروسہ کرتے ہوئے چلی آئی تاکہ وہ موزہ دیکھوں۔ پس وہ اچانک مجھے تمہارے پاس لے آئی۔ حالانکہ میں سیدزادی ہوں۔ میرے جدِ بزرگوار رسول خداؐ اور میری مادر گرامی جناب فاطمہؑ بنت رسول اللہؐ ہیں۔ پس میرے بارے میں ان کا لحاظ کرو۔ یہ کہتا ہے پس میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا، انھیں اس کے حالات بتائے اور ان سے کہا کہ اس سے تعرض نہ کرو پس گویا کہ میں نے انھیں اس پر برانگیختہ کر دیا تھا۔ پس وہ اس کی طرف جانے کے لیے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جب تو اس سے اپنا مقصد پورا کر چکا تو اب ہمیں اس سے باز رکھنا چاہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں اس کی مدد کیلئے کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا خدا کی قسم جب تک میں زندہ ہوں اس تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ پس ہم گتھم گتھا ہو گئے یہاں تک کہ مجھے کافی زخم آ گئے۔ اور میں ان میں سے اُس کی طرف جھپٹا جو اس کے بارے میں سب سے زیادہ حریص تھا۔ اس پر جھپٹا اور اسے قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس لڑکی کو سب سے بہ عافیت چھٹکارا دلا دیا۔ اور صحیح وسالم اسے اس مکان سے نکال دیا۔ پس میں نے اسے کہتے ہوئے سنا کہ وہ میرے بارے میں کہہ رہی تھی خدا تیری پردہ پوشی کرے جس طرح تو نے میری پردہ پوشی کی اور خدا تیری مدد کرے جس طرح تو نے میری مدد کی۔ پڑوسیوں نے چیخ و پکار سُنی تو وہ گھر میں داخل ہوئے۔ اس وقت چھری میرے ہاتھ میں تھی اور وہ شخص اپنے خون میں لت پت پڑا تھا۔ پس مجھے اسی حالت میں تمہارے پاس لایا گیا۔ تو اسحٰق کہنے لگا میں تیرے اس گناہ کو معاف کرتا ہوں جو تجھ سے ہوا۔ اور اللہ اور رسول کے صدقہ میں تجھے بخشتا ہوں۔ تو وہ شخص کہنے لگا مجھے اس کے حق کی قسم ہے کہ جس کے صدقہ میں تو مجھے بخش رہا ہے میں اس کی نافرمانی دوبارہ نہیں

Marfat.com

کروں گا۔ والحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد وآلہ وسلم!

حکایت

میرے (مؤلف) جد مادری نے عبید اللہ سے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، وہ کہتا ہے کہ میں نے ابو عامر واعظ کو کہتے ہوئے سُنا: میں ایک دن مسجد رسول اللہؐ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک سیاہ رنگ غلام آیا وہ ایک رقعہ لیکر آیا۔ میں نے رقعہ لیکر کھولا اس میں لکھا تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خداوند عالم تجھے غور و فکر کے ساتھ قصہ گوئی کرنے سے نفع دے اور عبرت کے ساتھ مانوس رہنے کا تجھ پر احسان کرے اور خلوت میں رہنے کی محبت کیلئے تجھے انتخاب کرلے اے ابو عامر میں تیرے بھائیوں میں سے ایک ہوں۔ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مدینہ میں آئے ہو پس میں اس سے خوش ہوا۔ اور مجھے تمھاری زیارت کی خواہش پیدا ہوئی۔ مجھے شوق ہے کہ تمھارے ساتھ بیٹھوں اور تمھاری باتیں سُنوں۔ وہ شوق اتنا زیادہ ہے کہ اگر میرے اوپر ہوتا تو سایہ ڈال دیتا اور اگر میرے نیچے ہوتا تو مجھے اٹھا لیتا۔ پس میں اس کا واسطہ دیکر تم سے سوال کرتا ہوں کہ جس نے تمھیں فصاحت و بلاغت بخشی ہے کہ وصال کے پردوں کے ساتھ اپنی زیارت سے مجھے ملحق کردو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں تمھاری زیارت چاہتا ہوں لیکن خداوند عالم نے کئی آزار کی وجہ سے معذور کردیا ہے۔ والسلام!

ابو عامر کہتا ہے کہ میں اس قاصد کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا یہاں تک کہ وہ مجھے مسجد قبا کے پاس لے آیا۔ اور مجھے ایک وسیع لیکن غیر آباد گھر میں لے گیا۔ کہنے لگا یہاں رُک جاؤ تاکہ میں اجازت لے لوں۔ پس میں رُک گیا تو وہ غلام اندر گیا اور فوراً باہر آیا اور کہنے لگا اب اندر تشریف لائیے۔ پس میں اندر گیا۔ ایک تنہا کمرہ اس خرابہ میں تھا کہ جس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنایا گیا تھا، ایک بوڑھا شخص قبلہ رو بیٹھا تھا جسے تو والہانہ محبت الٰہی کی بنا پر دُکھی خیال کرتا اور خوف خدا سے محزون خیال کرتا۔ اس کا

حزن اس کے چہرہ سے نمایاں تھا اور رو رو کر اس کی آنکھیں ختم ہو چکی تھیں، اس کی پلکیں ز
ہو چکی تھیں۔ میں نے اس پر سلام کیا اس نے جواب دیا۔ پھر حرکت کی تو معلوم ہوا کہ وہ نابی
اور بہت زیادہ بیمار ہے۔ پس مجھ سے کہنے لگا اے ابو عامر خدا تمہارے دل کو گناہوں
میل سے صاف کر دے اور تمہاری عقل میں چشمۂ حکمت جاری کر دے۔ میرا دل ہمیشہ
تمہارا مشتاق تھا اور تمہارے وعظ کو سننے کا شائق تھا۔ خدا نے تجھے اس کے لیے
کر کے بھیجا ہے جس کی بیماری سے تمام طبیب عاجز ہیں اور واعظین جس کی شفا
مجبور ہیں۔ اور مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارا مرہم زخموں کے لیے نفع مند ہیں پس کمی نہ کرو
عالم تم پر رحم کرے۔ تریاق کے ڈالنے میں اگرچہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے۔ کیونکہ میں ایسے امر
میں سے ہوں جو دوا کے درد پر صبر کر سکتے ہیں کیونکہ مجھے شفا کی امید ہے۔ ابو عامر
ہے کہ میں نے ایسا منظر دیکھا ہے کہ جس نے مجھے حیران کر دیا۔ اور ایسا کلام سنا جس نے
گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ پس کافی طویل فکر کی۔ پھر کچھ کلام میسر آسکا۔ میسر ہونے پر اس
حصول کی صعوبات کچھ کم ہو گئیں۔ پس میں نے کہا اے بزرگ اپنے دل کی آنکھ کو
کی سمت کر اور اپنی معرفت کے کانوں کو کھول تو دنیا ہی میں حقیقت ایمان کے سا
تجھے جنت نظر آئیگی۔ اور تو ان چیزوں کا مشاہدہ کریگا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیا
عطا کی ہیں۔ پس ان دونوں گھروں میں کتنا فرق ہے۔ کیا دونوں فریق موت میں
نہیں۔ ابو عامر کہتا ہے پس وہ کراہنے لگا اور چیخ و پکار کرنے لگا، بلند آواز سے رونے
جھک گیا اور کہنے لگا خدا کی قسم تمہاری دوا میری بیماری کے لیے مفید ثابت ہوئی ہے
مجھے امید ہے کہ تمہارے پاس میری شفا ہے مزید کہو خدا تم پر رحم کرے۔ پس میں
اس سے کہا اے بھائی بیشک خداوند عالم تیرے بھید کو جاننے والا ہے اور تیری
بات پر مطلع ہے۔ وہ تیری خلوت کے وقت تجھے دیکھتا ہے جب کہ تو اس کی مخلو
چھپتا ہے۔ اور اس کے سامنے گناہ کرتا ہے پس اس نے ایک اور چیخ ماری جو پہلی

سخت بھی پھر کہنے لگا کون میرے فقر و فاقہ کا ضامن ہے اور کون میرے گناہوں اور غلطیوں کو معاف کرے گا۔ تو ہی ہے اے میرے مولا اور تیری طرف میرا ملجا و ماویٰ ہے۔ پھر وہ گر کر مر گیا۔

ابو عامر کہتا ہے کہ میں پریشان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے اپنے نفس پر کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ پس ایک لڑکی گھر سے نکلی۔ اس نے اون کی قمیص اور بالوں کی بنی ہوئی اوڑھنی پہن رکھی تھی۔ کثرتِ سجدہ سے اس کی ناک اور پیشانی بُری طرح متاثر تھی۔ اور طویل قیام کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔ اور اس کے پاؤں متورم ہو گئے تھے۔ پس وہ کہنے لگی خدا کی قسم کیا اچھا کام کیا تو نے عارف لوگوں کے دلوں کی ہدایت کرنے والے اور محزون اشخاص کے دکھوں کو دور کرنے والے، عالمین کا پالنے والا تیرے اس مقام کو نہ بھولے۔ اے ابو عامر یہ شخص میرا باپ تھا یہ بیس سال سے بیماری میں مبتلا تھا۔ اس نے اتنی نماز پڑھی کہ بیوند خاک ہو گیا اور اتنے روزے رکھے کہ کمر ٹیڑھی ہو گئی۔ خوفِ خدا میں اتنا رویا کہ آنکھیں کھو بیٹھا۔ یہ تجھ سے ملنے کی اللہ سے دعا کیا کرتا تھا۔ اور کہا کرتا تھا کہ میں ابو عامر کی مجلس میں ایک مرتبہ حاضر ہوا اس نے اس نے میری مُردہ فکر کو زندہ اور میری نیند کو کم کر دیا تھا اور اگر دوبارہ اس سے سُن لوں تو وہ مجھے قتل کر دیگا۔ پس اے واعظ خدا تجھے جزائے خیر دے اور جو حکمت تجھے خدا نے دے رکھی ہے اسے سود مند کرے۔ پس تحقیق تو نے اسے راحت و آرام میں پہنچا دیا ہے اس مصیبت سے جس میں وہ مبتلا تھا۔ پھر وہ اس ناتواں بوڑھے پر گر پڑی اس کی آنکھوں کے بوسے لیتی اور کہتی تھی اے بابا اے وہ انسان جسے اپنے گناہوں پر گریہ کرنے نے نابینا کر دیا تھا وہ میرا باپ ہے۔ اے بابا اے وہ جسے اپنے پالنے والے کے عذاب کے خوف نے بیجان کر دیا۔ وہ میرا باپ تھا اے میرے بابا ہمیشہ خوفِ خدا میں گریاں رہنے والے اور ہمیشہ استغفار اور توبہ کرنے والے، اے

Marfat.com

اے یاد دلانے والوں کے اور خطیبوں کے مقتول، اے وعظ کرنے والوں اور
حکمت و دانش کے بچھاڑے ہوئے۔ ابو عامر کہتا ہے کہ میں نے اس لڑکی سے ا
اپنے حالات پر رونے والی اور مرنے والے پر گریہ و بکا کرنے والی تیرا باپ ا
راستے پر چلا گیا ہے اور وہ جزا کے گھر میں پہنچ چکا ہے اور جو کچھ اس نے عمل ک
دیکھ لیا ہے اور وہ عمل اس کتاب میں حساب شدہ ہے جو تیرے رب کے پا
پس حساب کرنے والے کے لیے قربِ الٰہی ہے اور برے کام کرنے والا حزن
کے گھر میں وارد ہوگا۔ پس اس لڑکی نے بھی باپ کی طرح چیخ ماری اور مسجد مصطفےٰ
دوڑ کر گئی اور سکون سے صبر حاصل کیا الخ۔

تمت بالخیر

Marfat.com

ہماری کتابیں

قرآن مجید ترجمہ وتفسیر انگریزی ۔ قیمت صرف ۔/۷۵ روپے
رسولؐ واہلبیت رسولؐ ہر سہ حصص ۔/۷ روپے
نور کتاب وسنّت کی روشنی میں ۔/۱
شیعہ بچّوں کی نماز ۴۰ پیسے آخری تاجدار امّت ۷۵ پیسے
عمدۃ المجالس عمدۃ العلماء مولانا سیّد کلب حسین صاحب قبلہ اعلیٰ اللہ مقامہٗ کی سات بلند پایہ تقاریر کا مجموعہ ۲/۵۰
عید مباہلہ ۲۵ پیسے عید غدیر ۲۵ پیسے
سراج المیت فی فضائل اہلبیتؑ مصنّفہ امام اہلسنّت علامہ سیوطی ۱/۲۵
سرّ الشہادتین مصنّفہ امام اہلسنّت شاہ عبدالعزیز دہلوی ۱/۲۵
شہداء ایمان مصنّفہ علامہ امینی صاحب الغدیر ۔/۱
حیاتی جناب سیّدہؑ منظوم ۲۰ پیسے تحفہ نماز جعفریہ ۲/۲۵
سراج الکلام ممبر مولانا سبط حسن مرحوم کی دس تقاریر کا مجموعہ ۱/۵۰
نہج البلاغہ انگریزی ترجمہ ۔/۱۵ جہاد حسینی ۷۵ پیسے
لائق تحریر: خطیب اہلبیت مولانا توقیر حسین زیدی ۔/۱
دل وقابیل ڈاکٹر غلام جیلانی برقؔ کی دلآزار کتاب "بھائی بھائی" کا مدلل و سکت جواب ۔ از: فخر المناظرین مولانا سیّد کرار حسین صاحب قبلہ مبلغ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ (انڈیا) ۴/۵۰
بھائی تکمیل عربی متن اور انگریزی ترجمہ ۔/۳

Marfat.com

خورشید خاور اُردو ترجمہ شبہائے پشاور سلطان الواعظین آقائے شیرازی مترجمہ مولانا محمد باقر صاحب مدیر صلاح ۔/۶

مفاتیح الجنان عکسی طباعت اُردو ترجمہ کے ساتھ قسم اوّل ۱۲/۵۰ دوم ۰/۵۰

بنتِ رسول کا حق وراثت مولانا محمد شریف صاحب سابق خطیب اہلسنّت ۔/۳

سیاستِ معاویہ و یزید محمود احمد عبّاسی کی خلافت معاویہ و یزید کا دندان شکن جواب

قسم اول ۔/۱۰ قسم دوم ۔/۸

البیان فی اخبار صاحب الزمان ۱/۵۰

جلاء العیون حصّہ اول ۔/۴

حق الیقین علامہ مجلسی ۳/۲۵

سیرۃ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ۔/۳

گلستان حکمت مولانا سیّد مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ صدر الافاضل ۔/۱

نور العصر مصنّفہ: خطیب اعظم مولانا سیّد محمّد صاحب دہلوی مدظلہ العالی

حضرت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کا مقدس تذکرہ

قرآن مجید، تفسیر، حدیث، عقائد اور کلام سے استدلالات پیش کیے گئے ہیں۔

کتابت و طباعت اعلیٰ ۔ دیدہ زیب سرورق قسم اوّل ۶/۵۰ دوم ۴/۵۰

(دوسرا ایڈیشن)

ابوطالب مومن قریش تحریر: علّامہ عبداللہ الخنیزی (سعودی عرب)

ترجمہ: علامہ سیّد حیدر جوادی کراروی مدظلہ العالی مجتہد العصر قسم اول ۔/۶ دوم

جملہ مذہبی کتب ملنے کا پتا:

مکتبۂ تعمیر ادب ۔ پوسٹ بکس ۷۴۵ لاہور